تاریخ ابنِ خلدون

(جلد دوم)

مصنف

عبدالرحمٰن ابن خلدون

مترجم

حکیم احمد حسین عثمانی الہ آبادی

مرتب

محمد صہیب

تاریخ ابن خلدون

(جلد دوم)

مصنف

عبدالرحمٰن ابن خلدون

مترجم

حکیم احمد حسین عثمانی الٰہ آبادی

مرتب

محمد صہیب

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون ایف سی، 33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولا، نئی دہلی۔110025

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

پہلی اشاعت : 2018
تعداد : 550
قیمت : -/180 روپے
سلسلۂ مطبوعات : 1975

Tareekh-e-Ibne-Khuldoon Vol. II

By: Abdur Rahman Ibne-Khuldoon

ISBN :978-93-87510-13-5

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی 110025، فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک۔8، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی۔110066 فون نمبر: 26109746
فیکس: 26108159 ای۔میل: ncpulsaleunit@gmail.com
ای۔میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: جے۔ کے۔ آفسیٹ پرنٹرز، بازار مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی۔110006
اس کتاب کی چھپائی میں 80GSM, TNPL Maplitho کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

انسان اور حیوان میں بنیادی فرق نطق اور شعور کا ہے۔ان دو خداداد صلاحیتوں نے انسان کو نہ صرف اشرف المخلوقات کا درجہ دیا بلکہ اسے کائنات کے ان اسرار و رموز سے بھی آشنا کیا جو اسے ذہنی اور روحانی ترقی کی معراج تک لے جا سکتے تھے۔حیات و کائنات کے مخفی عوامل سے آگہی کا نام ہی علم ہے۔علم کی دو اساسی شاخیں ہیں باطنی علوم اور ظاہری علوم۔باطنی علوم کا تعلق انسان کی داخلی دنیا اور اس دنیا کی تہذیب و تطہیر سے رہا ہے۔مقدس پیغمبروں کے علاوہ، خدا رسیدہ بزرگوں، سچے صوفیوں اور سنتوں اور فکر رسا رکھنے والے شاعروں نے انسان کے باطن کو سنوارنے اور نکھارنے کے لیے جو کوششیں کی ہیں وہ سب اسی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔ظاہری علوم کا تعلق انسان کی خارجی دنیا اور اس کی تشکیل و تعمیر سے ہے۔تاریخ اور فلسفہ، سیاست اور اقتصاد، سماج اور سائنس وغیرہ علم کے ایسے ہی شعبے ہیں۔علوم داخلی ہوں یا خارجی ان کے تحفظ و ترویج میں بنیادی کردار لفظ نے ادا کیا ہے۔بولا ہوا لفظ ہو یا لکھا ہوا لفظ، ایک نسل سے دوسری نسل تک علم کی منتقلی کا سب سے موثر وسیلہ رہا ہے۔لکھے ہوئے لفظ کی عمر بولے ہوئے لفظ سے زیادہ ہوتی ہے۔اسی لیے انسان نے تحریر کا فن ایجاد کیا اور جب آگے چل کر چھپائی کا فن ایجاد ہوا تو لفظ کی زندگی اور اس کے حلقۂ اثر میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

کتابیں لفظوں کا ذخیرہ ہیں اور اسی نسبت سے مختلف علوم و فنون کا سرچشمہ۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کا بنیادی مقصد اردو میں اچھی کتابیں طبع کرنا اور انھیں کم سے کم قیمت پر علم و ادب کے شائقین تک پہنچانا ہے۔ اردو پورے ملک میں سمجھی جانے والی، بولی جانے والی اور پڑھی جانے والی زبان ہے بلکہ اس کے سمجھنے، بولنے اور پڑھنے والے اب ساری دنیا میں پھیل گئے ہیں۔ کونسل کی کوشش ہے کہ عوام اور خواص میں یکساں مقبول اس ہر دلعزیز زبان میں اچھی نصابی اور غیر نصابی کتابیں تیار کرائی جائیں اور انھیں بہتر سے بہتر انداز میں شائع کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے کونسل نے مختلف النوع موضوعات پر طبع زاد کتابوں کے ساتھ ساتھ تنقیدیں اور دوسری زبانوں کی معیاری کتابوں کے تراجم کی اشاعت پر بھی پوری توجہ صرف کی ہے۔

یہ امر ہمارے لیے موجب اطمینان ہے کہ ترقی اردو بیورو نے اور اپنی تشکیل کے بعد قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے مختلف علوم و فنون کی جو کتابیں شائع کی ہیں، اردو قارئین نے ان کی بھرپور پذیرائی کی ہے۔ کونسل نے ایک مرتب پروگرام کے تحت بنیادی اہمیت کی کتابیں چھاپنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو امید ہے کہ ایک اہم علمی ضرورت کو پورا کرے گی۔

اہل علم سے میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ اگر کتاب میں انھیں کوئی بات نادرست نظر آئے تو ہمیں لکھیں تاکہ جو خامی رہ گئی ہو وہ اگلی اشاعت میں دور کردی جائے۔

پروفیسر سید علی کریم
(ارتضیٰ کریم)
ڈائریکٹر

اس جلد میں

ملوک فارس، یونان، روم، لاطینی، قیاصرہ کیتم، قیاصرہ متنصرہ وسلاطین قسطنطنیہ کے حالات تا زمان فتح اسلامی، قوم گاتھ، قبائل عرب حمیرہ، بنوجرہم، قضاعہ، کہلان، آل منذر، سلاطین کندہ وغسان، اوس وخزرج، حکمران مدینہ وغیرہ وحکومت قریش کے حالات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ نہایت صحیح طور سے درج کیا گیا ہے۔

فہرست

تمہید	XXIII	ضحاک	7
دیباچہ	XLV	افریدون	8
		اولاد افریدون اور تقسیم سلطنت	8
اخبار دولت فارس	1	''کے'' لقب کی ابتدا	9
کیانیہ	1	منوشہر	9
ساسانیہ	1	افراسیاب	10
اہل فارس کا نسب	1	زومر	10
ملوک فارس کے طبقات	3	گرشاسپ	11
		شجرۂ ملوک طبقۂ اولیٰ فارس	12
طبقۂ اولیٰ ملوک فارس	5		
کیومرث	5	**طبقۂ ثانیہ ملوک فارس**	13
ہوشنگ	6	کیقباد	13
طہمورث	6	کیکاؤس	13
جمشید	6	کیخسرو	15

فہرست

تمہید	XXIII	ضحاک	7
دیباچہ	XLV	افریدون	8
		اولادِ افریدون اور تقسیم سلطنت	8
اخبار دولت فارس	1	''کَے'' لقب کی ابتدا	9
کیانیہ	1	منوشہر	9
ساسانیہ	1	افراسیاب	10
اہل فارس کا نسب	1	زومر	10
ملوک فارس کے طبقات	3	کرشاسپ	11
		شجرۂ ملوک طبقۂ اولیٰ فارس	12
طبقۂ اولیٰ ملوک فارس	5		
کیومرث	5	**طبقۂ ثانیہ ملوک فارس**	13
ہوشنگ	6	کیقباد	13
طہمورث	6	کیکاؤس	13
جمشید	6	کیخسرو	15

کیہراسف	16
معدابن عدنان	17
کیستاسب	17
زردشت	18
جنگ کیستاسب وخزراسب	19
خزراسب اوراسفندیار کے درمیان جنگ	20
اسفندیار کی رستم پرفوج کشی	20
بہمن	21
دارااکبر	22
دارابن دارا	22
ہروشیوش مورخ روم کا بیان	23
دارا کی وصیت	25
بخت نصر ثانی	25
دارایوش بن گستاسب	25
شجرۂ طبقۂ ثانیہ ملوکِ فارس	26
اسمردیوس مجوسی	27
اخشویرش	27
ارطحشاشت بن اخشویرش	27
ارطحشاشت ثانی	27
دارا ابن الامۃ	28
ارطحشاشت برادرزادہ کورش	28
ارطحشاشت (اخوش)	28
ارشیش بن ارطحشاشت	28
دارا ابن ارشیش	28
طبقۂ ثالثہ ملوکِ فارس	**31**
ملوک الطوائف	31
سلطنت اسکندر کی تقسیم	31
اشک بن دارااکبر	32
ملوک ترتیب	32
ملوک الطوائف کا زمانہ	33
شجرۂ طبقۂ ثالثہ ملوکِ فارس	34
طبقۂ رابعہ ملوکِ فارس	**35**
دولت ساسانیہ	35
اردشیر	35
اردشیر کی فتوحات	36
سابور	38
سابور اور نضیرہ	38
سابور کے سلسلے میں اختلافِ آرا	39
ہرمز و بہرام	40
زندیق	40
بہرام بن بہرام	40
بہرام بن بہرام بن بہرام	41
فرسین اور ہرمز	41

سابور ذوالاکتاف	41
سابور ذوالاکتاف کی عرب پر فوج کشی	42
ذوالاکتاف کی وجہ تسمیہ	43
سابور ذوالاکتاف کو عمرو بن تمیم کا مشورہ	43
سابور ذوالاکتاف کا روم پر حملہ	44
سابور ذوالاکتاف کی حکومت کا خاتمہ	45
اردشیر بن ہرمز	45
سابور بن سابور ذوالاکتاف	46
بہرام ملقب بہ کرمان شاہ	46
یزدجرد الاثیم	46
بہرام بن یزدجرد	47
یزدجرد بن بہرام	47
ہرمز اور فیروز	48
بلاوش بن فیروز	48
قباد	49
مردک زندیق اور قباد	49
انوشیرواں	50
ہرمز بن انوشیرواں	52
ہرمز کی معزولی اور پرویز کی تاج پوشی	52
پرویز اور بہرام کی جنگ	53
پرویز کی قیصر روم سے امداد طلبی	54
بہرام کا خاتمہ	54
قیصر کا قتل اور پرویز کا ردعمل	54
پرویز اور ہرقل کی جنگ	55
پرویز کا قتل اور شیرویہ کی حکومت	56
اردشیر بن شیرویہ	57
شہریان	57
بوران بنت پرویز	57
ازرمید خت بنت پرویز	58
فرخ زاد بن خسرو	59
یزدجرد بن شہریار	59
سنین عالم	60
شجرۂ طبقۂ رابعہ ملوکِ فارس	62
یونان، روم اور لاطینیوں کے انساب	**65**
شجرۂ انساب یونان و روم وغیرہ	67
اخبار دولت یونان	69
غریقی اور لاطینی	69
اغریقش بن یونان	70
ہرقل جبار بن ملکان	70
ہرمس	71

فیلقو بن مطریوس	71
اسکندر	72
اسکندر اور دارا کی جنگ	72
اسکندر کا معلم ارسطو حکیم	73
اسکندر کی فتوحات	74
بطلیموس	75
فلاڈیفیش	76
انظریس اور فلوذ باذی	76
ایفانش اور قلو ماطر	76
اریاطش	77
دیونشیش	77
کلابطرہ [قلوبطرہ]	77
بطلیموس اول	79
سلقوس اور انطوخوس	80
بطلیموس بن اسکندروس	80
بطلیموس ارنبا	81
بطلیموس محب	81
انطیخوس کا قدس شریف پر حملہ	81
بنی حشمنائی کا پہلا بادشاہ	82
آخری شاہان بطالسہ	82
ملکہ کلابطرہ اور اوغشطش	83
ملکہ کلابطرہ کا خاتمہ	83
شجرۂ ملوک بطلیموسہ	85
شجرۂ ملوک یونان	86
شجرۂ ملوک بطلیموسہ (مطابق ابن عمید کے)	87
لاطینی یعنی کیتم معروف بہ روم	**89**
روم کا نسب	89
پہلا لاطینی حکمراں	89
لاطینیوں اور غریقیوں کے درمیان چشمک	90
شہر رومہ کے بانئین رولس اور راماش	90
جنگجو قوم	91
روم کے نسب سے متعلق ایک روایت	91
ملوک قیاصرہ (کیتم)	**93**
قیصر	94
اوغشطش قیصر	95
حضرت عیسیٰ کی ولادت	95
طباریش قیصر	96
غانیس قیصر	97
عیسائیت کی تبلیغ	97
فلودیش [قلودیش] قیصر	98
انجیل کی کتاب اور ترجمہ	98

بیت المقدس کی تاراجی 98
نیرون قیصر 99
نصرانیوں کی جلاوطنی 99
اسپاشیانش کا یروشلم پر حملہ 100
نیرون قیصر کا قتل 100
مسجد اقصیٰ کا انہدام 100
یہودیوں پر سختی 101
یشبیان کی حکومت 101
یہودی قیدیوں کا انجام 102
عیسائیوں کی بیت المقدس واپسی 102
طیطش قیصر 103
دومریان 103
حواریوں کی گرفتاری 103
برما 104
طریانس 104
عیسائیوں پر تشدد 104
یہودیوں کی بدعہدی اور اس کا انجام 104
اندریانوس اور بیت المقدس کی تباہی 105
ہیکل زہرہ کی تعمیر 106
بطارقہ اسکندریہ 106
عیسائیوں پر تشدد 106
عیسائیوں میں بدعت کا آغاز 107
حکیم جالینوس 107
ہیکل الالہ کی تعمیر 107
اقطونیش 108
اسکندروس 109
مخشمیان 109
ابوفانیوس 109
عردیانوس 110
غردیار 110
فلفش بن اولیاق 110
فلفش قیصر کا قتل اور روافیس کی حکومت 110
اصحاب کہف 111
غالش قیصر 111
غلینوش قیصر 112
فلوڈیش 113
نطیل 113
اوریلیانش 113
عیسائیوں کی مذہبی آزادی 113
قسطنطین کی پیدائش 113
عیسائیوں پر جبر وتشدد 113
فرونش قیصر 114
بقلادیانوش 114

دیقلادیانوس 115
مقسیمانوس 115
دیوقاریان 116
خلاصۂ بحث 117

اخبار قیاصرہ معاصرہ قسطنطنیہ وشام

تازمان فتح اسلامی 119
وجہ تسمیۂ نصرانی 119
قیاصرہ کا نسب 120
قسطنطین 120
قسطنطین کا قبول عیسائیت 121
صلیب کی بازیابی 121
کلیسا کی تعمیر 121
یہودیوں کے ساتھ قسطنطین کا سلوک 122
قسطنطین کے قبول عیسائیت کا واقعہ 123
اہل رومہ کی بغاوت 123
قسطنطین کا خواب 123
قسطنطین ثانی 124
یولیاش 124
بلیان 124
یوشانوش 124
بلنسیان بن قسطنطش 125
والیش 125
والیطنوس 126
والاش 127
اغرادیانوس قیصر 127
تاوداسیوس 127
مورخ ہیروشیوش کا بیان 128
ارکادیش 129
طوودوشیش اصغر 129
نسطوریش بطریق 130
بہرام جور 131
مرقیان قیصر 131
عیسائی فرقے 131
لاؤن کبیر 132
زینون قیصر 133
نشطاش قیصر 133
یشطیانش 134
یشطینانش 135
کرسمس کی تاریخ میں تبدیلی 136
یولیناریوس بطریق 136
سامرہ کی سرکشی وسرکوبی 136
پانچواں مذہبی جلسہ 136
طوودوشیوش بطریق 137

یوشطونش قیصر 137
طباریش قیصر 138
موریکش قیصر 138
موریکش قیصر کا قتل 139
پرویز کی انتقامی کارروائی 139
ہرقل بطریق کی تاج پوشی 140
ہرقل کی پرویز سے صلح کی درخواست 141
ہرقل کا فارس پر حملہ 141
عامل دمشق کی اطاعت 142
یہودیوں کے قتل عام کا حکم 142
ہرقل کا مصر پر قبضہ 142
بنیامین کا خواب اور روپوشی 142
ہرقل کی قسطنطنیہ واپسی 143
تاریخی معلومات 143

اخبار قیاصرۂ مختصرہ از زمان ہرقل ودولت اسلامیہ تا زمان انقراض

حکومت قیاصرہ 145
پرویز کی فوج کشی 145
سپہ سالار پرویز کی بغاوت 145
پرویز کی شکست 146
ہرقل کو دعوت اسلام 146
غزوۂ موتہ (شام پر مسلمانوں کا
پہلا حملہ 148
غزوۂ تبوک (دوسرا حملہ) 149
اسلام دمشق میں 150
جنگ یرموک 150
فتح قنسرین 151
محاصرۂ بیت المقدس 151
حضرت عمرؓ کا عطا کردہ امان نامہ 151
حضرت عمرؓ فاروق کی رواداری 152
مسجد کی تعمیر 152
مصر کا محاصرہ 153
منصور بن سرحون اور ماہاب بطریق
کی جنگ 153
فتح دمشق 154
ہرقل کے بعد 154
امیر معاویہؓ کی روم پر فوج کشی 154
عمروؓ بن العاص کا امان نامہ 155
یزید بن معاویہ کی قسطنطنیہ پر
فوج کشی 155
اوغشطش قیصر 155
اصطفانیوس قیصر 156
لاون اور اس کے بعد طیباریوس ثانی 156
سطیانوس اور جامع مسجد دمشق کی
تعمیر 156

تداوس اور اس کے بعد لاون ثانی 156

قسطنطین بن لاون ثانی 156

قسطنطین ثانی بن لاون 157

نقفور اور ہارون رشید 157

استبراق اور مامون رشید 158

پوپ کی رومہ منتقلی 159

مسعودی کا بیان 159

ابن اثیر کا بیان 161

فرانس اور روم 166

رومیوں کا بالجبر عیسائی بنانا 166

فرانس 166

بنادقہ 167

جلالقہ 167

مسلمانوں کا غلبہ 167

فرانس کی پیش قدمی 167

المستنصر عبیدی کی سازش 168

فرانس اور روم میں تنازع 168

زجار کا قسطنطنیہ پر حملہ 168

فرانس کا قسطنطنیہ پر قبضہ 169

قسطنطنیہ میں غارت گری 169

کیدفلید بادشاہ قسطنطنیہ 170

اخبار قوم قوط (گاتھ) ملوک اندلس

تا زمان فتح اسلامی 171

قوط کی اصل 171

قوط کا روم پر حملہ 172

قندلس 172

ملک کی تقسیم 172

لزریق 173

طوریق 173

دیک 173

قوط کے دو گروہ 173

مختلف حکمراں 174

طبقۂ ثالثہ عرب یعنی عرب تابعہ

عرب کے حالات اور ان کے

فرقوں کے انساب اور مقبوضات

کے واقعات وغیرہ وغیرہ 177

طبقۂ ثالثہ عرب 177

عربوں کی حکومت 178

بخت نصر کا عرب پر حملہ 178

حیرہ کی وجہ تسمیہ 179

یمن و شام میں عرب کی آمد 179

بحرین میں عرب کی آمد 180

عراق کی طرف عرب کی پیش قدمی 180

عرب ضاحیہ 181

بنوخزاعہ اور بنوجرہم میں جنگ 181

معد بن عدنان	181
عرب تابعہ للعرب	182
بادیہ نشین عرب	183
بنی مضر کی حکومت	183
عرب کا نسب	184
عرب کا نسبی سلسلہ	184
عدنان	184
قحطان	184
قضاعہ	184
بطون حمیر قحطانیہ	185
بنو خیران و شعبان	186
بنو میتم [میثم]	187
بنو یعفر	188
تبابعہ	188
سیف بن ذی یزن	189
قبائل حضر موت	189
بنو جرہم	191
شجرۂ انساب بنو حمیر قحطانیہ	192
قضاعہ	194
الحاف بن قضاعہ	194
عمرو بن الحافی	195
اسلم بن الحافی	195
عمران بن الحافی	196
بنو القین	196
بنو کنانہ	196
بنو حصین	196
بنو بجدل	197
حضرت دحیہؓ	197
حضرت زید بن حارثہؓ	197
ابن کلبی	198
قضاعیوں کی حکومت	198
شجرۂ انساب بنو قضاعہ	200
بنو کہلان	202
زید بن کہلان	202
بنو ہمدان	202
بنو یام	203
بنو الازد	203
بنو نصر	204
بنو عمرو مزیقیا	204
عمرو مزیقیا کی حجاز روانگی	204
بنو مزیقیا اور چشمۂ غسان	205
بجیلہ	206
بنو عریب	206
قبائل سنبس و ثعالب	206
امارت بنو ہنی	207
امارت بنو مفرح	207

آل مذحج	207	ملکہ الزبا کی سازش	218
افعی کاہن	208	جذیمہ کا خاتمہ	218
بنوزیاد	208	عمرو بن عدی کی انتقامی کارروائی	219
نجران کے مختلف حکمران خاندان	208	ملکہ الزبا کا انجام	219
بنومرہ	209	عمرو بن عدی کا کردار	220
بنولخم	209	آل نصر کا عراق میں قیام	220
بنوناقرہ	210	نعمان کا نسب	220
بنوعائذ اور بنوعقبہ	210	امرؤالقیس	221
عاملہ	210	عمرو بن امرؤالقیس	222
کندۃ الملوک	211	نعمان بن امرؤالقیس	222
بنوسکون	211	حرث کی حیرہ پر فوج کشی	223
شجرۂ انساب بنوکہلان	212	حرث بن عمرو اور قباد	223
		شمر اور حسان کی فتوحات	224
اخبار ملوک آل منذر طبقۂ ثالثہ عرب		منذر بن نعمان	224
جنھوں نے حیرہ میں حکمرانی کی	213	منذر	224
عراق میں حکومت	213	نعمان بن اسود	225
مالک بن فہم	214	ابویعفر بن علقمہ	225
ملکہ الزبا	215	منذر بن امرؤالقیس	225
مالک بن فہم اور ملکہ الزبا	215	عمرو بن منذر	225
جذیمۃ الابرش اور الزبا	215	شقیقہ قابوس	225
جذیمہ کے کارنامے	216	نعمان بن منذر	225
عدی بن نصر اور رقاش کا معاشقہ	216	حیرہ پر مرزبانانِ فارس کا قبضہ	226
عمر بن عدی	217	خالدؓ بن ولید کی حیرہ پر فوج کشی	226

ایاس بن قبیصہ کی معزولی	226
سعدؓ بن ابی وقاص اور قابوس کی جنگ	226
ملوک آل نصر کی مدت حکومت	227
ملوک آل نصر کی ترتیب	227
جرجانی کی روایت	227
مسعودی کی روایت	228
سہیلی کی روایت	229
ابن سعید کی روایت	229
صاحب تواریخ الامم کی روایت	229
بنو نصر کا مذہب	231
ملوک بنو نصر کی تعداد	231
شجرۂ ملوک حیرہ	232
ملوک کندہ	**233**
حجر بن عمرو	233
عمرو بن تبع	233
عبد کلال	234
تبع بن حسان	234
حرث بن عمرو	234
حرث بن عمرو کی اولاد اور تقسیم ملک	234
شرحبیل اور سلمہ کی جنگ	235
حجر بن الحرث	236
امرؤالقیس اور بنو اسد کے درمیان جنگ	236
کندۃ الملوک	237
بنو جبلہ کی حکومت	238
سکون اور سکاسک	238
شجرۂ ملوک کندہ	239
اخبار ابنائے جفنہ ملوک غسان شام	**241**
سمیدع بن ہوثر	241
تنوخ کی حکومت	242
بنو سلیح کی حکومت	242
بنو کہلان کی حکومت	243
غسان	243
بنو غسان اور روم کے درمیان جنگی معاہدہ	244
غسانی حکمراں	244
جرجانی کی روایت	244
مسعودی کی روایت	245
ابن سعید کی روایت	245
جبلہ بن ایہم کا قبول اسلام	246
جبلہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں	247
جبلہ کی پشیمانی	248
ملوک غسان کی تعداد	248

بنوغسان کا زوال 249
شجرۂ ملوکِ غسان 250
(جرجانی کے مطابق)
شجرۂ ملوکِ غسان 251
(مسعودی کے مطابق)
شجرۂ ملوکِ غسان 252
(ابن سعد کے مطابق)

اخبار اوس وخزرج ابنائے قیلہ
ملوک یثرب 253
یثرب 253
یثرب کے قدیم باشندے 255
یثرب میں یہود 255
ثمر الروم 256
یثرب میں قبائل یہود 256
مالک بن عجلان کی ابوجبیلہ غسانی
سے امداد طلبی 257
یہودیوں پر ابوجبیلہ کا حملہ 257
رؤسائے یہود کا انجام 257
اوس وخزرج 258
قبیلۂ اوس 258
قبیلۂ خزرج 259
یہودِ مدینہ کی عہد شکنی 259
یہودِ مدینہ کی تباہی 261
اوس وخزرج کی مدینہ پر حکومت 261
اسلام مدینہ میں 261
یوم بعاث 261
رسول اللہ کی خدمت میں اہل عقبہ
کی حاضری 262
اہل مکہ کو اہل مدینہ کی تلقین 262
تبلیغ اسلام میں قریش کی
رخنہ اندازی 263
قبیلۂ خزرج کے چند لوگوں کا
قبول اسلام 263
بیعتِ عقبۂ اولیٰ 264
رسول اللہؐ نے جن باتوں پر
بیعت لی 265
انصار کو قرآن کی تعلیم 266
بنوخزرج اور بنواوس کا اسلام
کی طرف میلان 266
اہل مدینہ کا قبولِ اسلام اور بیعت 267
نقیبوں کا تقرر 268
شیطان کا چلاّنا 268
بیعت حرب 268
ہجرت کا حکم 268
مہاجرین کے اسمائے گرامی 269

رسول اللہ ﷺ کی ہجرت 269
مسجد نبوی کی تعمیر 269
اہلِ مدینہ انصار کی حیثیت سے 270
میثاق مدینہ 270
یہودِ مدینہ کی عہد شکنی 270
بنو نضیر کی جلاوطنی 271
بنو قریظہ کی سازش اور اس کا انجام 271
خیبر سے یہود کی جلاوطنی 272
رسول اللہ ﷺ کا انصار سے خطاب 272
واقعہ سقیفہ 274
حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت 274
بدری صحابہ کی شہادت 275
شجرۃ النسب بنی خزرج 277
شجرۃ النسب بنی اَوس 278

اخبار حکومت وانساب بنو عدنان 279
بنو عدنان کا نسب 279
معد ابن عدنان کا نسب 280
از عدنان تا قیذار پشتوں کی تعداد 284
از معد بن عدنان تا اسماعیلؑ پشتوں کی تعداد 285
از عدنان تا اسماعیلؑ پشتوں کی تعداد 285
معد کا سلسلۂ نسب بہ روایت ام سلمہؓ 285
عدنان کی اولاد 286
معد بن عدنان کی پرورش 286
عدنان اور بخت نصر میں جنگ 287
معد کا سفر حج 287
معد کا نکاح 287
بنو عدنان کا مسکن 287
آل عدنان 288
آل معد 288
آل نزار اور تقسیم ملکیت 288
بطون ربیعہ 289
بنو عنزہ 289
بنو جدیلہ 289
بنو وائل 291
بنو تغلب 291
بنو بکر 292
بنو حنیفہ 292
بنو عجل 293
بنو عکابہ 294
بنو شیبان 294
شجرۂ بنو قیذار بن اسماعیل علیہ السلام 298
شجرۂ نسب بنو عدنان 299
قبائل مضر بن نزار 301
بنو قیس 301

بنوغطفان	302
بنوعبس	302
بنوذبیان	303
بنومرہ	305
بنوسُلیم کی شاخیں	305
بنوذکوان اور بنوعبس	305
بنوثعلبہ	306
بنوعلی اور بنوعصیہ	306
بنوبہز	306
بنوزُغبہ	307
بنوذباب	307
بنوعوف	307
بنوہیب	307
بنوہوازن کی شاخیں	308
بنوسعد	308
بنومنبہ	309
بنوثقیف	309
بنومعتب	309
بنوثقیف کا مستقر	310
بنومعاویہ بن بکر	310
بنوجشم	310
بنوسلول	311
بنوعامر	311
بنونمیر بن عامر	311
بنوسواۃ بن عامر	311
بنوہلال بن عامر	311
بنوربیعہ بن عامر	312
عامر بن ربیعہ	312
بنوکلاب	313
بنوکعب بن ربیعہ	313
بنوقشیر	314
بنوعقیل	314
بنوعبادہ	315
بنوخفاجہ	315
بنوعامر بن عوف	315
شجرۂ انساب بنوقیس بن مضر	316
بطون الیاس بن مضر	318
قبیلۂ خزاعہ میں تولیت کعبہ	319
بطون خزاعہ	319
برادران خزاعہ	319
بنواسلم کی شاخیں	320
بنوطابخہ کی شاخیں	320
بطون بنوتمیم	320
بنومزینہ	323
رباب	323
بنوتمیم کی شاخیں	323

بنو عدی کی شاخیں	324	بنو لوی بن غالب	335
ضبہ	324	بنو عامر بن لوی	335
صوفہ	325	بنو کعب ابن لوی	336
مدرکہ کے قبائل	325	بنو عدی بن کعب	337
بنو ہذیل	325	بنو مرہ ابن کعب	337
بنو اسد	325	بنو تیم بن مرہ	337
قارہ و عکل	326	بنو یقظہ بن مرہ	338
بنو کنانہ	327	بنو کلاب بن مرہ	338
بنو عبد مناۃ	327	بنو زہرہ بن کلاب	339
بنو ضمرہ	328	بنو قصی بن کلاب	339
بنو مدلج	328	بنو عبد الدار	339
بنو عامر بن عبد مناۃ	328	بنو عبد العزیٰ	340
بنو الحارث	328	بنو عبد مناف	340
بنو فراس	329	بنو عبد شمس	341
نسی شہور کا موجد	329	بنو امیہ اکبر	341
شجرۂ نسب عدنان دوم	331	بنو نوفل	342
		بنو مطلب	342
قریش	333	بنو ہاشم	343
قریش کی وجہ تسمیہ	333	مکہ میں قریش کی حکومت	343
آل فہر بن مالک	334	بنو جرہم کا مکہ میں قیام	344
بنو محارب بن فہر	334	حضرت اسماعیلؑ	345
بنو حارث بن فہر	334	بیت الحرام کی تعمیر	345
بنو غالب بن فہر	335	حضرت اسماعیلؑ کی وفات	345

بنو جرہم کی تولیت 345
بنو جرہم کا مکہ سے اخراج 346
حجر اسود کی گمشدگی اور اس کی تلاش 346
بنو خزاعہ کی تولیت 347
قصی کی تولیت کعبہ 348
دار الندوہ 349
ضیافت حجاج کے لیے قریش پر خراج 349
بنو عبدالدار کی تولیت 350
بنو عبدالدار اور بنو عبد مناف میں کشیدگی 350
بنو عبدالدار اور بنو عبد مناف میں مصالحت 351
ہاشم بن عبد مناف 351
عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ 352
عبدالمطلب کی سرداری 352
عبداللہ بن عبدالمطلب کا فدیہ 353
عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال 353
رسول اللہ ﷺ کی ولادت 355
عبدالمطلب کی عمر 456
غلاف کعبہ 456

تمہید

اسپین پر عربوں کے تسلط کے وقت عرب سے جولوگ اندلس آئے، ان میں یمن کا خالد بن عثمان بھی تھا۔ یہ عرب کے ایک مشہور قبیلے کندہ کے سردار وائل بن حجر (جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا) کے خاندان سے تھا۔ خالد نے اندلس کے شہر قرمونہ میں سکونت اختیار کی، یہیں اس کی نسلی ترقی ہوئی۔ پھر یہ خاندان اشبیلیہ منتقل ہوگیا۔ اشبیلیہ میں اس گھرانے کا شمار وہاں کے سرکردہ خاندانوں میں ہونے لگا اور ملکی سیاست میں اثر ورسوخ بڑھ گیا۔ یہ لوگ اہم عہدوں پر فائز رہے۔ پھر جب اشبیلیہ میں بغاوت پھوٹ پڑی اور وہ انتشار کا شکار ہوگیا تو یہ خاندان ساتویں صدی ہجری کے وسط میں جلاوطن ہوکر تیونس آ گیا۔

اسی خاندان میں ابوزید ولی الدین عبدالرحمٰن بن محمد یکم رمضان 732 ہجری مطابق 27 مئی 1332 کو تیونس میں پیدا ہوئے۔ وہ ابن خلدون کے نام سے مشہور ہیں اور ان کا سلسلۂ نسب یوں ہے :

عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن محمد بن الحسن بن محمد بن جابر بن محمد
بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن خلدون

''خلدون'' ''خالد'' کی بدلی ہوئی صورت ہے۔ ''خالد'' سے ''خلدون'' ہونے کی

توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ ہسپانوی زبان میں کسی کے نام میں واؤ اور نون کا لاحقہ اس شخص کی عظمت کی طرف اشارہ کرتا ہے، جیسے خلدون سے مراد خالد اکبر۔

''خالد'' کے ''خلدون'' ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ اندلس کے جو اصل باشندے نہیں تھے وہ اپنے خاندان کے نسبتاً کم معروف شخص کے نام کے ساتھ واؤ اور نون کا لاحقہ لگا دیتے، جس سے یہ سمجھ لیا جاتا تھا کہ یہ اندلس کے باشندے نہیں ہیں[1]۔

ابن خلدون کے خاندان کی سرگرمیاں صرف سیاست اور اقتدار تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ اس کا ایک علمی وقار بھی تھا۔ صوفیا سے بھی ان کا تعلق رہا ہے۔ لیکن ابن خلدون کے والد محمد بن ابوبکر نے خود کو سیاسی سرگرمیوں سے علاحدہ کر لیا تھا اور عبادت و ریاضت اور درس و تدریس کی طرف ان کا انہماک ہو گیا تھا۔ عربی زبان و ادب پر بھی انھیں قدرت حاصل تھی۔ وہ شعر کے فن اور اس کے محاسن سے نہ صرف واقف تھے بلکہ اپنے زمانے کے شعرا کے لیے مرجع تھے، شعر کے سلسلے میں اختلاف کے وقت ان کی رائے آخری سمجھی جاتی۔ اسی ماحول میں ابن خلدون کی بھی تربیت ہوئی اور ان کو اپنے وقت کے مشاہیر سے اکتساب فیض کا شرف حاصل ہوا۔

ابن خلدون نے ابو عبداللہ محمد بن سعد بن نزال انصاری سے قرآن پڑھا اور حفظ کیا، حفظ کے بعد انھوں نے شیخ ابو عبداللہ کو مشہور سات قرأتوں کے مطابق قرآن سنایا، پھر انھوں نے اپنے والد سے عربی ادب پڑھا۔ باپ کے علاوہ تیونس کے جن علما سے انھوں نے عربی ادب کی تعلیم حاصل کی ان میں شیخ محمد عربی حصائری، شیخ محمد بن الشواش مزازی، احمد بن قصار اور امام العربیۃ والادب محمد بن بحر (جو لسانیات کے بحر زخار تھے) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شیخ محمد بن بحر نے ابن خلدون کو شعر یاد کرنے کا مشورہ دیا تھا، استاد کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ابن خلدون نے اشعار کی چھ کتابیں حفظ کر لیں۔ ان کے علاوہ اعلم کی حماسہ، حبیب بن اوس الحارث الطائی، متنبی اور ابوالفرج اصبہانی کے کلام کا معتد بہ حصہ ان کو یاد ہو گیا۔

ابن خلدون نے علم حدیث بھی حاصل کیا۔ تیونس کے امام المحدثین شمس الدین ابو عبداللہ محمد جابر بن سلطان القیسی الوادیاشی سے انھوں نے مسلم شریف، موطا اور امہات خمس میں

[1] افکار ابن خلدون: مولانا حنیف ندوی، ص:10

سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ان میں سے بعض کی تکمیل کی اور بعض کا کچھ حصہ پڑھا۔شیخ شمس الدین نے عربی اور فقہ کی بھی بہت سی کتابوں کی ابن خلدون کو اجازت دی۔ابن خلدون نے فقہ کی بھی تعلیم حاصل کی۔تیونس کے جن علما سے انھوں نے فقہ کی کتابیں پڑھیں ان میں ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الجیانی اور ابوالقاسم محمد القصیر کے نام اہم ہیں۔ابوالقاسم سے کتاب التہذیب،مختصر المدونہ اور کتاب المالکیہ پڑھی اور ان کی خدمت میں رہ کر تفقہ حاصل کیا۔

جب 748ہجری مطابق 1348 میں سلطان ابوالحسن مرینی تیونس پر قابض ہوا تو اس کے ساتھ علما کی ایک جماعت بھی تھی۔اس جماعت سے بھی ابن خلدون نے استفادہ کیا۔ان میں مغرب کے مفتی اعظم اور مالکی مسلک کے امام ابوعبداللہ محمد بن سلطان السطی بھی تھے،ابن خلدون ان کی مجلس سے وابستہ ہوئے اور وہاں انھوں نے متعدد علوم حاصل کیے۔علاوہ بریں انھوں نے امام المحدثین ابومحمد عبدالمہیمن حضرمی کی خدمت میں حاضری دی اور صحاح ستہ،موطا،سیر ابن اسحٰق، اور فن حدیث میں ابن الصلاح کی کتاب اور ان کے علاوہ مختلف کتابیں پڑھیں۔اور اجازت حاصل کی۔شیخ المعقولات ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم الآبلی سے اصلین،منطق اور حکمت کے متداول علوم وفنون کی تکمیل کی اور ان میں درک حاصل کیا۔

ابن خلدون نے اپنی خودنوشت میں اپنی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں تفصیل سے لکھا ہے اور اس ذیل میں اپنے اساتذہ کا جس احترام سے تذکرہ کیا ہے اس سے ان کے علمی شغف اور مرتبے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔انھوں نے اپنے وقت کے اکابرفن اور نابغۂ روزگار شخصیات سے علوم وفنون کی تکمیل کی اور کم سنی میں ہی حدیث،فقہ،منطق وفلسفہ،ادب اور تاریخ میں مہارت حاصل کرلی اور سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں ہی دنیا کو اپنی اہمیت کا احساس دلایا اور اپنے وقت کے سلاطین وامرا کو اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے متاثر کیا۔

749ہجری/ 1349 میں جب طاعون کی وبا میں ابن خلدون کے والد کا انتقال ہوگیا تو انھیں فکر معاش ہوئی۔چونکہ ابن خلدون کا خاندان ہمیشہ سے شاہی دربار میں اہم عہدوں پر فائز تھا اور خود ابن خلدون کو بھی شہرت مل چکی تھی اس لیے تیونس کے حکمراں ابومحمد بن تافراکین کی قربت حاصل کرنے میں ابن خلدون کو کسی طرح کی دشواری نہ ہوئی اور وہ خلیفہ ابواسحٰق کی طرف

سے علامت تحریر کرنے پر مقرر کر دیے گئے۔ اگر چہ یہ عہدہ ابن خلدون کے شایانِ شان نہ تھا لیکن ابن خلدون کی سیاسی یا درباری زندگی کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے۔

سلطان ابوعنان المرینی جب مغرب پر قابض ہوا تو اس نے مسائل کی تحقیق و تدقیق کے لیے ایک کونسل قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لیے اطرافِ عالم سے ممتاز علما اور ماہرین کا انتخاب کیا گیا۔ سلطان نے ابن خلدون کے بارے میں بھی سن رکھا تھا لہٰذا اس نے ابن خلدون کو طلب کیا۔ 756ہجری/ 1355 میں جب ابن خلدون سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلطان نے ان کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور ان کو علما کی شاہی مجلس میں شامل کر لیا اور عہدۂ کتابت تفویض کیا۔ ابن خلدون شاہی فرامین پر مہر لگانے لگے اور بہت کم وقت میں ہی سلطان کا تقرب حاصل کر لیا۔ یہ دیکھ کر دوسرے عہدہ داران کی پیشانی پر بل پڑ گئے اور ان کے خلاف سازش کے تانے بانے بنے جانے لگے اور سازشی آخر کار کامیاب بھی ہوئے۔ سلطان نہ صرف یہ کہ ابن خلدون سے برگشتہ ہو گیا بلکہ اس نے انھیں قید میں ڈال دیا۔ 759ہجری/ 1358 میں جب سلطان کی وفات ہوئی تو وزیر حسن بن عمر نے ابن خلدون کو آزاد کیا اور ان کو قدیم عہدے پر بحال کیا اور خلعت سے بھی نوازا۔

ابوسالم مرینی نے 760ہجری/ 1359 میں ابن خلدون کو دیرینہ تعلقات کی بنیاد پر اپنا سکریٹری مقرر کیا۔ ابھی کچھ مدت ہی گزری تھی کہ یہاں بھی ابن خلدون سازش کا شکار ہوئے اور سکریٹری کے عہدے سے ہٹا کر ''مظالم'' کے شعبے میں لگا دیے گئے۔ چند دنوں کے بعد سلطان کے حالات بگڑ گئے اور وزیر عمر بن عبداللہ نے دارالخلافہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا، عوام نے بھی اس سے بیعت فسخ کر دی۔ وزیر عمر بن عبداللہ جب حاکم ہوا تو اس نے ابن خلدون کو اس کے عہدے پر بحال کیا اور جاگیر اور وظیفے میں اضافہ کر دیا۔

764ہجری/1363 میں ابن خلدون غرناطہ آئے۔ سلطان ابن الاحمر نے ابن خلدون کا شاہی استقبال کیا۔ سلطان کا وزیر لسان الدین ابن الخطیب بھی ابن خلدون کی علمی صلاحیت اور سیاسی بصیرت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جلد ہی سلطان کو ابن خلدون پر اس قدر اعتماد ہو گیا کہ وہ ملک کے معاملات و مہمات کے سلسلے میں ان سے تبادلۂ خیال کرتا اور ان کی رائے کو اہمیت

دیتا۔ قشتالہ (Castile) کے بادشاہ پیڈ روے بیدرد (Pedro thr cruel) اور ساحل کے بادشاہوں کے درمیان کچھ معاہدے ہوئے تھے۔ یہ سلطان ابن الاحمر کا ابن خلدون پر اعتماد تھا کہ اس نے 765ہجری/ 1364 میں ابن خلدون کو ان معاہدوں یا صلح ناموں کی تکمیل کی غرض سے پیڈ روے بیدرد کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ پیڈ رو بھی ابن خلدون کی فراست اور سیاسی تدبر سے متاثر ہوا۔ ابن خلدون کو بھی اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی اور اس طرح انھوں نے دونوں ممالک کے رشتے استوار کرنے میں اہم کارنامہ انجام دیا۔ جب ابن خلدون واپس ہونے لگے تو پیڈ رو نے ان کو ایک خچر تحفے میں دیا، جس پر سونے کی زین اور لگام تھیں۔ ابن خلدون نے واپس آ کر سب ہدایا اور تحائف سلطان کی خدمت میں پیش کیے۔ سلطان بہت خوش ہوا اور ابن خلدون کو مال و دولت سے نوازا۔

765ہجری/ 1364 میں جب امیر ابوعبداللہ بجایہ پر حاکم ہوا تو اس نے ابن خلدون کو بجایہ آنے کی دعوت دی۔ سلطان ابن الاحمر یہ سن کر برہم ہوا لیکن کسی طرح ابن خلدون نے سلطان کو راضی کر لیا اور اس نے ان کو امیر ابوعبداللہ کی خدمت میں جانے کی اجازت دے دی۔ 766ہجری/ 1365 میں ابن خلدون غرناطہ سے بجایہ آئے۔ یہاں ابن خلدون کا شاہی استقبال ہوا، پورا شہر امڈ پڑا تھا، لوگ ابن خلدون کے کندھوں کو چومتے اور ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔ سلطان نے ابن خلدون کو جامع مسجد کا خطیب مقرر کیا اور حکومت کے اہم عہدے پر مامور کیا۔ ابن خلدون نے بھی اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھایا اور بربر قبائل جو خودسر ہو گئے تھے، جنھوں نے کئی برس سے ٹیکس نہیں دیا تھا، ان سے سختی سے ٹیکس وصول کیا اور اطاعت پر بیعت لی۔ اسی دوران سلطان ابوعبداللہ پر شاہ قسطنطنیہ ابوالعباس نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور بجایہ پر قابض ہو گیا۔ ابوالعباس نے ابن خلدون سے کچھ تعرض نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا اور ان کو اسی عہدے اور منصب پر باقی رکھا جس پر وہ پہلے سے تھے۔ ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ سلطان کو ابن خلدون سے بدظن کرنے کی سازش کی جانے لگی۔ ابن خلدون کی دور بیں نظروں نے خطرہ بھانپ لیا اور سلطان سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی۔ پہلے تو سلطان نے انکار کیا لیکن بعد میں اجازت دے دی۔ ابن خلدون بجایہ سے عربوں کے پاس آ گئے اور یعقوب بن علی کے یہاں

قیام کیا اور پھر وہاں سے بسکرہ آ گئے۔

769 ہجری/ 1368 میں تلمسان کے حاکم سلطان ابوحمو نے ابن خلدون کو جب وہ بسکرہ میں تھے، حجابت وعلامت کے منصب کی پیش کش کی، لیکن ابن خلدون سیاست کے پیچ وخم اور اس کی بھول بھلیوں میں اپنی علمی صلاحیتوں کو ضائع کرنا نہیں چاہتے تھے، انھیں احساس ہو گیا تھا کہ بادشاہوں کی مہم آزمائیوں اور مناصب کی ترقی وتنزل کی کش مکش کے درمیان ان کے علمی مشاغل متاثر ہو رہے ہیں، اس لیے انھوں نے خود کو سیاسی معاملات سے علاحدہ رکھنے کا فیصلہ کیا اور اپنی جگہ اپنے بھائی یحییٰ کو سلطان کے پاس بھیج دیا۔

بسکرہ کے قیام کے دوران ابن خلدون مغرب کے حکمراں عبدالعزیز المرینی کے رابطے میں آئے۔ ایک معرکے میں عبدالعزیز نے تلمسان کے بادشاہ کو شکست دی اور تلمسان پر قابض ہو گیا۔ سیاسی طور پر بادشاہ کو ابن خلدون کی اہمیت اور حیثیت کا اندازہ تھا، اس لیے بادشاہ نے ابن خلدون کو عوام میں اس کے لیے اعتماد قائم کرنے اور حکومت کے لیے راہ ہموار کرنے جیسے کام پر متعین کیا لیکن بادشاہ کے پاس جب ابن خلدون کی کچھ شکایت پہنچی تو 774 ہجری/ 1373 میں اس نے ابن خلدون کو بسکرہ سے طلب کیا۔ ابن خلدون دربار میں حاضری کی غرض سے مع اہل وعیال روانہ ہوئے لیکن ابھی راستے میں ہی تھے کہ ان کو بادشاہ کے انتقال کی خبر ملی۔ وہ عطاف کے قبیلوں اور اولاد عریف کے محلے میں چند دن قیام کر کے فاس روانہ ہوئے۔

776 ہجری/ 1375 میں ابن خلدون نے دوبارہ اندلس کا سفر کیا۔ سلطان نے ابن خلدون کو خوش آمدید کہا لیکن ابن خلدون دربار میں اپنے موافق حالات نہ دیکھ کر تلمسان کی طرف روانہ ہوئے۔ تلمسان کا فرماں روا سلطان ابوحمو ابن خلدون سے خوش نہ تھا لیکن ابن خلدون کے ایک دوست محمد بن عریف نے سلطان سے سفارش کی جس پر سلطان نے ابن خلدون کو معاف کر دیا۔

قبائل پر ابن خلدون کا اثر ورسوخ شروع سے تھا، اس سلسلے میں حکمراں طبقہ بھی ابن خلدون کی اہمیت کا معترف تھا۔ سلطان ابوحمو کو بھی قبائل سے تعلقات استوار رکھنے میں ابن خلدون کی ضرورت پیش آئی۔ سلطان نے ابن خلدون کو طلب کیا اور اپنا سفیر بنانا چاہا۔ ابن

خلدون خودکوان معاملات سے دور رکھنا چاہتے تھے،لیکن بظاہر انکار کی کوئی صورت نہ تھی اس لیے انھوں نے بادل ناخواستہ اس پیشکش کو قبول کرلیا اور تلمسان سے نکل کر بطحا پہنچے اور وہاں سے منداس ہوتے ہوئے اولاد عریف کے قبائل میں آئے۔اولاد عریف کے لوگوں نے ابن خلدون کا گرم جوشی سے استقبال کیا۔ابن خلدون نے کئی دن وہاں قیام کیا۔اولاد عریف کے لوگوں نے سلطان سے بہت خوبصورتی سے ابن خلدون کی طرف سے معذرت کی کہ انھیں سفارت کی ذمے داری سے دور رکھا جائے اور درخواست کی کہ ان کے گھر والوں کوان کے پاس بھیج دیا جائے۔ان لوگوں نے ابن خلدون کوان کے گھر والوں کے ساتھ قلعۂ ابن سلامہ میں، جو سلطان کی طرف سے ان کو جاگیر میں دیا گیا تھا، پہنچادیا۔

قلعۂ ابن سلامہ میں ابن خلدون نے چار برس قیام کیا۔ یہ قلعہ اس حیثیت سے بھی تاریخی ہے کہ یہیں رہ کر ابن خلدون نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''تاریخ ابن خلدون'' کی تالیف شروع کی۔انھوں نے پہلے مقدمہ لکھا اور اس کے بعد تاریخ کا خاصا حصہ اپنے حافظے کی بنیاد پر املا کرایا۔اب ان کو کتاب کی تنقیح وتصحیح کی ضرورت تھی جس کے لیے اہم تاریخی مراجع اور دواوین ناگزیر تھے۔ یہ تاریخی مراجع یہاں دستیاب نہ تھے اس لیے ابن خلدون نے تیونس جانے کا ارادہ کیا اور وہاں کے سلطان ابوالعباس سے اس سلسلے میں خط وکتابت کی، ابوالعباس کی طرف سے ابن خلدون کو تیونس آنے کی منظوری مل گئی۔

780ہجری/1379 میں ابن خلدون تیونس آئے۔اس وقت سلطان ابوالعباس تیونس سے باہر کسی فوجی مہم پر جارہا تھا، بادشاہ اور ابن خلدون کے درمیان سوسہ میں ملاقات ہوئی۔بادشاہ نے اپنی مہم کے سلسلے میں ابن خلدون سے مشورہ کیا اور اپنے نائب رفاح کو ابن خلدون کے لیے مکان، وظیفے اور سامان مہیا کرنے کی ہدایت دی۔ابن خلدون کو یہاں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔بادشاہ جب کامیاب ہوکر تیونس واپس آیا تو اس نے ابن خلدون کو اپنا مصاحب خاص بنالیا اور ان کی رائے کو ترجیح دینے لگا۔اور ان کی علمی سرگرمیوں کی سرپرستی کرتا رہا۔ابن خلدون نے یہیں رہ کر بربر اور زناتہ، بنوامیہ اور بنوعباس اور قبل از اسلام کے واقعات وحالات لکھے اور تاریخ کا ایک نسخہ تیار کر کے ابن خلدون نے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔لیکن اسی دوران بادشاہ کو ابن

خلدون سے برگشتہ کرنے کی کوششیں بھی اپنے عروج پر تھیں، اس وقت کے مفتی اعظم محمد بن عرفہ بھی اس طرح کی کوششوں میں شامل تھے۔ بادشاہ کو بدظن کرنے کے لیے ابن خلدون پر اس کے قتل کی سازش کرنے کا الزام لگایا گیا۔ ابن خلدون سے بادشاہ کو اس قدر انس تھا کہ اس نے الزامات یک قلم مسترد کر دیے اور ابن خلدون کو اپنے ساتھ لے کر فوجی مہم پر چلا گیا۔ لیکن ان حالات کے پیش نظر ابن خلدون نے خود کو بادشاہ سے کنارہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ حج کے لیے اجازت لے کر 784 ہجری/ 1383 میں وہ سمندر کے راستے اسکندریہ پہنچے۔ لیکن اس سال حج مقدر نہ تھا۔

784 ہجری/ 1383 ہی میں اسکندریہ سے قاہرہ آئے۔ ابن خلدون کے قاہرہ آنے کی خبر جیسے ہی مشہور ہوئی، طلبہ استفادے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ درس وتدریس کا سلسلہ شروع ہو گیا اور علما اور امرا بھی متوجہ ہوئے۔ مصر کے بادشاہ برقوق سے بھی ملاقات ہوئی۔ بادشاہ نے ان کو اپنا مقرب بنایا اور وظیفہ جاری کیا۔ ابن خلدون مصر تنہا آئے تھے، ان کے گھر والے ابھی تیونس میں ہی تھے۔ ابن خلدون نے اپنے اہل خانہ کو مصر بلایا، لیکن تیونس کے بادشاہ نے اس خیال سے کہ شاید اسی بنا پر ابن خلدون واپس تیونس آ جائیں، ان کے گھر والوں کو مصر جانے کی اجازت نہ دی۔ ابن خلدون نے اس سلسلے میں مصر کے بادشاہ سے مداخلت کرنے کی درخواست کی۔ مصر کے بادشاہ نے تیونس کے بادشاہ سے خط وکتابت کی اور ابن خلدون کے گھر والوں کو مصر بھیجنے کو لکھا۔ بالآخر تیونس کا بادشاہ راضی ہو گیا اور ابن خلدون کے اہل خانہ کو مصر جانے کی اجازت دے دی۔

مصر کے بادشاہ نے ابن خلدون کو کئی اہم مناصب پر فائز کیا۔ مدرسہ قمحیہ، جو مصر کا ایک اہم مدرسہ تھا، اس میں مدرس کے عہدے پر ان کا تقرر کیا اور مدرسہ صالحیہ میں بھی انھیں ایک اہم ذمہ داری دی۔ 786 ہجری/ 1385 میں بادشاہ کسی بات پر فقہ مالکی کے قاضی پر برہم ہو گیا اور اس کو معزول کر کے اس کی جگہ پر اس نے ابن خلدون کو قاضی مقرر کیا۔ قاضی کے عہدے پر کام کرتے ہوئے ابن خلدون نے کبھی کسی کی سفارش قبول نہ کی اور نہ کسی سے متاثر یا مرعوب ہوئے۔ انھوں نے اپنے فیصلوں میں انصاف کو بنیاد بنایا۔ ابن خلدون کے اس طرز عمل سے بعض لوگوں میں بالخصوص حکمراں طبقے میں بے چینی پیدا ہو گئی، اور ان کے خلاف فضا تیار کی جانے لگی۔ ہر طرف احتجاج ہونے لگے اور بادشاہ تک ان کی شکایتیں پہنچنے لگیں، لیکن بادشاہ پر ان سب کا اثر نہ

ہوا۔ مگر ابن خلدون کی دنیا اس وقت لٹ گئی جب انھیں معلوم ہوا کہ جس کشتی سے ان کے بیوی بچے مصر آ رہے تھے وہ تیز و تند ہوا کا شکار ہوئی اور سبھی غرقاب ہو گئے۔ اس صدمے نے ابن خلدون کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ زندگی ان کے لیے بے معنی ہو کر رہ گئی، زہد و تقویٰ کی طرف ان کا رجحان بڑھ گیا۔ وہ عہدۂ قضا سے بھی دست بردار ہو گئے اور 789 ہجری/ 1387 میں حج کے لیے روانہ ہوئے۔

790 ہجری/ 1388 میں مصر واپس آ کر ابن خلدون پوری طرح درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ بادشاہ نے انھیں مدرسہ صلغتمش میں تدریس حدیث پر مامور کیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہ ترکی کے آٹھویں سلطان بیبرس کی قائم کردہ ''خانقاہ بیبرس'' کے نگراں مقرر کیے گئے۔ 801 ہجری/ 1398 میں دوبارہ قاضی بنائے گئے لیکن اسی سال سلطان برقوق کی وفات ہو گئی اور محرم 803 ہجری/ 1400 میں ابن خلدون پھر قاضی کے عہدے سے معزول کر دیے گئے۔

اسی دوران شمال و مغرب میں تیمور روم کو فتح کرنے کے بعد شام کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس وقت کے مصری بادشاہ ناصر فرج بن برقوق نے تیمور کی پیش قدمی روکنے کے لیے دمشق کی طرف کوچ کیا۔ اس کی فوج کے ساتھ علما کی جماعت بھی تھی، ابن خلدون بھی اس جماعت میں شامل تھے۔ سیاسی معاملات میں ابن خلدون کی مسلسل اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ بادشاہ نے ان کو عہدۂ قضا سے برخاست کرنے کے باوجود فوجی مہم میں انھیں اپنے ساتھ رکھا۔ مصر میں بغاوت کے خوف سے جب بادشاہ دمشق کو تیمور کے محاصرے میں چھوڑ کر مصر واپس ہو گیا اور دمشق پامال کیا جانے لگا تو شہر کے معززاور سرکردہ افراد نے قلعے کی فصیل سے اتر کر تیمور سے ملاقات کی اور مصالحت کی گفتگو کی۔ تیمور نے انھیں اطمینان دلایا اور ابن خلدون کے بارے میں پوچھا کہ وہ مصری فوج کے ساتھ واپس چلے گئے یا شہر میں ہیں؟ تیمور کو بتایا گیا کہ ابن خلدون یہیں ہیں۔ پھر یہ طے ہوا کہ ابن خلدون کو تیمور کے پاس صلح کے لیے بھیجا جائے۔ ابن خلدون قلعے کی فصیل سے اتر کر تیمور سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے۔ تیمور نے ان کا نہایت گرم جوشی سے استقبال کیا۔ ابن خلدون قرآن مجید کا ایک خوبصورت نسخہ، ایک جائے نماز، البوصیری کا قصیدۂ بردہ اور مصر کی اعلیٰ درجے کی مٹھائی کے چار ڈبے لے کر تیمور کی خدمت میں

حاضر ہوئے۔ تیمور اور ابن خلدون کے درمیان کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ اور ان کے درمیان علمی مباحث بھی موضوع گفتگو رہے۔ تیمور نے ابن خلدون سے مغرب کے حالات دریافت کیے اور ان سے مغرب کے علاقوں کی تفصیل لکھنے کو کہا۔ ابن خلدون نے مغرب کا جغرافیہ تحریر کر کے تیمور کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تیمور ابن خلدون کی تاریخی اور جغرافیائی معلومات، سیاسی سوجھ بوجھ اور بے باکی سے بہت متاثر ہوا۔ ابن خلدون اور تیمور کے درمیان مصالحتی گفتگو کامیاب رہی۔ ان دونوں کے ترجمان سمرقند کے معروف حنفی عالم عبدالجبار بن نعمان تھے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جن دنوں ابن خلدون تیمور کے پاس تھے، مصر میں ان کی موت کی افواہ سرگرم تھی۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تیمور کے سلسلے میں ابن خلدون کا تاثر نقل کر دیا جائے، ابن خلدون لکھتے ہیں :

> تیمور عظیم اور طاقتور بادشاہوں میں سے ایک ہے، لوگ اسے عالم سمجھتے ہیں اور اہل بیت کی فضیلت کے قائل ہونے کی وجہ سے کچھ لوگ اسے رافضی کہتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو سحر کو اس سے منسوب کرتے ہیں لیکن سچائی یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بات بھی درست نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ بلا کا ذہین ہے، جو چیز جانتا ہے اس پر تو بحث کرتا ہی ہے لیکن جن چیزوں کو نہیں جانتا ہے ان پر بھی بحث و مباحثہ کا عادی ہے [1]۔

ابن خلدون جب مصر واپس آئے تو بادشاہ نے ان کو تیسری بار عہدۂ قضا تفویض کیا۔ ابن خلدون چھ مرتبہ وقفے وقفے سے مالکی مسلک کے قاضی رہے۔ وہ برخاست کیے جاتے پھر بحال کر دیے جاتے۔ ڈبلیو جے فشل کے مطابق اس زمانے میں یہ بات خلاف معمول نہ تھی کہ کوئی قاضی اتنی مرتبہ برخاست کیا جائے اور پھر بحال کر دیا جائے۔ اس دور کے مشہور محدث اور فاضل قاضی ابن حجر عسقلانی (متوفی 1449) بھی چھ مرتبہ قاضی کے منصب پر فائز کیے گئے [2]۔

چھٹی مرتبہ قاضی القضاۃ کا عہدہ سنبھالنے کے چند دن بعد ہی ابن خلدون کا

---

1. التعریف بابن خلدون، 2:741
2. حواشی ڈبلیو جے فشل مترجمہ ضیاء الدین برنی۔ مشمولہ آپ بیتی ابن خلدون، مترجمہ سعود الحسن خاں روہیلہ، ص:503

25 رمضان 808 ہجری/ 17 مارچ 1406 کو قاہرہ میں انتقال ہوا۔ ڈبلیو ۔جے فشل کے بقول اسلامی تقویم کے مطابق ابن خلدون کی عمر 76 برس اور 25 دن اور عیسوی تقویم کے مطابق 74 سال تھی۔اور وہ قاہرہ میں باب النصر کے باہر دفن ہیں[1]۔

ابن خلدون اولوالعزم بادشاہوں کے معتمد رہے۔انھوں نے مختلف ممالک کی سیاحت کی، سفارت کے بھی فرائض انجام دیے، حکومتوں کا عروج وزوال دیکھا، مختلف قوموں کے نظام ہائے معاشرت اور سماجیات کا بھی مشاہدہ کیا، جنگی مہموں میں نہ صرف شریک ہوئے بلکہ اہم کارنامے بھی انجام دیے۔اسی کے ساتھ وہ حالات کے جبر کا بھی شکار ہوئے، جلاوطنی کی زندگی بسر کی، قید خانے بھی گئے، مسلسل آزمائشوں کے حصار میں رہے اور اپنی عمر کے آخری دنوں تک سازش کا نشانہ بنے رہے۔لیکن ان کی سوانح حیات کا مطالعہ کریں تو کہیں بھی یہ احساس نہیں ہوتا کہ آسائش یا آزمائش نے ایک لمحے کے لیے بھی ان کے پایۂ استقلال کو متزلزل کیا ہو، یا ان کے علمی وقار کو مجروح کیا ہو، یا وہ اپنی تہذیب اور شناخت سے ذرہ برابر بھی دست بردار ہونے کو تیار ہوئے ہوں۔ابن خلدون اپنی قوم اور وطن سے اکثر دور رہے۔فاس، غرناطہ، تلمسان، اندلس اور مصر، ان کے علاوہ اور بھی ممالک میں رہے لیکن اس کے باوجود قومی حمیت اور وطن سے محبت کا احساس ان کے یہاں شدت کے ساتھ نظر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ چھ مرتبہ مصر کے قاضی رہتے ہوئے بھی انھوں نے اپنی مغربی شناخت باقی رکھی اور مصری قاضی کا لباس زیب تن نہیں کیا اور اپنی نسبت حضر موت کی طرف کرتے ہوئے اپنے نام کے ساتھ ''الحضرمی'' لکھنے پر فخر کیا۔اس سے ابن خلدون کی قومی حمیت کے ساتھ ان کی بیباکی اور جرأت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

ابن خلدون نے مختلف موضوعات پر لکھا ہے۔امام رازی کی کتاب محصل افکار المتقدمین والمتأخرین کی تلخیص ''لباب المحصل'' کے نام سے کی۔تصوف کے موضوع پر "شفاء السائل لتهذيب المسائل" تصنیف کی۔کعب بن زہیر کے قصیدۂ بردہ کی شرح لکھی۔لسان الدین ابن خطیب کی تصنیف ''رجز'' کی شرح لکھی۔منطق اور ریاضی بھی ان کے

[1] حواشی ڈبلیو ۔جے فشل مترجمۂ ضیاء الدین برنی۔مشمولۂ آپ بیتی ابن خلدون، مترجمۂ مسعود الحسن خاں روہیلہ، ص:504

تصنیفی موضوعات میں رہے۔ انھوں نے ابن رشد کے متعدد رسائل کی تشریح و تلخیص کی اور تاریخ کے موضوع پر کتاب العبر ودیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من ذوی السلطان الاکبر معروف بہ ''تاریخ ابن خلدون'' تصنیف کی، جو ہمارے موضوع سے متعلق ہے۔

ابن خلدون اعلیٰ درجے کی پرمغز نثر ہی نہیں لکھتے، تخیل کا وفور ان کے یہاں شعر کے پیکر میں بھی کبھی کبھی ڈھل جاتا ہے۔ خودنوشت میں ایک جگہ اپنی شعر گوئی کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ ایک موقع پر اشعار کی بحریں ان پر ٹوٹ پڑیں، کچھ تو بہت اعلیٰ درجے کی تھیں اور کچھ متوسط۔ ابن خلدون نے نعت ومنقبت اور قصیدے کہے۔ عید میلاد النبیؐ کے بعض مواقع پر انھوں نے طویل نعتیں کہیں۔ سنہ 758 ہجری میں جب وہ قید خانے میں تھے، انھوں نے تقریباً 200 شعر پر مشتمل ایک طویل قصیدہ لکھ کر سلطان ابوعنان کی خدمت میں بھیجا تھا۔ سلطان ابوسالم کے وزیر لسان الدین ابن الخطیب (1374-1313) جو خود شاعر تھا، اس کے ساتھ ابن خلدون کی خط وکتابت نثر کے ساتھ نظم میں بھی ہوا کرتی۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ طبیعت کی موزونیت کے باوجود شعر گوئی کی طرف ان کا کچھ خاص رجحان نہ تھا اور نہ ہی وہ اس پر مفتخر تھے بلکہ اخفا واغماض سے کام لیتے۔ ان کے یہاں اپنے کلام کی حفاظت کا بھی اہتمام نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حافظہ مضبوط ہوتے ہوئے بھی ان کو اپنے کہے ہوئے بعض قصائد یاد نہ تھے۔

مخالفین کی تمام تر ریشہ دوانیوں اور معاصرانہ چشمک کے باوجود علما اور ماہرین کے درمیان ابن خلدون کی علمی وجاہت مسلم تھی۔ یوں تو ابن خلدون کے درسی افادات بھی عام ہوئے، مختلف موضوعات ان کے احاطۂ تحریر میں رہے، طلبہ کی توجہ کا مرکز رہے لیکن ان سب کے باوصف ان کی شہرت دوام کی اساس ''تاریخ ابن خلدون'' ہی ٹھہری ہے۔

ابن خلدون نے آغاز آفرینش سے اپنے عہد یعنی آٹھویں صدی ہجری تک عرب کی تاریخ لکھی ہے۔ عرب کی تاریخ کے ضمن میں اس وقت کی مشہور قوموں اور حکومتوں مثلاً نبطی، سریانی، فارس، بنی اسرائیل، قبطی، یونانی، روم، ترک وغیرہ کا بھی تذکرہ آ گیا ہے۔ اسی طرح بربر کی ابتدا، ان کے قبائل، ممالک اور حکومتوں کا بھی تفصیلی تذکرہ ہے۔ بربر کی تاریخ لکھتے ہوئے

انھوں نے ان کی معاصر حکومتوں کے احوال و آثار کا بھی نقشہ کھینچا ہے۔ بربر کی تاریخ کے سلسلے میں سب سے مستند اور معتبر مورخ ابن خلدون کو ہی سمجھا جاتا ہے[1]۔

ابن خلدون نے عرب و عجم اور بربر کے حالات اس قدر جامع انداز میں تحریر کیے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے مخصوص ممالک و اقوام کی ہی تاریخ نہیں لکھی ہے بلکہ انسانی تاریخ کی تلخیص کی ہے اور یہ کہنے میں وہ حق بجانب ہیں کہ :

> اس تاریخ نے اخبار عالم کا احاطہ کرلیا ہے۔ اور مشکل ترین حکمتوں کو اپنا مطیع بنا لیا ہے۔ اور حکومتوں کے واقعات و حادثات کے اسباب و علل اپنے سینے میں محفوظ کر لیے ہیں۔ لہٰذا یہ تاریخ حکمتوں کا ایک خزانہ اور تاریخی معلومات کی ایک بہترین پوٹلی ہے[2]۔

ابن خلدون نے دوسرے مورخین کی طرح کتاب کی سنہ وار ترتیب نہیں رکھی ہے، بلکہ الگ الگ فصلوں کے تحت مضامین بیان کیے ہیں۔ کتاب کا اختتام ابن خلدون کی خودنوشت التعریف بابن خلدون مؤلف هذا الكتاب[3] پر ہوتا ہے۔ ابن خلدون کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی پر مستقل کتاب لکھی، ان سے پہلے کسی عرب مصنف نے اپنی حیات پر کتاب نہیں لکھی[4]۔

تاریخ ابن خلدون کو تاریخ ہونے کی حیثیت سے بلاشبہ قبول عام حاصل ہوا، لیکن اس کتاب کے ایک جز ''مقدمہ'' نے اس کے دائرے کو وسعت دیتے ہوئے اس کو علوم وفنون اور فلسفیانہ مباحث کا ایک موسوعہ بنا دیا، اور اس کے علمی وقار کو چرخ چہارم سے چرخ ہفتم پر پہنچا دیا ہے۔ کتابوں پر مقدمے اور دیباچے ہمیشہ سے لکھے جاتے رہے ہیں، وہ مشہور بھی ہوئے، داد تحسین سے بھی نوازے گئے لیکن جو تاریخی حیثیت اور اہمیت مقدمۂ ابن خلدون کو حاصل ہوئی، اس کی ہمسری کا دعویٰ اب تک نہیں کیا جا سکا ہے۔

---

1. ابن خلدون: طٰہٰ حسین مترجمہ مولانا عبدالسلام ندوی، ص:23
2. مقدمہ ابن خلدون، ص:10
3. بعض نسخوں میں منقولہ بالا نام کے ساتھ ابن خلدون نے ''ورحلته غرباً وشرقاً'' کا اضافہ کیا ہے۔
4. ابن خلدون، طٰہٰ حسین مترجمہ مولانا عبدالسلام ندوی، ص:20

ابن خلدون نے مقدمے میں تاریخ کی حقیقت و ماہیت بیان کرتے ہوئے اس کی اساس میں پیوست علوم اور فلسفے دریافت کیے۔ انھوں نے تاریخ کی جن عناصر سے تشکیل ہوئی ہے مثلاً معاشرہ، معاش، تہذیب، دنیا کی آبادی، اس کا مزاج اور طبیعت وغیرہ کا تفصیلی تجزیہ کیا ہے۔ وہ تاریخ کو وسیع تر معنی میں دیکھتے ہیں، ان کے نزدیک تاریخ مہم آزمائیوں اور سلطنتوں کے عروج وزوال کی داستان یا واقعات کی تفصیلات و جزئیات تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ اس کی تہ میں ایک جہان معانی آباد ہے، وہ لکھتے ہیں :

> تاریخ میں تحقیقی نظریات بھی ہیں، کائنات کے لطیف علل ومبادی بھی ہیں اور واقعات کی کیفیات واسباب کا گہرا علم بھی، اس کی اصل حکمت و فلسفے میں پیوست ہے، وہ اس لائق ہے کہ اس کا شمار علوم وحکمت میں ہو[1]۔

ابن خلدون کے مطابق تاریخ نویسی خواص کا فن ہے، ہر کس وناکس کی جولانگاہ نہیں۔ مورخ کے لیے ضروری ہے کہ تاریخ کے فن سے واقفیت کے ساتھ وہ سیاست کے عصری تقاضوں کی خبر رکھتا ہو۔ اسے موجودات کی طبائع سے بھی آگاہ ہونا چاہیے۔ اقوام و مذاہب اور زبانوں کا بھی اسے علم ہو۔ موجودہ معلومات کو ماضی سے ربط دے کر اس کی تنقیح کا بھی اسے سلیقہ ہو۔ ہر خبر کے اسباب وعلل پر اس کی نظر ہو اور راویوں کی جرح وتعدیل پر اس کو قدرت ہو۔ اور واقعات کے معاشرتی معاشی پس منظر (Social economic background) کی تہ تک پہنچنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہو۔

ابن خلدون تاریخ کی تدوین میں سبب ومسبب کے اصول کو بھی لازم قرار دیتے ہیں۔ طٰہٰ حسین کے مطابق استخراج نتائج کا یہ اصول پہلے سے ہی چلا آ رہا ہے، لیکن ابن خلدون کی جدت یہ ہے کہ انھوں نے اس اصول کو تاریخ پر منطبق کیا[2]۔

ابن خلدون نے واقعات کی تحقیق کا معیار بھی متعین کیا اور رطب ویابس میں امتیاز کرنے کے اصول بھی بیان کیے۔ خبروں کی تحقیق کا سب سے معتبر اور قابل اعتماد طریقہ ان کے

---

1. مقدمہ ابن خلدون، ص:10
2. ابن خلدون: طٰہٰ حسین مترجمہ مولانا عبدالسلام ندوی، ص:38

نزدیک یہ ہے کہ ان کو آبادی اور معاشرے کے طبعی احوال کی کسوٹی پر پرکھا جائے کہ ان کا وقوع ممکن ہے کہ نہیں۔ راویوں کی ثقاہت وعدالت سے بھی واقعات یا خبروں کی تصدیق ہو جاتی ہے، لیکن ابن خلدون نے اس طریقۂ کار کو ثانوی ٹھہرایا اور معاشرے کے فطری احوال کے ذریعے تحقیق کو اس پر ترجیح دی۔ اور اس کی تشریح یوں کی کہ خبر میں صدق کا اگر امکان ہے تب تو جرح وتعدیل کی اہمیت ہے اور اگر خبر کا واقع ہونا بعید از قیاس ہے تو جرح وتعدیل بے معنی ہے۔

تاریخ کے بارے میں ابن خلدون کا خیال یہ ہے کہ وہ انسانی اجتماع یعنی دنیا کی آبادی کے بارے میں ہمیں بتاتی ہے یا یوں کہیں کہ تاریخ بشریات یا سماجیات کے مطالعے کا نام ہے۔ ابن خلدون کے نزدیک اجتماع انسان کے لیے ناگزیر ہے۔ اجتماع نہ ہو تو انسان ایک وقت کی غذا بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ اجتماع کے ذریعے ہی تعاون حاصل ہوتا ہے۔ اگر باہمی تعاون نہ ہو تو انسان درندوں کا شکار ہو جائے اور نسل انسانی تباہ ہو کر رہ جائے۔

اجتماع کو اصطلاح میں ''عمران'' کہا جاتا ہے، جس کے معنی آبادی اور معاشرے کے ہیں۔ آبادی، معاش، حکومتوں کے بننے بگڑنے، تمدن، علوم اور صنعتوں وغیرہ کے سلسلے میں انسان کو اجتماعی زندگی میں کس طرح کے حالات پیش آتے ہیں یا ان کی جو امکانی صورتیں ہوتی ہیں، ان سب پر ابن خلدون نے کلام کیا ہے اور منطقی دلائل کے ساتھ تاریخی نظائر بھی پیش کیے ہیں۔ انسان کو سماجی اعتبار سے ذاتی طور پر جو باتیں پیش آتی ہیں، انھیں کی بنیاد پر ابن خلدون نے مقدمے کو چھ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

1۔ انسانی آبادی، اقسام اور رقبے
2۔ دیہاتی آبادی
3۔ حکومت، خلافت، امامت اور ممالک
4۔ شہری آبادی
5۔ روزگار، پیشہ اور صنعت
6۔ علوم

ابن خلدون نے دیہاتی آبادی کو شہری آبادی پر اس لیے مقدم رکھا کہ وہ بنیادی آبادی

ہے۔ ہر شہر ابتدا میں دیہات ہی تھا، اس لیے دیہات شہر کے لیے تخم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسی کے ساتھ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ہر آبادی کی ایک محسوس عمر ہوتی ہے، چاہے وہ دیہاتی آبادی ہو یا شہری، خاص آبادی ہو یا عام، بالکل اسی طرح جیسے ہر شخص کی ایک محسوس عمر ہوتی ہے۔ منقولہ بالا ترتیب میں روزگار کو علوم پر ابن خلدون نے اس لیے مقدم رکھا کہ روزگار ایک فطری ضرورت ہے، زندگی اس کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی، علم ایک اضافی چیز ہے۔ اس سے کمال پیدا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ بنیادی چیز پر کمالی چیز کو کبھی بھی ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

ابن خلدون نے انسانی معاشرے کے لیے بادشاہ یا حکمراں کے ہونے کو لازم قرار دیا ہے، جس کے ذمہ معاشرے کا نظم و نسق ہوگا، جو ظلم و تشدد کو روکے گا اور نزاع و خصومات میں فیصل ہوگا۔ ابن خلدون نے بادشاہ یا حکمراں کے وجود کو انسان کے خواص میں شمار کیا ہے۔ حیوانوں (مثلاً ٹڈیوں اور شہد کی مکھیوں وغیرہ) میں بھی بادشاہت کا تصور ہے، دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ انسانوں میں بادشاہ کا ہونا فکر و سیاست کا تقاضا ہے اور جانوروں میں فطرت و طبیعت کا۔

سماجی نظام کے استحکام کے لیے ابن خلدون نے عصبیت کو بہت اہمیت دی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ عصبیت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے حمایت، ہمدردی، دفاع اور حق حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ عصبیت ہی خاندان، نسل، قوم اور ملک کے لیے قربانی سکھاتی ہے۔ کوئی بھی تحریک چاہے وہ مذہبی ہی کیوں نہ ہو عصبیت کے بغیر پروان نہیں چڑھ سکتی۔ ملک اور حکومت کا مدار قومی طاقت اور عصبیت پر ہے۔ جب تک کسی قوم میں عصبیت رہے گی، اس کے ہاتھ سے حکومت نہیں نکل سکتی بلکہ اسی خاندان کے افراد میں منتقل ہوتی رہے گی۔ ابن خلدون کا خیال ہے کہ حکومت عصبیت کی آخری حد ہے اور تمدن بدویت کی آخری حد ہے۔

ابن خلدون کے مطابق تمدن ایک اضافی چیز ہے اور تغیر پذیر کیفیت کا نام ہے، جس میں خوشحالی، ثروت اور قوموں کے گھٹنے بڑھنے کے اعتبار سے تفاوت ہوتا رہتا ہے۔ تمدن عیش اور پرلطف زندگی کا نام ہے۔ ابن خلدون نے تمدن کو آبادی کی آخری حد قرار دیا ہے، اس کے بعد آبادی گھٹنے لگتی ہے۔ لوگ جب خوشحال اور فارغ البال ہو جاتے ہیں تو تہذیب و تمدن کے تمام طریقے اختیار کر لیتے ہیں اور ان کے عادی بن جاتے ہیں۔ ابن خلدون نے تہذیب و تمدن پر

تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اس کے منفی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جب تمدن عروج پر ہوتا ہے تو عدم توازن اور خرابیوں کا دور شروع ہو جاتا ہے۔ اور شہر کی تباہی کا احتمال قوی تر ہو جاتا ہے۔ تمدن ایک قوم یا گروہ سے دوسری قوم یا گروہ تک کیسے منتقل ہوتا ہے یعنی تمدنی نفوذ (Cultural Diffusion) کی جڑیں کہاں اور کس طرح پھیلتی ہیں، ان سب کو ابن خلدون نے بیان کیا ہے۔

ابن خلدون نے نظام معیشت کا بھی تجزیہ کیا ہے۔ انھوں نے معاش کے طریقے، اس کے اصناف وذرائع بتائے۔ تجارت کی حقیقت کیا ہے، اس پر جغرافیائی عوامل کس قدر اثر انداز ہوتے ہیں یا صنعت کی ترقی اور استحکام میں تمدن کی کیا اہمیت ہے، اس طرح کے تمام مضامین کا ابن خلدون نے تفصیل سے احاطہ کیا ہے اور ان کی روح اور اصل کی طرف ہمیں متوجہ کیا ہے۔ ابن خلدون سونا اور چاندی کو کمائی کی غرض وغایت سمجھتے ہیں اور انھیں دو معدنیات کو دنیا کے خزانوں کی بنیاد قرار دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ اگر کوئی کچھ بھی کماتا ہے تو بھی اس کا مقصد اس کی کمائی ہوئی چیز سے سونا اور چاندی حاصل کرنا ہی ہوتا ہے۔ ابن خلدون نے کسب کے مدارج بھی بیان کیے کہ معمولی سے فرق کے ساتھ اصطلاحات یکسر بدل جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر :

1۔ معاش : کمائی اگر بقدر ضرورت ہو۔
2۔ ریاش : کمائی زائد از ضرورت ہو۔
3۔ رزق : انسان اگر کمائی سے خود فائدہ اٹھاتا ہے۔

ابن خلدون نے جو بھی مضامین بیان کیے ہیں وہ ایک نظام فکر کے تحت ہیں۔ وہ فطرت انسانی کی بنیاد پر تمام مسائل کے تجزیے کے قائل ہیں۔ اسی اصول کے پیش نظر روزی حاصل کرنے کے مختلف طریقوں کو بتانے کے ساتھ ہی ان کے فطری یا غیر فطری ہونے کی بھی نشاندہی کی۔ انھوں نے زراعت کو بنیادی پیشہ قرار دیا۔ یہ روزی کمانے کا سادہ، صاف ستھرا اور سب سے پرانا فطری طریقہ ہے۔ اس میں پیچیدگی نہیں ہے، علم ونظر کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی لیے یہ پیشہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ صنعت وحرفت کو ابن خلدون نے دوسرے درجے پر رکھا ہے۔ اس میں علم ونظر کی ضرورت ہوتی ہے۔ صنعت شہروں میں زیادہ ہے۔

ظاہر ہے کہ شہر کا وجود دیہات کے بعد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صنعت حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف منسوب ہے، جو انسانوں کے دوسرے باپ ہیں۔ تجارت کو ابن خلدون نے تیسرے درجے پر رکھا ہے۔ اور نوکری کو روزی کمانے کا غیر فطری طریقہ قرار دیا۔

ابن خلدون نے حیات انسانی کے جو مسائل بیان کیے ہیں یا فلسفۂ تاریخ کے ضمن میں جن موضوعات ومباحث کا تجزیہ کیا ہے ان سب کا نقطۂ ارتکاز اجتماع یعنی عمرانیات (Sociology) ہے۔ ابن خلدون پہلے فلسفی ہیں جنھوں نے عمرانیات کو مستقل علم کی شکل دی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیش نظر تاریخ کی تدوین نہیں بلکہ عمرانیات (Sociology) کی تخم ریزی تھی۔ عمرانی معاملات پر انسانیت کے پھلنے پھولنے کا انحصار کیونکر ہے، اور اس کی آبیاری کے لیے قواعد اور اصول کیا ہیں؟ یہ ان کا خاص موضوع تھا۔ اگر چہ ابن خلدون سے پہلے بھی متعدد فلسفیوں اور حکما نے مسائل حیات اور واقعات کے ذیل میں اجتماع کی تفہیم کی ہے۔ کندی (801-873)، فارابی (872-950)، ابن سینا (980-1037)، ابن رشد (1126-1198) اور امام غزالی (1058-1111) کی تصنیفات وارشادات میں بھی عمرانیات کے مسائل ہیں، لیکن عمرانیات کو باقاعدہ علم کا درجہ دینے والے اور اس کو ایک سائنسی کارگزاری کے طور پر قائم کرنے والے ابن خلدون ہیں۔ جدید تحقیق نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ابن خلدون فلسفۂ تاریخ کے ساتھ عمرانیات کے بھی بنیاد گزار ہیں۔

ابن خلدون نے عمرانیات کو اساس بنا کر تاریخ، جغرافیہ، ادب، فنون لطیفہ، طبیعیات، اقتصادیات اور سیاسیات جیسے اہم اور پیچیدہ مضامین کی تفہیم اس طرح کی ہے کہ مشہور مفکر اے جے ٹائنبی (A. J. Toynbee) مقدمے کے بارے میں یہ کہے بغیر نہ رہ سکا :

> ..... the greatest work of its kind that has ever yet been created by any mind[1]
>
> (اپنی نوع کا عظیم ترین کارنامہ جو آج تک کسی بھی انسانی دماغ نے پیدا کیا ہے۔)

جارج سارٹن (George Sarton) نے ابن خلدون کو تاریخ، سیاست، عمرانیات

1. Encyclopedia Britannica Vol:2, Page:566, 15th edition

اور معاشیات کے علاوہ انسانی تعلقات ومسائل کا عمیق طالب علم قرار دیا ہے۔ سارٹن یہ بھی اعتراف کرتا ہے کہ ابن خلدون عمرانیات ہی کے بانی اور آدم اول نہیں، بلکہ تاریخ کے اسلوب تحقیق کے بھی بانی ہیں[1]۔

مشہور محقق ومورخ فلپ کے حتی (Philip K. Hitti) ابن خلدون کو تاریخ کے فن اور عمرانی علوم کا بانی قرار دیتا ہے :

> قومی عروج وزوال کے قوانین کی دریافت اوران کی تدوین کی سب سے پہلی کوشش ابن خلدون ہی نے کی ہے۔ اس لیے ابن خلدون کو جیسا کہ خود اس نے دعویٰ کیا ہے فن تاریخ کی ماہیت اور اس کی وسعت کا انکشاف کرنے والا یا کم سے کم عمرانی علوم کا حقیقی بانی کہا جا سکتا ہے[2]۔

مغربی مفکرین نے ابن خلدون کے افکار ونظریات سے روشنی حاصل کی اور علوم وفنون کی تشکیل اور فلسفیانہ تعبیر میں ان کے مقام ومنصب کا اعتراف کیا ہے۔ مقدمۂ ابن خلدون مغرب کی تحقیقی اور علمی سرگرمیوں کا محور رہا ہے۔ بیرن ڈی سا ی (Beron de Sacy)، دی سلان (de Salan)، کواٹری میرے (Quatremere)، اِرون روزن تھال (Irwin Rosenthal)، گاستوں بوتول (Gaston Bouthoul)، والٹر جے فشل (Walter J. Fischel)، آسٹرا ژارژ آلبیر (Astre Georges Albert)، آر موئے (R. Maumier) اور ایچ اے آر گب (H. A. R. Gibb) کے نام اس سلسلے میں خصوصیت کے حامل ہیں۔ ایچ اے آر گب کا تو یہ حال تھا کہ چالیس برس تک مقدمۂ ابن خلدون اس کی فکر ونظر کی جولانگاہ رہا، وہ اس سے علم وآگہی حاصل کرتا رہا[3]۔

اسی کے ساتھ یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ مغرب نے ابن خلدون کی عظمت کو تعصب کے چشمے سے اور ایک مخصوص زاویۂ نظر سے دیکھا، ان کو اسلامی مورخ کہا گیا، صرف مسلمانوں کا عظیم

---

1. مقدمہ ابن خلدون، مترجمۂ مولانا راغب رحمانی دہلوی، ص:82
2. تاریخ عرب، مصنفۂ فلپ کے حتی، مترجمۂ سید مبارز الدین رفعت، محمد معین خاں، ص:140
3. اسلام اور مستشرقین، مرتبۂ سید صباح الدین عبدالرحمٰن، 83:2

ترین مفکر قرار دیا گیا اور ان کے فلسفے کو یونان وروم سے مستعار سمجھا گیا۔ بجائے اس کے کہ ان کو علم عمرانیات کا موجد تسلیم کیا جاتا، ان کو افریقہ میں عمرانیات کا بنیادگزار کہہ کر ٹال دیا گیا۔ اگر کچھ فیاضی دکھائی بھی گئی تو انھیں عمرانی فلسفی کہہ دیا گیا لیکن عمرانیات کا موجد قرار دینے میں بیشتر مغربی مفکرین کو تامل رہا، یہاں تک کہ ابن خلدون کے تقریباً چارسو برس بعد پیدا ہونے والے اگست کونت (August Comte 1798-1857) کو عمرانیات کا بانی گردانا گیا۔ ڈاکٹر بشارت علی (استاد شعبۂ عمرانیات، کراچی یونیورسٹی) نے ابن خلدون پر تحقیقی کاموں کا تجزیہ کیا اور ابن خلدون، اگست کونت اور ماکیاولی (Machiavelli) کی تحریروں کا موازنہ کر کے ثابت کیا ہے کہ ابن خلدون ہی عمرانیات کے بانی ہیں۔ ڈاکٹر بشارت علی کی تحقیق کے مطابق اگست کونت کے افکار میں کہیں بھی ایسے مسائل نہیں ہیں جن سے براہ راست علم عمرانیات یا عمرانی افکار کا تعلق ثابت کیا جاسکے[1]۔

علامہ حکیم احمد حسین عثمانی نے 18 جلدوں میں تاریخ ابن خلدون کے مکمل ترجمے (جس میں مقدمہ شامل نہیں ہے) کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ ترجمے کا سلسلہ ابھی چودھویں جلد تک ہی پہنچا تھا کہ 1933 میں فاضل مترجم کا انتقال ہوگیا۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے اس ترجمے کو تدوین وترتیب کے ساتھ شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کی جلد اول 2010 میں شائع ہوچکی ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی 2013 میں آچکا ہے۔ اب یہ دوسری جلد پیش خدمت ہے۔

جلد دوم کی تدوین میں بھی انھیں امور کو ملحوظ رکھا گیا ہے، جن کی وضاحت جلد اول میں کی جاچکی ہے کہ اصل نسخے اور عربی متن کے درمیان اعلام وسنین کے اختلاف کی نشاندہی کی گئی ہے۔ عربی متن میں درج نام اور سنہ کو کہیں اردو متن میں قلابین کے درمیان اور کہیں حاشیے میں لکھ دیا گیا ہے۔ عجمی ناموں کا معاملہ یہ ہے کہ خود ابن خلدون نے ان کے نقل کرنے میں غایت درجہ احتیاط برتی ہے اور ان کی صحت کا اہتمام کیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ بھی لکھا کہ وہ ان عجمی ناموں کے مکمل درست ہونے کی ذمہ داری نہیں لیتے ہیں[2]۔ اس کے علاوہ ابواب اور فصلیں قائم کی

1۔ مقدمۂ ابن خلدون، 47:1

2۔ تاریخ ابن خلدون، 182:2

گئیں، تذکیر و تانیث کی غلطیوں کی تصحیح کی گئی۔ اشعار کے ترجمے کیے گئے اور حسب ضرورت حواشی لکھے گئے ۔ ان کے علاوہ اور بھی امور ہیں جن کا اعادہ یہاں ضروری نہیں ہے۔

علامہ عثانی نے ''ما لا یدرك كله لا يترك كله '' (پورا نہیں تھوڑا ہی سہی) کے قاعدۂ کلیہ کے مطابق علامہ ابن خلدون کی سوانح عمری جلد اول میں ''بہت ہی اختصار'' کے ساتھ لکھی تھی۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے ابن خلدون کے حالات زندگی اور ان کے افکار قدرے تفصیل سے پیش نظر جلد میں لکھے گئے ہیں۔

تاریخ ابن خلدون کی 14 جلدوں کی تدوین کے طویل سلسلے کا تقاضا تو یہ ہے کہ تاخیر کے بجائے تعجیل کی راہ اختیار کی جائے۔ کام بھی اسی نہج پر تھا کہ 7 دسمبر 2010 میں میرے والد گرامی احمد علی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ ابھی والد سے محرومی کا زخم تازہ ہی تھا کہ خاندان میں یکے بعد دیگرے کئی اموات ہوئیں، گویا ہم سب آزمائش کے گرداب میں پھنس گئے۔ حالات سازگار نہ رہے، حوصلے نے ٹھوکر کھائی اور ایک عرصے تک تدوین موقوف رہی۔ خوش قسمتی یہ کہ محترم شمس الرحمٰن فاروقی کی سرپرستی حاصل رہی، جنھوں نے تلقین کی کہ موت ایک ماندگی کا وقفہ ہے، دم لینے کا نام ہے۔ انھوں نے میرے حوصلے اور قوت کار کو مجتمع کر کے روح پھونکی اور پھر سے کام پر لگا دیا۔ اور اس طرح جلد دوم کی تدوین کا عمل ان کی نگرانی میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

پروفیسر ظفر احمد صدیقی اور استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمد ضیاء الدین قاسمی کو بھی میرے اس کام سے دلچسپی رہی ہے۔ انھوں نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کی۔ محترم ڈاکٹر محمد اجمل اصلاحی نے تدوین کے دوران پیش آنے والی بہت سی مشکلات کو حل کیا۔ عربی مصادر و دواوین کی طرف متوجہ کیا اور قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے۔ پروفیسر سعد عثانی نے یونانی دواخانہ پریس، الہ آباد سے شائع تاریخ ابن خلدون کی دوسری جلد عنایت فرمائی۔ اسی نسخے کو تدوین کے لیے اصل قرار دیا گیا ہے۔ مسلسل علالت کے باوجود پروفیسر سعد عثانی ہمیشہ رابطے میں رہے اور کام کی کیفیت اور کمیت کے بارے میں استفسار کرتے رہے اور یہ کہہ کر حوصلہ بڑھاتے رہے کہ لوگوں کو دوسری جلد کا شدت سے انتظار ہے۔ جناب مولانا افضال احمد قاسمی نے مسودے کو حرف بہ حرف پڑھا اور اس کی تصحیح کی اور حسب ضرورت میری مدد کی۔

احسان ناشناسی ہوگی اگر اپنے بڑے بھائیوں جناب محمد شعیب، جناب محمد جاوید، جناب محمد خالد اور جناب محمد طارق کا تذکرہ نہ کروں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی فضل ہے کہ انھوں نے ایسے محبت کرنے والے بھائی کرامت کیے، جنھوں نے مسائل حیات کی کشمکش سے مجھے دور رکھا اور اس طرح کے کاموں کی طرف یکسو رہنے کا ماحول دیا۔ جناب امین اختر فاروقی (رفیق ادارۂ شب خون) کا بھی تعاون حاصل رہا۔

میں ان تمام بزرگوں، اساتذہ اور احباب و مخلصین کا ممنون و معترف ہوں۔

قومی کونسل کے ڈائرکٹر پروفیسر سید علی کریم (ارتضیٰ کریم) کا خاص طور پر شکرگزار ہوں کہ ان کی توجہ سے تاریخ ابن خلدون کی یہ جلد منظر عام پر آ رہی ہے۔ ان کے علاوہ کونسل کے دوسرے ارباب حل و عقد کا بھی ممنون ہوں کہ انھوں نے ہر موقع پر میری مدد کی۔

وما توفیقی الا باللہ

الٰہ آباد
اکتوبر 2016 / محرم الحرام 1438

محمد صہیب

دیباچہ

امام تاریخ علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی (رحمۃ اللہ علیہ) کی معتبر تاریخ کتـــاب الـعبــر وديـوان الـمبتـدأ والـخبر فی ايام العرب والعجم والبر بر ومن عاصرهم من ذوی السلطان الاكبر کی کتاب ثانی کے ترجمے کی یہ دوسری جلد ہے۔ اس میں دولت فارس، یونان، روم، لاطینی، ملوک قیاصرہ کیتم، قیاصرۂ متنصرہ قسطنطنیہ وشام، قوم قوط، ملوک اندلس کے اخبار وانساب اور عرب کے طبقۂ ثالثہ (یعنی عرب مستعربہ) بنوحمیر، بنوکہلان، بنوقضاعہ، ملوک حیرہ وکندہ وغسان اور اوس وخزرج، ملوک یثرب اور قبائل بنوعدنان، مضر، قیس، الیاس اور قریش وغیرہم کے انساب وحکومت کے احوال کمال تحقیق سے لکھے گئے ہیں۔ یوں تو ہر گروہ اور قوم کا شجرۃ النسب اُن کے خاتمۂ احوال پر درج کیا گیا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ، جس سے مسلمانوں کو بے حد دلچسپی اور خاص کر اس کتاب کو جس سے فخر وعزت حاصل ہے، نہایت صحیح اور معتبر تواریخ سے اخذ کر کے میں نے اصل کتاب پر اضافہ کیا ہے۔

میں اس ترجمے کو اپنے گرامی قدر دانانِ فن تاریخ کی خدمت میں کمال ادب سے پیش

کرتا ہوں۔ اے اللہ تو اس کو خواص وعوام کی مقبولیت کی خلعت عنایت فرما اور قوم کو اپنے اسلاف کے قدم بہ قدم چلنے کی توفیق مرحمت کر۔ تو مقلب القلوب ہے اور ہر شے پر قادر ہے۔ آمین

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ، الہ آباد

20 اکتوبر 1899

اخبار دولت فارس

کیانیہ

اہل فارس دنیا کے قدیم ترین گروہ سے ہیں۔ یہ اپنے معاصروں سے قوت وصولت میں بڑھے ہوئے تھے۔ ان کی دو حکومتیں نہایت عظیم الشان تھیں۔ ایک کا نام کیانیہ ہے۔ تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا ابتدائی زمانہ اور آغاز زمانہ تابعہ اور بنی اسرائیل کا ایک تھا۔ اور یہ تینوں حکومتیں ایک دوسرے کی معاصر تھیں۔ یہ دولت کیانیہ وہی ہے جس پر اسکندر غالب آیا تھا۔

ساسانیہ

دوسری سلطنت کو ساسانیہ کسرویہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ملوک ساسانیہ حکمرانان روم کے (جو شام میں تھے) معاصر تھے اور اسی پر مسلمانوں نے قبضہ حاصل کیا تھا۔ ان دو حکومتوں کے پہلے اور جو حکومتیں تھیں ان کے احوال نہایت مختلف اور متعارض ہیں لیکن ہم ان کے وہی حالات بیان کریں گے جو ان میں شہرت پذیر ہو رہے ہیں۔

اہل فارس کا نسب

محققین نسابین بالاتفاق اس امر کے قائل ہیں کہ اہل فارس سام بن نوح کی اولاد سے ہیں اور ان کا جد اعلیٰ جس پر ان کا سلسلۂ نسب منتہی ہوتا ہے وہ فرس ہے اور وہ ایران بن اشوذ بن سام بن نوح کے لڑکوں میں سے ہے اور زمین ایران کو عربی میں عراق[1] کہتے ہیں۔ بعضے یہ کہتے ہیں

---

1. عربی نسخوں میں "اعراق" ہے۔ دار الفکر 2:181، دار الکتب العلمیہ 2:176 [م۔ص]

کہ اہل فارس ایران بن ایران بن اشوذ اور بہ خیال بعض غلیم بن سام کی طرف نسباً منسوب ہیں۔ توریت میں شاہ اہواز کا تذکرہ بہ زمرۂ [بنی] غلیم آیا ہے اور اہواز بلاد فارس سے ہے۔

بعضوں کا یہ خیال ہے کہ اہل فارس کا نسب لاوذ بن ارم بن سام اور بروایت بعض امیم بن لاوذ اور بہ خیال آحاد یوسف بن یعقوب بن اسحاق سے ملتا ہے۔ اس میں بھی بعضے یہ تفریق کرتے ہیں کہ صرف ساسانیہ اسحاق کے لڑکوں میں سے [ہیں] اور وہ بُرک [وَیُرک[1]] کے نام سے مشہور کیے جاتے ہیں اور ان کا جداعلیٰ منوشہر بن منشخر بن فرہس بن وترک ہے۔ ان اسما کو مسعودی نے ایسا ہی نقل کیا ہے اور یہ جیسا کہ دیکھے جاتے ہیں غیر محفوظ اور نا قابل الاعتبار ہیں۔ اور بعضوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ اہل فارس ایران بن افریدون کی اولاد سے ہیں، جس کا ذکر آئندہ آئے گا اور اس سے پہلے فارس کے نام سے موسوم نہیں کیے جاتے تھے۔ اور پہلا جو شخص بلاد فارس کا بادشاہ ہوا ہے وہ ایران ہے۔ اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں بادشاہت وراثتاً کرتی رہیں۔ بعد ازاں وہ خراسان کے مالک ہوئے اور حکومت نبط و جرامقہ پر قبضہ کرلیا اور ان کی حکومت اسکندریہ تک غرباً اور باب الابواب تک شمالاً وسیع ہوگئی۔

کتب تواریخ میں لکھا ہے کہ زمین ایران وہی ہے جو زمین ترک ہے اور اسرائیلیین کا یہ خیال ہے کہ اہل فارس طیراش بن یافث کی اولاد سے ہیں اور ان کے نسبی بھائی بنی ماذی ابن یافث ہیں اور یہ سب ایک ہی حکومت تھی۔

علمائے فارس اور ان کے نسابین ان کل روایتوں کے مخالف ہیں۔ وہ اہل فارس کو کیومرث کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ انھیں کو اپنا منتہائے نسب کہتے ہیں اور کیومرث کا معنی ابن الطین (مٹی کا لڑکا) بتاتے ہیں۔ ابتداءً یہ ارض فارس میں رہتے تھے۔ یہ زمین انھیں کے نام سے موسوم ہوئی اور ان کے نسبی بھائی اشوذ بن سام ان کے ہمسایہ رہے اور وہ بہ روایت نبطی کرد، دیلم، خزر، جرامقہ میں بعد ازاں ان کی حکومت اسکندریہ تک بڑھ گئی۔

---

[1] عربی نسخوں میں ''وَیُرک'' ہے۔ [م۔ص]

ملوک فارس کے طبقات

اس عظیم الشان گروہ کے چار طبقے بہ اتفاق مورخین بیان کیے جاتے ہیں۔ پہلے طبقے کو بیشدادیہ[1] [2] (فیشدادیہ)، دوسرے کو کیانیہ، تیسرے کو اشکانیہ (اشغانیہ)، چوتھے کو ساسانیہ[3] کہتے ہیں۔ ان کا زمانۂ حکومت آغاز سلطنت کیومرث (بادشاہ اول فارس) سے عہد حکومت یزدجرد (آخری بادشاہ فارس) تک جو زمانۂ خلافت حضرت عثمانؓ میں مارا گیا، چار ہزار دو سو اٹھاسی[4] برس تک رہا، جیسا کہ ابن سعید نے کتاب تاریخ الامم تصنیف علی بن حمزہ اصفہانی سے نقل کیا ہے۔ اہل فارس کا یہ خیال ہے کہ کیومرث پہلا بادشاہ ہے، جس نے ترتیبِ ملک و نظمِ عمال کیا اور اس نے ہزار برس کی عمر پائی۔ مسعودی نے اس نام کو بہ کاف اول قبل یائے مثناۃ (یعنی کیومرث) لکھا ہے اور سہیلی نے بجائے کاف کے جیم تحریر کیا ہے۔

1۔ یہ طبقہ قدیم ہے۔ ہر بادشاہ "فیشداذ" کہلاتا تھا، اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلی سیرت عدل ہے۔ [مترجم]
2۔ عربی نسخوں میں "بیشدانیہ" ہے۔ دارالفکر 2:181، دارالکتب العلمیہ 2:177۔ [م۔ص]
3۔ "ساسانیہ" کو "اکاسرۃ" بھی کہتے ہیں۔ اسلام اسی طبقے پر غالب آیا تھا۔ [مترجم]
4۔ دارالفکر 2:181 / دارالکتب العلمیہ 2:177 کے عربی نسخوں میں چار ہزار دو سو اکیاسی (4281) برس ہے۔ [م۔ص]

طبقۂ اولیٰ ملوک فارس

کیومرث

کل علمائے فارس اس امر پر اتفاق کر رہے ہیں کہ کیومرث ہی آدم علیہ السلام ہیں اور ان کا لڑکا منشا نامی تھا اور منشا کا سیامک اور سیامک سے افروال پیدا ہوا اور سیامک کے افروال کے علاوہ چار لڑکے اور چار لڑکیاں اور تھیں، لیکن کیومرث کا نسلی سلسلہ صرف افروال سے چلا اور باقیوں کے اعقاب منقطع ہوگئے، جن کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ افروال بن سیامک کی صلب سے اوشہنک پیشداد (ہوشنگ) پیدا ہوا۔ افروال کیومرث کے ملک کا وارث ہوا اور اس نے اقالیم سبعہ پر حکومت کی۔

طبری بہ روایت ابن کلبی کہتا ہے کہ اوشہنک بن عامر [عابر][1] ابن شالخ ہے اور پھر وہی کہتا ہے کہ اہل فارس کا یہ دعویٰ اور خیال ہے کہ اوشہنک دوسو برس بعد آدم علیہ السلام کے ہوا اور نوح علیہ السلام بعد آدم علیہ السلام کے دوسو برس بعد [کذا] ہوئے۔ اسی بنا پر اہل فارس نے اوشہنک اور نوح کو ایک شخص قرار دیا ہے لیکن اس نے [طبری نے] اس سے اختلاف اور اس کا انکار کیا ہے کیونکہ اوشہنک کی شہرت اس غلط واقعے کے مخالف ہے۔

بعض علمائے فارس یہ کہتے ہیں کہ اوشہنک پیشداد مہلائیل ہے اور اس کا باپ افروال قینان ہے اور سیامک انوش اور منشا شیث[2] اور کیومرث آدم علیہ السلام ہیں۔

---

1 عربی نسخوں میں "عابر" ہے۔ دار الفکر 2:182، دار الکتب العلمیہ 2:178۔ [م۔ص]

2 امام غزالی لکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے شیث علیہ السلام کو امور دین کا والی مقرر کیا تھا اور کیومرث کو دنیاوی حکومت کا افسر بنایا تھا۔ واللہ اعلم۔ [مترجم]

بعض علمائے فارس یہ بیان کرتے ہیں کہ کیومرث کومر بن یافث بن نوح کو کہتے ہیں۔ یہ نہایت معمر اور مُسن تھا، اپنے باپ سے علاحدہ ہو کر جبل دنباوند (ملک طبرستان) میں آ کر مقیم ہوا اور اس کا مالک بن بیٹھا۔ بعد ازاں فارس پر قبضہ حاصل کیا اور ایک عظیم الشان بادشاہ ہوا، اس نے بہ حالت حیات اپنے لڑکوں کو اطراف وجوانب کی طرف بھیجا اور انھوں نے بابل کو لے لیا۔ کیومرث ہی نے سب سے پہلے شہر اور قلعے بنوائے اور گھوڑوں کو سواری کے لیے پسند کیا۔ یہ آدم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اس نے لوگوں کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ اس کو اس نام سے پکاریں۔ اہل فارس اس کے لڑکے ماذاے کی اولاد سے ہیں۔ ابتدائے زمانہ سے اسی کی اولاد کی کیانیہ اور کسرویہ میں حکومت رہی تا آنکہ حکومت فارس کا خاتمہ ہوا۔

ہوشنگ

اہل فارس یہ روایت کرتے ہیں کہ اوشہنک ہی مہلایل ہے اور اس نے ہند پر قبضہ حاصل کیا تھا اس کے بعد طہمورث بن انوجہان بن انکہد بن اسکہد بن اوشہنک بادشاہ ہوا۔ بعضوں نے بجائے اسکہد کے فیشداد لکھ دیا ہے اور درحقیقت یہ کل اسما عجمی ہیں، اسی وجہ سے اور نیز اصولاً روایت منقطع ہونے کے سبب سے ہم ان کی صحت کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

طہمورث

ابن کلبی لکھتا ہے کہ طہمورث[1] بابل کا پہلا بادشاہ ہے اور اس نے ہفت اقلیم پر حکومت کی اور یہ نہایت نیک طینتی سے حکومت کرتا تھا اور منصف تھا۔ اسی کے 10[2] جلوس میں بیوراسپ ظاہر ہوا اور اس نے مذہب صابیہ کی بنیاد ڈالی۔

جمشید

علمائے فارس کہتے ہیں کہ طہمورث کے بعد جمشید[3] تخت نشین ہوا۔ اس کے معنی ہیں: شجاع یا شعاع شمس۔ یہ طہمورث کا حقیقی بھائی تھا، یہ بھی ہفت اقلیم کا بادشاہ تھا اور نہایت نیک

---

1. طہمورث نہایت نیک مزاج تھا، یہ اپنے دادا کی چال چلا، روزہ رکھنے کا حکم دیا، فارسی میں کتابت کی اور امر الٰہی کا پابند تھا، چالیس برس بعد مر گیا۔ [مترجم]
2. عربی متون میں "1 جلوس" ہے۔ دار الفکر 2:183، دار الکتب العلمیہ 2:178۔ [م۔ص]
3. جمشید نے ریشم کیڑوں سے نکالا، کاتب اور دربان مقرر کیے، نوروز کو عید کا دن ٹھہرایا۔ [مترجم]

سیرت اور عادل تھا۔ پھر بعد چندے ظالم اور جابر ہوگیا، اس کی موت سے ایک برس پہلے بیوراسپ نے اس پر خروج کیا اور گرفتار کر کے آرے سے چیر ڈالا اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ جمشید نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا، اس وجہ سے پہلے اس پر اس کے بھائی استوبر[1] نے خروج کیا لیکن ناکامیاب رہا، تب بیوراسپ اٹھا اور اس نے جمشید کی حکومت کا قلع قمع کر دیا اور سات سو برس تک حکومت کرتا رہا۔ ابن کلبی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

ضحاک

طبری کہتا ہے کہ بیوراسپ[2] کو ازدہاک کہتے ہیں، جس کو عرب ضحاک کے نام سے موسوم کرتے ہیں، یہ وہی شخص ہے جس کا ذکر ابونواس شاعر کے اس شعر میں ہے:

وکان منا الضحاك تعبده الـ جـامـل و الجن فی محاربها

(ضحاک ہم میں سے تھا، جس کی عبادت اونٹ والے (یعنی رؤسا) اور جن
(یعنی بدوی) اپنی محرابوں میں کرتے تھے[3])

اور پھر طبری ہی روایت کرتا ہے کہ عجم کا یہ خیال ہے کہ جمشید نے اپنی بہن کا عقد اپنے خاندان میں سے کسی کے ساتھ کر دیا تھا اور اس کو یمن کا حاکم مقرر کیا تھا، اس سے ضحاک پیدا ہوا، چنانچہ اہل یمن ضحاک کا نسب یوں بیان کرتے ہیں: ''ضحاک بن علوان بن عبیدہ بن عویج۔'' اس نے اپنے بھائی سنان بن علوان کو مصر کا بادشاہ کر کے بھیجا تھا، جو ابراہیم علیہ السلام کا فرعون تھا، اور اہل فارس ضحاک کا نسب اس طرح لکھتے ہیں: ''بیوراسپ (ضحاک) بن رتیکان بن ویدوشنک بن فارس بن افروال۔'' اور بعضے اس کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے ہفت اقلیم پر بادشاہت کی، یہ ساحر اور کافر تھا، اس نے اپنے باپ کو مار ڈالا اور یہ اکثر بابل میں رہتا تھا۔

ہشام کی روایت ہے کہ ضحاک بعد جمشید کے بادشاہ ہوا، یہی ابراہیم علیہ السلام کا نمرود

---

1. دارالفکر 183:2 / دارالکتب العلمیہ 178:2 کے نسخوں میں ''استویز'' ہے۔ [م۔ص]
2. بیوراسپ جمشید کا عامل تھا، اس نے اپنے زمانہ حکومت میں ٹیکس، محصول مغنی، ملاحی نکالے، سولی دینا، ہاتھ پاؤں کا کاٹنا اسی کی ایجاد ہے۔ اس نے ہزار برس حکومت کی۔ اس کے اواخر عہد حکومت میں ابراہیم علیہ السلام تھے۔ سواد پر نمرود اس کا عامل تھا۔ [مترجم]
3. اصل نسخے میں شعر کا ترجمہ حاشیے میں ہے۔ [م۔ص]

ہے اور اہل فارس کا نواں بادشاہ ہے، جبل دنباوند میں پیدا ہوا تھا۔

ضحاک نہایت مستعد اور بہادر تھا، جب اس نے ہند پر فوج کشی کی اور خود لڑائی پر گیا تو افریدون نے اس کے زمانہ عدم موجودگی میں اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور بہ وقت مراجعت ضحاک اور افریدون میں لڑائی ہوئی۔ ضحاک کا ادبار[1] آ گیا تھا، وہ ان لڑائیوں میں افریدون کے ہاتھ گرفتار ہو کر جبل دنباوند میں قید کر دیا گیا اور اس کی گرفتاری اور اس پر فتح یابی کے دن کو عید کا دن مقرر کیا، لیکن اہل فارس یہ بیان کرتے ہیں کہ شاہی خاندان جس میں حکومت چلی آ رہی تھی وہ اوشہنک اور جمشید کا تھا اور ضحاک یعنی بیوراسپ نے ان پر خروج کیا اور فتح یاب ہوا۔ اس نے بابل آباد کیا اور نبطیوں سے اپنی فوج تیار کی اور اہل عالم پر بہ زور سحر غالب آیا۔

افریدون

اصفہان کا ایک شخص عالی (کابی حداد) نامی اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا، اس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا، جس پر اس نے جراب لٹکا کر جھنڈا[2] بنایا اور لوگوں کو ضحاک کے برخلاف ابھار کر اس سے لڑا، جب ضحاک میدان جنگ سے بھاگا تو اس کی رائے سے بنی جمشید میں سے افریدون کو تخت نشین کیا۔ افریدون نے تخت پر بیٹھتے ہی ضحاک کا تعاقب کیا اور اس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

افریدون زمانہ نوح علیہ السلام میں تھا، شاید اسی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ افریدون ہی نوح علیہ السلام تھے۔ لیکن تحقیق یہ ہے، جس کو ہشام بن کلبی نے نسابین فارس سے نقل کیا ہے کہ افریدون جمشید کی اولاد سے ہے، ان دونوں میں نو پشتوں کا فرق ہے، اس نے دو سو برس سلطنت کی اور ضحاک کی کل مظالم اور غصب کی ہوئی چیزیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں۔

اولاد افریدون اور تقسیم سلطنت

افریدون نے اپنی حالت حیات ہی میں ملک کو اپنے تین لڑکوں میں تقسیم کر دیا۔ بڑے

---

1 ادبار = بدنصیبی، نحوست، شکست وغیرہ۔ [م۔ص]

2 اس جھنڈے کو ''دُرفش کاویان'' کہتے ہیں، اہل فارس اس کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ جنگ قادسیہ میں یہ جھنڈا مسلمانوں نے چھین لیا تھا۔ [مترجم]

لڑکے سرم (سلم) کو روم، شام اور مغرب دیا، طوج (تور) کو ترک اور چین دیا، ایرج کو عراق، ہند اور حجاز دیا[1]۔ افریدون کے مرنے کے بعد سرم (سلم) اور طوج (تور) نے مل کر ایرج کو لڑ کر مار ڈالا اور اس کے ملک کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ اہل فارس یہ خیال کرتے ہیں کہ افریدون اور اس کے اوپر کی دس پشتیں ''اشکیان'' کے لقب سے یاد کی جاتی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایرج کے دو بیٹے وندان اور اسطوبہ اور ایک لڑکی خورک نامی تھی، جو [وندان اور اسطوبہ] بعد مرگ افریدون اپنے باپ ایرج کے ساتھ مارے گئے، اسی روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ افریدون نے پانچ سو برس حکومت کی اور اسی نے ثمود اور نبط کے آثار سواد سے محو کیے۔

''کے'' لقب کی ابتدا

ابتداً اسی [افریدون] نے اپنے کو ''کے'' کے لقب سے ملقب کیا اور کے افریدون کے نام سے مشہور ہوا۔ ''کے'' کے معنی ہیں تنزیہ (یعنی مخلص اور متصل روحانیات سے) اور بعضوں نے اس کے معنی اور بھی بہت کچھ بیان کیے ہیں۔

منوشہر

چند دنوں کے بعد منوشہر (منوچہر) بن منشحر بن ایرج نے زور پکڑا، یہ افریدون کی نسل سے تھا، اس کی ماں اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے تھی، اس نے سن شعور کو پہنچ کر اپنے چچوں [چچاؤں] سے لڑائی کی اور ان کو مار کر بادشاہ بن بیٹھا اور بابل کو اپنا دار الحکومت بنایا۔ فارس کو دین ابراہیمی کی طرف مائل کیا۔

پھر افراسیاب بادشاہ ترک نے اس پر چڑھائی کی اور بابل کو اس سے چھین لیا اور

---

1 پیش نظر عربی نسخوں میں افریدون کے لڑکوں کے درمیان تقسیم سلطنت سے متعلق عبارت یہ ہے: فكانت الروم وناحية المغرب لسرم، والترك والصين والعراق لإيرج ... (روم اور اطراف مغرب سرم کے حصے میں آئے اور ترک، چین اور عراق ایرج کو ملے...) نسخۂ دار الفکر 184:2، نسخۂ دار الکتب العلمیہ 179:2۔ اس موقع پر مترجم علام نے اردو میں جو مفہوم و معنی پیش کیا ہے وہ عربی عبارت سے بالکل مختلف ہے۔ مترجم نے لکھا ہے کہ 'طوج کو ترک اور چین دیا گیا' جب کہ عربی متن اس سلسلے میں بالکل خاموش ہے کہ طوج کے حصے میں کیا آیا۔ اسی طرح مترجم کے مطابق ایرج کو عراق کے علاوہ ہند اور حجاز بھی دیے گئے، اس کی بھی صراحت نہیں ہے۔ بہر حال حاشیے میں جو عربی عبارت نقل کی گئی ہے اس کے مطابق ترجمہ نہیں ہے۔ غالباً مترجم نے کسی دوسرے ماخذ سے یہاں اضافہ کیا ہے۔ [م۔ص]

طبرستان تک اس کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب طبرستان بھی منوشہر (منوچہر) کو پناہ نہ دے سکا تو وہ طبرستان چھوڑ کر عراق کی طرف چلا گیا اور افراسیاب نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

افراسیاب

افراسیاب کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ طوج (تور) بن افریدون کی نسل سے تھا، جس وقت منوشہر نے طوج (تور) کو قتل کیا اور اس کے خاندان پر تباہی آئی اس وقت یہ چھپ کر بلاد ترک میں چلا گیا اور وہیں اس نے نشو و نما پائی اور انھیں کے ملک سے خروج کیا؛ اسی وجہ سے افراسیاب ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ طبری کہتا ہے کہ جب منوشہر بن منشخو رمر گیا تو افراسیاب بن اشنک بن رستم بن ترک نے بابل پر قبضہ کر لیا اور مملکت فارس کو تہ و بالا کر دیا۔

زومر

اس کے بعد زومر (زوایا زاب) بن طہمارست (طہماسپ) اور بہ روایت دیگر راسپ بن طہمارست نے افراسیاب پر خروج کیا۔ زومر بن طہمارست نو واسطے سے منوچہر کی طرف نسباً منسوب کیا جاتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ طہمارست اپنے باپ سے علاحدہ ہو کر بلاد ترک میں چلا گیا تھا اور وہیں اس نے عقد کر لیا تھا، جس سے زومر پیدا ہوا اور سن شعور کو پہنچ کر افراسیاب کی مخالفت پر اٹھا اور لڑ کر اس کو سلطنت فارس سے نکال دیا اور افراسیاب ترکستان کو چلا گیا۔ زومر نے اس فتح یابی کے دن کو "عید مہرجان" کے نام سے مشہور کیا۔

منوشہر کے مرنے کے بارہ برس کے بعد زومر کا فارس پر قبضہ اور تسلط ہوا۔ یہ نہایت نیک سیرت، صلح پسند اور امن دوست تھا۔ اس نے بابل کی بگڑی ہوئی حالت اور افراسیاب کی خراب کی ہوئی آبادی کو از سر نو بارونق بنایا، اس نے سواد میں نہر زاب نکالی اور اس کے کنارے پر شہر بسایا اور اس کا نام "زوابی" رکھا، ہر طرح کے درخت، پھول، پھل کے لگائے، طرح طرح کے کھانے ایجاد کیے، غنیمت کو اہل لشکر پر تقسیم کیا۔

کرشاسپ

کرشاسپ[1] (گرشاسپ) طوج بن افریدون کی اولاد سے اور بہ روایت دیگر اولاد منوشہر سے ہے اور اس کا نائب تھا۔ اہل فارس میں یہ ایک عظیم الشان شخص گذرا ہے، لیکن بادشاہ نہیں ہوا اور بادشاہت زومر بن طہمارست کرتا تھا۔ زومر اپنی حکومت کے تیسرے سال مر گیا۔ اس کے زمانے میں بنی اسرائیل تیہ سے نکلے تھے اور یوشع نے اریحا کو فتح کیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد ملوک فارس کے دوسرے طبقے کی حکومت کا سلسلہ چلا جن کا پہلا بادشاہ کیقباد ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس طبقے کا زمانۂ حکومت دو ہزار چار سو ستر برس رہا، جیسا کہ بیہقی اور اصفہانی نے تحریر کیا ہے، اور ان کے بادشاہوں میں سے صرف انھیں نو بادشاہوں کو ذکر کیا ہے جن کو طبری نے لکھا ہے۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا۔ [اللہ تعالیٰ زمین اور اس پر بسنے والوں کا مالک ہے۔]

---

[1] کرشاسپ کی نسبت بعض مورخین لکھتے ہیں کہ یہ زوا کا نائب تھا اور بابل میں رہتا تھا، اس نے بغاوت کر کے اس سے ملک نکال لیا یا تقسیم کر لیا، بیس برس تک حاکم رہا۔ [مترجم]

شجرۂ ملوک طبقۂ اولیٰ فارس

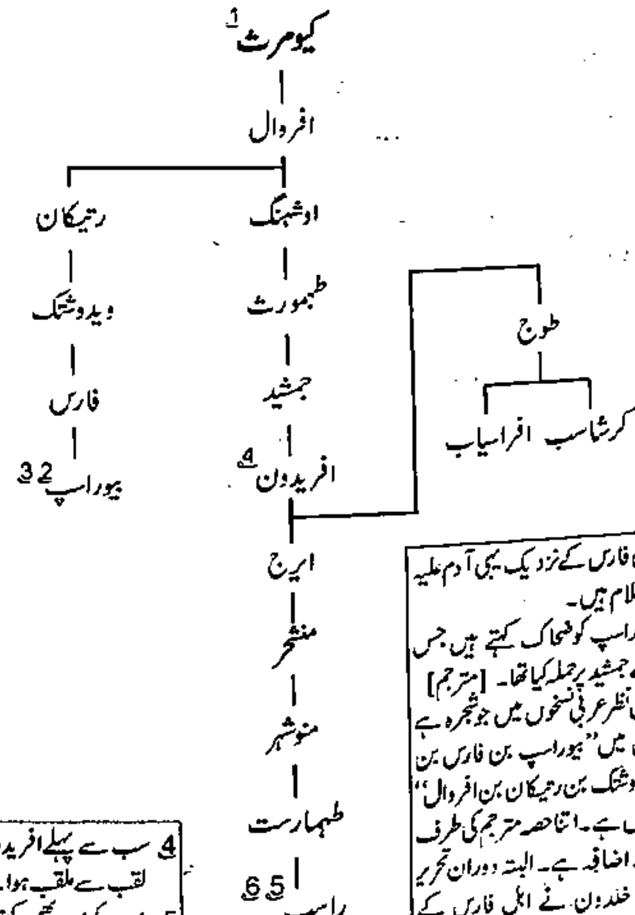

1. اہل فارس کے نزدیک یہی آدم علیہ السلام ہیں۔
2. بیوراسپ کو ضحاک کہتے ہیں جس نے جمشید پر حملہ کیا تھا۔ [مترجم]
3. پیش نظر عربی نسخوں میں جو شجرہ ہے اس میں "بیوراسپ بن فارس بن ویدوشتک بن رتیکان بن افروال" نہیں ہے۔ اتنا حصہ مترجم کی طرف سے اضافہ ہے۔ البتہ دوران تحریر ابن خلدون نے اہل فارس کے حوالے سے بیوراسپ کا جو سلسلہ نسب بیان کیا ہے وہ یہ ہے: "بیوراسپ بن رتیکان بن ویدوشتک بن فارس بن افروال۔" [م۔ح]

4. سب سے پہلے افریدون "کَے" کے لقب سے ملقب ہوا۔
5. راسب کو زومر بھی کہتے ہیں۔
6. بعضوں نے اس کو ملوک فارس سے شمار کر کے اسی پر طبقۂ فیشدادیہ کو ختم کیا ہے لیکن در حقیقت یہ بادشاہ نہ تھا جیسا کہ علامہ مورخ نے بیان کیا ہے۔ [مترجم]

طبقۂ ثانیہ ملوک فارس

کیقباد

ملوک فارس کا دوسرا طبقہ کیانیہ کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے ہر بادشاہ کا نام ''کے'' کی طرف مضاف کیا جاتا ہے۔ ان کا پہلا بادشاہ کیقباد[1] تھا، جو منوشہر کی طرف نسباً چار پشتوں کے واسطے سے منسوب ہوتا ہے۔ اس نے رؤسائے ترک میں اپنی شادی کی، جس سے اس کے پانچ لڑکے پیدا ہوئے۔ (1) کے وافیا (2) کیکاوس (3) کے ارش (4) کے کینہ[2] (5) کے فاسمن۔

طبری کہتا ہے کہ ملوک کیانیہ اور ترک میں اکثر لڑائیاں ہوا کیں۔ ان کا پہلا بادشاہ کیقباد قریب نہر بلخ، جس کو جیحون کہتے ہیں، رہتا تھا۔ اس نے ترک کو زمین فارس پر آنے سے روکا۔ سو برس حکومت کی۔

کیکاؤس

اس کے بعد کیکاؤس بن کیقباد[3] بادشاہ ہوا۔ اس سے اور افراسیاب بادشاہ ترک سے بہت لڑائیاں ہوئیں۔ جس میں اس کا لڑکا سیاوخش مارا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ داؤد علیہ السلام

---

1 اس کے زمانے میں حزقیل، الیاس، الیسع، شموئیل پیغمبر تھے۔ اس نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی۔ [مترجم]
2 نسخۂ دار الفکر 187:2 / نسخۂ دار الکتب العلمیہ 182:2 میں ''کے نیہ'' ہے۔ [م۔ص]
3 عربی متن میں ''کیکاؤس بن کینیہ'' ہے۔ نسخۂ دار الفکر 187:2، نسخۂ دار الکتب العلمیہ 182:2۔ [م۔ص]

کے زمانے میں تھا اور عمر ذوالاذعار بادشاہ تبابعہ سے لڑنے کو اس کے ملک میں گیا، جب عمر ذوالاذعار نے اس کو گرفتار کرلیا تو اس کا وزیر رستم بن دستان لشکر فارس لے کر یمن پر چڑھ گیا اور عمر ذوالاذعار کو قتل کر کے کیکاؤس کو چھڑالایا۔

طبری کی تحریر یہ شہادت دیتی ہے کہ کیکاؤس نہایت عظیم الشان بادشاہ تھا، اس نے اپنے لڑکے سیاوخش (سیاوش) کو تعلیم و تربیت کے لیے رستم بن دستان کے سپرد کیا۔ رستم اس کا بجستان میں نائب تھا، اس نے سیاوخش کو گھوڑے کی سواری سکھائی اور لڑائی کی تعلیم دی۔ جب اس کی تعلیم و تربیت پوری ہو چکی تو باپ کے سامنے آیا اور امتحان میں پورا اترا۔

کیکاؤس کی بی بی آبرخ نامی دختر افراسیاب[1] بادشاہ ترک اس پر عاشق ہوگئی، جب سیاوخش نے ملنے سے انکار کیا تو آبرخ نے کیکاؤس سے سیاوخش کی چغلی کر دی۔ کیکاؤس نے اپنے ہاتھ سے بیٹے کا قتل نامناسب خیال کر کے تھوڑی سی فوج دے کر افراسیاب سے لڑنے کو بھیج دیا تا کہ اس کے ہاتھ سے مارا جائے مگر لڑائی نہ ہوئی، صلح ہوگئی۔

کیکاؤس نے یہ خبر پا کر لڑنے کو لکھا۔ سیاوخش بدعہدی کو برا سمجھ کر باپ کے خوف سے افراسیاب کے پاس چلا گیا، اس نے اپنی بیٹی سے اس کا بیاہ کر دیا، جب اس کو حمل رہا تو اس نے جان کے خوف سے یا ملک کی تقسیم کے خیال سے اپنی بیٹی کے ذریعے سے سیاوخش کو قتل کر ڈالا اور بیٹی کا حمل گرانا چاہا، لیکن نہ گرا[2] اور اس کے بطن سے خسرو پیدا ہوا۔ کیکاؤس نے یہ سن کر اپنی بہو اور پوتے کو چرا کر منگوالیا۔

بعضے یہ کہتے ہیں کہ جب کیکاؤس کو اپنے بیٹے کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو اس نے نامی نامی سپہ سالاروں کے ساتھ فوجیں روانہ کیں، جنھوں نے بلاد ترک کو خوب خوب پامال کیا اور پسران افراسیاب کو قتل کیا۔ طبری کہتا ہے کہ کیکاؤس بلاد یمن پر چڑھ آیا تھا، عمر ذوالاذعار نے حمیر

---

1 دار الفکر ایڈیشن 187:2 میں افراسیاب کے بجائے "فراسیات" ہے۔ اور دار الکتب العلمیہ ایڈیشن 182:2 میں "افراسیات" ہے۔ [م۔ص]

2 بعض مورخین لکھتے ہیں کہ جب حمل گرانے سے نہ گرا تو اس نے اپنی بیٹی کو قیروان نامی ایک امیر کے سپرد کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ جب بچہ پیدا ہو تو مار ڈالنا۔ لیکن قیروان نے لڑکا پیدا ہونے پر نہ مارا بلکہ چھپا رکھا، جب کیکاؤس نے سنا تو اپنی بہو اور پوتے کو چروا کر منگالیا۔ [مترجم]

اور قحطان کو ساتھ لے کر اس کا مقابلہ کیا اور کیکاؤس کو ہزیمت دے کر اس کو گرفتار کر کے ایک کنویں میں قید کر دیا اور اس کے منہ پر ایک پتھر رکھ دیا۔

اس کے بعد سجستان سے رستم کیکاؤس کے چھڑانے کو آیا اور ذوالاذعار کو شکست پر شکست دینے لگا، انجام کار رستم نے ذوالاذعار سے کیکاؤس کے واپس لینے پر صلح کر لی، چنانچہ رستم کیکاؤس کو یمن سے چھڑا کر بابل کو واپس آیا۔

کیکاؤس نے اس احسان کے بدلے رستم کو کل قیود اور اطاعت شاہی سے آزاد کر دیا اور اس کے بیٹھنے کے لیے ایک تخت چاندی اور سونے کا بنوا کر اپنے تخت کے برابر رکھوا دیا۔ سجستان اور زابلستان جاگیر میں دیا۔ یہ [کیکاؤس] ڈیڑھ سو برس کی حکومت کر کے مر گیا۔

کیخسرو

کیکاؤس کے بعد بہ روایت طبری و مسعودی و بیہقی و عامۂ مورخین اس کا پوتا کیخسرو بن سیاوخش تخت پر بیٹھا۔ سہیلی لکھتا ہے کہ کیخسرو تین بادشاہوں کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا تھا۔ کیکاؤس کے بعد پہلے اس کا بیٹا کے کینہ، بعدہ اس کا لڑکا اجوابن گے کینہ، بعدہ اس کا چچا سیاوخش بن کیکاؤس بادشاہ ہوا۔ پھر ان تینوں بادشاہوں کے بعد کیخسرو بن سیاوخش صدر آرا ہوا، انتہی۔ [سہیلی کی بات ختم ہوئی۔] لیکن یہ بالکل خلاف قیاس ہے؛ کیونکہ کل مورخین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ سیاوخش بہ حالت حیات اپنے باپ کے ترکوں کی لڑائی میں مارا گیا تھا۔

طبری کہتا ہے کہ کیکاؤس بن کے کینہ بن کیقباد نے کیخسرو کو اسی وقت بجائے اپنے تخت نشین کر دیا تھا جب کہ وہ اپنی ماں واسفافریدن بنت افراسیاب کے ہمراہ بلاد ترک سے آیا تھا اور کیخسرو نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی ایک فوج بہ سرگروہی سپہ سالار اجوا [اجو] اصفہان کی طرف اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کو بہ غرض جنگ افراسیاب روانہ کیا۔ افراسیاب نے لشکر فارس کو نہایت ناکامی سے پسپا کر دیا۔ کیخسرو یہ سن کر بذاتہ بلخ کو گیا اور وہاں سے لشکر اور نامی نامی سپہ سالاروں کو جمع کر کے دفعتاً افراسیاب پر حملہ کر دیا۔ اسی لڑائی میں افراسیاب کو ہزیمت ہوئی اور اس کے بڑے بڑے سردار مارے گئے منجملہ ان کے وہ شخص بھی مارا گیا جو سیاوخش بن کیکاؤس کا قاتل تھا۔

بعد اس کے افراسیاب نے صلح کی درخواست کی، کیخسرو نے اس کو نامنظور کر کے لڑائی جاری رکھی تا آنکہ افراسیاب میدان جنگ سے بھاگا، کیخسرو نے اس کا تعاقب کیا اور آذر بائیجان میں گرفتار کر کے اس کو ذبح کر ڈالا، کل مال واسباب اس کا لوٹ لیا۔ اس فتح میں اس کے ہمراہ شاہ فارس کے اوجن بن حنوش بن کیکاؤس بن کے کینہ بن کیقباد بھی تھا۔ اور یہ طبری کے نزدیک کیہراسف (بہراسف) کا باپ ہے جو کیخسرو کے بعد بادشاہ ہوا ہے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے اور افراسیاب کے بعد بلاد ترک میں جوراسف بن شراسف (برادر افراسیاب) تخت پر بیٹھا۔

کیہراسف

ان واقعات کے بعد کیخسرو ترک دنیا کر کے بجائے اپنے کیہراسف (بہراسف) بن کے اوجن کو تخت پر بیٹھایا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اس کے بعد کیخسرو بیابان کی طرف چلا گیا اور غائب ہو گیا اور بعضے کہتے ہیں کہ مر گیا۔ بہر کیف یہ ساٹھ برس حکمرانی کر کے غائب ہو گیا اور بجائے اس کے کیہراسف (بہراسف) تخت پر بیٹھا۔ اس کے ابتدائی زمانہ حکومت میں ترک کا زور وشور اس درجہ بڑھا کہ اس نے ان سے لڑنے کو اپنا دار السلطنت چھوڑ دیا اور نہر جیحون کے کنارے شہر بلخ میں سکونت اختیار کر لی اور اکثر ایام انھیں لڑائیوں میں مصروف رہتا تھا۔ اس کے عہد حکومت میں بخت نرسی معروف بہ بخت نصر عراق، اہواز اور روم پر اس کا گورنر تھا۔

کیہراسف نے بخت نصر کی حکومت کا دائرہ کسی قدر اور وسیع کر کے سرحدی ممالک کے فتح کرنے کی اجازت دے دی اور خود مع ملوک فارس اور بخت نصر بادشاہ موصل وسنجاریف کے شام کی طرف بڑھا اور بیت المقدس کو فتح کر لیا۔ یہود پر غالب آیا اور ان کو منتشر و پریشان کیا جیسا کہ اخبار یہود میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ بخت نصر وہی ہے جو عرب سے لڑا تھا اور ایک مدت تک ان کو پریشان کرتا رہا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ئے بہمن کے عہد حکومت میں تھا جو کیستاسب (کیشاشب) بن کیہراسف (بہراسف) کا پوتا تھا۔

معد ابن عدنان

ہشام ابن محمد کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے ارمیا نبی علیہ السلام کو وحی کے ذریعے سے مطلع کیا تھا کہ بخت نصر بڑا ظالم ہوگا؛ اس وجہ سے عرب کو منتشر کر دو جن کے گھروں میں دروازے نہیں ہیں، اور ان کو اس کی ظالمانہ حرکات سے ڈرا دو اور یہ بتلا دو کہ یہ سب تمھارے کفر وعصیان کی وجہ سے ہونے والا ہے۔ اسرائیلیین کی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ وحی ارمیا بن خلقیا کی طرف آئی تھی، جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کہ گروہ عرب سے معد بن عدنان کو نکال لائیں اور تا انقضائے امر اللہ[1] ان کی کفالت کریں۔

ہشام کہتا ہے کہ بخت نصر نے بلاد عرب پر حملہ کیا اور ان کو رسد وغیرہ دینے پر مجبور کیا، چنانچہ عرب نے اس کو تسلیم کر لیا اور اس نے ان کو انبار اور حیرہ میں لا کر ٹھہرایا۔ ہشام کے علاوہ اور مورخین لکھتے ہیں کہ بخت نصر نے عرب سے مقام جزیرہ درمیان ایلہ اور ابلّہ کے لڑائی کی اور اس میدان کو سوار اور پیادوں سے بھر دیا۔ بنی عدنان نے پہلے اس کا مقابلہ کیا، اس نے ان کو حضور [حضورا] تک نہایت نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا، تب اللہ تعالیٰ نے ارمیا اور یوحنا علیہما السلام پر وحی نازل فرمائی کہ معد ابن عدنان کو جس کی اولاد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہونے والے ہیں عرب کے گروہ سے نکال لائیں۔

معد ابن عدنان اس وقت بارہ برس کے تھے، یوحنا ان کو اپنے ساتھ براق پر بیٹھا کر حران میں لائے اور انھوں نے انبیائے بنی اسرائیل میں پرورش پائی اور بخت نصر لوٹ کر بابل آیا اور قیدیان عرب کو انبار میں ٹھہرایا۔ جب بخت نصر مر گیا تو معد ابن عدنان انبیائے بنی اسرائیل کے ساتھ کعبہ کو آئے اور وہیں اپنی قوم میں رہ گئے۔ عانہ بنت الحارث بن مضاض جرہمی سے بیاہ کر لیا، جس سے نزار بن معد پیدا ہوئے۔

کیتاسب

کیہر اسف نہایت نیک سیرت تھا، ملوک شرق اور غرب اس کو نذرانہ بھیجتے تھے، اس نے اپنی حالت حیات میں ترک دنیا کر کے بجائے اپنے کیتاسب (کیتاشپ) اپنے لڑکے کو

---

[1] تا انقضائے امر اللہ = حکم الٰہی کے پورے ہونے تک۔ [م ص]

تخت پر بیٹھا دیا، کیستاسب نے بھی اپنی عمر کا زیادہ تر حصہ ترکوں کی لڑائی میں صرف کیا اور ان کی بغاوت وسرکشی فرو کرنے کی غرض سے اپنے لڑکے اسفندیار کو میدان جنگ میں بھیج دیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

زردشت

کیستاسب کے زمانۂ حکومت میں ژردست (زردشت) حکیم ظاہر ہوا، جس کی نبوت پر مجوسی ایمان لائے ہوئے ہیں۔ بعض اہل کتاب کا یہ بیان ہے کہ یہ اہل فلسطین سے ہے، ارمیا نبی کی خدمت میں رہتا تھا اور انہیں سے پڑھتا تھا، پھر ان کا مخالف ہوگیا، ان کی بددعا سے مجذوم ہوگیا اور ان سے علاحدہ ہوکر آذربائیجان میں چلا آیا۔ دین مجوسیت کی بناڈالی اور کیستاسب کو اپنی طرف مائل کرلیا، اس نے لوگوں کو دین مجوسی اختیار کرنے پر مجبور کیا اور اس کے مخالفین کے قتل کا حکم دے دیا۔

علمائے فارس کہتے ہیں کہ زردشت شاہ منوشہر کی نسل سے ہے اور انبیائے بنی اسرائیل میں سے کسی نبی نے اس کو کیستاسب کی طرف مبعوث کیا تھا، جن دنوں وہ بلخ میں تھا۔ زردشت اور جاماسب عالم دونوں منوشہر کی اولاد سے ہیں۔ یہ دونوں زبان فارسی میں لکھا کرتے تھے جو وہ نبی عبرانی میں کہتا تھا۔ جاماسب عالم زبان عبرانی[1] جانتا تھا اور وہ زردشت کو ترجمہ کرا دیتا تھا۔ یہ واقعہ سنہ 30 جلوس کیہراسف کا ہے۔

علمائے فارس کہتے ہیں کہ زردشت ایک کتاب لایا تھا، جس کے وحی ہونے کا مدعی تھا۔ یہ کتاب بارہ جلدوں میں تھی اور اس کے ساتھ ایک سونے کا نقش تھا۔ کیستاسب نے اس کتاب اور نقش کو اصطخر کے ہیکل میں رکھا اور اس پر لوگوں کو متعین کر کے عام لوگوں کو اس کی تعلیم کی ممانعت کر دی۔

مسعودی کہتا ہے کہ اس کتاب کا نام "نستاء"[2] تھا، خود زردشت نے اس کی تفسیر کی اور اس کا نام ژند [زند] رکھا، پھر اس تفسیر کی دوبارہ تفسیر کی اور اس کو زندیہ کے نام سے موسوم کیا، یہ وہی لفظ ہے جس کو عرب معرب کر کے زندیق کہتا ہے۔ مجوسیوں کے نزدیک یہ کتاب تین حصوں پر

---

1. نسخۂ دارالفکر 190:2 / نسخۂ دارالکتب العلمیہ 185:2 میں "عبرانی" کے بجائے "عربی" ہے۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں "نستاہ" ہے۔ [م۔ص]

منقسم ہے۔ایک حصے میں امم ماضیہ کے حالات ہیں،دوسرے میں آئندہ باتوں کی پیشین گوئیاں لکھی ہیں،تیسرے میں مذہبی اوران کے شرعی احکام ہیں۔مثلاً مشرق قبلہ ہے اور نماز وقت طلوع اورزوال،اورغروب کے وقت پڑھنی چاہیے اورآفتاب کو سجدہ کرنا اوراس سے دعا کرنی چاہیے۔

زردشت نے ازسرنو آتشکدے بنوائے جن کو منوشہر نے ٹھنڈا کرادیا تھا اوران کے لیے دوعیدیں مقرر کیں۔ایک عید نوروز اعتدال ربیعی[1] میں اوردوسری عید مہرجان اعتدال خریفی[2] میں، علاوہ ان کے اوربھی احکام[3] ہیں۔غرض کہ جب فارس کی حکومت اولاً منقرض[4] ہوئی تو اسکندر نے ان کتابوں کو جلادیا،پھر جب اردشیر کا زمانہ آیا تواس نے اہل فارس کو جمع کرکے پھر ازسرنو اس کتاب کو لکھوایا۔

مسعودی کہتا ہے کہ کیستاسب نے زردشت سے اس کی نبوت کے پینتیسویں برس دین مجوسی کی تعلیم لی اورکیستاسب نے بجائے زردشت کے اہل آذربائیجان سے جاماسب عالم کو مقرر کیا۔یہ فارس کا پہلا موبد(مغان) ہے۔انتہی۔[کلام ختم ہوا۔]

جنگ کیستاسب وخزراسب

طبری لکھتا ہے کہ دین مجوسی اختیار کرلینے کی وجہ سے کیستاسب اورخزراسب بادشاہ ترک میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔بہت بڑی خون ریزی ہوئی،رزین بن کیستاسب انھیں معرکوں میں کام آیا،ترک کو اخیر لڑائیوں میں ہزیمت ہوئی،شاہ فارس نے کمال بے رحمی سے پامال کیا اور ترک کے ساحر قید وشق کو مارڈالا۔کامیابی کے بعد کیستاسب بلخ کی طرف واپس آیا،یہاں اس کے لڑکے اسفندیار نے بادشاہ ترک کی سفارش کی،جس سے کیستاسب نے برہم ہوکر اسفندیار کو قید کردیا اورخود کرمان اورسجستان کے پہاڑوں پرتارک الدنیا ہوکر سکونت پذیر ہوگیا۔

بلخ میں اس کا باپ کہیراسف[کہیراسف] رہتا تھا،اس کو اگرچہ پیری نے کسی کام کا

---

1 اعتدال ربیعی = موسم بہار میں رات دن کا برابر ہونا،یہ اعتدال موسم بہار کے پہلے دن ہوتا ہے۔[م-ص]
2 اعتدال خریفی = موسم خزاں میں شب وروز کا برابر ہونا،یہ اعتدال موسم خزاں کے پہلے دن ہوتا ہے۔[م-ص]
3 ان احکام کے علاوہ اس کتاب میں یہ بھی تھا کہ ماں،بہن،شراب حلال ہے۔آگ کو پوجنا چاہیے۔ایک نیکی کا خدا ہے جس کو ایزد کہتے ہیں اوردوسرا بدی کا خدا ہے جو اہرمن کہلاتا ہے،(نعوذ باللہ)۔[مترجم]
4 منقرض ہوئی= ختم ہوئی۔[م-ص]

نہ رکھا تھا لیکن اس کے پاس مال وخزانہ بے حد تھا۔ بادشاہ ترک نے موقع پا کر بلخ پر حملہ کر دیا۔ مقدمۃ الجیش کا افسر اس کا بھائی جورا تھا۔ اس نے نہایت تیزی سے ایک ہفتے کی لڑائی میں بلخ پر قبضہ کر لیا کہراسف [کہراسف] کو قتل کر کے اس کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ آتشکدوں کو منہدم کر دیا، خمانی بنت گستاسف [کیستاسپ] اور اس کی بہن کو گرفتار کر کے لونڈی بنالیا۔

اس لڑائی میں خزراسب بادشاہ ترک نے فارسیوں سے ان کے بڑے جھنڈے کو چھین لیا، جس کو وہ زرکش (درفش) کاویان کہتے تھے۔ یہ وہی جھنڈا تھا جس کو کاوی حداد نے ضحاک کی مخالفت پر بلند کر کے اس کو قتل کیا تھا اور افریدون کو بجائے اس کے تخت نشین کیا تھا۔ شاہان فارس نے اس کو اسی کے نام سے موسوم کیا اور اس کو جواہر سے مرصع کر کے اپنے خزانے میں رکھا۔ لڑائیوں میں اس کو تبرکاً نکالتے تھے، اسی جھنڈے کو مسلمانوں نے جنگ قادسیہ میں اہل فارس سے چھین لیا تھا۔

خزراسب اور اسفندیار کے درمیان جنگ

خزراسب بادشاہ ترک مہم بلخ سے فارغ ہو کر بجستان کی طرف بڑھا جہاں کیستاسب تارک الدنیا ہو کر عبادت میں مصروف تھا، اس نے بادشاہ ترک کے آنے کی خبر سن کر اسفندیار کو قید سے رہا کر کے جاماسب عالم کے ہمراہ ترکوں سے لڑنے کو بھیجا۔

اسفندیار نے خزراسب کو نہایت نقصان کے ساتھ پسپا کیا اور کل وہ چیزیں جن کو ترک نے لوٹ لیا تھا پھر واپس لے لیں اور زرکش کاویان کو بھی چھین لیا۔ خزراسب کو ہزیمت کے بعد سنبھلنے کا موقع نہ ملا وہ شکست پر شکست کھاتا ہوا اپنے ملک میں پہنچا اور اسفندیار اس کا تعاقب کرتا گیا اور اس کے ملک کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ سب سے آخری لڑائی میں خزراسب اور اس کا بھائی مارا گیا، اس کا مال واسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا، عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ اس کامیابی کے بعد اسفندیار ترک پر خراج مقرر کر کے واپس ہو کر بلخ کو آیا۔

اسفندیار کی رستم پر فوج کشی

ہشام ابن محمد لکھتا ہے کہ اس کے بعد کیستاسب نے اسفندیار کو رستم حکمران بجستان کی جنگ پر روانہ کیا، جس نے اس کے دادا کیقباد کو قید یمن سے چھڑایا تھا اور کیقباد نے اس کو یہ ملک

اس کے حسن خدمت کے بدلے میں دیا تھا۔ اسفندیار اور رستم میں لڑائیاں ہوئیں، جن کے اثنا میں کیستاسب ایک سوبیس برس کا ہوکر مرگیا اور یہ [اسفندیار] خود بھی انھیں لڑائیوں میں مارا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بنی اسرائیل کو ان کے شہروں کی طرف لوٹا دیا تھا اور اس کی ماں بنی طالوت سے تھی اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس کی طرف واپس کیا تھا وہ کورش بادشاہ بابل زمانہ بہمن میں تھا اور اسی کے حکم سے اس نے بنی اسرائیل کو واپس کیا تھا، پھر اس کے بعد کیستاسب بادشاہ ہوا، جس کا لڑکا بہمن ہے اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ اس کا لڑکا اردشیر بہمن ہے۔

بہمن

کیستاسب اور بہ روایت دیگر اسفندیار کے بعد اردشیر بہمن تخت حکومت پر بیٹھا، یہ بہت بڑے رعب وداب کا بادشاہ تھا، اسی وجہ سے لوگ اس کو طویل الباع[1] مشہور کرتے ہیں۔ اس نے ہفت اقلیم پر حکومت کی۔ ہشام ابن محمد راوی ہے کہ بہمن تخت [حکومت] پر بیٹھنے کے بعد اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کو بجستان کی طرف گیا، رستم بن دستان اس کے مقابلے پر آیا اور خوب خوب لڑا لیکن اس کے اقبال کے دن تمام ہو چکے تھے، وہ مع اپنے بھائی اور بیٹوں کے ان لڑائیوں میں مارا گیا۔

بعد ازاں بہمن نے روم پر حملہ کیا اور ان پر خراج مقرر کیا، یہ کل ملوک فارس سے عظیم الشان تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس نے سواد میں ایک شہر آباد کیا۔ اس کی ماں طالوت کی نسل سے تھی، اس میں اور طالوت میں چار پشتوں کا فرق تھا۔ ام ولد راسف نامی سے ایک لڑکا ساسان تھا۔ راسف بنی اسرائیل کی قیدی عورتوں سے زریافیل کی بہن تھی جس کو یہود نے بیت المقدس کا حاکم بنایا تھا۔

بہمن نے خمانی کو اس کی تیزی اور فراست کی وجہ سے بجائے اپنے فارس کا بادشاہ کر دیا، اہل فارس اس کو شہرزاد کہا کرتے تھے۔

بعضے مورخ لکھتے ہیں کہ بہمن کی یہ لڑکی تھی اور اس نے اس سے بیاہ کرلیا تھا۔ دین مجوسی

---

1. طویل الباع= طاقتور، فیاض۔ اس کی ضد "قصیر الباع" ہے۔ [م۔ج]

میں یہ جائز تھا۔ جب خمانی اس سے حاملہ ہوئی تو اس نے کہا کہ تاج اس کو دو جو میرے بطن سے پیدا ہوگا حالانکہ حکومت وسلطنت کا مستحق ساسان تھا۔ بہمن نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ ساسان رنجیدہ ہو کر اصطخر چلا گیا اور وہیں زہد و عبادت کرتا [اور] بکریاں چراتا تھا۔

دارا اکبر

بہمن کے مرنے کے بعد چونکہ دارا اکبر کم سن تھا خمانی [حمایی [1]] خود حکمرانی کرنے لگی، یہ بڑی مدبر، ہوشیار اور عاقلہ تھی۔ اکثر لڑائیوں میں اپنے دشمنوں سے فتح یاب ہوا کی۔ جب اس کا لڑکا دارا اکبر جوان ہوا تو ملک اس کے سپرد کر دیا اور خود فارس ہوتی ہوئی روم سے لڑنے کو گئی۔ وہاں سے مظفر ومنصور ہو کر واپس ہوئی۔ اس کا لڑکا دارا تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد بابل گیا، اطراف وجوانب کے ملوک سے لڑا اور ان سے خراج لیا۔ بارہ برس حکومت کر کے مر گیا۔

دارا ابن دارا

اس کی جگہ پر اس کا لڑکا بیٹھا، اس کا نام بھی دارا تھا۔ اس نے باپ کے وزیروں کو قتل کر ڈالا۔ رفتہ رفتہ کل ارا کین سلطنت اس سے رنجیدہ ہو گئے۔

ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ دارا ابن دارا نے چودہ برس حکمرانی کی۔ یہ نہایت بدسیرت، کینہ پرور اور ستم گر تھا۔ اسی کے عہد حکومت میں اسکندر بن فیلقوس [فیلبس] بادشاہ یونان فارس پر چڑھ آیا۔ دونوں میں لڑائیاں ہوئیں۔ دارا کے بعض سپاہیوں نے دارا کو اثنائے لڑائی میں قتل کر ڈالا اور اسکندر کے پاس چلے آئے۔ اس کے قتل کے ذریعے سے اسکندر سے تقرب کے خواستگار ہوئے۔ اسکندر نے ان کو قتل کر ڈالا اور یہ کہا یہ اس کی جزا ہے جو اپنے بادشاہ کے ساتھ برائی یا نمک حرامی کرے۔ اسکندر نے فتح یابی کے بعد روشنک بنت دارا سے بیاہ کر لیا جیسا کہ اسکندر کے حالات میں بیان کریں گے۔

طبری کہتا ہے کہ بعض علمائے اخبار ماضیین کا یہ قول ہے کہ وقت قتل دارا اس کی چار اولادیں تھیں۔ تین لڑکے (1) اشک (2) بنودار (3) اردشیر (4) اور ایک لڑکی روشنک تھی، جس سے اسکندر نے بعد فتح یابی بیاہ کیا۔ دارا نے چودہ برس حکمرانی کی۔ یہ وہی حالات ہیں جو

---

[1] عربی نسخوں میں "حمایی" ہے۔ [م۔ س]

اہل فارس میں زمانہ کیقباد سے دارا آخری بادشاہ تک مشہور ہیں۔

ہروشیوش مورخ روم کا بیان

ہروشیوش[1] مورخ روم ابتدائی حالات حکومت فارس میں تحریر کرتا ہے کہ یہ لوگ بنی اسرائیل کے شام میں داخل ہونے کے بعد زمانہ عثنیال بن قنار [قناز] بن یوقنا [یوفنا] میں گذرے ہیں۔ یہ عثنیال کالب بن یوقنا کا بھائی تھا جو بعد یوشع علیہ السلام کے بنی اسرائیل کا مدبر اور مصلح ہوا ہے۔ اسی زمانے میں ابوالفرس، بلاد آسیا سے جس کو عربی میں فارس، یونانی میں پرشور[2]، فارسی میں پرشیرش[3] کہتے ہیں، نکل کر اس کے اطراف وجوانب میں جا ٹھہرا اور وہاں کے رہنے والوں پر غالب آ گیا؛ اسی وجہ سے یہ گروہ اس کی طرف منسوب کر دیا گیا اور یہ لوگ برابر ترقی پذیر رہے تا آنکہ کیرش کی حکمرانی کا زمانہ آیا جس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کسریٰ اول تھا۔ اس نے قضاعیوں کو مغلوب کیا، پھر شہر بابل پر حملہ کر کے دجلہ کے کنارے تک قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں تھوڑے دنوں بعد شہر پر حملہ کر کے [اس کو] منہدم کر دیا۔ سریانیوں سے ہم نبرد ہوا اور انھیں لڑائیوں میں مر گیا۔

اس کے بعد اس کا لڑکا قنبیشاش بن کیرش حکمراں ہوا۔ اس نے مصر پر چڑھائی کی۔ مصریوں کے بتوں کو توڑ ڈالا، ان کے شرعی احکام اور ساحروں کو نیست و نابود کر دیا۔ یہ واقعہ ابتدائے دولت فارس سے ہزار برس بعد واقع ہوا۔

---

1. ہروشیوش یا اوروسیوس (Paulus Orosius) قدیم رومی مورخ ہے۔ وہ کب اور کہاں پیدا ہوا، اس کا تعین قطعی طور پر نہیں کیا جا سکا ہے۔ البتہ بیشتر محققین کے مطابق وہ براکارا میں جواب براگا کے نام سے معروف ہے، 383-375 کے درمیان پیدا ہوا۔ اور 418 میں اس کی وفات ہوئی۔ ہپو Hippo کے سینٹ آگسٹائن (Saint Augustine) کا شاگرد تھا۔ اپنے استاد کی ترغیب پر ہی ہروشیوش نے ابتدا سے اپنے عہد تک کی تاریخ Historiae Adversus Paganos کے نام سے لکھی۔ یہ کتاب 417 یا 418 کے آس پاس پہلی بار شائع ہوئی۔ مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے۔ قرطبہ کے سلطان الحکم الثانی المستنصر باللہ (متوفی 976) کے عہد حکومت میں لاطینی سے عربی میں اس کا ترجمہ ہوا۔ یہ ترجمہ "تاریخ العالم" کے نام سے ہے۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں "برشور" ہے۔ [م۔ص]
3. عربی نسخوں میں "برشیرش" ہے۔ [م۔ص]

قنبیشاش کے بعد دارا نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے بھی بقیہ ساحرین مصر کو قتل کر ڈالا اور سریانیوں کے عمال کو واپس کر دیا اور بنی اسرائیل کو شام کی طرف بھیج دیا۔ اس کے بعد وہ بلاد روم غربی پر چڑھ آیا، اثنائے لڑائی میں خود دارا کے سپہ سالاروں میں سے ایک نے سنہ 23 جلوس دارا میں دفعتاً حملہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا۔

بعدہٗ اس کا لڑکا ارتشخار چالیس برس تک اور اس کے بعد دارالفلوس [1] ارتشخار تیرہ برس [2] تک حکمراں رہا۔

پھر ارتشخار بن دارا بادشاہ ہوا۔ اس سے اور کیرش سے لڑائی ہوئی، کیرش مارا گیا اور یہ اس کے ملک پر بھی قابض ہو گیا۔ بعدازاں اہل روم نے بہ اعانت اہل مصر اس سے سرکشی کی، ایک مدت تک باہم لڑائی ہوتی رہی آخر کار اہل روم اور ارتشخار میں صلح ہو گئی اور ارتشخار چھبیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ یہ واقعات زمانہ حکومت اسکندر بادشاہ یونان میں گزرے ہیں۔ یہ اسکندر اعظم کا ماموں تھا۔

اسکندر بادشاہ یونان کے مرنے کے بعد اسکندر اعظم کا باپ فیلقوس شہر مقدونیہ میں تخت نشین ہوا اور بجائے ارتشخار اس کا لڑکا شخشار چار برس بادشاہت کرتا رہا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں اسکندر بن فیلقوس [3] مقدونیہ اور کل بلاد روم غربی پر حکمراں ہوا۔

شخشار کے بعد شخشار دارا [4] بادشاہ ہوا، اس کے زمانے میں اسکندر بن فیلقوس نے یہود سے بیت المقدس چھین لیا۔ بعدازاں اس سے اور دارا سے لڑائی چھڑ گئی، جس میں دارا کو ناکامی ہوئی اور اسکندر کامیابی کے بعد شام اور مصر کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اسکندریہ آباد کیا۔ پھر وہاں سے مراجعت کر کے دارا انطوس سے صف آرا ہوا۔ دارا میدان جنگ سے بھاگا، اس نے اس کا تعاقب کیا، اثنائے راہ میں اس کو زخمی دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑا اور اس کی اس حالت پر افسوس

---

1. دارالفکر 193:2 / دارالکتب العلمیہ 188:2 کے عربی نسخوں میں "دارا انوطو" ہے۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں تیرہ برس کے بجائے سترہ (17) برس ہے۔ نسخۂ دارالفکر 193:2، نسخۂ دارالکتب العلمیہ 188:2۔ [م۔ص]
3. پیش نظر عربی نسخوں میں "فیلبس" ہے۔ [م۔ص]
4. عربی نسخوں میں "شخار دارا" ہے۔ [م۔ص]

ظاہر کیا۔ دارا کے مرنے کے بعد اس کو شاہی مدفن میں دفن کرا دیا۔ یہ واقعہ حکومت فارس کے ایک ہزار اسی [1080] برس پر واقع ہوا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہے۔ انتھی کلام ھروشیوش (کلام ہروشیوش کا تمام ہوا۔)

دارا کی وصیت

سہیلی کہتا ہے کہ اسکندر دارا کو معرکۂ جنگ میں زخمی دیکھ کر گھوڑے سے اتر پڑا اور اس کے سر کو اپنے زانو پر رکھ کر کہنے لگا: "اے سید الناس لڑائی کرنے سے میرا مقصود تمھارا قتل کرنا نہ تھا اور نہ میں اس سے راضی ہوا ہوں۔ تمھاری اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔" دارا نے کہا میری لڑکی سے بیاہ کر لینا اور میرے قاتل سے قصاص لینا۔ اسکندر نے ایسا ہی کیا۔

یہاں تک پہنچ کر ملوک فارس کے طبقۂ ثانیہ کا زمانہ حکومت تمام ہو گیا۔ والبقاء لله وحده سبحانه وتعالیٰ (باقی رہنے والی ذات اللہ کی ہے جو پاک ہے اور سب سے بلند ہے۔)

بخت نصر ثانی

ابن عمید ان ملوک فارس کی ترتیب میں کیرش سے دارا تک یوں بیان کرتا ہے کہ کورش کے بعد اس کا لڑکا قمبوسیوس آٹھ برس بہ روایت دیگر نو یا اٹھائیس برس[1] حکمراں رہا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے مصر پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ بخت نصر ثانی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دارایوش بن گستاسب

اس کے بعد دارایوش بن گستاسب نے پچیس برس تک حکومت کی۔ یہ ان چار بادشاہوں کا پہلا بادشاہ ہے جس کی طرف دانیال نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے۔ تین بادشاہ فارس میں حکومت کریں گے، چوتھا اگلوں سے نہایت عظیم الشان ہوگا۔ پس اول یہ ہے، دوسرا دارا بن گستاسب ہے جو مجسطی میں مذکور ہے، تیسرا دارا ابن الامۃ، چوتھا وہ جس کو اسکندر نے قتل کیا۔ بیت المقدس کو ویران ہوئے انہتر برس[2] ہو چکے تھے کہ دارایوش بن گستاسب نے بابل میں اپنی

---

1. دار الفکر 196:2 اور دار الکتب العلمیہ 190:2 کے عربی نسخوں میں اٹھائیس (28) برس کے بجائے بائیس (22) برس ہے۔ [م۔ص]
2. دار الفکر 196:2 اور دار الکتب العلمیہ 190:2 کے عربی نسخوں میں ستر (70) برس ہے۔ [م۔ص]

شجرۂ طبقۂ ثانیہ ملوکِ فارس

- کیقباد
  - کینیہ
    - کیکاؤس
      - کے کینیہ
      - سیاوخش
        - کیخسرو[1]
      - کینیہ
        - کیبوس
          - کیکاؤس
            - کہراسب
              - کیستاسب
                - اسفندیار
                  - بہمن
                    - خمانی[2]
                      - دارا
                        - دارا
                          - اشک
      - کے اجوا

1 اصل میں جو شجرۂ نسب دیا گیا ہے اس کے مطابق کیخسرو کینیہ کی اولاد ہے جو کہ صحیح نہیں ہے، کیخسرو دراصل سیاوخش کی اولاد ہے؛ اس لیے شجرے میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ نسخہ دارالفکر 2:195، نسخہ دارالکتب العلمیہ 2:189 [م-ص]

2 عربی نسخوں میں "حمانی" ہے۔ [م-ص]

حکومت کا سکہ چلایا اور اس کی حکومت بابل کے تیسرے سال بیت المقدس کی تعمیر تکمیل کو پہنچی۔

اسمردیوس مجوسی

اس کے بعد اسمردیوس مجوسی ایک برس بادشاہ رہا، یہ پہلا بادشاہ ہے جو مجوسی کے لقب سے مشہور ہوا؛ کیونکہ زردشت کا دین مجوسی اس کے عہد حکومت میں زیادہ شائع ہوا۔

اخشویرش

اسمردیوس کے بعد اخشویرش بن داریوس بیس برس تک سریر آرائے حکومت رہا۔ اس کا وزیر ہامان عملیقی تھا۔

ارطحشاشت بن اخشویرش

اس کے بعد ارطحشاشت بن اخشویرش بادشاہ ہوا۔ یہ طویل الیدین[1] کے لقب سے مشہور تھا، اسی کے زمانے میں یہود نے فارس کے ہاتھ سے نجات پائی۔ اس نے اپنی حکومت کے بیسویں سال بیت المقدس کی شہر پناہ منہدم کرنے کا حکم دیا لیکن عزیر علیہ السلام کے کہنے سے رک گیا اور از سر نو اس کی شہر پناہ کو درست کرا دیا۔

ابن عمید مجسطی سے روایت کرتا ہے کہ یہ عزیر عزرا کے نام سے مشہور ہیں۔ ہارون علیہ السلام کے بعد چودھویں کاہن تھے۔ انھوں نے بنی اسرائیل کے لیے توریت اور انبیائے سلف کی کتابیں اپنی یادداشت کے بموجب بعد مراجعت جلاوطنی اول تحریر کیں کیونکہ بخت نصر نے کل کتابوں کو جلا دیا تھا۔ بعضے یہ بیان کرتے ہیں کہ توریت اور کتب انبیا کے لکھنے والے یشوع بن ابوصادق ہیں۔

ارطحشاشت ثانی

ارطحشاشت کے بعد پانچ برس تک ارطحشاشت ثانی بادشاہ ہوا۔ اسی کے زمانے میں حکیم ابقراط اور سقراط شہر اشیاش میں تھے۔ اس کے بعد صغریتوش تین برس حکومت کرکے مرگیا۔

---

1. لمبے ہاتھوں والا۔ [م۔ص]

دارا ابن الامۃ

بعدہ دارا ابن الامۃ ملقب بہ ناکیش اور بہ روایت دیگر داریوش الیاریوش سترہ برس حکمراں رہا۔ اس کے زمانے میں سقراط، فیثاغورس [اور] اقلیدس[1] ثانی حکمائے یونان تھے۔ اس کی حکومت کے پانچویں برس اہل مصر یونان سے بغاوت کر کے ایک سو چھبیس برس کے بعد پھر بادشاہ بن بیٹھے۔

ارطحشاشت برادر زادہ کورش

دارا ابن الامۃ کے بعد ارطحشاشت برادر زادہ کورش بن داریوش بادشاہ ہوا۔ اس نے گیارہ یا بائیس برس حکمرانی کی، اس کے زمانے میں الیاقیم کاہن تھے۔

ارطحشاشت (اخوش)

پھر اس کے بعد ارطحشاشت مسمی بہ اخوش یا اوغش بیس برس تک بادشاہ رہا۔ اس نے مصر پر فوج کشی کی اور اس پر متصرف ہو گیا۔ اس کا فرعون ساناق بھاگ کر مقدونیہ میں چھپا۔ ارطحشاشت نے مصر میں ایک محل اور ہیکل بنوائی جس کا عمرو بن العاص نے محاصرہ کیا تھا اور اس پر قابض ہو گئے تھے۔

ارشیش بن ارطحشاشت

اس کے بعد ارشیش بن ارطحشاشت بادشاہ ہوا، اس نے چار برس بادشاہت کی۔ اس کے زمانے میں بقراط، افلاطون اور دی مقراطیس وغیرہ حکمائے یونان موجود تھے۔ بقراط اسی کے عہد حکومت میں تناسخ کے قائل ہونے کی وجہ سے مارا گیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ بقراط کا یہ مذہب نہ تھا۔ اس کے کسی شاگرد نے اس کو اس مذہب سے متہم کر کے اس پر شہادت دی۔ اس کو حکام نے شہر ایتھنا میں زہر دے کر مار ڈالا۔

دارا ابن ارشیش

ارشیش[2] بیس برس بادشاہی کرتا رہا۔ ابن عمید ابوراہب سے روایت کرتا ہے کہ یہ چوتھا

---

1. عربی نسخوں میں "اقلیدس" ہے۔ [م۔ص]
2. یہاں "دارا ابن ارشیش" ہونا چاہیے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ارشیش سے پہلے "دارا ابن" کتابت میں چھوٹ گیا ہے۔ دارا ابن ارشیش نے بیس برس اور ارشیش نے محض چار برس بادشاہت کی ہے۔ دار الفکر 2:197، دار الکتب العلمیہ 2:191۔ [م۔ص]

دارا ہے جس کی طرف دانیال علیہ السلام نے اشارہ کیا ہے۔ یہ نہایت عظیم الشان بادشاہ تھا، اس نے یونان سے اپنا خراج وصول کیا، جو اس کے آبا واجداد یونان سے لیتے تھے۔ بعد چندے جب اسکندر بن فیلقوس بادشاہ یونان ہوا اور اس وقت اس کی عمر سولہ برس کی تھی، دارا نے اس سے خراج طلب کیا۔ اسکندر نے سختی سے جواب دیا، جس سے دارا برہم ہو کر حملہ آور ہوا، اسکندر نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کو ہزیمت دے کر ملک فارس اور اس کے علاوہ اور بلاد پر قابض ہو گیا۔ انتھــــی کلام ابن العمید۔ [ابن عمید کا کلام ختم ہوا۔]

طبقۂ ثالثہ ملوک فارس

ملوک الطّوائف

ملوک فارس کا یہ طبقہ اشکانیہ (اشغانیہ) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ لوگ اشکان بن دارا اکبر کی اولاد سے ہیں، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ملوک الطّوائف میں سے اس طبقے کے بادشاہ عظیم الشان گذرے ہیں، جن کا حال تحریر کیا جاتا ہے۔

جب اسکندر ابن فیلقوس نے فارس لے لیا اور دارا اصغر اثنائے لڑائی میں مارا گیا تو اس نے ان ملوک کے بارے میں ارسطو سے مشورہ کیا۔ ارسطو نے کہا کہ فارس کے خاندان شاہی میں سے چند آدمی مختلف مقامات پر حکمراں کر دیے جائیں۔ وہ آپس میں لڑیں بھڑیں گے اور یونان بچا رہے گا۔ اسکندر نے اس بنا پر عظمائے فارس کو ملک فارس پر حکمراں کر دیا۔ انھیں ملوک کا نام ملوک الطّوائف ہے۔

سلطنت اسکندر کی تقسیم

اور پھر جب اسکندر مر گیا تو اس کا ملک اس کے چار امرا میں تقسیم ہو گیا۔ مقدونیہ اور انطاکیہ اور اس کے سرحدی ممالک بروم کا حکمراں فیلبش سپہ سالار اسکندر ہوا۔ اسکندریہ، مصر اور مغرب پر فیلاوفس ملقب بہ بطلیموس حکومت کرنے لگا۔ شام، بیت المقدس اور اس کے سرحدی ممالک دمطوس کے قبضے میں رہے۔ سواد، اہواز اور فارس کو یلاقس سیلقس ملقب بہ اطیخش نے دبا لیا

اور پینتالیس[1] برس تک حکمرانی کرتا رہا۔

اشک بن دارا اکبر

طبری کہتا ہے کہ اشک بن دارا اکبر بعد اپنے باپ کے رے میں رہا اور وہیں اس نے نشو ونما پائی۔ جب یہ بڑا ہوا اور اسکندر مر گیا تو اس نے لشکر جمع کر کے انطخش پر حملہ کر دیا۔ موصل میں دونوں سے لڑائی ہوئی۔ انطخش لڑائی میں مارا گیا اور اشک سواد پر موصل سے رے اور اصفہان تک قابض ہو گیا۔ ملوک الطوائف شرافت اور نسب کی وجہ سے اس کی تعظیم کرتے اور اکثر ہدایا وتحائف بھیجتے تھے بغیر اس کے کہ اس کو ان کے معزول کرنے اور حکمراں بنانے میں کچھ دخل ہوتا وہ لوگ اس کی عزت کرتے اور اپنے خطوط میں اس کا نام تعظیماً لکھا کرتے تھے۔ ساتھ ہی اس کے وہ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے [اور] صلح کرتے تھے۔

بعضے مورخ کہتے ہیں کہ ایک شخص ملوک فارس کی نسل کا اصفہان اور سواد پر اسکندر کے مرنے کے بعد قابض ہو گیا تھا۔ بعد اس کے اس کا لڑکا مالک ہوا۔ بعد چندے لشکر جمع کر کے کل ملوک الطوائف کا سردار بن بیٹھا؛ اسی وجہ سے سوائے ان کے اور ملوک الطوائف کا ذکر ترک کر دیا۔

بعضے لکھتے ہیں کہ یہ شخص اشک بن دارا تھا جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے تحریر کیا ہے اور یہی اہل فارس کا قول ہے۔ اور یہ روایت بعض اشک اسفندیار بن کستاسب کی اولاد سے ہے۔ اس میں اور اسفندیار میں چھ پشتوں کا فرق ہے اور یہ خیال بعض اشک بن اشکان اکبر کیبیہ بن کیقباد کی نسل سے ہے۔ اس نے ملوک الطوائف پر حکمرانی کی۔ اصطخر اور بلاد فارس پر قابض رہا، بیس برس تک اس کی حکومت رہی۔ اس کے بعد جور ابن اشک بادشاہ ہوا۔ اس نے بنی اسرائیل پر یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے قتل کی وجہ سے حملہ کیا۔

ملوک کی ترتیب

مسعودی کہتا ہے کہ اشک بن اشک بن دارا بن اشکان اول نے دس برس پھر سابور ابن کے لڑکے نے ساٹھ برس حکمرانی کی۔ اس نے بنی اسرائیل پر شام میں حملہ کیا۔ ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ اس کی حکومت کے اکتالیسویں سال ارض فلسطین میں جناب عیسیٰ علیہ السلام ظاہر

1. عربی نسخوں میں [45] کے بجائے [54] ہے۔ دار الفکر 2:198، دار الکتب العلمیہ 2:192 [م۔ ص]

ہوئے۔ پھر اس کا چچا جور دس برس پھر نیرو بن سابور اکیس برس تک بادشاہ رہا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں طیطش قیصر نے بیت المقدس پر قبضہ کر کے اس کو ویران اور یہود کو جلاوطن کیا تھا جیسا کہ اس سے پہلے لکھا گیا ہے۔ نیرو کے بعد جور بن نیرو انیس برس تک، بعد ازاں جری (ترسی) اس کا بھائی چالیس برس تک، بعدہٗ ہرمز چالیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے بعد اردوان بن ہرمز پندرہ برس حکمراں رہا۔ پھر اس کا لڑکا کسریٰ (خسرو) بن اردوان نے چالیس برس تک حکومت کی۔

پھر اس کا لڑکا بلاوش ہوا، اس نے چوبیس برس حکمرانی کی، اس کے زمانے میں روم نے بہ اعانت قیصر بہ عوض خون انطیخش یونان سے نکل کر بلاوش پر حملہ کیا۔ بلاوش نے فارس اور عراق سے لشکر جمع کر کے چار ہزار فوج سے اس کا مقابلہ کیا، اس فوج پر بلاوش کی طرف سے سواد کا بادشاہ حضر نامی افسری کرتا تھا۔ اس نے قیصر پر شب خون مار کر اس کے لشکر کو منتشر کر دیا، انطاکیہ کو لے لیا اور خلیج تک بڑھ گیا۔ اس واقعے کے بعد بلاوش مر گیا، بجائے اس کے اردوان بن بلاوش تیرہ برس بادشاہت کرتا رہا تا آنکہ اردشیر بن بابک بن ساسان نے خروج کیا اور ملک فارس کو ملوک الطوائف سے چھین کر از سر نو دولت و حکومت کی بناڈالی جس کو ساسانیہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ملوک الطوائف کا زمانہ

طبری کہتا ہے کہ زمانہ ملوک الطوائف میں جناب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پیدا ہوئے جب کہ بابل پر تین سو پینسٹھ [365] برس[1] اسکندر کے قبضے کو ہو چکے تھے اور اشکانیہ کی حکومت پر اکیاون [51] سال گذر گئے تھے۔ نصاریٰ کا یہ خیال ہے کہ بابل پر اسکندر کے غلبے کے تین سو ترسٹھ [363] برس کے بعد جناب عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ واللہ اعلم۔

طبری کہتا ہے کہ زمانہ ملوک الطوائف کا اسکندر کے بعد سے اردشیر بن بابک کے ظہور تک دو سو ساٹھ [260] برس رہا۔ بعضے کہتے ہیں پانچ سو سترہ [517] برس[2] تک رہا۔ کہتے ہیں کہ

1. عربی متن میں [365] کے بجائے صرف [65] ہے۔ نسخۂ دارالفکر 199:2، نسخۂ دارالکتب العلمیہ 193:2۔ [م۔ص]
2. پیش نظر عربی متون میں [517] کے بجائے [523] ہے۔ نسخۂ دارالفکر 199:2، نسخۂ دارالکتب العلمیہ 193:2۔ [م۔ص]

اس مدت میں نوے [90] بادشاہوں نے نوے [90] گروہوں پر حکمرانی کی لیکن ان میں سے ملوک اشکانیہ عظیم الشان اور نامور تھے۔

شجرۂ طبقۂ ثالثہ ملوکِ فارس

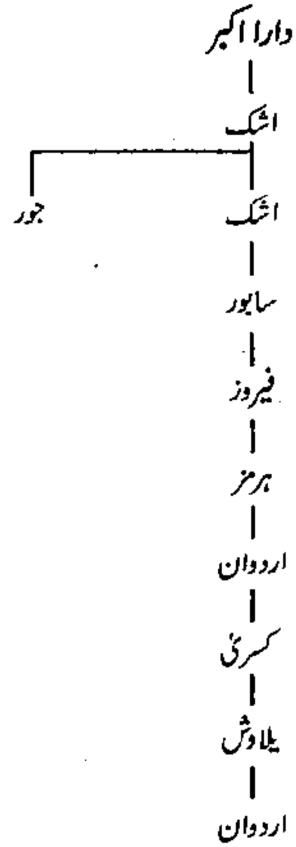

طبقۂ رابعہ ملوک فارس

دولت ساسانیہ

یہ خاندان سلطنت دنیا کی عظیم الشان سلطنتوں میں سے ہے۔ اس کو دولت ساسانیہ یا اکاسرہ کے لقب سے مورخین یاد کرتے ہیں۔ یہ ان دو حکومتوں (یعنی دولت روم و دولت فارس) میں سے ایک حکومت ہے جو ابتدائے اسلام میں موجود تھیں۔ اس کا زمانہ حکومت اردشیر بن[1] بابک بادشاہ ملک مرو سے شروع ہوتا ہے، اور وہ بیٹا ہے ساسان بن بابک بن ہرمز بن ساسان اکبر بن گئے بہمن کا، اس سے پہلے ہم بہمن اور اس کے لڑکے ساسان کا حال تحریر کر چکے ہیں کہ جس وقت اس کا بھائی دارا اپنی ماں کے پیٹ میں تھا، اسی وقت بہمن نے ساسان کو نکال دیا تھا، اور یہ جبال اصطخر میں جا کر مقیم ہوا تھا۔ وہیں اس کے توالد اور تناسل کا سلسلہ جاری رہا تا آنکہ ساسان اصغر پیدا ہوا اور آتشکدۂ اصطخر کی تولیت کرنے لگا۔

اردشیر

یہ [ساسان اصغر] نہایت شجاع اور دلیر تھا۔ اس کی بیوی شاہی خاندان سے تھی، اس سے اس کا لڑکا بابک اور بابک سے اردشیر پیدا ہوا۔ ان دنوں اصطخر میں ملوک الطوائف سے ایک بادشاہ حکومت کر رہا تھا۔ اس کا گورنر مقام داراب جرد (داراب کرد) میں رہتا تھا۔ جب اردشیر

---

1. اسکندر کے پانچ سو چودہ برس کے بعد ہوا اور بقول تر سا پانچ سو پچاس اور بقول مغان دو سو چھیاسٹھ سال کے بعد ہوا۔ [مترجم]

سات برس کا ہوا تو اس کے دادا ساسان نے اس کو بادشاہ اصطخر کی خدمت میں پیش کر کے یہ درخواست کی کہ یہ گورنر داراب جرد کے پاس بہ غرض تعلیم و تربیت بھیج دیا جائے۔ بادشاہ اصطخر نے اس کو منظور کر کے اردشیر کو گورنر داراب جرد کے پاس بھیج دیا۔ بعد چندے عامل داراب جرد مر گیا تو اردشیر بہ حکم بادشاہ اصطخر داراب جرد کا گورنر مقرر ہوا۔ چونکہ نجومیوں نے اس سے کہہ رکھا تھا کہ عالم میں تیرے نام کا سکہ چلے گا؛ اسی وجہ سے اس نے اپنے زمانۂ گورنری میں اکثر ملوک الطوائف پر حملہ کیا اور زمین فارس کے زیادہ حصے کا بادشاہ بن بیٹھا۔ اس کے بعد اس نے اپنے باپ کو ان حالات سے آگاہ کیا اور اصطخر پر بھی بہ زور تیغ قبضہ حاصل کیا۔

اردشیر کی فتوحات

مورخین نے اردشیر کی لڑائیوں میں اس کے سلسلۂ فتوحات کو یوں تحریر کیا ہے کہ اردشیر نے بادشاہ اردوان سے جو اصطخر پر حکومت کر رہا تھا امداد طلب کی، جب اس نے سختی سے جواب دیا اور آمادہ بہ جنگ ہوا تو اردشیر نے اصطخر پر حملے کی تیاری کی اور اصطخر جاتے ہوئے کرمان پر قبضہ کر کے اپنے لڑکے کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔ اردوان نے اس پیش قدمی پر اردشیر کو دھمکی دی اور بادشاہ اہواز کو اس کے مقابلے پر بھیجا۔ بادشاہ اہواز شکست کھا کر واپس ہوا۔

بعد ازاں اردشیر نے اصفہان پر حملہ کیا۔ اس کے بادشاہ کو قتل کر کے اس پر قبضہ کر لیا، پھر اہواز کی طرف بڑھا، اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا۔ اس کے بعد اردوان سے لڑا اور اس کو ہزیمت دے کر قتل کر ڈالا۔ ہمدان، جبل، آذربائیجان، آرمینیہ اور موصل کو کامیابی کے ساتھ مفتوح کیا۔ پھر ان سے فارغ ہو کر سودان کو لے لیا اور دجلہ کے شرقی شہروں کے پاس ایک شہر آباد کیا، پھر وہاں سے لوٹ کر اصطخر کو آیا۔ سجستان، جرجان، مرو، بلخ اور خوارزم کو حدود خراسان تک فتح کر لیا۔

بعدہٗ فارس کی طرف آیا۔ بادشاہ کوشان اور مکران نے گردن اطاعت جھکا دی۔ بعدہٗ ایک مدت کے محاصرے کے بعد بحرین کو بھی لے لیا۔ بحرین کا بادشاہ اثنائے لڑائی میں دریا میں ڈوب کر مر گیا۔

اس کے بعد اردشیر لوٹ آیا اور اس کا لڑکا سابور اٹھا۔ اس نے بھی بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں، اطراف و جوانب کے بادشاہوں کو زیر کیا، اکثر جدید شہر آباد کیے، عمارتیں بہ کثرت

بنوائیں۔ المختصر اردشیر چودہ برس حکومت کر کے مقام اصطخر میں مرگیا۔

ہشام بن کلبی راوی ہے کہ اردشیر اپنے زمانۂ حکومت میں اس امر کا خواست گار ہوا کہ جو ممالک ملوک الطوائف سے اس کے آباواجداد کے قبضے میں تھے، ان سب پر یہ اکیلا حکمراں بنے۔ اردوانیوں پر اردوان اور ارمانیوں پر بابا بادشاہت کر رہا تھا۔ ان دونوں نے متفق ہوکر اردشیر کا مقابلہ کیا۔ اردشیر مصلحتاً بابا سے صلح کرنا چاہتا تھا، اسی اثنا میں اردوان مارا گیا اور اردشیر نے سواد پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد بابا نے اس کی اطاعت قبول کرلی اور کل سلاطین مغلوب ہوگئے۔

بعد ازاں اردشیر عرب کی طرف متوجہ ہوا۔ اکثر اہل عرب، عراق اور حیرہ میں رہتے تھے۔ ان کے تین گروہ تھے۔ ایک تنوخ تھا جن میں قضاعہ بھی شامل ہیں، جو تبابعہ کے کسی بادشاہ کے ساتھ ہوکر ملوک فارس سے لڑتے تھے۔ یہ لوگ غربی فرات مابین انبار اور حیرہ کے خیموں میں گذران اوقات کرتے تھے۔ ان لوگوں نے اردشیر کی سلطنت اور مملکت میں قیام کرنا پسند کیا، غربی فرات سے نکل کر بر عرب میں چلے آئے۔ دوسرا گروہ عباد کا تھا جو خاص حیرہ میں سکونت پذیر تھا۔ تیسرے احلاف تھے جو ان کے نسب سے نہ تھے مگر ان میں مل جل گئے تھے، نہ تو تنوخ میں شامل تھے جو فارس کی اطاعت و فرماں برداری کے منکر تھے، اور نہ عباد میں تھے، جن میں یہ ملے ہوئے تھے، لیکن اتفاق زمانہ سے یہی احلاف انبار اور حیرہ کے مالک ہوئے اور اس کو انھوں نے خراب اور ویران کر دیا۔ انھیں میں سے عمرو بن عدی اور اس کی قوم تھی، جس نے حیرہ اور انبار کو از سر نو آباد کیا۔ ان دونوں کو عرب نے زمانۂ بخت نصر میں بسایا تھا۔ بعد ازاں بنی عمرو بن عدی نے اس کو آباد کیا، جب وہ اس کے مالک اور حاکم ہوئے تا آنکہ مسلمانان عرب نے شہر کو لوٹ لیا اور حیرہ نیست ونابود ہوگیا۔

اردشیر نے فتح یابی کے بعد اپنے دادا کی وصیت کے موافق اشکانیوں کو چن چن کر قتل کیا، لیکن ایک عورت شاہ اردوان کے محل میں اپنا نام ونسب چھپا کر بچ گئی، جس کو اردشیر نے اپنی خواصی میں رکھ لیا۔ جب وہ اس سے حاملہ ہوئی تو اس نے اپنا نسب ظاہر کیا۔ اردشیر کو یہ فعل ناگوار گذرا۔ اس عورت کو قتل کرنے کی غرض سے ایک مرزبان[1] کے سپرد کیا۔ اس مرزبان نے اس کو نہ

[1] مرزبان=افسر، حاکم۔ [م۔ص]

مارا، جب اس سے لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام سابور رکھا اور در پردہ اس کی پرورش اور تعلیم کرتا رہا۔

سابور

اردشیر نے اپنے آخری زمانے میں لاولد ہونے اور نسل وسلسلۂ حکومت منقطع ہونے کی شکایت کی اور اس عورت کے قتل اور اتلاف حمل پر نادم ہوا۔ مرزبان نے کہا کہ میں نے اس کو قتل نہیں کیا، وہ عورت زندہ ہے۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا۔ میں نے اس کا نام سابور رکھا ہے اور اب اس کی تعلیم وتربیت پوری ہو چکی ہے۔ اردشیر یہ سن کر فرط شادی سے اچھل پڑا اور اسی وقت سابور کو بلا کر اپنا ولی عہد بنالیا۔

اردشیر کے مرنے کے بعد سابور بادشاہ ہوا۔ اس نے داد ودہش سے لوگوں کو اپنا مطیع بنا لیا اور اچھے اچھے عمال مقرر کیے، خراسان گیا اور وہاں کا انتظام درست کیا، پھر لوٹ کر نصیبین پر جا پہنچا اور اس کو لڑ کر چھین لیا۔ اس کے بعد اس نے شام کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ انطا کیہ کا محاصرہ کر کے اس کے بادشاہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ بعد چندے بہت سامال واسباب لے کر اس کو رہا کیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اس کو قتل کر ڈالا تھا۔

سابور اور نضیرہ

جبال تکریت میں مابین دجلہ اور فرات کے ایک شہر حضر نامی تھا۔ اس میں جرامقہ کی حکومت تھی۔ ساطرون نامی ایک شخص ملوک الطوائف سے وہاں حکومت کر رہا تھا۔ مسعودی کہتا ہے کہ ساطرون بن اسطر ون ملوک سریانیین سے ہے۔ طبری کہتا ہے کہ عرب اس کو ضیزن کہتے ہیں۔ ہشام بن محمد کلبی لکھتا ہے کہ یہ قضاعہ سے تھا اور یہ ضیزن بن معاویہ بن العمید بن الاجدم بن عمرو بن النخع بن سلیم ہے۔ سلیم کا نسب ہم قضاعہ میں بیان کریں گے۔ یہ سرزمین جزیرہ میں رہتا تھا، قبائل قضاعہ کے بے حد لوگ اس کے ساتھ رہتے تھے۔ اس کی حکومت شام تک پھیلی ہوئی تھی۔

سابور نے مہم خراسان کی وجہ سے اس سے تعرض نہیں کیا تھا، جب وہ ان بلاد سے فارغ ہوا تو اس کی طرف متوجہ ہوا، چار برس تک اس کا محاصرہ کیے رہا۔ ایک روز ساطرون کی لڑکی نضیرہ نامی سواد شہر میں سیر کو نکلی چوں کہ یہ حسین اور شکیل تھی اور سابور بھی خوبصورت تھا۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوتے ہی دلوں میں محبت نے جگہ کر لیا۔ اسی خانہ خراب محبت کی وجہ سے نضیرہ نے سابور کو قلعے

کی پوشیدہ راہیں بتلا دیں، جس سے اگلے دن سابور قلعے میں گھس گیا اور ضیزن کو قتل کر کے قلعے پر قابض ہو گیا۔ بنی قضاعہ جو اس کے ساتھ قلعے میں رہتے تھے بیابانوں کی طرف چلے گئے اور بنی حلوان تقریباً فنا ہو گئے اور قلعۂ حضر ویران و مسمار ہو گیا۔

سابور نے فتح یابی کے بعد نضیرہ سے بیاہ کر لیا۔ شب عروسی کو اس کے ساتھ رہا، نضیرہ کے بچھونے میں آس کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ سابور کو اس کی سختی سے تکلیف ہوئی، باتوں باتوں میں پوچھ بیٹھا کہ تیرا باپ کیا کھاتا تھا۔ نضیرہ نے جواب دیا مکھن، گوشت، شہد، کھجوریں، شراب۔ یہ کہہ کر شامت اعمال سے بول اٹھی اور تیرا باپ! سابور کو یہ کلمہ ناگوار گذرا، غصے سے کہنے لگا کہ میں تیرے ساتھ زمانے کی باتیں کرنے نہیں آیا، اس دوستی پر لعنت بھیجتا ہوں۔ یہ کہہ کر سابور اٹھا اور ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ تیز گھوڑے پر سوار ہو کر نضیرہ کے بال اس کی دم میں باندھ کر دوڑائے۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ نضیرہ کا جسم پاش پاش ہو گیا، کمال ذلت اور رسوائی سے مر گئی۔

سابور کے سلسلے میں اختلاف آرا

ابن اسحاق کا یہ خیال ہے کہ جس نے قلعۂ حضر کو فتح کر کے ویران اور ساطرون کو قتل کیا، وہ سابور ذوالاکتاف ہے، لیکن سہیلی اس کا انکار کرتا ہے کیونکہ ساطرون ملوک الطوائف سے ہے اور جس نے ان کی حکومت و سلطنت لی تھی وہ اردشیر اور اس کا بیٹا سابور ہے۔ اور سابور ذوالاکتاف اس کے بہت دنوں بعد ہوا ہے اور وہ ملوک بنی اردشیر کا نواں بادشاہ تھا، پھر آگے چل کر سہیلی کہتا ہے کہ پہلے جس نے ملوک ساسانیہ سے حیرہ پر قبضہ حاصل کیا تھا وہ سابور بن اردشیر ہے۔ اس نے جب عرب کو اپنا مطیع کر لیا تو ان پر اس نے اپنی طرف سے عمرو بن عدی (جد آل منذر) کو وہاں کا حاکم بنایا۔ عمرو بن عدی نے نہایت خوبی سے وہاں کا انتظام کیا اور برابر سالانہ خراج دیتا رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا امرؤ القیس بن عمرو بن عدی وہاں کا گورنر ہوا۔ بعد ازاں یہ ملک آل منذر کی حکومت میں وراثتاً چلا آیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ سابور تیس برس حکومت کر کے مر گیا۔

ہرمز و بہرام

بعدازاں اس کا لڑکا ہرمز[1] تخت حکومت پر بیٹھا۔ اس نے صرف ایک برس حکمرانی کی۔ اس کے بعد بہرام بن ہرمز بادشاہ ہوا۔ یہ نہایت حلیم اور نیک سیرت تھا، اس نے اپنے اسلاف کی اقتدا کی۔ مانی مثنوی[2] زندیق جو نور کا قائل، ظلمت کا منکر تھا اور اس کے دادا (سابور) کے عہد حکومت میں ظاہر ہوا تھا، جس کی چندے سابور نے بھی اتباع کی تھی۔ بعدہ پھر مجوسی ہوگیا تھا۔ جب بہرام بن ہرمز بادشاہ ہوا تو اس نے لوگوں کو جمع کر کے مانی زندیق کو سردربار طلب کیا اور اس سے اس کے عقائد دریافت کیے۔ لوگوں نے اس کے عقائد سن کر اس کی تکفیر کی، بہرام بن ہرمز نے اس کو قتل کرا دیا۔

زندیق

مسعودی کہتا ہے کہ زندیق کے معنی ہیں جو شخص ظاہر تفسیر کتاب زردشت سے، جس کا ذکر پہلے اس سے ہو چکا ہے، منحرف ہو کر اس کی تاویل کرے، چونکہ اس کتاب کا نام زندہ تھا؛ اس وجہ سے اس کی تاویل کرنے والے کو زندیہ کہنے لگے۔ بعدازاں عرب نے اس کو معرب کر کے زندیق کہا۔ اس میں کل وہ لوگ شامل ہوگئے جو ظاہر کی مخالفت کریں اور درحقیقت باطن کے منکر ہوں۔ بعدازاں عرف شرع میں زندیق اس کو کہنے لگے جو بہ ظاہر اسلام کا قائل ہو اور درحقیقت کفر کا پابند ہو۔

بہرام بن بہرام

بہرام بن ہرمز تین برس تین مہینے حکومت کر کے مر گیا۔ بعدہ اس کا لڑکا بہرام بادشاہ ہوا۔ یہ تخت پر بیٹھتے ہی آوارگی، ملاہی اور ملاعب میں مبتلا ہوگیا۔ اس کے عمال رعایا کو جور و تعدی سے پریشان کرنے لگے۔ گاؤں کے گاؤں شہر کے شہر ویران ہوگئے۔ ایک روز یہ شکار سے واپس آ رہا تھا اتفاق سے دو بوم[3] ایک درخت پر ویرانے میں بیٹھے ہوئے بول رہے تھے۔ بہرام نے کہا

---

1. یہ پہلوان، بہادر، عظیم الخلقت، شدید القوت تھا۔ اس نے اہواز میں شہر ہرمز بسایا۔ [مترجم]
2. عربی نسخوں میں ''مانی الثنوی'' ہے۔ [م۔ص]
3. بوم = الو۔ [م۔ص]

کاش میں طیور کی زبان سمجھتا ہوتا۔ دوستوں نے جو اس وقت موجود تھے عرض کی کہ ہم ان کی زبان سمجھتے ہیں، یہ دونوں بوم شادی کرنے کی باتیں کر رہے ہیں۔ مادہ کہتی ہے کہ میں بیس شہر ویران لے کر تیرے ساتھ نکاح کروں گی۔ نر نے اس کو قبول کر لیا ہے اور کہتا ہے کہ اگر بہرام کا زمانہ حکومت اور چندے باقی رہ گیا تو میں تجھ کو بجائے بیس کے ہزار ویرانے دوں گا۔ بہرام یہ سن کر خواب غفلت سے چونک پڑا اور بذاتہٖ امور سلطنت کو دیکھنے لگا۔ آخری زمانہ حکومت اس کا ابتدائی زمانے سے عدل وانصاف، انتظام وتدبیر میں بڑھ گیا۔

بہرام بن بہرام بن بہرام

اس کے مرنے کے بعد بہرام بن بہرام بن بہرام تخت نشین ہوا۔ اس کو شہنشاہ کے لقب سے مخاطب کرتے تھے۔ جستان اس کا دارالحکومت تھا۔ یہ چار برس سلطنت کر کے مر گیا۔

فرسین اور ہرمز

بعد ازاں اس کا بھائی فرسین[1] (ترسی) بن بہرام نو برس حکومت کرتا رہا، عادل اور نیک سیرت تھا۔ اس کے بعد ہرمز بن فرسین بادشاہ ہوا، اس کا زمانہ حکومت سات برس تک رہا۔ یہ ملوک مقام جندیسابور (مضافات خراسان) میں رہتے تھے۔

سابور ذوالاکتاف

ہرمز کے مرنے کے بعد اس کی کوئی اولاد نہ تھی، اراکین دولت اس وجہ سے زیادہ پریشان ہو رہے تھے۔ اتفاق سے اس کی ایک بیوی حاملہ پائی گئی۔ اراکین دولت نے کسی اور شخص کو خاندان شاہی سے تخت نشین نہ کیا، وضع حمل کا انتظار کرتے رہے۔ جب وضع حمل ہوا اور لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام سابور رکھا اور اسی وقت سے اس کو تخت نشین کر دیا اور خود انتظام سلطنت کرنے لگے۔ بعضے کہتے ہیں کہ ہرمز نے یہ وصیت کی تھی کہ بعد وضع حمل جو لڑکا پیدا ہو وہی تخت نشین کیا جائے۔

بہر کیف جب شیر خوار بچہ بادشاہ بنایا گیا، اطراف وجوانب میں یہ خبر مشہور ہوگئی۔ ترک وروم نے ملک دبانا شروع کر دیا۔ بلاد عرب ان کے سرحدی ممالک سے بہت ہی قریب

1۔ عربی نسخوں میں ''ترسین'' ہے۔[م۔س]

تھے۔ وہاں کے رہنے والے قحط اور ناپیداواری کی وجہ سے ہمیشہ فارس کے شہروں کے غلے کے محتاج رہتے تھے، وہ بھی موقع مناسب سمجھ کر لوٹ مار کرنے لگے۔ بحرین، بلاد قیس اور وحاظہ کی بادیہ نشین جماعتیں جوق [در] جوق ممالک فارس میں آنے لگیں۔ لوٹ مار، فساد کا بازار گرم ہو گیا، اسی حالت میں ایک زمانہ گذر گیا لیکن اہل فارس میں سے کسی نے بہ وجہ کم سنی بادشاہ کے نہ تو ان سے تعرض کیا اور نہ ان کے دفع کرنے کی کوشش کی۔ جب ان کا بادشاہ سن شعور کو پہنچا اور اس کی عمر کے سولہ مرحلے طے ہو چکے تب ارکین دولت نے اس سے ملک کا حال، عرب کی لوٹ مار اور ترک وروم کے واقعات بیان کیے۔

سابور ذوالاکتاف کی عرب پر فوج کشی

سابور نے سب سے پہلے عرب پر حملہ کرنا مناسب سمجھ کر لشکر کی تیاری کا حکم دیا اور خود ان کی افسری کرتا ہوا اپنے دارالسلطنت سے روانہ ہوا۔ عرب کے لٹیرے اس وقت تک بلاد فارس میں موجود تھے۔ ان کو اس کی خبر نہ تھی یہ یکا یک ان کے سروں پر پہنچ گیا اور ان کو مارتا لکالتا بحرین تک بڑھ گیا اور وہاں پہنچ کر قتل وغارت کا عام حکم دے دیا۔

بعدازاں رؤسائے عرب تمیم، بکر اور عبد قیس پر چڑھائی کی اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ عبد قیس شہر چھوڑ کر ریگستانوں میں چلے گئے۔ پھر وہ یمامہ میں آیا، وہاں بھی قتل وقید وغارت گری کی، پھر وہاں سے بلاد بکر وتغلب کی طرف متوجہ ہوا، جو مملکت فارس اور مناظر روم کے درمیان شام میں تھے۔ وہاں بھی جس کو عرب میں سے پایا اس کو قتل کر ڈالا، ان کے گھروں کو لوٹ لیا اور ان کے پانی کو خراب کر ڈالا۔ اس کے بعد جس شخص نے اس سے پناہ چاہی اس کو اس نے ٹھہرایا، چنانچہ بنی تغلب میں سے (جو بحرین اور خط سے آئے تھے) دارین میں، وائل بنی تمیم کے لوگوں کو ہجر میں، بکر بن وائل والوں کو کرمان میں، بنی حنظلہ کو اہواز میں رہنے کی جگہ دی۔ شہر انبار، کرخ اور سوس کو آباد کیا۔

مورخین بیان کرتے ہیں کہ آیاد جزیرے میں پھیلے رہتے تھے، گرمیوں میں عراق میں آجاتے، لوٹ مار کرتے تھے۔ سابور ان دنوں کم سن تھا، جب یہ بڑا ہوا اور کاروبار سلطنت کرنے لگا تو وہ ان کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اس زمانے میں ان کا سردار حرث بن اغرایادی، آیاد

بن نزار کی اولاد سے تھا، سابور کی روانگی سے پہلے ایک شخص[1] نے بنی ایاد میں سے جو دارالسلطنت فارس میں ملا جلا رہتا تھا؛ حرث بن اغرایادی کو سابور کے ارادے سے مطلع کیا اور اس کو اس کی لڑائی سے ڈرایا۔ حرث نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ انجام یہ ہوا کہ لشکر سابور نے پہنچ کر ان کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ وہ لوگ جلا وطن ہو کر سرزمین جزیرہ اور موصل کی طرف چلے گئے، پھر لوٹ کر عراق کو نہ آئے؛ جب مسلمانوں کے دلاور سرداروں نے ان شہروں کو فتح کیا اور ان سے جزیہ (خراج) طلب کیا تو انھوں نے جزیہ دینے سے انکار کیا اور روم چلے گئے۔

ذوالاکتاف کی وجہ تسمیہ

سہیلی سابور بن ہرمز کے تذکرے میں لکھتا ہے کہ اس نے عرب کی یہ سزا مقرر کی تھی کہ جس کو گرفتار کرتا تھا، اس کے ہاتھ مونڈھوں سے کٹوا ڈالتا تھا؛ اسی وجہ سے عرب اس کو ذوالاکتاف[2] کہنے لگا۔

سابور ذوالاکتاف کو عمرو بن تمیم کا مشورہ

بحرین میں اس نے عرب کے سردار عمرو بن تمیم کو گرفتار کیا، اس وقت اس کی عمر تین سو برس کی ہو چکی تھی۔ اس سے سابور نے کہا کہ:

میں تم سبھوں کو قتل کر ڈالوں گا، تم لوگ حکومت وسلطنت کے مدعی ہو، تمھارا یہ خیال ہے کہ تمام جہان میں تمھاری حکومت پھیلی ہوئی ہے۔

عمرو بن تمیم نے جواب دیا:

اے بادشاہ یہ عالی ہمتی سے بعید ہے۔ اگر درحقیقت ان کا کوئی حق ہے اور وہ اس کے مستحق ہیں، تو تمھارا قتل کرنا ان کو نہیں روک سکتا اور اگر کوئی حق واستحقاق نہیں ہے تو تجھ کو ان پر قبضہ مل گیا ہے، ان کو

1۔ مورخین نے لکھا ہے کہ یہ سابور کا کاتب (سکریٹری) تھا۔ اس نے ایک قصیدہ حرث کے پاس بھیج دیا، جس میں سابور کے ارادے کو ظاہر کیا تھا۔ [مترجم]

2۔ مورخین لکھتے ہیں کہ اس نے عرب کے ستر ہزار آدمیوں کے بازو کاٹ ڈالے تھے۔ ملخص از ابن اثیر۔ [مترجم]

یوں ہی رہنے دے تیری آئندہ اولاد ان سے نفع اٹھائے گی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ سابور کو عمرو بن تمیم کے اس جواب پر رحم آ گیا۔ اس نے ان کے قتل وغارت سے ہاتھ اٹھالیا۔

سابور ذوالاکتاف کا روم پر حملہ

بعدازاں اس نے بلاد روم پر حملہ کیا، ان کے اکثر قلعات کا محاصرہ کیا۔ اس کے عہد حکومت میں رومیوں کا بادشاہ قسطنطین تھا، جس نے ملوک روم میں سب سے پہلے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ قسطنطین کے مرنے کے بعد اسی کے خاندان سے الیانوس نامی ایک شخص تخت حکومت پر بیٹھا اور دین مسیحی سے منحرف ہو گیا۔ رؤسائے ملت کو قتل اور گرجوں کو مسمار کرا دیا اور سابور سے لڑنے کو ایک کثیر التعداد فوج جمع کر لی۔ عرب کے قبائل بھی سابور سے انتقام لینے کے لیے قیصر روم کی فوج میں شامل تھے۔ اس لشکر کا سپہ سالار یوسانوس[1] تھا، جس کو الیانوس قیصر روم نے ایران کے ویران کرنے کو روانہ کیا تھا۔ اس رومی لشکر کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار بیان کی جاتی ہے۔

جس وقت یوسانوس رومی فوج کو لیے ہوئے سرزمین فارس میں پہنچا، سابور نے بھی لشکر فراہم کر کے رومیوں کا مقابلہ کیا۔ رومیوں نے پہلے ہی حملے میں سابور کو پسپا کر دیا۔ عرب کے گروہ نے اس کا تعاقب کیا، لیکن وہ معدودے چند آدمیوں کو ہمراہ لے کر جان بچا کر بھاگ نکلا۔ رومیوں نے اس کے خزانے پر قبضہ کر لیا اور شہر طیسون پر اپنی کامیابی کا پھریرا اڑا دیا۔ وہاں کے رہنے والے رومیوں سے متنفر ہو کر جلاوطن ہو گئے اور رومیوں نے وہاں سکونت اختیار کر لی، نہایت عزت واقتدار سے رہنے لگے۔ بعد چندے الیانوس ایک لڑائی میں مارا گیا۔

رومیوں نے یوسانوس کو اپنا سردار بنانا چاہا، یوسانوس نے اس شرط سے کہ رومی پھر مذہب عیسائی اختیار کر لیں جیسا کہ زمانہ حکومت قسطنطین میں تھا، عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی؛ چنانچہ کل رومی پھر عیسائی ہو گئے۔

اس کے بعد سابور نے پھر فوج جمع کر کے حملہ کرنے کی یوسانوس کو دھمکی دی اور یہ کہلا بھیجا کہ میں اپنی رعایا کا انتقام لینے کو آ رہا ہوں تم خبردار ہو جاؤ۔ یوسانوس یہ سن کر گھبرا گیا اور آشتی

1. انگریزی مورخ اس بڑی فوج کے حاکم کا نام "جولین" بتلاتے ہیں، شاید عربی مورخ نے اسی کو "یوسانوس" لکھا ہو۔ [مترجم]

(80) رومی افسروں کو ہمراہ لے کر سابور کے پاس گیا، سابور نے اس سے معانقہ کیا، نہایت عزت سے اس کو ٹھہرایا اور اس امر پر صلح کر لی کہ رومی کل مال غنیمت واپس کر دیں اور بہ عوض خون بہا نصیبین[1] کو دے دیں، جس کو رومیوں نے فارس سے لے لیا تھا۔ چنانچہ یوسانوس نصیبین کو واپس دے کر اپنے ملک کو لوٹا اور سابور نے اصطخر، اصبہان (اصفہان) کے آدمیوں کو وہاں دوبارہ آباد کر کے اپنے دارالسلطنت کی طرف مراجعت کی۔ اس واقعے کے تھوڑے دنوں کے بعد یوسانوس مر گیا۔

بعض مورخین بیان کرتے ہیں کہ سابور بہ تبدیل لباس روم گیا اور وہاں وہ گرفتار کر لیا گیا۔ قیصر نے اس کو بیل کی کھال پہنائی اور اس کو اپنے ساتھ لیے ہوئے جندیسابور کی طرف بڑھا تا کہ وہ اپنی آنکھوں سے اپنے ملک کی بربادی دیکھے، لیکن سابور اثنائے راہ سے موقع پا کر بھاگ نکلا اور جندیسابور کے لشکر میں شامل ہو کر رومیوں کے مقابلے پر آیا اور ان کو شکست دے کر ان کے بادشاہ کو گرفتار کر لیا اور اس سے مزدوروں کی طرح مدتوں کام لیتا رہا۔ بعد چندے اس کی ناک کاٹ کر ایک گدھے پر سوار کرا کے رومیوں کے پاس بھیج دیا، لیکن یہ ایسا قصہ ہے کہ جس کے جھوٹ ہونے کی عادت شہادت دے رہی ہے۔

سابور ذوالاکتاف کی حکومت کا خاتمہ

الغرض سابور اپنی حکومت اور عمر کا بہتر واں سال پورا کر کے مر گیا۔ اس نے سواد نیشاپور میں بجستان آباد کیا اور ایک محل بادشاہوں کے رہنے کے لیے بنوایا۔ اس نے اپنی طول وطویل سلطنت میں رعایا کو بہت خوش رکھا۔

اردشیر بن ہرمز

سابور وقت انتقال اپنے برادر زادہ[2] اردشیر بن ہرمز کے حق میں وصیت کر گیا تھا، جس

---

1. اس عہدنامے میں جس کی رو سے صلح ہوئی تھی، وہ پانچ صوبے بھی داخل تھے جو دجلہ کے شرق میں واقع تھے، جن کو نرسی کے عہد حکومت میں رومیوں نے ایرانیوں سے چھین لیا تھا۔ (مترجم)
2. دارالفکر 206:2 اور دارالکتب العلمیہ 200:2 کے عربی نسخوں میں برادر زادے کے بجائے "برادر" ہے۔ خود مترجم نے بھی 'اردشیر بن ہرمز' لکھا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اردشیر سابور ذوالاکتاف کا بھائی تھا نہ کہ بھتیجا۔ شجرے کے مطابق بھی اردشیر اور سابور ذوالاکتاف ہرمز کی اولاد ہیں۔ [م۔ ص]

سے اراکین دولت نے اس کو تخت نشین کیا۔

سابور بن سابور ذوالاکتاف

لیکن چار برس[1] کے بعد اس سے نزع سلطنت کی گئی اور بجائے اس کے سابور بن سابور ذوالاکتاف تخت حکومت پر بیٹھایا گیا۔ لوگوں نے اس کی بادشاہت کی خوشی منائی، یہ نہایت نیک سیرت تھا، رعایا اور لشکری سے نرمی کا برتاؤ کرتا تھا۔ اس سے اور بنی ایاد سے اکثر لڑائیاں ہوئیں، جس کی طرف بنی ایاد کا شاعر اس شعر میں اشارہ کرتا ہے:

على رغم سابور بن سابور أصبحت   قباب إياد حولها الخيل والنعم[2]

بعضے یہ کہتے ہیں کہ یہ شعر سابور ذوالاکتاف کے بارے میں کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔ بہر کیف سابور پانچ برس حکومت کر کے مر گیا۔

بہرام ملقب بہ کرمان شاہ

بجائے اس کے اس کا بھائی بہرام ملقب بہ کرمان شاہ تخت نشین ہوا، یہ نہایت مدبر اور نیک سیرت تھا۔ یہ بھی گیارہ برس حکومت کر کے مر گیا۔ اس کے مرنے کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لڑائی میں یا فوج کے رفع فساد میں مصروف تھا ناگاہ اس کو ایک تیر آ لگا؛ جس سے وہ مر گیا۔

یزدجرد الاثیم

اس کے بعد یزدجرد الاثیم بادشاہ ہوا، اکثر اس کو بہرام کا بیٹا بتاتے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ اس کا بھائی تھا۔ ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ یہ نہایت غصہ ور، مکار، دغاباز، فریبی، جابر اور خودرائے تھا۔ تھوڑی سی لغزش پر اپنی رعایا اور ملازمین کو بہت بڑی سزا دیتا تھا، درگذر اور چشم پوشی کا بالکل عادی نہ تھا۔ اعلیٰ درجے کا بدخصلت، بدطینت اور سفلہ مزاج تھا۔ اس کی ابتدائی حکومت میں رسی[3] حکیم معروف بہ مہر برشی[4] وزارت کرتا تھا، لیکن بعد چندے معزول کر دیا گیا۔ اہل دولت

---

1 دارالفکر 2:206 / دارالکتب العلمیہ 2:200 کے نسخوں میں چالیس [40] برس ہے۔ [م۔ص]

2 (ترجمہ) سابور بن سابور کی ناگواری کے باوجود قبیلۂ ایاد کے خیمے آباد ہو گئے ہیں اور ان کے گرداگرد ان کے گھوڑے اور اونٹ نظر آ رہے ہیں۔ [م۔ص]

3 عربی متون میں "برس" ہے۔ دارالفکر 2:206 / دارالکتب العلمیہ 2:200 [م۔ص]

4 عربی متون میں "فہر برشی" ہے۔ دارالفکر 2:206 / دارالکتب العلمیہ 2:200 [م۔ص]

اس وجہ سے اور نیز بادشاہ وقت کے ظلم وتعدی سے پریشان ہو رہے تھے؛ اتفاق وقت سے ایک روز اس کے اصطبل خاص کا ایک گھوڑا چھوٹ گیا، کوئی شخص اس کو پکڑ نہ سکتا تھا؛ یزدجرد یہ دیکھ کر چلا اٹھا اور خود اس کے پکڑنے کو بڑھا، گھوڑے کے پاس پہنچ کر ایک نیزہ مارا، گھوڑے نے بھی اس پر لات چلائی؛ یزدجرد زخمی ہو گیا۔ اسی زخم کے صدمے سے مر گیا۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے اکیسویں سال واقع ہوا۔

بہرام بن یزدجرد

بعدہ بہرام بن یزدجرد بادشاہ ہوا، اس کا لقب بہرام جور تھا۔ اس نے بلاد حیرہ میں عرب کے ساتھ پرورش پائی تھی، اس کے باپ نے اس کو نعمان بن امرء القیس کے سپرد کر دیا تھا۔ اس نے اس کو سواری، لڑائی اور علم کی تعلیم دی۔ جب اس کا باپ مر گیا تو اہل فارس نے ایک شخص کو اردشیر کی نسل سے بادشاہ کر دیا۔ بہرام جور یہ خبر سن کر بہ امداد نعمان بن منذر فارس پر چڑھ آیا اور اس سے لڑ کر خود بادشاہ بن بیٹھا[1] جیسا کہ آل منذر کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔ اس کے زمانۂ حکومت میں خاقان بادشاہ ترک نے بلاد صغد پر جو اس کے مقبوضات سے تھے، فوج کشی کی۔ بہرام نے اس کا مقابلہ کیا اور نہایت جواں مردی سے اس کو پسپا کر کے قتل کر ڈالا۔ بعد ازاں ہندوستان پر حملہ کیا اور شاہ ہند کی لڑکی سے بیاہ کیا۔ ملوک روم اس سے ڈرتے تھے، ہمیشہ سالانہ نذرانہ بھیجتے تھے۔ انیس [19] برس اس نے حکومت کی۔

یزدجرد بن بہرام

بعد ازاں یزدجرد بن بہرام جور حکمراں بنایا گیا۔ اس نے مہرزسی[2] حکیم کو اپنا وزیر مقرر کیا۔ یہ نہایت نیک سیرت، عادل اور سخی تھا۔ بیس برس حکومت کر کے مر گیا۔

---

1. بعض ایرانی مورخ یا قصہ گو اس واقعے کو یوں بیان کرتے ہیں کہ بہرام عربوں کو لے کر ایران پر چڑھا، لیکن ایرانیوں کی خون ریزی ناپسند کر کے اس امر کو منحصر علیہ قرار دیا کہ تاج دو شیروں کے درمیان میں رکھ دیا جائے، دونوں تاج خواہوں میں سے جو تاج اٹھالائے وہی تاجدار ایران سمجھا جائے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ خسرو نے مارے خوف کے اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی، لیکن بہرام دلیرانہ اٹھا اور شیروں کو مار کر تاج اٹھالایا۔ لوگوں نے خسرو کو تخت سے اتار کر بہرام کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ [مترجم]
2. عربی نسخوں میں ہر جگہ "مہر بری" ہے۔ [م۔ص]

ہرمزاور فیروز

اس کے بعد ہرمز بن یزدجرد بادشاہ ہوا۔اس کا بھائی فیروز ان دنوں یہاں موجود نہ تھا، جب اس کو اس واقعے سے آگاہی ہوئی تو وہ ایک کثیر التعداد لشکر لے کر چڑھ آیا اور اپنے بھائی کو قید کر کے خود بادشاہ بن گیا۔اس کے زمانہ حکومت میں رومیوں نے خراج دینا بند کر دیا تھا؛ اس نے ایک لشکر بہ سرگردہی وزیر مہرنرسی ان کے زیر کرنے کو روانہ کیا۔ وزیر مہرنرسی نے ان کو مار پیٹ کر پھر مطیع کیا۔ سات سالوں کا قحط اسی کے عہد حکومت میں پڑا، اس نے اس کا نہایت معقول انتظام کیا، لوگوں میں علی العموم غلہ تقسیم کرتا تھا محصول بالکل معاف کر دیا تھا۔اس زمانہ قحط میں کوئی شخص بھوکوں نہیں مرنے پایا۔

ہیاطلہ نے اسی زمانے میں اس کے ممالک پر دست درازی شروع کی۔طغارستان اور بلاد خراسان کے اکثر حصے پر قبضہ کر لیا۔فیروز نے ان کی مدافعت کی غرض سے لشکر جمع کر کے حملہ کیا لیکن ناکام رہا۔ہیاطلہ نے ان کو ہزیمت دے کر اس کے چار لڑکوں اور چار بھائیوں کو قتل کر ڈالا، خراسان پر قابض ہو گئے۔اس کے بعد روساے فارس سے ایک شخص شیراز کا رہنے والا اٹھا، اس نے ہیاطلہ کو مغلوب کر کے خراسان سے نکال دیا اور کل وہ مال واسباب چھین کر قیدیوں کو رہائی دی، جو انھوں نے فیروز کے لشکر سے لوٹ لیا تھا اور قید کر لیا تھا۔فیروز اپنی حکومت کے ستائیسویں سال مر گیا۔رے، جرجان اور آذربایجان میں متعدد شہر آباد کیے۔

بعضے کہتے ہیں کہ بادشاہ ہیاطلہ جس نے فیروز پر حملہ کیا تھا، اس کا نام خشنوا تھا اور جس شخص نے خراسان کو اس سے چھینا ہے وہ خرسوس تھا اور منوشہر کی نسل سے تھا۔اس کو فیروز نے بہ وقت روانگی جنگ خشنوا اپنا نائب مقرر کیا تھا، اس نے فیروز کی شکست کے بعد جو نمایاں کارگذاری کی وہ ظاہر ہے۔

یلاوش بن فیروز

فیروز کے مرنے کے بعد یلاوش بن فیروز بادشاہ ہوا۔قباد الملک بن فیروز سے لڑائی ہوئی، یلاوش اس پر غالب آیا؛ وہ بھاگ کر خاقان بادشاہ ترک کے پاس چلا گیا۔ یلاوش نیک سیرتی اور انصاف سے چار برس حکومت کر کے مر گیا۔

قباد

بعد اس کے قباد الملک خاقان کا لشکر لے کر آیا اور بجائے بھائی کے صدر آرا ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت قباد اپنے بھائی یلاوش سے ہزیمت پا کر خاقان کے پاس بھاگا جا رہا تھا، نیشاپور ہو کر گذرا اور وہاں شب کو ایک عورت سے ہم خواب ہوا؛ اتفاق سے وہ اس سے حاملہ ہوگئی اور بعد انقضائے مدت حمل اس سے لڑکا پیدا ہوا۔ پھر جب قباد چار برس کے بعد خاقان کا لشکر لے کر یلاوش سے لڑنے کو آ رہا تھا اور اس کا گذر نیشاپور میں ہوا تو اس نے اس عورت کو یاد کیا۔ وہ عورت مع اس لڑکے کے قباد کے پاس آئی، جو اس کے بطن اور اس کے نطفے سے پیدا ہوا تھا۔

اسی اثنا میں یلاوش کے مرنے کی خبر بھی آئی؛ قباد اس لڑکے کو مسعود اور اقبال مند خیال کر کے اسی وقت روانہ ہوگیا اور دار السلطنت میں پہنچ کر تخت حکومت پر بیٹھ گیا۔ وزیر سرحد (سواخرای) نے اس کو بھی یلاوش کی طرح موم کا پتلا بنانا چاہا اور وہی انداز اس نے اختیار کیے، لیکن جب اس کے قدم حکومت وسلطنت پر جم گئے اور اپنے وزیر جنگ سابور مہران کو اپنے قابو کا بنا لیا تو اس نے وزیر سرحد کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

مردک زندیق اور قباد

اسی کے زمانہ حکومت میں مردک[1] زندیق (مزدق زندیق) ظاہر ہوا۔ یہ ہر چیز کو مباح کہتا تھا اور کہتا تھا کہ مال واسباب اور عورتیں کسی شخص کی ملک نہیں ہیں؛ جس کو جی چاہے اس کو بے تامل اختیار کر لے، کیونکہ یہ کل چیزیں اللہ کی ہیں اور سب ایک ماں باپ کے ہیں۔ قباد نے اس کا دین قبول کر لیا، جس سے ارکین دولت نے برہم ہو کر اس کو تخت سے اتار کے قید کر دیا اور بجائے اس کے جاماساب (جاماسب) بن فیروز کو تخت پر بیٹھایا۔

اس کے بعد زرمہر جو اس کا ولی [و] رفیق تھا، لوگوں کو مزدکیہ (مردک زندیق کے مریدوں) کے قتل پر ابھار کے قباد کو دوبارہ تخت پر بیٹھایا، لیکن مردک زندیق کا فقرہ پھر چل گیا اور ارکین دولت نے قباد اور زرمہر کو مردک کا معتقد و مرید سمجھ کر پھر تخت سے اتار کر قید میں بھیج دیا اور

---

1. پیش نظر عربی نسخوں میں ''مزدک'' ہے۔ دار الفکر 2:208، دار الکتب العلمیہ 2:202۔ [م۔س]

جاماسب کو بادشاہ بنالیا۔

قباد کسی طرح قید خانے سے بھاگ کر ہیاطلہ کے پاس چلا گیا[1] اثنائے راہ میں بوشہر ہو کر گذرا؛ وہاں کے حکمراں کی لڑکی سے بیاہ کرلیا، جس سے انوشیرواں پیدا ہوا۔ بعد ازاں بادشاہ ہیاطلہ کی مدد سے چھ برس کے بعد جاماسب پر حملہ کیا۔ جاماسب کو اس لڑائی میں شکست ہوئی اور قباد تخت حکومت پر قابض ہوگیا۔ بعد ازاں رومیوں سے لڑنے کو نکلا، آمد کو فتح کیا، اس کے رہنے والوں کو غلامی میں رکھا۔ اس نے بہت سے شہر آباد کیے، منجملہ ان کے ارّجان بھی ہے، جو مابین اہواز اور فارس کے واقع ہے۔ اس کا زمانۂ حکومت پینتالیس[2] [45] برس تک رہا۔

انوشیرواں

اس کے بعد انوشیرواں بن قباد بن فیروز بن یزدجرد بادشاہ ہوا۔ انوشیرواں بن قباد نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی اپنے ملک کو چار حصوں پر منقسم کیا، پہلی قسمت میں خراسان، سیستان اور کرمان تھا اور اس کا دارالحکومت خراسان تھا۔ دوسری قسمت میں وہ زمینیں تھیں جو کوم اور اصفہان کے درمیان تھیں، ان میں ارمینیہ اور آذر بایجان کے صوبے بھی شامل تھے؛ اس کا دارالحکومت آذربایجان تھا۔ تیسری [قسمت] میں اہواز، فارس اور چوتھی میں عراق تھا، جس کی وسعت قلمرو کی سرحد تک قائم تھی۔ ان صوبہ جات کے انتظام اور اہتمام کے لیے عمدہ عمدہ قوانین بنائے اور ہر ایک عہدے دار کو اس کے عمل درآمد کی ہدایت کی۔

بعد اس کے اس نے ان ممالک کے واپس لینے کی، جن پر اطراف و جوانب کے سلاطین حکمرانی کر رہے تھے؛ کوششیں کیں اور ان میں وہ کامیاب ہوا۔ ارمینیہ کے باغیوں کو آذربایجان میں اور یہاں کے سرکشوں کو ارمینیہ میں لے جا کر آباد کیا، ظلم و تعدی کی بیخ و بنیاد اکھاڑ دی۔ باب الابواب کی شہر پناہ بنائی، جس کے بنانے کی ابتدا اس کے دادا نے کی تھی۔ یہ شہر پناہ دریا

1. قباد کے قید سے چھوٹنے اور ہیاطلہ کے پاس جانے کا قصہ بعضے یوں بیان کرتے ہیں کہ قباد کی حقیقی بہن نے جوڑ توڑ لگا کر جاماساب سے تعلقاتِ بشری پیدا کر کے قباد کو قید سے رہا کرالیا۔ اس واقعے کو محققین مورخ نے بیان نہیں کیا؛ ممکن ہے کہ یہ بھی ''شاہنامہ'' کا قصہ ہو۔ [مترجم]

2. نسخۂ دارالفکر 209:2 / نسخۂ دارالکتب العلمیہ 202:2 میں پینتالیس [45] کے بجائے تینتالیس [43] ہے۔ [م۔ ص]

کے اندر ایک میل تک لوہے اور سیسے کی ہے اور جو خشکی پر بنایا وہ جبل فتح پر چالیس فرسخ[1] کی ہے۔ بلاد طبرستان سے تین میل پر اس سور[2] کا ایک دروازہ لوہے کا بنایا اور ایک گروہ کو اس میں آباد کیا تا کہ کوئی مخالف اس میں نہ آ سکے۔ مسعودی کہتا ہے کہ یہ ہمارے زمانے تک باقی تھا لیکن ظن غالب یہ ہے کہ تاتاریوں نے اس کو برباد کیا ہوگا؛ جب کہ وہ ساتویں صدی میں ممالک اسلام پر غالب آئے تھے۔

الغرض انوشیرواں نے اپنا ابتدائی زمانۂ حکومت اصلاح حال رعایا اور انتظام ممالک اور درستیِ قلعات میں صرف کیا۔ بعدازاں رومی بادشاہ پر چڑھائی کی؛ حلب، قبرس [قبرص]، حمص اور انطا کیہ وغیرہ کو فتح کر کے اسکندریہ کو بھی لے لیا۔ ملوک قبط پر خراج قائم کیا، رومی، چینی، تبتی بادشاہوں نے تحائف اور ہدایا بھیجے۔ اس کے بعد اس نے بلاد خزر پر حملہ کیا اور بہ عوض اس کے جو انھوں نے اس کے ملک میں فتنہ وفساد برپا کیا تھا؛ قتل کیا، لوٹ لیا۔

پھر ابن ذی یزن (ملوک تبابعہ کی اولاد سے) اس کے پاس یمن کے بادشاہ حبشی کے ظلم کی فریاد لے گیا۔ انوشیرواں نے دیلمی لشکر کو بہ سرگروہی اپنے ایک سپہ سالار کے اس کے ساتھ کر دیا۔ اس نے یمن میں پہنچ کر مسروق حبشی بادشاہ یمن کو قتل کر کے ابن ذی یزن کو وہاں حکمراں بنایا۔

اسی زمانے میں انوشیرواں نے سراندیپ پر فوج کشی کی اور اس کے بادشاہ کو قتل کر کے اس پر قابض ہو گیا۔ عرب میں شہر حیرہ کو لے لیا، پھر وہ ہیاطلہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے بادشاہ کو قتل کر کے اس کے خاندان سلطنت کو بھی نیست ونابود کر دیا۔ اس کی فتوحات کا سلسلہ بلخ اور ماوراء النہر سے متجاوز ہو گیا تھا۔ اس کا لشکر فرغانہ میں اترا ہوا تھا۔ بلاد روم میں اس نے بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کیں۔ علم اور اہل علم کو دوست رکھتا تھا؛ اسی کے زمانۂ حکومت میں کتاب ''کلیلہ ودمنہ'' کا زبان یہود[3] سے ترجمہ کیا گیا۔

---

1. شہر پناہ کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں ان میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کا تذکرہ ابن خلدون نے اپنی کتاب میں نہیں کیا ہے، مثال کے طور پر ''وہ جبلِ فتح پر چالیس فرسخ کی ہے'' یہ مترجم کی طرف سے اضافہ ہے۔ اسی طرح عربی متن میں یہ بھی نہیں ہے کہ ''بلادِ طبرستان سے تین میل پر اس [سور] کا ایک آہنی دروازہ ہے''۔ [م۔ص]
2. سور = شہر پناہ۔ [م۔ص]
3. انوشیرواں کے زمانے میں سنسکرت سے فارسی میں ''کلیلہ ودمنہ'' کا ترجمہ ہوا تھا۔ انوشیرواں نے برزویہ بن ازہر کو، جو فارسی اور سنسکرت دونوں زبانوں پر قدرت رکھتا تھا؛ ''کلیلہ ودمنہ'' کے فارسی ترجمے پر مقرر کیا تھا۔ [م۔ص]

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی حکومت کے بیالیسویں [42] برس عام الفیل میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ ابن عبدالمطلب چوبیسویں [24] برس حکومت کے پیدا ہوئے تھے۔

انوشیرواں نے آل منذر کو دوبارہ حیرہ میں بسایا۔ طائفۂ مزدقیہ کو قتل کر کے ملت مجوسیہ قدیمہ کو قائم کیا، اکثر شہر آباد کیے۔ اڑتالیس برس حکومت کر کے مر گیا۔

ہرمز بن انوشیرواں

اس کے بعد ہرمز بن انوشیرواں بادشاہ ہوا۔ ہشام لکھتا ہے کہ یہ بھی عادل، منصف اور نیک مزاج تھا۔ یہ ایں ہمہ شرفا، رؤسا اور علما کو قتل کرتا تھا۔ بادشاہ ترک شبابہ نے تین لاکھ فوج لے کر ہرمز پر حملہ کیا، جب ہرمز اس سے لڑنے کو ہرات اور بازغیس کی طرف گیا؛ تو اس کی عدم موجودگی میں بادشاہ روم عراق پر اور خزر کا بادشاہ باب الابواب پر اور عرب کا ایک گروہ فرات کے ساحلی شہروں پر چڑھ آیا؛ غرض کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے فتنہ وفساد برپا کر دیا۔

ہرمز نے خراسان میں پہنچ کر بہرام چوبین کو بادشاہ ترک کے مقابلے پر بھیجا اور خود وہیں ٹھہرا رہا۔ بہرام نے بادشاہ ترک کو قتل کر کے اس کے لشکر کو پسپا کر دیا، مال واسباب اس کا لوٹ لیا۔ اس کے بعد یرموتہ[1] بن شابہ بادشاہ ترک ترکوں کو اکٹھا کر کے پھر لڑنے کو آیا اور بدقسمتی سے بہرام کے ہاتھ گرفتار ہو گیا۔ بہرام نے اس کو ہرمز کے پاس مقید بھیج دیا اور اس کے ساتھ جواہر، ظروف اور آلات حرب، جو غنیمت میں اس کو ملے تھے روانہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مال غنیمت دو لاکھ پچاس ہزار اونٹوں پر لدا ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

ہرمز کی معزولی؛ اور پرویز کی تاج پوشی

ہرمز کو بہرام کی اس کامیابی سے اندیشہ ہوا، یا اس وجہ سے کہ بہرام کی عزت ہرمز کی آنکھوں میں دو چند ہو گئی تھی، اراکین دولت نے ہرمز کو بہرام کی طرف سے بدظن کر دیا اور اِدھر اُدھر کے لگانے بجھانے والوں نے بہرام کے کان بھر دیے؛ بہرام نے بہ خوف جان چند مرزبانوں کو ملا کر یہ رائے قائم کی کہ ہرمز کو تخت سے اتار کے اس کے لڑکے پرویز (پرویز) کو بادشاہ

1 عربی نسخوں میں ''برموعہ'' ہے۔[م۔ش]

بنانا چاہیے۔ اس صلاح ومشورے میں ہرمز کے اراکین سلطنت بھی شامل تھے۔ پرویز ان دنوں آذربائیجان میں تھا، وہیں فوجی اور ملکی افسروں نے مجتمع ہو کر اس کے سر پر شاہی تاج رکھ دیا اور ہرمز کو تخت سے اتار کر قید کر دیا۔

پرویز اور بہرام کی جنگ

پرویز بادشاہ ہونے اور ملک پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد بہرام سے ملنے اور اس کو اپنا مطیع بنانے کی غرض سے چلا، دونوں سے شط نہر پر ملاقات ہوئی۔ پرویز نے اطاعت کے چند شرائط پیش کیں، جن کو بہرام نے تسلیم نہ کیا؛ اس وجہ سے دونوں میں لڑائی ہوگئی۔ بہرام نے پرویز کو پسپا کر دیا، پرویز سنبھل کر پھر دوبارہ لڑائی کے میدان میں آیا، لیکن اس کی تازہ کوششوں نے کچھ مدد نہ کی، اس کے نامی نامی سردار مارے گئے اور یہ جان بچا کر مدائن کی طرف بھاگا۔

پرویز کا باپ ہرمز طیسون میں قید تھا، اس سے یہ خبر بیان کی گئی اور اس بارے میں مشورہ لیا گیا۔ اس نے موریق بادشاہ روم کے پاس جانے اور اس سے امداد طلب کرنے کی صلاح دی؛ چنانچہ پرویز اس کے پاس گیا اور اپنی حکومت کے بارھویں برس لوٹ کر آیا۔

بعضوں نے اس واقعے کو یوں بیان کیا ہے۔ پرویز کو جب اپنے باپ سے سوءِ مزاجی پیدا ہوئی تو وہ بہ خوف جان آذربائیجان میں چلا آیا اور وہاں اکثر امرا اور افسران ملکی اور فوجی مجتمع ہوئے، مگر کوئی جدید بات پیدا نہ ہوئی۔ اس اثنا میں ہرمز نے ایک سپہ سالار کو بہرام سے لڑنے کو بھیجا، بہرام نے اس سپہ سالار کو قتل کر ڈالا۔ فوج بے سردار ہونے کی وجہ سے مدائن کی طرف بھاگی، بہرام نے اس کا تعاقب کیا۔ ہرمز یہ واقعہ سن کر پریشان ہوگیا۔ پرویز اپنے باپ کی پریشانی دیکھ کر نکل پڑا اور اس کو گرفتار کر کے بہرام چوبین کے مقابلے پر خود آیا، یہ بھی بہرام سے شکست کھا کر بھاگا۔

اس کے باپ ہرمز نے بادشاہ روم کے پاس جانے کی صلاح دی، لیکن پرویز کے ماموں نے یہ کہا کہ ہم کو خوف اس امر کا ہے کہ بہرام مدائن میں مبادا چلا آئے اور تیرے باپ کو دوبارہ تخت پر بیٹھا دے؛ اس وجہ سے بہتر یہ ہے کہ مدائن میں پہنچ کر ہرمز کو قتل کر کے بادشاہ روم کے پاس چلنا چاہیے۔ پرویز نے اس رائے کو پسند کر لیا اور فرات عبور کر کے مدائن کی طرف بڑھا؛

مگر بہرام کے تعاقب سے مجبور ہوکر روم کی طرف بھاگا۔ اثنائے دار وگیر، فرار وتعاقب میں پرویز کے ماموں نفدویہ کو بہرام نے گرفتار کرلیا اور سرحد روم تک اس کا تعاقب کر کے واپس آیا۔

پرویز کی قیصر روم سے امداد طلبی

پرویز مع ان لوگوں کے جو اس کے ہمراہ تھے، انطاکیہ پہنچا اور قیصر موریق سے مدد کا خواست گار ہوا۔ قیصر موریق نے اس کی تعظیم وتکریم کی اور اپنی لڑکی مریم سے اس کی شادی کر دی۔ ساٹھ ہزار فوج بہ سرگروہی اپنے ماموں[1] ناطوس کے اس کی کمک پر روانہ کی۔ پرویز جس وقت لشکر روم لیے ہوئے آذربائیجان میں پہنچا، اس کا ماموں [نفویہ] بھی بہرام کی قید سے بھاگ کر اس سے آملا۔ پرویز نے نہایت اطمینان سے بہرام پر حملہ کیا، بہرام شکست کھا کر ترک میں چلا گیا اور پرویز مدائن میں داخل ہوا، لشکر روم کو ہزارہا روپیوں کا مال واسباب اور لکھوکھا روپے دے کر رخصت کیا۔

بہرام کا خاتمہ

اس ہزیمت کے بعد ظاہراً بہرام شاہ ترک کے پاس رہتا نظر آ رہا تھا اور اپنے کسی خاص ارادے کے پورا کرنے میں مشغول تھا، عجب نہ تھا کہ یہ ارادہ اس کا پورا ہو جاتا، لیکن پرویز کی سازش سے خاقان ترک کی بیگم نے بہرام کو زہر دے کر مار ڈالا۔ خاقان ترک نے اس وجہ سے اپنی بیگم کو طلاق دے دیا اور بہرام کی بہن سے شادی کرنے کا خواست گار ہوا، مگر بہرام کی بہن نے اس سے انکار کیا۔

قیصر کا قتل اور پرویز کا ردعمل

پرویز نے تاحیات قیصر روم [موریق سے] اپنی بات بنا رکھی اور اس سلوک کے معاوضے میں جو قیصر نے اس کی کس مپرسی کی حالت میں اس کے ساتھ کیا تھا، ہمیشہ تحائف اور ہدایا بھیجتا رہا، لیکن جونہی قیصر کو رومیوں نے تخت سے اتار کر مار ڈالا اور بجائے اس کے قوفا (قوکس) کو تخت قیصری پر بٹھایا، پرویز رومیوں سے قیصر مقتول کے خون کا بدلہ لینے کے بہانے سے بھڑ گیا؛ بظاہر اس کو قیصر کے بیٹے کے مل جانے سے یہ بہانا مل گیا تھا۔ اس نے تین

1 دارالفکر 212:2، دارالکتب العلمیہ 206:2 کے عربی نسخوں میں "ماموں" کے بجائے "بھائی" ہے۔ [م۔ ص]

سپہ سالاروں کو تین طرف سے رومیوں کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ ایک سپہ سالار کو سرزمین شام کی طرف روانہ کیا، اس نے فلسطین بیت المقدس تک فتح کر لیا، ان کے روحی پیشواؤں کو گرفتار کر لیا، اصلی صلیب کو جو زریں صندوق میں مدفون تھی؛ زمین سے نکلوالیا اور بڑی دھوم دھام سے کسریٰ فارس (پرویز) کے پاس بھیج دیا۔ دوسرا سپہ سالار بلادمصر کی طرف بھیجا گیا تھا، اس نے مصر، اسکندریہ، بلادنوبیہ پر قبضہ حاصل کیا۔ تیسرا سپہ سالار قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کو روانہ کیا گیا تھا، اس نے خلیج قسطنطنیہ پر اپنا خیمہ نصب کیا اور رومی ممالک پر حملہ کرنے لگا، لیکن رومیوں میں سے کسی نے ابن موریق (سابق قیصر کے بیٹے) کی اطاعت قبول نہ کی بلکہ انھوں نے بہ وجہ فسق وفجور اپنے بنائے ہوئے قیصر قوفا کو مار کر ہرقل کو تخت قیصری پر بٹھایا۔

پرویز اور ہرقل کی جنگ

ہرقل نے تخت پر بیٹھتے ہی بلادکسریٰ فارس (پرویز) پر فوج کشی کر دی اور نصیبین تک پہنچ گیا، پرویز نے اپنے ایک سپہ سالار کو ہرقل کے مقابلے پر بھیجا، یہ موصل میں پہنچ کر رومیوں کی آمد کی روک تھام کر رہا تھا کہ ہرقل نے دوسری طرف سے کسریٰ کی فوج پر حملہ کر دیا؛ کسریٰ نے لڑائی کا حکم دے دیا، اس لڑائی میں کسریٰ شکست کھا کر مع اپنی فوج کے میدان جنگ سے بھاگ نکلا، ہرقل تھوڑی دور تک تعاقب کر کے ٹھہر گیا۔

کسریٰ نے منہزم[1] فوج کو بہت سخت سزا دی اور سہراب کو خراسان سے طلب کر کے ہرقل کی لڑائی پر اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا؛ کسریٰ اور ہرقل کے لشکروں سے مقام اذرعات اور بصریٰ میں مقابلہ ہوا، بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی؛ لشکر فارس نے ہرقل کو شکست فاش دی، سہراب ارض روم میں داخل ہو گیا، اس کے آبادگاؤں ں کو ویران اور وہاں کے باشندوں کو قتل کرتے ہوئے قسطنطنیہ تک پہنچ کر واپس ہوا۔ پرویز نے اس کو خراسان کی گورنری سے معزول کر کے اس کے بھائی کو وہاں کا گورنر کیا۔

فارس اور روم کی اسی غالبیت اور مغلوبیت کے بارے میں سورۂ روم کی اول آیات شریفہ نازل ہوئی ہیں۔ طبری کہتا ہے کہ آیۂ کریمہ ادنــی الارض سے اذرعات اور بصریٰ مراد

[1] شکست کھانے والا۔ [م۔ع]

ہیں، جہاں پر فارس اور روم کی باہم لڑائیاں ہوئی تھیں، پھر روم نے اس واقعے کے سات برس کے بعد فارس پر غلبہ حاصل کیا اور مسلمانوں نے جناب باری کے وعدے سے لوگوں کو مطلع کیا؛ کیونکہ قریش بہ وجہ بت پرستی فارس کی طرف داری کرتے تھے اور مسلمان اہل کتاب ہونے کے خیال سے روم کو سراہتے تھے۔ اسی کی طرف جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کو نامۂ مبارک لے کر بھیجا تھا، اسلام کی طرف دعوت دی تھی، جیسا کہ ہم آئندہ اخبار ہجرت میں بیان کریں گے۔

پرویز کا قتل اور شیرویہ کی حکومت

پرویز نے اپنے آخری زمانے میں جب زیادہ دنوں تک بادشاہت کرتا رہا، کج خلقی، ظلم وتعدی اپنا شیوہ کر لیا، لوگوں کا مال واسباب بہ ظلم چھین لینے لگا، کسی کی فریاد نہ سنتا تھا، فریادی کو دھکے دے کر نکلوا دینے لگا۔ رعایا اس وجہ سے اس سے بددل ہوگئی۔

ہشام کہتا ہے کہ جس قدر پرویز کا خزانہ تھا، اس قدر شاہان فارس میں سے کسی کا نہ تھا، اس کی فتح ونصرت کی موجیں خلیج قسطنطنیہ اور افریقہ تک پہنچ گئی تھیں۔ مدائن میں جاڑے کی فصل میں رہتا تھا اور گرمیوں میں ہمدان چلا جاتا تھا، اس کی بارہ ہزار بیگمات تھیں۔ ہزار جنگی ہاتھی، پچاس ہزار سوار ہر روز سلامی کو آتے تھے، صدہا آتش کدے بنوائے اور ان میں ہزار ہا مغان مقرر کیے۔ [ان] کے مصارف کے لیے اپنے ملک کا اٹھارہ برس کا خراج وقف کر دیا۔ اس کے خزانے کا کوئی حد وشمار نہ تھا، بہ اخیر زمانے میں اس درجہ مغرور ہوگیا تھا کہ شرفا ورؤسا کو حقیر سمجھنے لگا، چھتیس ہزار قیدیوں کے مار ڈالنے کا حکم دے دیا، جس سے اراکین دولت نے اس کی مخالفت کی؛ داروغۂ قید خانہ نے ان سب کو چھوڑ دیا اور انھیں کے ساتھ اس کے لڑکے شیرویہ کو بھی چھوڑ دیا، اس کا نام قباد تھا۔ اس کو بھی پرویز نے اور لڑکوں کے ساتھ قید کر دیا تھا، کیونکہ نجومیوں نے اس سے کہہ رکھا تھا کہ تیرا ہی لڑکا تجھ کو قتل کرے گا۔

الغرض شیرویہ کے پاس جس وقت وہ کل قیدی جن کے مارے جانے کا پرویز نے حکم دیا تھا، مجتمع ہوگئے؛ تو انھوں نے شاہی قصر پر حملہ کر دیا اور پرویز کو گرفتار کر لیا پرویز نے خط وکتابت کر کے اپنی مخلصی کی راہ نکالی، لیکن اہل دولت کی مخالفت سے مجبور ہو کر شیرویہ نے اپنے باپ کو اس

کی حکومت کے اڑتیس برس کے بعد قتل کرڈالا۔ جب اس کی خبر اس کی دونوں بہنوں بوران اور ازرمیدخت کو ہوئی تو وہ روتی ہوئی آئیں اور شیرویہ کو تخت لعنت وملامت کرنے لگیں؛ شیرویہ بھی رونے لگا، سر سے تاج اتار کر پھینک دیا۔ آٹھ مہینے حکومت کر کے بہ عارضۂ طاعون مرگیا، اس کا انتقال ہجرت کے ساتویں سال واقع ہوا، جیسا کہ سہیلی نے لکھا ہے۔

اردشیر بن شیرویہ

شیرویہ کے مرنے کے بعد اردشیر بادشاہ بنایا گیا، یہ اس وقت میں سات برس کا تھا، اس کے سوا شاہی خاندان میں کوئی شخص از قسم ذکور موجود نہ تھا؛ کیونکہ پرویز نے چھوٹے بڑے، لڑکے پوتے سبھوں کو قتل کرڈالا تھا۔ خشنش بہادر (خوالسالاء) نے ملک کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا، اس نے حکمرانی اچھی کی۔

شہریران (شہریار) نامی ایک شخص انطاکیہ میں رہتا تھا، وہ پرویز کی سلطنت کا رکن شمار کیا جاتا تھا، شام اس کو جاگیر میں دیا گیا تھا، چونکہ اس سے بہ وقت تخت نشینی اردشیر مشورہ نہیں لیا گیا تھا؛ اس وجہ سے یا بہ وجہ کم سنی اردشیر بگڑ گیا، لشکر لے کر چڑھ آیا، خشنش بہادر کا شہر طبسون میں محاصرہ کیا، اثنائے لڑائی میں کسی سپاہی نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ شہریران قلعے میں داخل ہوگیا؛ خشنش کو گرفتار کر کے قتل کرڈالا اور اس کے ساتھ کئی امرائے فارس کو مارڈالا۔ اس واقعے کے بعد اردشیر اٹھا لیکن اٹھتے ہی مارا گیا۔ ڈیڑھ برس اس کی حکومت رہی۔

شہریران

اردشیر کے قتل کے بعد شہریران تخت پر بیٹھا، حالانکہ خاندان شاہی سے نہ تھا۔ اراکین سلطنت کو شہریران کا یہ فعل ناگوار گذرا، وہ لوگ اس کے قتل کی در پردہ فکر کرنے لگے۔ ایک روز یہ ایرانی فوج کا جائزہ لے رہا تھا کہ ایک سوار نے پہنچ کر نیزہ مار کر گھوڑے سے نیچے گرادیا؛ پھر کیا تھا، جتنے سوار اس وقت موجود تھے سبھوں نے مارنا شروع کردیا۔

بوران بنت پرویز

جب شہریران کا کام تمام ہوگیا تو بادشاہ بنانے کی فکر ہوئی، چونکہ شاہی خاندان میں اولاد ذکور سے کوئی موجود نہ تھا؛ اس وجہ سے بوران بنت پرویز تخت حکومت پر بیٹھائی گئی۔ اس نے

انتظام وانصرام ممالک کے لیے فرخ بن ماجد[1] شیراز کو جو اصطخر کا رہنے والا اور شہریران کا رشتے دار تھا، اپنا وزیر بنایا۔ اس نے ٹیکس، محصول، خراج معاف کر دیا، داد و دہش سے رعایا کو خوش رکھا، صلیب کو یروشلیم میں واپس بھیج دیا[2] یہ ایک برس چار مہینے حکومت کر کے مرگئی۔

اس کے بعد خشنشدہ (اس کا چچا زاد بھائی) بیس روز تک حکمراں رہا۔

ازرمیدخت بنت پرویز

بعدازاں ارزمیدخت[3] بنت پرویز حکمرانی کے لیے منتخب کی گئی۔ یہ نہایت حسین اور جمیل عورت تھی۔ فرخ ہرمز خراسان کا گورنر اس پر عاشق ہو گیا، شادی کا پیام بھیجا۔ ارزمیدخت نے کہلا بھیجا کہ :

> "تم نے یہ پہلے سے کیوں نہ کہا؟ اب چونکہ میں ملکۂ ایران
> ہوگئی ہوں اور یہ مجھ پر حرام ہے، تم شب کو میرے پاس آؤ
> میں دربان سے کہہ رکھوں گی۔"

فرخ ہرمز یہ سن کر مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا، خراسان میں اپنے لڑکے رستم کو بجائے اپنے چھوڑ کر ارزمیدخت [ازرمیدخت] کے پاس پہنچا اور شب کو شاہی محل میں داخل ہونے کے قصد سے چلا، ارزمیدخت [ازرمیدخت] نے داروغۂ محل سرا کو پہلے سے اس کے قتل کا حکم دے رکھا تھا؛ اس نے اس کو پہنچتے ہی قتل کر ڈالا۔ جب اس واقعے کی خبر رستم کو ہوئی تو وہ ایک کثیر التعداد فوج لے کر مدائن پر چڑھ آیا۔ ارزمیدخت [ازرمیدخت] تاب مقاومت[4] نہ لا سکی۔ بعضے کہتے ہیں کہ گرفتار کر کے قتل کی گئی اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ زہر کے ذریعے سے ماری گئی۔ بہرکیف چھ مہینے اس کی حکومت رہی۔

---

1. عربی نسخوں میں "ماخذ" ہے۔ [م۔ص]
2. انگریزی مورخ اس واقعے کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہرقل جب ایران سے واپس گیا تھا تو وہ اپنے ساتھ اس صلیب کو لے گیا تھا، جو اس کی کامیابی کی بہت بڑی یادگار سمجھی جاتی ہے۔ [مترجم]
3. عربی نسخوں میں "ازرمیدخت" ہے۔ [م۔ص]
4. مقاومت=مقابلہ [م۔ص]

فرخ زاد بن خسرو

اس کے بعد اردشیر بن بابک کی نسل سے ایک شخص کو تاج دار بنایا اور تھوڑے دنوں کے بعد اس کو بھی مار ڈالا۔ بعضے کہتے ہیں کہ یہ شخص پرویز کی اولاد سے تھا، فرخ زاد بن خسرو اس کا نام تھا، خیر خواہان دولت قریب نصیبین کے حصن حجارہ سے اس کو ڈھونڈ کر مدائن میں لائے، تخت پر بیٹھایا؛ پھر اس کے مخالف ہو کر تخت سے اتار کر مار ڈالا۔

بعضے کہتے ہیں کہ جب کسریٰ ابن مہر خشنش مارا گیا تو اراکین سلطنت بادشاہ بنانے کے لیے خاندان شاہی کی جستجو کرنے لگے۔ اتفاق سے یسانی[1] میں ایک شخص مل گیا، جس کا فیروز بن خشنش نام تھا، اس کو بعضے خشنشدہ بھی کہتے ہیں، اس کی ماں چہار بخت بنت یرادقرار بن نوشیرواں تھی، اس کو لوگوں نے کراہتاً بادشاہ بنایا اور چند دنوں کے بعد اس کو تخت سے اتار کر مار ڈالا۔

اس کے بعد ایک شخص حصن حجارہ (قریب نصیبین) سے لایا گیا، تخت حکومت پر بیٹھایا گیا؛ پھر چھ مہینے کے بعد نزع سلطنت کے ساتھ اس کی نزع روح بھی کر لی گئی۔

یزدجرد بن شہریار

اس کے بعد یزدجرد بن شہریار بن پرویز سریر آرائے حکومت ہوا، جو اپنے دادا کے خوف سے بھاگ گیا تھا اور آتشکدۂ اصطخر میں رہتا تھا، جب اہل اصطخر کو یہ خبر پہنچی کہ اہل مدائن نے ابن خسرو فرخ زاد کو تخت سے اتار دیا ہے تو اہل اصطخر اس کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے مدائن میں آئے اور فرخ زاد کو اس کی حکومت کے ایک برس بعد مار کر یزدجرد کو بادشاہ بنایا، یہی فارس کا آخری بادشاہ ہے، اس نے بالاستقلال حکومت کی، اس کے زمانے میں حکومت فارس کمزور ہوئی؛ چاروں طرف سے دشمنان دولت نکل پڑے، اسی کے زمانے میں اور اس کی حکومت کے دوسرے برس اور بہ روایت بعض چوتھے برس مسلمانوں نے فارس پر حملہ کیا، جن کی فتوحات اور کامیابیوں کے مفصل واقعات فتوحات اسلامی میں ہم لکھیں گے۔

یزدجرد تقریباً بیس برس حکومت کرکے مرو میں مارا گیا۔ یہی سلاطین اکاسرہ ساسانیہ کے حالات تھے۔

---

1. دار الفکر 2:216 / دار الکتب العلمیہ 2:209 کے نسخوں میں ''میسان'' ہے۔ [م۔ص]

سنین عالم

طبری نے اس کے آخر میں لکھا ہے کہ جمیع سنین عالم جناب آدم علیہ السلام سے زمانۂ ہجرت تک بہ زعم یہود چار ہزار چھ سو بیالیس [4642] برس ہوتے ہیں اور بہ خیال نصاریٰ جیسا کہ یونانیوں کی توریت میں ہے پانچ ہزار نو سو بانوے [5992] برس اور بہ قول اہل فارس زمانۂ قتل یزدجرد تک چار ہزار ایک سو اسی [4180] برس ہوتے ہیں۔ یزدجرد ان کے نزدیک سنہ 30 ہجری میں قتل کیا گیا اور اہل اسلام یہ روایت کرتے ہیں کہ مابین آدم اور نوح علیہما السلام کے دس قرن گذرے ہیں؛ ایک قرن سو [100] برس کا ہوتا ہے اور مابین نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے دس [10] اور مابین ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کے دس [10] قرن گذرے ہیں۔ طبری نے اس کو ابن عباسؓ اور محمد بن عمرو واقدی، اسلامی مورخوں اور اہل علم کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے۔

طبری بہ روایت سلمان فارسی اور کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتا ہے کہ مابین جناب عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ فترت چھ سو برس تک رہا۔ واللہ اعلم بالحق فی ذلك والبقاء لله الواحد القهار [حقیقت اللہ جانتا ہے، باقی رہنے والی ذات اللہ کی ہے جو یکتا ہے، قہار ہے۔]

[توضیح مترجم]

''مجھ کو اس وقت تک کوئی ایسی کافی شہادت نہیں ملی کہ جس سے میں رستم گرد[1] یا شاہنامے کے عجیب وغریب قصوں کو سچا باور کرتا، بعض واقعات اس کے ضرور صحیح ہیں، مثلاً رستم کا اپنے بادشاہ کیخسرو کے چھڑانے کو جس وقت وہ یمن میں گرفتار ہو گیا تھا فوج لے کر جانا، لیکن پھر بھی اس سے مشہور ہفت خواں[2] کا پتہ نہیں چلتا، جس میں رستم کو اپنی دلاوری، شجاعت دکھانے کا

1. گرد = پہلوان، سورما [م۔ص]
2. ہفت خوان = رستم کی سات مہمیں [م۔ص]

موقع ملا تھا، گو یہ ممکن ہے کہ ان عجیب وغریب حکایات کا پتہ ایران کی پرانی تواریخ سے مل جائے؛ مگر ان کی نسبت یہ امر مشہور ہو رہا ہے کہ ایرانی مورخ جو قبل از اسلام گذرے ہیں، وہ عجائب وغرائب حکایات لکھنے کے زیادہ شائق رہتے تھے۔ عجب نہیں فردوسی نے اپنے شاہنامے کو انھیں تواریخ کی تحقیق وتحریر پر مرتب کیا ہو یا کہ اس نے فی نفسہ فارسی زبان میں بہ طرز جدید دلچسپی کے خیال سے تاریخی منظوم ناول لکھا ہو، جس کی وجہ سے اس کو خاطر خواہ اس کا صلا نہیں ملا؛ کیونکہ یمین الدولہ محمود شاہ غزنوی نے فردوسی سے [تاریخ] لکھنے کی فرمائش کی تھی، نہ کہ منظوم ناول کی۔

[مترجم کا کلام ختم ہوا۔]

شجرۂ طبقۂ رابعہ ملوکِ فارس

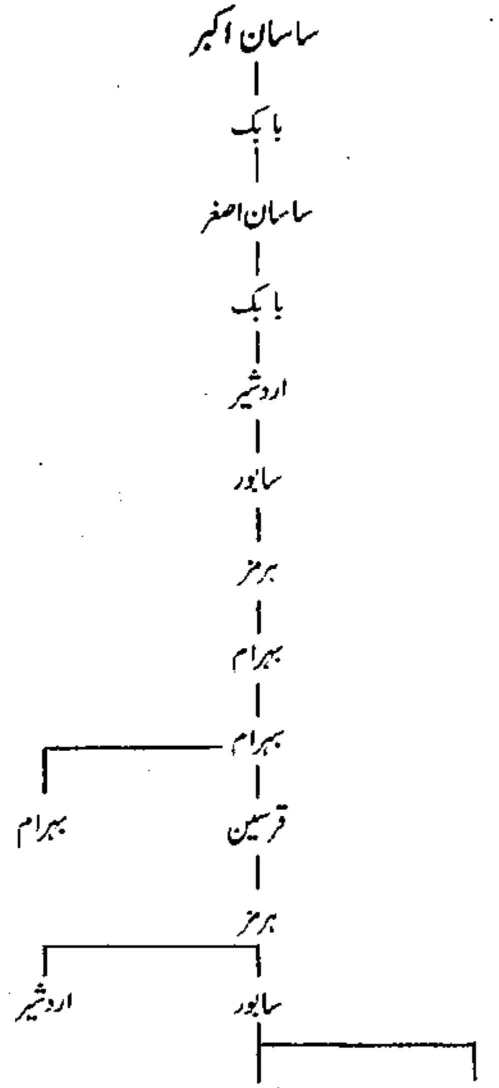

بقیہ اگلے صفحے پر

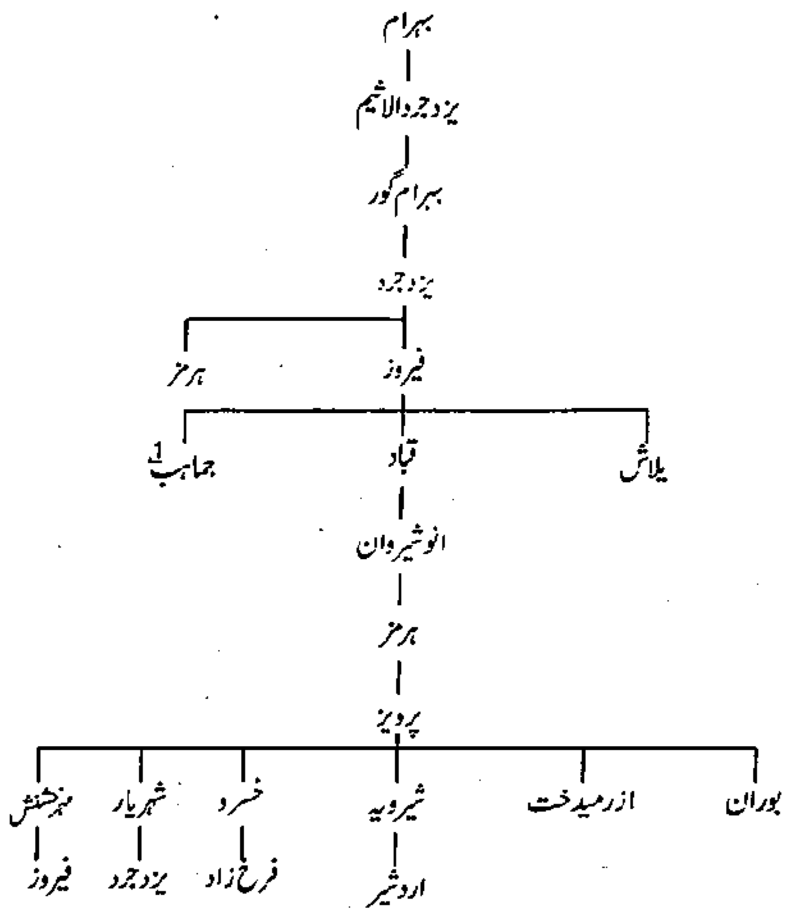

[1] عربی نسخوں میں ''جماشب'' ہے۔[م-ص]

یونان، روم اور لاطینیوں کے انساب

دنیا کے عظیم الشان گروہوں میں سے بہ اعتبار حکومت وسلطنت کے ایک یہ گروہ بھی ہے، ان کی دو بڑی حکومتیں تھیں، ایک اسکندر کی دوسری قیاصرہ کی، جن کا زمانہ اسلام نے پایا ہے؛ یہ وہی لوگ ہیں جو شام میں حکومت کرر ہے تھے۔ بہ اتفاق محققین یہ سب یافث بن نوح علیہ السلام کی طرف نسباً منسوب کیے جاتے ہیں۔

کندی سے روایت کی جاتی ہے کہ یونان عابر بن فالغ کی نسل سے ہے اور وہ اپنے بھائی قحطان سے رنجیدہ ہوکر مع اپنے اہل وعیال کے یمن سے جلاوطن ہوکر افرنجہ (فرانس) اور روم کے درمیان آ ٹھہرا؛ ان میں اس کا نسب مل جل گیا، لیکن ابوالعباس نے اس کی مخالفت کی ہے، جیسا کہ اس کے اس قول سے ظاہر ہوتا ہے:

تخلط یونان بقحطان ضلة　　لعمری لقد باعدت بینهما جدا[1]

اسی وجہ سے اسکندر کو تبع میں شمار کرتے ہیں، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ وہ یافث کی نسل سے ہے۔ بعد اس کے محققین کل روم کو یونان اغریقی، لاطینیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یونان کا ذکر توریت میں آیا ہے کہ وہ یافث کی صلبی اولاد سے ہے، اس کا نام یافان

---

[1] یونان کا رشتہ قحطان سے تم ناحق جوڑتے ہو، مجھے میری جان کی قسم کہ ان دونوں میں بہت دوری ہے۔ ا م۔ ص ا

تھا۔عرب نے اس کو معرب کر کے یونان کر دیا۔

ہروشیوش نے غریقیوں کے پانچ گروہ قائم کیے ہیں، جو ہر ایک یونان کے پانچ لڑکوں کیتم ،جیلہ ،ترشوش ،دودانم اور ایشیای[1] کی طرف منسوب ہوتے ہیں ۔اور ایشیای کی نسلی شاخوں میں جیلیہ ،اشناس ،شمالا ،طشال اور لحید مون کو شمار کیا ہے اور روم لاطینیوں کو انھیں کی طرف منسوب کیا ہے،لیکن ان پانچوں میں سے کسی خاص کی طرف ان کو منسوب نہیں کیا ،اور افرنج کو غطر ما بن عومر بن یافث کی نسل سے لکھا ہے اور صقالبہ کو اس کا نسبی بھائی بتایا ہے۔وہ تحریر کرتا ہے کہ اس گروہ میں حکومت بنی اشکان بن عومر کر رہے تھے اور قوط کو ماذای بن یافث کی طرف منسوب کیا ہے اور ارمن کو ان کا نسبی بھائی قرار دیا ہے۔پھر دوبارہ قوط کو ماغوغ بن یافث کی طرف منسوب کر کے لاطینیوں کو ان کا نسبی بھائی ٹھہرایا ہے اور ان میں سے قلالین کو رفنا بن غومار کی طرف اور طوبال بن یافث کی طرف اندلس ،ایطالیہ ،ارکادمیون[2] کو اور طیراش[3] بن یافث کی طرف اجناس ترک کو منسوب کیا ہے۔اس کے نزدیک غریقیوں کا نام کل ابنائے یونان کو شامل ہے۔اس نے روم کو غریقیوں اور لاطینیوں پر تقسیم کیا ہے۔

ابن سعید بہ روایت بیہقی تواریخ المشرق سے نقل کرتا ہے کہ یونان علجان بن یافث کا لڑکا ہے؛ اسی وجہ سے ان کو علوج کہتے ہیں ۔اس نسب میں سوائے ترک کے کل شمال والے شریک ہیں اور یقینی [طور پر] شعوب ثلاثہ یونان کی اولاد سے ہیں۔

اغریقی اغریقش بن یونان کے روم رومی بن یونان کے اور لاطینی لطین بن یونان کی نسل سے ہیں، اور اسکندر رومیوں میں سے ہے۔واللہ اعلم

ان میں سے جہاں تک ہم کو علم ہے، سر دست ہم ان کی ان حکومتوں کا ذکر کیا چاہتے ہیں، جو زیادہ مشہور و معروف ہیں۔واللہ الموفق للصواب ۔(حق کی توفیق بخشنے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔)

---

1 عربی نسخوں میں ''ایشای'' ہے۔نسخۂ دار الفکر 218:2 نسخۂ دار الکتب العلمیہ 212:2۔ [م۔ص]
2 عربی نسخوں میں ''ارکادیون'' ہے۔نسخۂ دار الفکر 218:2 نسخۂ دار الکتب العلمیہ 212:2۔ [م۔ص]
3 عربی نسخوں میں ''طبراش'' ہے۔نسخۂ دار الفکر 218:2 نسخۂ دار الکتب العلمیہ 212:2۔ [م۔ص]

شجرۂ انساب یونان وروم وغیرہ

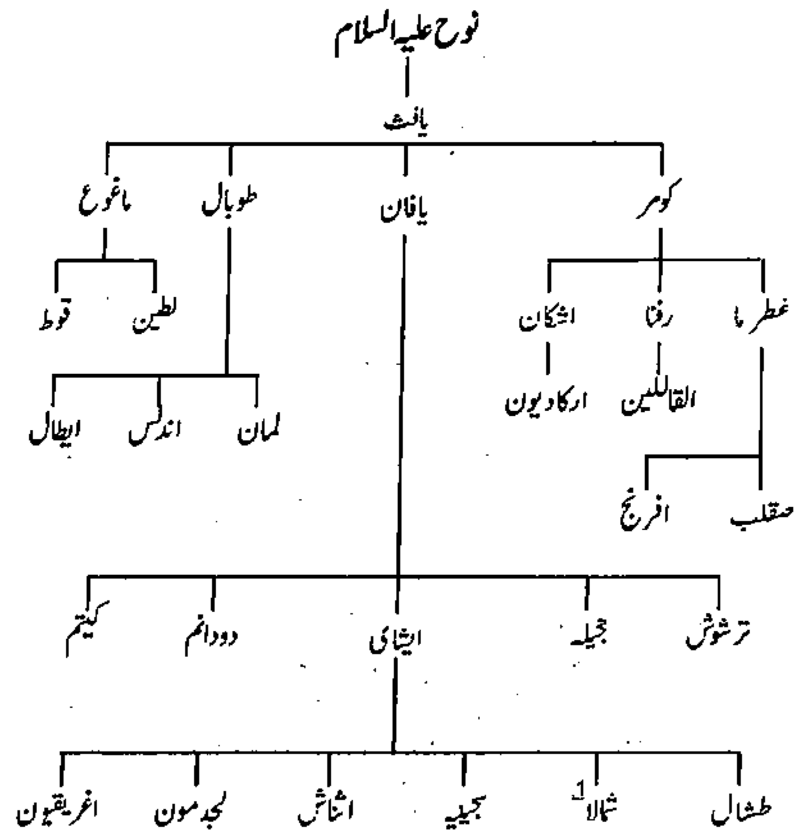

1. دارالفکر ایڈیشن میں ”شماۃ“ ہے۔[م۔ص]

اخبار دولت یونان

غریقی اور لاطینی

یونانیوں کے دو شعبے ہیں، ایک غریقی[1]، دوسرا لاطینی۔ ان لوگوں نے اپنے رہنے کے لیے مع کل برادران بنی یافث مثلاً صقالبہ، ترک اور افرنجہ وغیرہ کے معمورۂ عالم میں شمالی جانب کو اختیار کیا اور اس کے وسط میں مابین جزیرۂ اندلس بلاد ترک تک مشرق میں طولاً اور مابین بحر محیط اور بحر رومی عرضاً قابض و متصرف ہو گئے۔ لاطینیوں نے اس کے جانب غربی کو اور غریقیوں نے شرقی جانب کو اپنا مسکن بنایا۔ ان دونوں کے درمیان میں خلیج قسطنطنیہ واقع ہے۔ ان دونوں شعبوں میں دو بڑی مشہور سلطنتیں گذری ہیں۔ غریقیوں نے اپنے کو یونانیوں کے نام سے مخصوص اور موسوم کیا؛ انھیں میں کا اسکندر بھی تھا، جو دنیا کے نامور بادشاہوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ جیسا کہ ہم نے بیان کیا، خلیج قسطنطنیہ کے شرقی جانب مابین بلاد ترک اور سرحد شام کے درمیان میں رہتے تھے۔ بعد ازاں انھوں نے بلاد ترک، عراق، ہند اور ارمینیہ وغیرہ بلاد شام میں اور بلاد مقدونیہ مصر اور اسکندریہ کو لے لیا۔ ان کے ملوک و سلاطین مقدونیہ کے نام سے معروف ہیں۔

ہروشیوش مورخ روم غریقیوں میں بنولجد مون اور بنو اشناش[2] کو شمار کرتا ہے اور کہتا ہے

---

1. عربی متون میں کہیں ''غریقی'' اور کہیں ''اغریقی''۔ اسی طرح بعض جگہ ''غریقیوں'' اور کہیں ''اغریقیوں''۔ جہاں جیسا ہے، مترجم نے اس کو اسی طرح باقی رکھا ہے۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں ''بنو انتناش'' ہے۔ [م۔ص]

کہ حکمائے اشاشیون انھیں کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ انھیں کے شعوب سے بنولطمان[1] ہیں اور کل لجدمون بنوشالا بن ایشیا (ایشائی) ہیں، لیکن پھر دوسرے مقام میں لکھتا ہے کہ لجدمون شالا کے بھائی ہیں۔ واللہ اعلم

اس گروہ کا یہ خاندانی تفرقہ فارس وقبط و بنی اسرائیل کے پہلے گذر چکا ہے۔ ان میں اوران کے برادران نسبی لاطینیوں میں اکثر لڑائیاں اورفسادات ہوتے رہے تا آنکہ تخت فارس پر شاہان کیبیہ کے بیٹھنے کا دور آیا، انھوں نے ان کو اپنی اطاعت پر مجبور کرنا چاہا، انھوں نے انکار کیا تب فارس والوں نے ان کے خلاف قبط کو ابھار کر ان سے لڑادیا۔ یونانیوں کو اس لڑائی میں ناکامی ہوئی اور انھوں نے مجبوراً فارس کو خراج دینا قبول کیا؛ فارس والوں نے صرف خراج لینے پر اکتفانہ کر کے اپنی طرف سے ایک شخص کو اپنا گورنر مقرر کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ افریدون نے اپنے لڑکے کو ان کا حاکم بنایا تھا۔ اسکندر کی دادی اسی کی نسل سے تھی۔

اغریقش بن یونان

ابن سعید کہتا ہے کہ بعد یونان کے اس کا لڑکا اغریقش شرقی خلیج قسطنطنیہ کا حکمراں ہوا۔ اس کے بعد اس کے لڑکے نسلاً بعد نسل حکمرانی کرتے رہے۔ انھوں نے لاطینیوں اور روم کو زیر کیا، ان کی حکومت کا دائرہ ارمینیہ تک بڑھ گیا۔

ہرقل جبار بن ملکان

ان میں سب سے بڑا بادشاہ ہرقل جبار بن ملکان بن سلقوس بن اغریقش گذرا ہے۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ اس نے ہفت اقلیم کے بادشاہوں سے خراج لیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا یلاق بادشاہ ہوا، اسی کی طرف یلاقیہ منسوب ہوتے ہیں، جو اس وقت تک بحر۔و. ان کے کنارے پر باقی ہیں۔ یہ ملک اسی کی اولاد کے قبضے میں رہا تھا تا آنکہ اس کے نسبی بھائی روم کا تسلط ظاہر ہوا۔ ان کا پہلا بادشاہ ہردوس بن مطردن بن رومی بن یونان ہوا۔ اس نے تینوں گروہوں (لاطینی، رومی، یونانی) پر حکومت کی۔ اس کے بعد [کا] ہر بادشاہ اسی کے نام سے ملقب ہوتا رہا اور یہود یان شام ہر اس شخص کو جو اس کا قائم مقام ہوتا تھا اسی نام سے موسوم کرتے رہے۔

---

[1] عربی نسخوں میں "بنوطمان" ہے۔ [م۔ص]

ہرمس

بعد اس کے اس کا لڑکا ہرمس بادشاہ ہوا، اس سے اور اہل فارس سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں تا آنکہ اہل فارس سے یہ مغلوب ہوا اور انھوں نے اس کو اپنا باج گزار بنایا، اسی کے زمانے سے یونانیوں کی حکومت مضمحل ہوگئی اور ان میں چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہوگئیں۔ اغریقیوں نے اپنا ایک سردار علاحدہ بنالیا اور اسی طرح سے لاطینیوں نے بھی ایک رئیس جداگانہ مقرر کیا مگر یہ کہ شاہنشاہ کا لقب صرف بادشاہ روم ہی کے لیے مخصوص رہا۔

ہرمس کے بعد اس کا لڑکا مطریوس تخت حکومت پر بیٹھا، یہ بھی بہ دستور بادشاہ فارس کو خراج دیتا رہا۔ اس کا پورا زمانہ حکومت لاطینیوں اور اغریقیوں کی لڑائی میں صرف ہوا۔

فیلقوس بن مطریوس

اس کے بعد فیلقوس[1] [2] بن مطریوس سریر آرائے حکومت ہوا۔ اس کی ماں سرم نسل افریدون سے تھی، جس کو افریدون نے اپنی طرف سے یونان کا حکمراں مقرر کیا تھا۔ یہ جس وقت تخت حکومت پر بیٹھا، اس نے شہر اغریقیہ کو ویران کر کے شہر مقدونیا اپنے ممالک محروسہ کے وسط میں خلیج قسطنطنیہ کی غربی جانب آباد کیا۔ علم دوست [تھا]، حکما سے محبت رکھتا تھا؛ اسی وجہ سے اس کے زمانہ حکومت میں علم و حکمت کی بہت ترقی ہوئی۔ اس کے بعد اس کا لڑکا اسکندر بادشاہ ہوا، اس کا معلم حکیم ارسطو تھا۔

ہروشیوش تحریر کرتا ہے کہ اس کا باپ فیلقوس بعد اسکندر بن تراوش کے تخت حکومت پر بیٹھا اور فیلقوس بیزبادہ بنت تراوش کا داماد تھا، جس سے اسکندر اعظم پیدا ہوا۔ اسکندر بن تراوش کی حکومت چار ہزار آٹھ سو سنہ دنیاوی میں بنائے رومہ کے چار سو برس بعد ہوئی ہے اور وہ اپنی حکومت کے ساتویں برس بہ حالت محاصرۂ رومہ لاطینیوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس [اسکندر بن تراوش] کے مارے جانے کے بعد اغریقیوں اور روم کا حاکم اس کی بہن کا داماد فیلقوس ابن آمنہ [آمنتہ] بن ہرکلش ہوا۔ لوگوں نے اس کے ابتدائے زمانہ حکومت میں اکثر بغاوتیں کیں، لیکن اس کے

1. یہ اسکندر کا باپ فیلپس مقدونی ہے۔ حاشیہ نسخۂ دارالفکر 2:221۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں "فیلغوس" ہے۔ [م۔ص]

حسن تدبیر اور کوششوں اور خوف ناک لڑائیوں نے ان کو اس کا مطیع کر دیا اور اس نے ان لوگوں پر پورا تسلط اور غلبہ حاصل کر لیا۔ اس نے قسطنطنیہ بنانا چاہا لیکن جرمانیون [جرمانیون] نے مزاحمت کی تب اس نے کل روم اور اغریقیوں کو مجتمع کر کے ان پر حملہ کر کے المانیہ سے جبال ارمینیہ تک اپنے قبضے و تصرف میں لے لیا۔ اسی زمانے میں اہل فارس شام اور مصر پر تحکم کے ساتھ حکمرانی کر رہے تھے۔ اس نے ان سے لڑنے کا ارادہ کیا لیکن اثنائے راہ میں کسی لاطینی نے بزدلانہ حملے سے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

اسکندر

بعدہ اس کا لڑکا اسکندر تخت نشین ہوا۔ بادشاہ فارس نے بہ دستور سابق اس سے خراج طلب کیا، جیسا کہ اس کے باپ فیلقوس کے زمانے میں خراج جاتا تھا۔ اسکندر نے یہ کہلا بھیجا کہ میں نے اس مرغی کو ذبح کر کے کھا ڈالا جو سونے کا انڈا دیتی تھی۔

بعد اس کے اسکندر نے بلاد شام پر حملہ کر کے بیت المقدس کو ڈھائی سو برس بعد فتح بخت نصر فتح کیا اور نہایت نیک نیتی سے تقربا قربانی کی۔

اہل فارس کو اس کی یہ کامیابیاں شاق گذریں، اس وجہ سے انھوں نے دارا کو اس کی لڑائی پر ابھارا۔

اسکندر اور دارا کی جنگ

چنانچہ دارا نے ساٹھ ہزار سواروں کو لے کر اسکندر پر حملہ کیا۔ اسکندر نے بھی چھ سو[1] اپنے ہم قوم کو لے کر مقام موصل میں دارا کا مقابلہ کیا۔ دارا کو اس لڑائی میں شکست ہوئی اور اسکندر اکثر بلاد شام کو فتح کر کے طرسوس میں لوٹ آیا، دارا نے اس کا طرسوس میں محاصرہ کیا، لیکن پھر بھی ناکام رہا۔ اسکندر نے دارا کی ہزیمت کے بعد اسکندریہ کو آباد کیا۔ بعد ازاں شامت اعمال سے دارا نے پھر اس پر حملہ کیا، اثنائے لڑائی میں دارا کو دو سپاہیوں نے جو اس کے لشکر کے تھے مار ڈالا[2]؛ تب اسکندر نے

1 عربی متن میں ''چھ لاکھ'' ہے۔ نسخۂ دار الفکر 222:2، نسخۂ دار الکتب العلمیہ 216:2۔ [م۔ص]

2 عربی متن میں یہ وضاحت نہیں ہے کہ دارا کو اس کے سپاہیوں نے قتل کیا تھا۔ نسخۂ دار الفکر 222:2، نسخۂ دار الکتب العلمیہ 216:2۔ البتہ طبری نے ہشام بن محمد کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ دارا کو اس کے اپنے ہی لوگوں نے قتل کر کے اس کا سر اسکندر کو پیش کیا تھا۔ تاریخ طبری، حصۂ ب، ص:129، مترجمہ مولانا محمد اصغر مغل اور مولانا اعجاز احمد صمدانی۔ [م۔ص]

بلا مزاحمت غیرے فارس پر قبضہ کر لیا، شاہی شہر کو منہدم کرا دیا۔ اس کے معلم[1] ارسطو نے یہ تدبیر سجھائی کہ ملک فارس پر چھوٹے چھوٹے ملوک انھیں میں سے مقرر کر دیے جائیں، یہ سب آپس میں لڑیں بھڑیں گے اور یونان ان کی طرف سے بے فکر رہے گا۔ اسکندر نے یہی تدبیر کی، فارس میں بہت سی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں قائم کر کے چلتا پھرتا نظر آیا۔ فارس میں اسی وقت سے طوائف الملوک کا زمانہ شروع ہوا۔

اسکندر کا معلم ارسطو حکیم

معلم ارسطو یونانیوں میں سے ہے، اس کا مسکن شہر اثینا میں تھا، نامی اور بہت بڑے حکمائے عالم میں اس کا شمار ہے، افلاطون حکیمِ یونانی کا حکمت میں شاگرد تھا، اس کے میانہ (پالکی) کے ساتھ صدہا تلامذہ پڑھتے ہوئے چلتے تھے؛ اسی وجہ سے اس کے تلامذہ ''مشائین'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ افلاطون حکیم سقراط کا شاگرد تھا، اس کو خود اس کی قوم نے زہر دے کر مار ڈالا تھا؛ اس وجہ سے کہ اس نے ان کو بت پرستی سے منع کیا تھا، اس نے علم و حکمت کی تعلیم حکیم فیثاغورس سے

1. معلم ارسطو کا نام ارسطاطالیس فیلسوف ہے، یہ ننانوے اولمبیا کے پہلے سنہ میں پیدا ہوا اور ایک سو چودہ اولمبیا کے سنہ 3 میں انتقال کیا، تریسٹھ برس کی عمر پائی۔ اس کے باپ کا نام نیقوماقوس حکیم تھا، بادشاہِ مقدونیہ کا یہ مصاحب تھا۔ ارسطو، شہر استاجیر و مضافاتِ مقدونیہ میں پیدا ہوا۔ اس کے ماں باپ عالمِ طفلی میں انتقال کر گئے تھے، اس کا ابتدائی زمانۂ عمر فسق و فجور میں گزرا، سارا سرمایہ باپ کا عیش و عشرت میں اڑا دیا؛ جب تنگ دستی نے ستایا تو سپہ گری سیکھنے لگا، لیکن بہ وجہ مخالفتِ طبیعت گھبراتا تھا، ایک روز تنگ آ کر دلفیس کاہن کے پاس گیا، اس نے اس کو شہر اثینا جانے اور علم و حکمت سیکھنے کی ہدایت کی، اس وقت اس کی عمر اٹھارہ برس کی تھی، یہ حسبِ ہدایتِ کاہنِ مذکور اثینا میں پہنچ کر مکتبِ افلاطون میں بیس برس تک پڑھتا رہا، تنگ دستی کی وجہ سے بعض خاص خاص دوائیں اپنے ہاتھوں سے بنا کر فروخت کر کے اس کی قیمت سے گزرانِ اوقات کرتا تھا، آواز اس کی باریک، آنکھیں چھوٹی، پتلی پنڈلیاں، سریع الفہم تھا۔ اکثر مسائلِ علمی میں اپنے استاد کا مخالف ہو جاتا تھا۔ جب یہ مدرسۂ افلاطون سے فارغ التحصیل ہو کر نکلا تو اثینا والوں نے اس کو بادشاہ فیلبس (فیلقوس) پدرِ اسکندر کے پاس اپنا سفیر کر کے بھیجا، اس نے حقِ سفارت خوب ادا کیا، جب وہاں سے ایک مدت کے بعد مراجعت کر کے شہر اثینا میں آیا تو مدرسۂ افلاطون میں معلم اکسنیو قراط کو درس دیتے ہوئے دیکھ کر خود درس و تدریس میں مشغول ہوا اور برخلافِ مذہبِ افلاطون ایک جدید مذہب ایجاد کیا، جس سے کہ جمیع علوم اور بالخصوص علمِ فلسفہ اور سیاست میں اس کی بہت بڑی شہرت ہو گئی۔ بعد چندے بادشاہ فیلبس نے اس کو شہر مقدونیہ میں اپنے لڑکے اسکندر کی تعلیم کی غرض سے طلب کیا۔ اسکندر کی عمر اس وقت چودہ برس کی تھی۔ یہ آٹھ برس تک اسکندر کو تعلیم دے کر پھر شہر اثینا میں چلا آیا اور تیرہ برس تک لوگوں کو تعلیم دیتا رہا۔ سنبلہ کے کسی کاہن نے اس کو کفر و الحاد سے متہم کیا، یہ بہ خوفِ جان اثینا چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ جزیرہ اغریوس جاتے ہوئے بالقصد یا اتفاقاً دریا میں ڈوب کر مر گیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ ارسطو عارضۂ قولنج میں مرا۔ واللہ اعلم! (تاریخ فلاسفہ) [مترجم]

پائی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فیثا غورس تالیس حکیم ملطیہ کا شاگرد تھا، اور تالیس کو تلمذ تھا لقمان حکیم سے، منجملہ حکمائے یونان کے دیمقراطیس اور انکیثا غورس بھی ہیں، یہ لوگ علم حکمت کے علاوہ علم طب میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ اسی کے شاگردوں سے جالینوس بھی تھا، جو زمانہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام میں گذرا ہے اور اس کی قبر صقلیہ میں ہے۔

ارسطو نے کتاب ہرمس کی شرح لکھی تھی، جس کا ترجمہ مصری زبان میں یونانی سے ہوا، اس میں اکثر علوم، حکمت اور طلسمات کے اسرار ہیں۔ اور اس کی کتاب الاسطمانیس[1] میں اہل اقالیم سبعہ کی عبادات کا حال لکھا ہے کہ یہ لوگ کواکب وسیارہ کی پرستش کرتے ہیں۔ فلاں اقلیم والے فلاں ستارے کی پرستش کرتے ہیں الی غیر ذلك ۔ اور کتاب الاسطماطیس [الاستماطس] میں شہروں اور قلعات کے فتح کرنے کی تدابیر بہ ذریعۂ طلسمات تحریر کی گئی ہیں؛ اس میں پانی برسانے، پانی کھینچنے کی طلسمات بھی مذکور ہیں اور کتاب شطرطاش میں منازل قمری کا بیان ہے۔ علاوہ ان کے اس کی تصانیف سے اور کتابیں بھی [ہیں]، جن میں اس نے فرداً فرداً اعضائے حیوانات اور احجار واشجار وحشائش کے منافع اور خواص لکھے ہیں۔

اسکندر کی فتوحات

الغرض اسکندر فارس پر قابض ہونے کے بعد بلاد ہند کی طرف بڑھا اور اس کے اکثر حصے پر قبضہ کیا، اس کے بادشاہ فور کو شکست پر شکست دے کر متعدد لڑائیوں کے بعد گرفتار کر لیا۔ چین، سندھ کے ملوک اس کے مطیع ہو گئے۔ افریقہ، مغرب، افرنج (فرانس)، صقالیہ [صقالبہ]، سودان، بلاد خراسان اور ترک کے ملوک اس کو سالانہ خراج ونذرانہ بھیجتے تھے، غالباً تمام ملوک عالم اس کے مطیع تھے، بابل میں اس کا انتقال ہوا جب کہ اس کی عمر کے بیالیس مرحلے طے ہو چکے تھے اور بارہواں سال اس کی حکومت کا تھا، سات برس قبل قتل دارا اور پانچ برس اس کے بعد۔ بعضے کہتے ہیں کہ یہ مسموم مرا ہے، اس کے عامل نے جو مقدونیہ میں رہتا تھا، اس کو زہر دے کر مار ڈالا، وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی ماں نے اسکندر سے اس کی کچھ شکایت کی تھی اور اسکندر نے اس سے اس کی سزادہی کا وعدہ کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

---

1 عربی نسخوں میں ''الاسطماخیس'' ہے۔ دار الفکر 223:2، دار الکتب العلمیہ 217:2۔ [م۔ص]

بطلیموس

طبری کہتا ہے کہ اسکندر کے بعد جب اس کے لڑکے اسکندروس کو تخت نشین کیا [گیا] تو اس نے سلطنت اور شاہی ترک کر کے فقیرانہ زندگی اختیار کی؛ اسی وجہ سے شاہی خاندان کا ایک دوسرا شخص لوغوس نامی تخت حکومت پر بیٹھایا گیا اور وہ بطلیموس [Ptolemy] کے لقب سے ملقب ہوا۔ مسعودی کہتا ہے کہ اسکندر کے بعد ہر بادشاہ بطلیموس کے لقب سے ملقب ہوتا تھا۔ یہ لوگ شہر مقدونیہ کے رہنے والے تھے، لیکن انھوں نے اپنا دارالسلطنت اسکندریہ کو بنا رکھا تھا۔ ان میں تین سو برس کے اندر چودہ ملوک نے حکومت کی۔

ابن عمید کہتا ہے کہ اسکندر کی حالت حیات ہی میں اس کے چار امرا ممالک بعیدہ وقریبہ پر حکمرانی کر رہے تھے، چنانچہ بطلیموس فلیادا، اسکندریہ، مصر اور مغرب پر اور فیلقوس [فیلفوس] مقدونیہ اور جو اس سے ملے ہوئے ممالک روم تھے ان پر، (یہ وہی شخص ہے جس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ اس نے اسکندر کو زہر دیا تھا۔) اور دمطرس شام پر اور سلقوس فارس ومشرق میں حکمرانی کر رہا تھا، جب اسکندر مر گیا تو انھیں چاروں نے اپنے مقبوضات اور مفوضہ صوبوں کو اپنا بنالیا۔

ہروشیوش کہتا ہے کہ اسکندر کے بعد اس کا سپہ سالار بطلیموس بن لاوی حکمراں ہوا اور اسکندریہ کو اس نے اپنا دارالسلطنت مقرر کیا۔ کلش[1] بن اسکندر مع اپنی ماں اور روشنک بنت دارا اور لیبا دہ مادر اسکندر کے فمشا ندر والی انطاکیہ کے پاس چلا گیا، والی انطاکیہ نے ان سبھوں کو قتل کر ڈالا اور افریقیوں نے بطلیموس کی حکومت کی مخالفت کی، بطلیموس نے سبھوں کو لڑ کر اپنا مطیع بنالیا۔ بعد ازاں فلسطین کی طرف بڑھا، یہود کو شکست دے کر ان میں سے بعض کو قتل کیا، بعض کو قید کیا اور ان کے سرداروں کو فلسطین سے مصر میں جلاوطن کرلایا۔ چالیس برس اس کی حکومت رہی، (اس کا نام شنوشن بن لاغوش[2] ہے)

---

1 دارالفکر کے نسخے میں "کلمش" ہے، 224:2 اور دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں "کلمس" ہے، 217:2۔ [م۔ص]
2 نام کی وضاحت مترجم علام نے کی ہے۔ [م۔ص]

فلڈ یلفیش

اس کے بعد اس کا لڑکا فلڈ یلفیش[1] (فیلوتوس) حاکم ہوا، اس نے یہودی قیدیوں کو مصر سے آزاد کر دیا، بیت المقدس کے ظروف واپس کر دیے، بلکہ ظروف طلائی اپنی طرف سے اور دیے، ستر [70] احبار (علمائے یہود) کو جمع کر کے توریت کا عبرانی زبان سے زبان رومی اور لاطینی میں ترجمہ کرایا۔ اس نے اڑتیس [38] برس حکومت کی۔

انظریس اور فلوذ باذی

بعد اس کے انظریس (یا اخطیس) حکمراں ہوا، یہ نہایت صلح پسند، امن دوست شخص تھا، اس نے اہل افریقہ سے صلح کر لی، اس کے زمانے میں رومہ کے سپہ سالار نے غربلقیوں پر حملہ کیا اور وہ فائدے میں رہے۔ چھبیس [26] برس حکومت کر کے ہلاک ہو گیا۔

پھر اس کا بھائی فلوذ باذی [فلوباذی] (فیلونطول) صدر آرائے حکومت ہوا۔ اس پر رومہ کے سپہ سالار نے چڑھائی کی، اس نے سپہ سالار رومہ کو ہزیمت دی اور نہایت بے رحمی سے اس کی فوج کو مارتا ہوا رومہ تک پہنچا دیا۔ بعد ازاں اس نے یہود پر حملہ کیا اور شام کو ان سے چھین کر اپنی طرف سے شام کے ایک شخص کو حاکم مقرر کیا۔ اثنائے لڑائی میں اور بعد اس کے بھی یہودیوں پر نہایت سختی کا برتاؤ جاری رکھا، بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے تقریباً ساٹھ ہزار یہود کو قتل کیا۔ سترہ [17] برس اس کی حکومت رہی۔

ایفانش اور قلو ماطر

بعدہ اس کا لڑکا ایفانش (افلیفوس) بادشاہ ہوا، اسی کے عہد حکومت میں اہل رومہ اور اہل افریقہ میں نزاع پیدا ہوئی، جو تقریباً بیس برس تک قائم رہی اور اہل رومہ نے صقلیہ کو فتح کر لیا۔ اس کا سپہ سالار افریقہ تک بڑھ گیا اور قرطاجنہ کو بھی فتح کر لیا جیسا کہ ہم ان کے اخبار میں بیان کریں گے۔ اس [ایفانش] نے چوبیس برس حکمرانی کی۔ [یہ علم الافلاک اور نجوم خوب جانتا تھا، کتاب مجسطی اسی کی ہے۔ زاہد، صائم تھا۔ سرسٹھ [67] برس کی عمر پائی[2]]

---

1. عربی نسخوں میں "فیلد یلفیش" ہے۔ [م۔ص]
2. قلابین کی عبارت مترجم کی طرف سے اضافہ ہے۔ [م۔ص]

اس کے بعد اس کا لڑکا قلوماطر تخت حکومت پر بیٹھا، اس کے زمانے میں اغریقیوں نے رومہ پر چڑھائی کی۔ اغریقیوں کے ساتھ اس حملے میں والیٔ مقدونیہ، اہل ارمینیہ، عراق والے [بھی تھے] اور بادشاہ نوبہ بھی شریک تھا۔ لیکن رومانیوں نے ان سبھوں کو ہزیمت دے کر والیٔ مقدونیہ کو گرفتار کر لیا۔ قلوماطر بطلیموس اپنے سنہ 75 جلوس[1] میں ہلاک ہو گیا۔

اریاطش

بعدہ اریاطش تخت نشین ہوا، اس کے زمانے میں اہل رومہ کی حکومت قوی ہو گئی۔ انھوں نے اندلس پر چڑھائی کی۔ دریا کو عبور کر کے افریقہ پر چڑھ گئے اور اس کے بادشاہ اشند ریال [اشدریال] کو مار ڈالا۔ اس کے شہر کو اس کی تعمیر کے نوسو برس بعد ویران کر دیا جیسا کہ ہم ان کے اخبار میں بیان کریں گے۔ پھر اہل رومہ نے اغریقیوں پر حملہ کر کے ان کی حکومت چھین لی، ان کے سب سے بڑے شہر قرنطہ کو لے لیا۔ اس بطلیموس کی ستائیس [27] برس حکومت رہی۔ اس کے بعد شوطار (سوطیرا) بن اریاطش سترہ برس حکمراں رہا۔ بعدہ اس کا بھائی اسکندروس [اسکندر] دس برس [حکمراں رہا۔]

دیونشیش

پھر اس کا لڑکا دیونشیش ایک سوتیس برس حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے زمانے میں رومانیوں نے بیت المقدس پر حملہ کیا، یہود پر خراج مقرر کیا اور قیصر بولش[2] [یولش] نے مع اپنے سپہ سالاران فوج افرنجہ پر اور اس کے لمپاش[3] سپہ سالار نے فارس پر چڑھائی کی اور سب پر غالب رہے۔ انطاکیہ اور اس کے بلاد کو لے لیا۔ اسی زمانے میں ترکوں نے خروج کر کے مقدونیہ پر دھاوا کیا، لیکن رومانیوں کے سپہ سالار مشرق ہامس نے ان کو لوٹا دیا۔

کلابطرہ [قلوبطرہ]

اس کے بعد دیونشیش مر گیا اور بجائے اس کے اس کی لڑکی کلابطراہ (فیلونطورا) دو برس

---

1. دار الفکر 224:2 اور دار الکتب العلمیہ 218:2 کے نسخوں میں 35 جلوس ہے۔ [م۔ص]
2. دار الفکر کے نسخے میں "قیصر بولش" ہے اور دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں "قیصر یولیس" ہے۔ [م۔ص]
3. عربی نسخوں میں "لمباش" ہے۔ [م۔ص]

حکمراں رہی۔ بہ روایت ہروشیوش تقریباً پانچ ہزار برس یا اس سے کچھ زائد بدو خلقت اور سات سو برس بنائے رومہ کے بعد اس کا زمانہ حکومت ہوا ہے۔ اسی کے عہد سلطنت میں قیصر بولش نے رومہ پر قبضہ کر کے رومانیوں کی حکومت کا خاتمہ کیا ہے اور یہ واقعہ اس وقت ہوا ہے جب کہ قیصر جنگ افرنج (فرانس) سے واپس آیا تھا۔ بعد ازاں قیصر نے مشرق کا رخ کیا، بادشاہ ارمینیہ مبانش برسر مقابلہ آیا، لیکن قیصر سے شکست کھا کر بہ غرض استمداد[1] ملکہ مصر کے پاس گیا۔

مصر کی ملکہ ان دنوں یہی کلابطرہ [Cleopatra] تھی۔ اس نے بادشاہ ارمینیہ کو بجائے مدد پہنچانے یا پناہ دینے کے اس کا سر کاٹ کر اپنا رسوخ بڑھانے کو قیصر کے پاس بھیج دیا، لیکن اس سے ملکہ کلابطرہ کو کچھ بھی فائدہ نہ حاصل ہوا۔ قیصر نے اس پر بھی حملہ کر کے مصر و اسکندریہ اس سے چھین لیا۔ یہی یونان کی آخری بطلیموسیہ تھی۔ اسی وقت سے یونانیوں کی حکومت جاتی رہی اور قیصران کی طرف سے مصر، اسکندریہ اور بیت المقدس کا حکمران ہو گیا۔

بیہقی نے تحریر کیا ہے کہ ملکہ کلابطرہ نے لاطینیوں پر حملہ کر کے ان کو مغلوب کیا تھا۔ اس کا ارادہ اندلس تک جانے کا تھا، لیکن راستے میں پہاڑ حائل ہونے کی وجہ سے رک رہی۔ بعد چندے بہ حیلہ وفریب اندلس گئی اور اس کو بھی فتح کیا۔ اس کی ہلاکت اغشطش بولش ثانی قیصر کے ہاتھ سے واقع ہوئی۔ ایسا ہی مسعودی نے ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس نے بائیس برس حکمرانی کی۔ اس کا شوہر انطونیوش (مطرنیوس) حکومت مقدونیہ اور مصر میں اس کا سہیم[2] تھا۔

جب اوغشطش قیصر نے حملہ کیا اور اس کا شوہر انطونیوش لڑائی میں مارا گیا تو قیصر اوغشطش نے بعد فتح یابی کے بہ جبر اس سے عقد کرنا چاہا تھا؛ اس وجہ سے کہ یہ بقیہ حکمائے یونان سے تھی، لیکن ملکہ کلابطرہ نے اس کو ناپسند کیا۔ (اپنے اور اس کے مارنے کی یہ[3] تدبیر[4] نکالی کہ ایک آراستہ

---

1. استمداد = مدد چاہنا۔ [م۔س] 2. سہیم = حصہ دار

3. یہ واقعہ عجیب وغریب ہے۔ عبارت مابین خطوطِ ہلالی تاریخ کامل ابن اثیر سے اخذ کی گئی ہے۔ علامہ مورخ نے اس کو اپنی تحقیقات میں شامل نہیں کیا۔ [مترجم]

4. مترجم علام نے قوسین کی عبارت کو ابنِ اثیر سے نقل کیا ہے اور مذکورہ بالا حاشیہ تحریر کیا کہ "علامہ مورخ نے اس واقعے کو اپنی تحقیقات میں شامل نہیں کیا ہے۔ جب کہ صورتِ حال یہ ہے کہ ابن خلدون نے معمولی فرق کے ساتھ بعینہٖ یہی واقعہ بیان کیا ہے، جس کو فاضل مترجم نے ابنِ اثیر سے نقل کیا ہے۔ عربی عبارت پیش خدمت ہے:...... (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

باغ میں ایک زہریلا سانپ پکڑ کے شہنشیں کے گلدستے میں رکھ دیا اور جب قیصر کے آنے کا وقت ہوا تو اس نے خود گلدستے کو اٹھا کر سونگھ لیا؛ جس سے وہ جیوں کی تیوں بیٹھی رہی۔ جب قیصر آیا اور وہ اس واقعۂ عجیب سے آگاہ نہ تھا، اس نے بھی گلدستے کو جیسے ہی سونگھنا چاہا، سانپ نے اس کو بھی کاٹ لیا۔ اسی حیلے سے ان دونوں کا خاتمہ ہوگیا مگر ملکہ کے خاتمے سے یونان کی حکومت کا بھی خاتمہ ہوگیا اور ان کے علوم بھی ناپدید ہوگئے، لیکن قدرے قلیل کتابیں ان کے کتب خانوں میں باقی رہ گئی تھیں[2]، جن کو خلیفہ مامون رشید نے قبرس سے منگوا کر عربی میں ترجمہ کرایا۔)

بطلیموس اول

ابن عمید نے ملوک مصر واسکندریہ کو بعد اسکندر کے چودہ نفر قرار دیا ہے، جن کی آخری حکمران ملکہ کلابطرہ ہے۔ یہ سب بطلیموس [Ptolemy] کہلاتے تھے، جیسا کہ مسعودی نے لکھا ہے۔ لیکن اس نے اسکندر کے بعد کے ملوک مشرق اور شام اور مقدونیہ کا ذکر نہیں کیا، جنھوں نے اسکندر کے بعد ملک کو تقسیم کیا تھا، ہاں یونانیوں میں سے بادشاہ انطاکیہ [Antioch] کا کچھ تذکرہ آ گیا ہے۔ اس نے ملوک مصر کے اسا بھی لکھے ہیں، اگرچہ ان کی تعداد میں سخت اختلاف ہے، مگر اس امر پر سبھوں نے اتفاق کرلیا ہے کہ ہر ایک ان میں کا بطلیموس کہلاتا تھا۔ بطلیموس اول

گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ......

وان قیصر أوغسطس زحف الیهم، فهلك زوجها انطونیوس فی حروبه. ثم اراد التحكم فی كلابطرة لیستولی علی حكمتها اذ كانت بقیة الحكماء من آل یونان، فخطبها وتحیلت فی اهلاكه واهلاك نفسها، بعد ان اتخذت بعض الحیات القاتلة التی بین الشام والحجاز، واطلقتها بمجلسها بین ریاحین نصبتها هنالك، ولمست الحیات فهلكت لحینها واقامت بمكانهاكانها جالسة ودخل اوغسطس لا یشعر بذلك حتی تناول من تلك الریاحین لیشمها، فاصابته الحیة وهلك لحینه، وتمت حیلتها علیه. وانقرض ملك الیونانیین بهلاكها، وذهبت علومهم الا مابقی بایدی حكمائهم فی كتب خزائنهم حتی بحث عنها المامون وامر باستخراجها فترجمت له من هروشیوش۔
(تاریخ ابن خلدون، دار الفکر، 2:226-225، دار الکتب العلمیہ 2:219)

بجائے اس کے کہ تاریخ ابن خلدون سے براہ راست اس واقعے کا ترجمہ کیا جاتا، فاضل مترجم نے اس کے وجود سے ہی انکار کر دیا اور ابن اثیر سے اس واقعے کو نقل کیا۔ ان کے پیش نظر کیا مصلحت یا مجبوری تھی، اس کا سراغ نہیں ملتا۔ غالباً جو نسخہ ان کے سامنے تھا اس میں وہ عبارت نہ رہی ہوگی۔ واللہ اعلم۔ [م۔ص]

2 کاش یہ بقیہ علوم بھی مندرس ہو جاتے تاکہ دین اسلام ان کی آمیزش سے پاک وصاف رہتا۔ [مترجم]

اسکندر کا بھائی یا غلام تھا، اس کا نام فلافاذافسد یا ارنداوس [ارنداوس] یا لوغس یا فیلس [فیلبس] تھا۔ کسی نے اس کا زمانۂ حکومت سات برس اور بعض نے چالیس برس تحریر کیا ہے۔

سلقیوس اور انطوخوس

ابن عمید کہتا ہے کہ اسی کے زمانے میں سلقیوس (میرا خیال یہ ہے کہ یہی بادشاہ مشرق ہے) نے قمامہ، حلب، قنسرین، سلوقیہ، لاذقیہ آباد کیا تھا۔ ان دنوں قدس شریف میں سمعان بن حونیا [خونیا][1] تھا۔ بعد اس کے اس کا بھائی عازر کاہن اعظم ہوا۔ اس کی[2] حکومت کے نویں سال انطوخوس [انطیوخس] بادشاہ انطاکیہ نے یہود پر حملہ کیا تھا اور گیارھویں سال حکومت میں روم سے لڑائی ہوئی، جس میں اس کا لڑکا اقفاکش بطور ضمانت لے لیا گیا تھا۔ اور سنہ 13 جلوس میں انطوخوس کا عقد ملکہ کلابطرہ بنت لوغش سے ہوا اور لوغش نے بلاد مقدس کو اس کے مہر میں لے لیا۔ انیسویں سال جلوس میں اہل فارس اور مشرق نے اپنے اپنے بادشاہوں کو تخت سے اتار کر مار ڈالا اور ان کے لڑکوں کو تخت پر بیٹھایا تھا، اس کے بعد لوغش مر گیا۔

بطلیموس بن اسکندروس

پھر ابن عمید کہتا ہے کہ یونان کا ایک سو اکتیس برس کے بعد بطلیموس بن اسکندروس بادشاہ ہوا، اس کا لقب ''غالب اثور'' تھا۔ اس نے مصر اور اسکندریہ اور بلاد غربیہ پر اکیس برس حکمرانی کی، اس کو فیلادلفوس یعنی محب برادر بھی کہتے تھے۔ اسی نے بہتر [72] علمائے یہود کو جمع کر کے توریت اور کتب انبیا علیہم السلام کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کرایا۔ انھیں علما میں شمعان (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اور عازر بھی تھے، جس کو انطوخس نے اس بنا پر قتل کیا کہ انھوں نے بت پرستی سے اس کو منع کیا تھا۔

اس کلام سے معلوم ہوتا ہے تلمائی بطلیموس تھا اور یہ ملوک مقدونیہ سے ہے، جس نے مصر پر بھی حکمرانی کی ہے؛ کیونکہ ابن کریون نے لکھا ہے کہ:

---

1. انجیل میں ''سمعان بن یوتا'' ہے۔ بہ حوالۂ حاشیۂ دار الفکر ایڈیشن 226:2۔ [م-ص]
2. ''اس کی حکومت کے نویں سال'' اس عبارت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عازر کاہن کی حکومت کے نویں برس انطوخوس نے حملہ کیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ لوغش کی حکومت کے نویں برس انطیوخس نے یہود پر حملہ کیا تھا۔ نسخۂ دار الفکر 226:2، نسخۂ دار الکتب العلمیہ 220:2۔ [م-ص]

''اسی زمانے میں تلمائی نے جو اہل مقدونیہ سے تھا، مصر پر قبضہ کیا، یہ علم دوست تھا۔ اس نے یہود کے ستر [70] علما جمع کر کے توریت اور کتب انبیا علیہم السلام کا ترجمہ عبرانی سے یونانی میں کرایا۔ اس کے زمانے میں صادوق کاہن تھے اور اس نے پینتالیس برس حکمرانی کی۔''

بطلیموس ارنبا

اس کے بعد بطلیموس ارنبا حاکم ہوا، بعضے اس کا نام رغادی اور بعضے راکب الانبر کہتے ہیں، اس نے چوبیس یا ستائیس برس حکومت کی، یہ وہی ہے جس نے اسکندریہ میں گھوڑ دوڑ کا میدان بنوایا تھا، جو زمانۂ زینون قیصر میں جلایا گیا۔

بطلیموس محبّ

اس کے بعد بطلیموس محبّ برادر حکمراں ہوا۔ بعضے اس کا نام اوغسطش [Augustus] اور بعضے فیلادلفس بتاتے ہیں، اس کا زمانۂ حکومت سولہ برس رہا۔ اس کے زمانے میں اخنیم کاہن تھا، پھر بطلیموس الصائغ پانچ برس حکمراں رہا، اس کے بعد بطلیموس محبّ پدر ہوا، اس کا نام فاطر[1] بتایا جاتا ہے۔ اس نے سترہ برس حکومت کی، یہود سے جزیہ لیا۔ اس کے بعد بطلیموس مظفر یا بطلیموس غالب یا محبّ مادر بیس برس بادشاہت کرتا رہا۔ اس کی حکومت کے انیسویں سال متتیا بن یوحنا بن شمعون کاہن اعظم نے بنی یوناذاب نسل ہارون علیہ السلام سے خروج کیا۔

انطیخوس کا قدس شریف پر حملہ

انطیخوس بادشاہ انطاکیہ نے اپنے لڑکے غائش کو فوج کے ہمراہ قدس شریف پر حملہ کرنے کو بھیجا۔ اس نے اس پر قبضہ حاصل کرنے میں حیلے سے کام لیا، عازر کاہن کو قتل کر ڈالا اور بنی اسرائیل کو بت پرستی پر مجبور کیا۔ متتیا بن یوحنا ایک جماعت یہود کی لے کر پہاڑوں میں چلا گیا اور جب لشکر یونان نکلا تو وہ قدس شریف میں واپس آیا جیسا کہ ہم نے بنی حشمنائی کے حالات میں تحریر کیا ہے۔

---

[1] دار الفکر کے نسخے میں ''کلا فاطر'' ہے۔ 227:2 اور دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں ''فیلوباطر'' ہے۔ 22:2۔ [م۔ص]

بنی حشمنائی کا پہلا بادشاہ

بطلیموس محب مادر کے بعد بطلیموس محب پدر پچیس برس حکمراں رہا۔ اس کے زمانے میں قدس میں یہود ابن متتیا اور بعد اس کے یوناذاب، بعدہ اس کا بھائی شمعون، بعد ازاں ہرقانوس گذرا ہے، جس کا نام یوحنا [یوحنان] ہے، یہی پہلا وہ شخص ہے جو بنی حشمنائی میں بادشاہ کے لقب سے مشہور ہوا۔ اس نے اپنے لڑکے یوحنا کو قید دنوس سپہ سالار انطیخوس سے لڑنے کو بھیجا، یوحنا نے اس کو شکست دی اور یہود کا جزیہ دینا موقوف کر دیا جو وہ بادشاہ سوریہ کو زمانۂ فیلقوس [1] بادشاہ مشرق سے دیتے چلے آ رہے تھے۔

آخری شاہان بطالسہ

بطلیموس محب مادر کے بعد بطلیموس ارغادی ہوا، اس نے بیس برس حکومت کی، اس کے زمانے میں انطیخونس نے از سر نو انطاکیہ [Antioch] آباد کیا اور اپنے نام سے اس کو موسوم کیا۔ ہرقانوس اور اس کے تینوں لڑکے قدس میں حکمراں ہوئے۔ شہر سامرہ سبسطیہ ویران کیا گیا۔ انطیخوس [انطیوخس] [2] نے قدس شریف پر حملہ کیا۔ اس کے بعد بطلیموس مخلص یا مقر دظون حاکم ہوا، اس نے اٹھارہ برس بادشاہت کی، اسی کے زمانے میں اسکندروس تلمائی بن ہرقانوس، ساتواں بادشاہ بنی حشمنائی کا، قدس شریف میں تھا اور اس وقت یہود کے تین فرقے تھے۔ بطلیموس مخلص کے بعد بطلیموس محب مادر یا اسکندروس یا قیقش یا اسکندر یا ابن المخلص دس برس حکمراں رہا، اس کے زمانے میں ملکہ اسکندرہ قدس شریف میں تھی اور مملکت سوریہ کا دو سو ستر ہ برس کے بعد اسی کے ہاتھ [illegible] اس کے بعد بطلیموس قنیاس [فنیاس] یا ایزلیس یا منفی آٹھ برس یا تیس برس [3] یا اٹھارہ [illegible] رہا۔ منفی اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ملکہ [کلابطرہ] نے اس کو ملک سے نکال دیا

1. دار الفکر کے نسخے میں "فیلفوس" ہے، 228:2 اور دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں "فیلبوس" ہے، 221:2۔ [م۔ص]
2. دار الفکر ایڈیشن میں "انطیخوس" ہے اور دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں "انطیوخس" ہے۔ [م۔ص]
3. دار الفکر 228:2 اور دار الکتب العلمیہ 222:2 کے نسخوں میں قیل ثلاثا و عشرین یوما ہے یعنی تیس 'برس' کے بجائے تیس 'دن' ہے۔ [م۔ص]
4. دار الفکر 228:2 اور دار الکتب العلمیہ 222:2 کے نسخوں میں قیل ثمانية عشر یوما ہے یعنی اٹھارہ 'برس' کے بجائے اٹھارہ 'دن' ہے۔ [م۔ص]

تھا۔ بعضے مورخ اس کو بطالسہ میں نہیں شمار کرتے۔ اس کے بعد بطلیموس یونا شیش اکیس برس یا انتیس یا تمیں علی اختلاف الاقوال تخت حکومت پر رونق افروز رہا۔ اس کے زمانے میں ارستبلوس اور اس کا بھائی ہرقانوس قدس شریف میں تھا۔

ملکہ کلا بطرہ اور اوغشطش

بعد ازاں ملکہ کلا بطرہ [Cleopatra] بنت دیونا شیش سریر آرا ہوئی، اس کا دور حکومت تمیں یا تیس[1] برس رہا۔ بڑی حکیمہ فیلسوفہ تھی۔ اس کے سنہ 3 جلوس میں خلیج اسکندریہ درست کیا گیا اور اسکندریہ میں ہیکل زحل اور اخمیم میں ایک مقیاس اور دوسرا شہر انصنا میں بنایا گیا اور سنہ 4 جلوس میں آغانیوس، اول قیاصرہ رومہ کے تخت حکومت پر بیٹھا، چار برس اس کی حکومت رہی۔ بعدہ یولیوش تین برس تک حاکم رہا۔ پھر اوغشطش بن مونوجس صدر آرا ہوا، اس نے اطراف وجوانب کے ممالک پر قبضہ کر لیا۔ جب اس کی ملک گیری کی خبر ملکہ کلا بطرہ کو ہوئی تو اس نے اپنے بلاد کے بچانے کی فکر کی، نیل کے شرقی جانب غرما[2] سے نوبہ تک ایک دیوار اور دوسری دیوار اسکندریہ سے نوبہ تک نیل کے غربی جانب کھنچوائی، یہی اس وقت حائط العجوز کے نام سے معروف ہے۔

اوغشطش قیصر نے اپنے سپہ سالار انطریوس کو مصر پر حملہ کرنے کو بھیجا اس کے ہمراہ متر داب[3] بادشاہ ارمن بھی تھا۔

ملکہ کلا بطرہ کا خاتمہ

ملکہ کلا بطرہ نے اس سے دغابازی کی، چالاکی سے اس کے ساتھ عقد کرنے کا اقرار کیا۔ جب اس کی اطلاع اس کے رفیق متر داب کو ہوئی تو اس نے انطروس [انطریوس] کو قتل کر کے ملکہ کلا بطرہ سے خود عقد کر لیا اور اوغشطش قیصر سے باغی ہو گیا۔ اوغشطش قیصر نے اس پر فوج کشی کی، مصر کو فتح کر لیا، ملکہ کلا بطرہ اور اس کے لڑکے اور شوہر کو قتل کر ڈالا۔ بعضے کہتے ہیں کہ

---

1. دار الفکر 228:2 اور دار الکتب العلمیہ 222:2 کے نسخوں میں تمیں [30] یا بائیس [22] برس مدت حکومت ہے۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں ''فرما'' ہے۔ [م۔ص]
3. دار الفکر ایڈیشن میں ''متر داب'' ہی ہے، 229:2 اور دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں ''متر دات'' ہے، 222:2۔ [م۔ص]

ملکہ کلا بطرہ نے اوغشطش کے لیے اپنی مجلس میں زہر رکھ چھوڑا تھا، جس سے اوغشطش کی ہلاکت ہوئی۔ واللہ اعلم۔

ملکہ کلا بطرہ کے ہلاک ہوتے ہی مصر اور اسکندریہ ومغرب سے یونان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور یہ مما لک تا زمان فتوحات اسلامیہ رومیوں کے قبضے میں رہے۔ انتھی کلام ابن العمید (ابن عمید کا کلام ختم ہوا۔)

اس [ابن عمید] نے جو اختلافات نقل کیے ہیں وہ مورخین سعید بن بطریق، یوحنا فم الذہب، مجی، ابن الراہب اور ابوفانیوس وغیرہم کی روایات ہیں۔ بظاہر یہ لوگ مورخین نصاریٰ سے ہیں۔ والبقاء لله الواحد القهار سبحانه ، لا اله غيره و لا معبود سواه ۔ (اور باقی رہنے والی ذات اللہ کی ہے، جس کا کوئی ثانی نہیں، وہ ہر چیز پر غالب ہے، اس کی ذات تمام نقائص سے پاک ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔)

شجرۂ ملوک بطلیموسہ

(ا) لوغش[1]

(ب) فلذ ایقس

(ج) اطر لیس[2] — (د) قلوزبازی[3]

قلنش[4]

(ہ) ایفانس[5]

قلوماطر

(و) اریاطیس

(ز) شوطار[6]

(ح) دیونھیش[7]

(ط) ملکہ کلا بطرہ[8]

1. یہ یونان کے شاہی خاندان سے تھا، اس کا لقب بطلیموس تھا، پھر اس کے بعد جو بادشاہ ہوا وہ اسی لقب سے معروف ہوتا رہا۔ اس کے عہد حکومت کو 'حکومت بطالسہ' سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسکندر کے بعد یہی مصر و اسکندریہ کا بادشاہ ہوا۔ ان پر بھی حسب ترتیب حکومت حروف ابجد لکھے ہوئے ہیں۔

2. عربی نسخوں میں "ایطریطش" ہے۔ [م-ص]

3. عربی نسخوں میں "قلوباطر" ہے۔ [م-ص]

4. عربی نسخوں میں "ابوقانش" ہے۔ [م-ص]

5. عربی نسخوں میں "قلنش" [ابی قانش] اور "قلوماطر" [قلوباطر] کے درمیان "ایفانس" نہیں ہے۔ [م-ص]

6. عربی نسخوں میں "شوضان" ہے۔ [م-ص]

7. پیش نظر عربی نسخوں میں "دیونانیش" ہے۔ [م-ص]

8. یہی آخری حکمران یونان ہے۔ اس کے بعد ممالک یونان رومیوں کے قبضے میں تا زمان فتوحات اسلامیہ رہے۔ [مترجم]

شجرۂ ملوکِ یونان

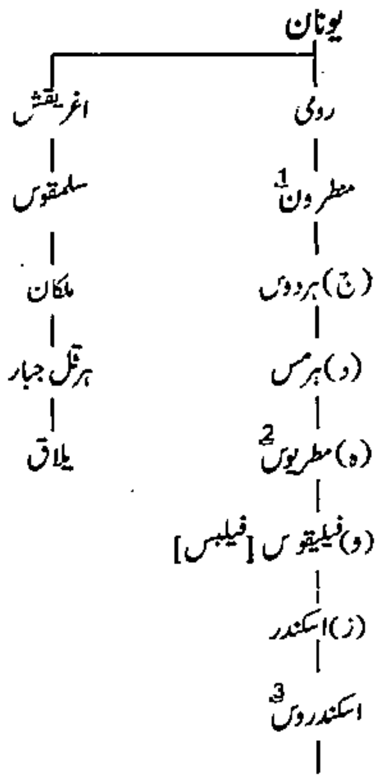

1. عربی نسخوں میں " بطرون " ہے۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں "بطریوس" ہے۔ [م۔ص]
3. یہ اپنے باپ اسکندر کے بعد تخت نشین کیا گیا لیکن اس نے سلطنت پسند نہ کی۔ [مترجم]

شجرۂ ملوکِ بطلیموسہ

(مطابق ابن عمید کے)

کرباس [کرباص]
|
اسکندروس
|
ارغادی
|
اوغشطش
|
کلابطرہ ضائغ
|
کلابطرہ مظفر
|
ارغاد
|
مغریطون[1]
|
اسکندروس
|
فیناس
|
دیوناشیش
|
کلابطرہ

[1] عربی نسخوں میں "مقریطون" ہے۔ [م-س]

لاطینی یعنی کیتم معروف بہ روم

روم کا نسب

یہ گروہ عالم کے مشہور ترین گروہوں سے ہے۔ بہ خیال ہروشیوش یہ غریقیوں کا دوسرا فرقہ ہے اور یہ دونوں نسبا یونان میں مجتمع ہوتے ہیں۔ اور بہ خیال بیہقی یہ غریقیوں کا تیسرا گروہ ہے اور یہ تینوں نسبا یونان بن علجان بن یافث میں شریک ہیں اور روم کے نام سے یہ کل فرقے موسوم ہوتے ہیں؛ کیونکہ ان میں رومیوں ہی کی بڑی سلطنت ہوئی ہے۔

پہلا لاطینی حکمراں

ان لاطینیوں کا ملک خلیج قسطنطنیہ کے غربی جانب بلاد افرنجہ تک بحر محیط اور بحر رومی [کے درمیان] پھیلا ہوا تھا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ لاطینیوں میں سب سے پہلے جس نے حکومت کی وہ فنش بن شطرنش بن ایوب تھا۔ یہ زمانہ بنی اسرائیل میں گذرا ہے۔ اس کے بعد اس کا لڑکا بریامش اور اس کی آئندہ اولاد حکومت کرتی رہی۔ انھیں میں سے کرمنش بن مریسہ بن شیبن بن مزکہ ہے، جس نے زبان لاطینی کی بنا ڈالی اور اس کے حروف کی ترتیب وتالیف کی۔ یہ بوارث[1] بن کلعاد (حکام بنی اسرائیل) کے زمانہ حکومت میں بعد چار ہزار پچاس سنہ دنیاوی کے ہوا ہے۔

---

1. نسخہ دارالفکر 232:2 اور نسخہ دارالکتب العلمیہ 225:2 میں ''بواشیر'' ہے۔ [م-ص]

لاطینیوں اور غریقیوں کے درمیان چشمک

لاطینیوں اور غریقیوں میں ہمیشہ ان بن رہی، دونوں ایک دوسرے کی تخریب کی کوشش کرتے رہے۔ غریقیوں کے ہی ہاتھوں طروبہ لاطینیوں کا دارالسلطنت چار ہزار ایک سوبیس برس سنہ دنیاوی زمانۂ عبدون (ملوک [ملک] بنی اسرائیل) میں ویران ہوا، ان دنوں ان کا بادشاہ اناش (بریامش بن فنش بن شطرنش کی اولاد سے) تھا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا اشکانیش حاکم ہوا، اسی نے شہر البہ [البا] آباد کیا۔ بعد اس کے ملک اسی کے خاندان میں رہا۔ اسی کی اولاد سے برقاش زمانۂ انقراض حکومت ملوک کسدانیین [کلدانیین][1] میں تھا۔ اس وقت ملوک بنی اسرائیل میں سے عریاہ [عزیا] بن امصیا حکومت کررہا تھا۔ برقاش کو حکومت کی کرسی مازنیوں اور سریانیوں کے باہمی اختلاف کی وجہ سے نصیب ہوئی تھی۔

شہر رومہ کے بانیین رولس اور اماش

اس کے بعد اس کا لڑکا[2] رولس اور املش [اماش][3] یکے بعد دیگرے حاکم ہوئے۔ یہ وہی ہیں جنھوں نے سنہ 4500 دنیاوی، زمانۂ حکومت حزقیا بن احاز بادشاہ بنی اسرائیل میں، شہر طروبہ کے چار سو برس ویران ہونے کے بعد رومہ کو آباد کیا۔ شہر رومہ دنیا بھر کے شہروں میں بڑا اور عظیم الشان اور مشہور سمجھا جاتا تھا، اس کا طول شمال سے جنوب تک بیس میل، عرض بارہ میل کا تھا اور شہر پناہ کی دیواریں اڑتالیس ذراع بلند، دس ذراع عریض تھیں۔ یہی شہر لاطینیوں اور انھیں میں سے قیاصرہ کا دارالسلطنت تاظہور اسلام رہا۔ اور یہی [لوگ] اس کے حاکم رہے۔

پھر ان میں رولس اور املش [اماش] اور ان کی دو چار پشتوں کے بعد شخصی حکومت کا

---

1. دارالفکر 2:232 اور دارالکتب العلمیہ 2:225 کے نسخوں میں "کلدانیین" ہے۔ [م۔ص]
2. عربی متن کے مطابق "رولس" اور "املش" [اماش] یا داموس برقاش کے پوتے ہیں۔ عربی عبارت یہ ہے: "ثم اتصل الملك لابنه ولحافديه روملوس واماش" نسخۂ دارالفکر 2:232، نسخۂ دارالکتب العلمیہ 2:226۔ [م۔ص]
3. دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں "اماش" کے بجائے "داموس" ہے۔ البتہ دارالفکر کے نسخے میں "اماش" ہے۔ اصل (اردو نسخے) میں "املش" ہے۔ اس لیے متن میں "املش" کو باقی رکھتے ہوئے [اماش] لکھ دیا گیا ہے۔ [م۔ص]

نام ونشان اڑا دیا گیا۔ جمہوری حکومت کی بنا ڈالی گئی۔ ہروشیوش لکھتا ہے کہ ستر وزرا سلطنت کا کاروبار دیکھتے تھے اور اس کو وہ غنشلش [قنشلش][1] (یعنی جلسۂ وزرا) کہتے تھے۔ سات سو برس تک اسی طرح حکومت کا سلسلہ جاری رہا تا آنکہ قیصر بولش[2] بن غایش اول ملوک قیاصرہ ان پر غالب آیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

جنگجو قوم

یہ گروہ اپنے زمانۂ ترقی میں ہمیشہ ملوک سرحدی سے لڑتا بھڑتا رہا، چنانچہ پہلے یونانیوں سے لڑا بھڑا، فارس سے صف آرا ہوا اور شام ومصر پر غالب آیا، پھر جزیرۂ اندلس، بعد ازاں صقلیہ پر قبضہ حاصل کیا، اس کے بعد افریقہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو کر شہر قرطاجنہ کو ویران کر ڈالا۔ اہل افریقہ نے دوسری طرف سے عبور کر کے رومہ کا محاصرہ کیا۔ تقریباً بیس برس تک فتنہ وفساد کی آگ مشتعل رہی۔

روم کے نسب سے متعلق ایک روایت

بعض علمائے اخبار کا یہ خیال ہے کہ روم، عیصو بن اسحاق علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ ابن کریون کہتا ہے کہ جس زمانے میں جناب یوسف صدیق علیہ السلام اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کا تابوت دفن کرنے کے لیے مقام خلیل میں لیے جا رہے تھے، عیصو کی اولاد نے ان سے لڑائی کی، لیکن جناب موصوف نے ان کو شکست دے کر ان میں سے صفوا بن الیفاز بن عیصو کو گرفتار کر کے افریقہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔

صفوا بن [الیفاز] چندے شاہ افریقہ کے پاس رہا۔ جب شاہ افریقہ اغنیاس اور کیتم میں مخالفت پیدا ہوئی اور اغنیاس نے اہل افریقہ کو جمع کر کے کیتم پر حملہ کیا تو صفوا بن [الیفاز] کو اپنی شجاعت دکھانے کا بہت بڑا موقع مل گیا۔ اس نے کیتم کو متعدد شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا۔ بعد اس کے صفوا بن [الیفاز] ہم قومیت کی وجہ سے کیتم میں آ ملا۔ اس کے مل جانے سے کیتم کا رعب وداب بڑھ گیا۔ سرحدی ملوک اس سے ڈرنے لگے۔ کیتم نے اس کی شادی اپنی قوم میں کر لی اور

---

1. عربی نسخوں میں "قنشلش" ہے۔ [م۔ص]
2. نسخہ دار الفکر میں "بولش" ہے، 233:2 اور دار الکتب العلمیہ کی اشاعت میں "یولیوس" ہے، 226:2۔ [م۔ص]

اپنا حاکم بنالیا۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے بلاد اسبانیا میں سب سے پہلے حکومت کی، پچپن برس تک حاکم رہا۔

اس کے بعد ابن کریون نے سولہ ملوک کو اس کی اولاد سے شمار کیا ہے، جن کا آخری بادشاہ رولس بانی شہر رومہ ہے، یہ داؤد علیہ السلام کے زمانے میں تھا، جناب موصوف سے ڈر کر شہر رومہ آباد کیا اور اس میں ہیکل بنوایا۔

اس کے بعد ابن کریون نے پانچ ملوک کا ذکر کیا ہے۔ پانچواں وہ ہے کہ جس نے کسی شخص کی بیوی سے ناجائز تعلق پیدا کر لیا تھا، جب اس شخص نے دیکھ لیا تو اس کی بیوی نے خود کشی کر لی اور اس شخص نے اس کو ہیکل میں مار ڈالا۔

اس کے بعد اہل رومہ نے شخصی حکومت سے انحراف کر کے جمہوری سلطنت کی بنا ڈالی اور تین سو بیس شیوخ کو ملک کا انتظام سپرد کیا۔ یہی لوگ کاروبار سلطنت دیکھتے رہے اور خوب خوب ترقیاں کرتے رہے، تا آنکہ قیصر کا زمانہ آیا، اس نے اپنے آپ کو بادشاہ کے نام سے موسوم کیا، پھر اس کے بعد جو ہوا وہی بادشاہ کہلایا۔ انتھی کلام ابن کریون (ابن کریون کا کلام تمام ہوا۔)

ابن کریون کا یہ قول ہروشیوش کے خیال کی مخالفت کرتا ہے؛ کیونکہ اس کا یہ بیان ہے کہ داؤد علیہ السلام کے زمانے میں رومہ آباد کیا گیا ہے اور ہروشیوش کہتا ہے کہ حزقیا (چودھواں بادشاہ بنی یہودا) کے زمانہ حکومت میں رومہ کی بنا پڑی۔ ان دونوں مدتوں میں بہت بڑا تفاوت ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الامر۔ [حقیقی صورت حال اللہ بہتر جانتا ہے۔]

ملوک قیاصرہ (کیتم)

رومہ میں تقریباً سات سو برس تک زمانہ بنائے رومہ یا اس سے تھوڑے دنوں پہلے سے جمہوری حکومت قائم رہی۔ ہر سال وزرا کا انتخاب ہوتا تھا اور جس سپہ سالار کا نام قرعے میں نکلتا تھا وہی اطراف و جوانب کے ملوک پر حملہ کرنے کو جاتا، ممالک اجنبیہ کو فتح کرتا تھا۔ یہ لوگ پہلے یونانی روم کے مطیع تھے۔ جب اسکندر مر گیا اور یونانیوں کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا تو ان رومیوں (لاطینیوں) کو اہل افریقہ کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہوئی اور انھوں نے شہر قرطاجنہ [Carthage] کو ویران کر کے پھر آباد کیا اور اندلس، شام اور ارض حجاز کو لے لیا، بیت المقدس کو فتح کر کے اس کے بادشاہ کو قید کر لیا۔ ان دنوں یہود کا بادشاہ ارستبلوس بن اسکندر (آٹھواں بادشاہ بنی حشمنائی) بیت المقدس میں حکومت کر رہا تھا۔ اس کو جلاوطن کر کے رومہ لے گئے اور اپنے ایک سپہ سالار کو شام کا حاکم مقرر کیا۔ پھر الغماس نے اس سے لڑائی کی، اس اثنا میں بولس[1] بن عالیش ظاہر ہوا اور اپنے چچازاد بھائی لوجیار بن مدکہ کے ہمراہ اندلس کی طرف گیا، افرنج اور جلالقہ سے اس کی لڑائی ہوئی، برطانیہ اور اشبونہ پر قبضہ کر کے رومہ کو واپس آیا اور اندلس میں اکتبیان اپنے بھائی [یونان] کے لڑکے کو چھوڑ آیا۔ جب یہ رومہ میں آیا اور وزرا کو اس کی رائے سے آگاہی ہوئی تو انھوں نے اس کے قتل کی فکر کی۔ اکتبیان یہ سن کر اندلس سے ایک فوج کثیر لے کر آ پہنچا۔ بولش اس کی مدد سے

---

1. دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں یولیوس ہے۔[2:228] [م۔ص]

رومہ، ارض قسطنطنیہ، فارس، افریقہ، اندلس پر قابض ہوگیا اور یہی قیصر کے لقب سے مشہور ہوا، پھر اس کے بعد جو بادشاہ ہوا وہی قیصر کہلایا۔

قیصر

لفظ قیصر معرب ہے لفظ جاشر کا۔ جاشر رومیوں کی لغت میں بال کو کہتے ہیں۔ [لوگوں کا خیال ہے کہ جب یولش [بولس] پیدا ہوا تھا تو اس کے بال اتنے لمبے تھے کہ آنکھوں تک پہنچ رہے تھے۔[1]] اور اس کو بھی کہتے ہیں جو پھاڑ اگیا ہو۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ قیصر کی ماں جس وقت یہ حمل میں تھا، مرگئی تھی اور یہ اس کا پیٹ پھاڑ کر نکالا گیا تھا، لیکن روایت اول صحیح اور اقرب الی الصواب ہے۔ [یہ فخر کرتا تھا کہ مجھ کو کسی عورت نے نہیں جنا۔[2]] یہ ملوک اسکندریہ اور مقدونیہ کے خزائن رومہ میں اٹھالایا۔ ملوک مشرق وشمال نے اس کی اطاعت قبول کی۔ شام میں اس کا عامل (گورنر) ہیرودس بن انظفتر تھا۔ اور مصر میں غالیش اس کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ مسیح علیہ السلام اسی کے زمانۂ حکومت 42 جلوس میں پیدا ہوئے۔ قیصر مذکور چھپن برس حکومت کر کے سات سو پچاس برس بعد بنائے رومہ کے 5200 دنیاوی میں مرگیا۔ انتھی کلام هروشیوش (ہروشیوش کا کلام ختم ہوا۔)

ابن عمید مورخ نصاریٰ بیان کرتا ہے کہ ان قیاصرہ سے پہلے رومہ کا انتظام شیوخ کے سپرد تھا، وہی کل کاروبار سلطنت دیکھتے تھے۔ ان لوگوں کی تعداد تین سو بیس تھی۔ ان سبھوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ شخصی حکومت کسی کو نہ دیں گے۔ ایک ان میں سے جس کا نام قرعے میں نکلتا وہ میر مجلس ہوتا تھا، اور اس کی رائے دو رایوں کے قائم مقام سمجھی جاتی تھی۔ [یہ] انتظام تا ظہور آغانیوس جاری رہا۔ اس نے چار برس تک رومہ کا انتظام کیا۔ یہی قیصر کے نام سے موسوم ہے؛ کیونکہ اس کی ماں اس وقت مری تھی جب کہ یہ حالت حمل میں تھا، یہ اس کا پیٹ پھاڑ کر نکالا گیا، جب یہ سن شعور کو پہنچا تو شیوخ کی ریاست کا زمانہ ختم ہوگیا، اس نے رومہ میں چار برس تک

---

1. قلابین کی عبارت ابن خلدون کی تحریر ہے۔ اصل نسخے میں ابن خلدون کی اس عبارت کا ترجمہ نہیں ہے۔ [م۔ص]
2. تاریخ ابن خلدون کے عربی متن میں قلابین کی عبارت نہیں ہے۔ یہ مترجم کی طرف سے اضافہ ہے۔ (دار الکتب العلمیہ: 2:229 / دار الفکر: 2:236) [م۔ص]

حکومت کی، پھر اس کے بعد یولیوس قیصر [Julius Caesar] تین برس حاکم رہا۔ بعدازاں اوغشطش قیصر بن مرنوحش بادشاہ ہوا۔

اوغشطش قیصر

اوغشطش قیصر [Augustus Caesar] رومہ کے میر مجلس کا ایک سپہ سالار تھا، جو بہ اجازت اس کے لشکر لے کر مغرب اور اندلس کے فتح کرنے کو گیا تھا۔ اور جب وہ وہاں سے کامیاب ہو کر رومہ واپس آیا تو اس نے میر مجلس کو معزول کر دیا اور بذاتہ حاکم ہو گیا۔

عوام الناس نے اس رد و بدل میں موافقت کی، میر مجلس رومہ کا ایک سپہ سالار فمقیوس نامی ممالک مشرقیہ میں تھا، اس کو جب اس واقعے سے آگاہی ہوئی تو وہ لشکر لے کر رومہ پر چڑھ آیا۔ اوغشطش قیصر نے اس کو ہزیمت دے کر قتل کر ڈالا اور ممالک مشرقیہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد ایک لشکر جرار بہ سرداری اپنے دو سپہ سالار انطونیوس اور متردات[1] بادشاہ ارمن، مصر کے فتح کرنے کو بھیجا۔ ان دنوں ملکہ کلابطرہ [Cleopatra] یادگار بطالسۂ ملوک یونان، مصر و اسکندریہ میں حکومت کر رہی تھی۔ اس نے اس نقل و حرکت کی اطلاع پا کر اپنے بلاد کو محفوظ رکھنے کی غرض سے نیل کے دونوں کناروں پر نوبہ سے اسکندریہ تک غرباً اور فرما تک شرقاً دو دیواریں کھینچوا دیں۔ جب انطونیوس [Antony] مصر کے میدان میں لڑائی کو آیا تو اس نے کلابطرہ سے فریباً عقد کر لیا، اس نے اپنے رفیق متردات کو قتل کر ڈالا اور اوغشطش قیصر سے باغی ہو گیا۔ اوغشطش قیصر اس کی اس حرکت سے ناراض ہو کر خود ایک فوج لے کر مصر پر چڑھ آیا۔ انطونیوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ ملکہ کلابطرہ اور اس کے دونوں لڑکوں شمس و قمر [کو] بھی مار ڈالا۔ مصر و اسکندریہ پر قبضہ کر لیا۔

حضرت عیسیٰ کی ولادت

یہ واقعہ اس کی حکومت کے بارہویں برس واقع ہوا اور اس کے 42 جلوس میں مسیح علیہ السلام تین مہینے بعد ولادت یحییٰ علیہ السلام کے سنہ پانچ ہزار پانچ سو [5500] دنیاوی اور بیت المقدس پر ہیرودوس کی حکومت کے بیسویں[2] سال اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کی حکومت کے پینتیسویں [35]

1۔ دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں متردات ہے۔ 2:229 [م۔ص]

2۔ عربی نسخوں میں بیسویں کے بجائے بتیسویں سال ہے۔ دار الکتب العلمیہ 2:230 / دار الفکر 2:237 [م۔ص]

سال پیدا ہوئے لیکن سب اسی پر متفق ہیں کہ اوغسطش قیصر کی حکومت کے بیالیسویں برس مسیح علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ اور تواریخ کا سیاق اس امر کا مقتضی ہے کہ ولادت مسیح علیہ السلام سنہ پانچ ہزار پانچ سو شمسی مبدأ عالم میں ہوئی؛ کیونکہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک ایک ہزار چھ سو برس ہوتے ہیں اور نوح علیہ السلام سے طوفان تک چھ سو برس اور طوفان سے ابراہیم علیہ السلام تک ایک ہزار بہتر برس اور ابراہیم علیہ السلام سے موسیٰ علیہ السلام تک چار سو پچیس برس اور موسیٰ علیہ السلام سے داؤد علیہ السلام تک سات سو ساٹھ برس اور داؤد علیہ السلام سے اسکندر تک سات سو ساٹھ برس اور اسکندر سے ولادت مسیح علیہ السلام تک تین سو انیس برس ہوتے ہیں۔ هكذا ذكر ابن العميد (ابن عمید نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔) وانها تواريخ النصارى وفيها نظر (اور یہ بیشک نصاریٰ کی تواریخ ہے اور اس میں نظر[1] ہے۔) اس کے کلام [ابن عمید کے کلام] سے ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر اوغسطش کے زمانہ حکومت 42 جلوس میں مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے، جس وقت بیت المقدس میں ہیرودس حکومت کر رہا تھا اور اس کے زمانہ انتقال کو سنہ پانچ ہزار دو سو دنیاوی میں لکھتا ہے، حالانکہ ابن عمید ہی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ قیصر اوغسطش کی حکومت سنہ پانچ ہزار پانچ سو پندرہ دنیاوی میں رہی تھی۔ والله اعلم بالحق۔

طباریش قیصر

بہرکیف اس کے بعد طباریش قیصر حکمراں ہوا، اس کے زمانہ حکومت میں مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوا، یہود کی بغاوت شروع ہوئی۔ اللہ جل جلالہ نے جناب موصوف کو زمین سے اٹھالیا۔

حواریوں نے دین مسیحی پھیلانے کا بار اپنے سر لے لیا، یہود ان کی مخالفت کرنے لگے۔ ہدایت وارشاد سے مانع ہوتے، قید کرتے، مارتے تھے۔ بلاطس نبطی جو یہود کا سردار بیت المقدس میں قیصر کی جانب [سے] تھا، وہ مسیح علیہ السلام کے حالات اور یہود کی بغاوت اور یوحنا معمد سے مخالفت کے احوال طباریش قیصر سے بیان کرتا تھا اور اس کے بعد حواریوں کی بے چارگی، یہود کی زیادتی اور بے جا ظلم کے واقعات ظاہر کیے، اور یہ بیان کیا کہ یہ لوگ حق پر ہیں۔ طباریش قیصر نے یہ سن کر ان لوگوں کو یہود کے پنجۂ ظلم سے بچانے کا حکم دیا اور خود ان کے دین [کو] اختیار

1 = محل غور [م۔ ح]

کرنے پر مائل ہوا، لیکن اس کی قوم نے اس فعل سے روکا۔

اس کے بعد ہیرودس گرفتار کر کے رومہ میں لایا گیا اور وہاں سے جلاوطن کر کے اندلس بھیج دیا گیا، یہ وہیں مرگیا۔ اس کی جگہ پر اغرباس اس کے بھائی کا لڑکا تخت حکومت پر بیٹھایا گیا اور حواریان مسیح اشاعت دین کی غرض سے ممالک قریبہ وبعیدہ میں متفرق طور پر چلے گئے۔ لوگوں کو اللہ کی عبادت کی تعلیم دینے لگے۔

اس کے بعد طباریش قیصر نے اغرباس کو قتل کر ڈالا، روم میں حواریوں کے متبعین قتل کیے گئے اور طباریش تیئیس برس حکومت کر کے مرگیا۔ اس نے اپنے زمانۂ حکومت میں شہر طبریہ ملک شام میں آباد کیا، جو اس کے نام سے موسوم اور مشتق ہے۔

غانیس قیصر

اس کے بعد غانیس قیصر حاکم ہوا۔ ہروشیوش لکھتا ہے کہ یہ طباریش کا بھائی اور قیاصرۂ روم کا چوتھا قیصر تھا۔ یہ نہایت تند مزاج تھا۔ یہود نے بیت المقدس میں کچھ بنانا چاہا تھا، اس نے روک دیا۔ ابن عمید لکھتا ہے کہ اس کے زمانے میں عیسائیوں پر بہت بہت سختیاں ہوئیں۔ یعقوب اور اس کا بھائی یوحنا حواری مارا گیا۔ پطرس قید کیا گیا، پھر قید خانے سے نکل کر انطاکیہ (Antioch) کی طرف بھاگ گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ بجائے اس کے دوسرا بطریق مقرر ہوا۔

عیسائیت کی تبلیغ

بعد ازاں انطاکیہ سے 2 جلوس غانیس قیصر میں وہ رومہ میں آیا اور نصرانیت کے پھیلانے میں کوشش کرتا رہا۔ بعد چندے اتفاق سے شاہی خاندان کی ایک عورت عیسائی ہوگئی، جس سے نصرانیوں کو ایک گونہ قوت حاصل ہوئی۔ اسی اثنا میں اکثر یہودیان شام نے نصرانیان بیت المقدس کو تکلیف اور ایذائیں پہنچائیں۔ ان دنوں ان کا اسقف یعقوب بن یوسف خطیب تھا۔ ابن عمید مسیحی سے نقل کرتا ہے کہ 1 جلوس بادشاہ غانیس میں فیلقس[1] بادشاہ مصر نے یہود پر حملہ کیا اور سات برس تک ان کو پریشان کرتا رہا، اور پھر اپنی حکومت کے چوتھے برس اپنے عامل کو لکھ

---

1. دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں فیلبس ہے۔(2:231) [م۔ص]

بھیجا، جو مقام سوریہ (یعنی اورشالیم یا بیت المقدس) میں رہتا تھا کہ یہود کی عبادت گاہوں میں بت رکھ دیے جائیں۔ اس کے بعد اس کے کسی سپہ سالار نے ایک ناگہانی حملے سے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

فلودیش [قلودیش] قیصر

اس کے بعد فلودیش [قلودیش][1] قیصر حکمران ہوا۔

انجیل کی کتابت اور ترجمہ

ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ طباریش کا لڑکا ہے۔ اس کے زمانہ حکومت میں تین انجیلیں لکھی گئیں۔ متّی حواری نے اپنی انجیل بیت المقدس میں بہ زبان عبرانی لکھی۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یوحنا نے اس انجیل کا زبان رومہ میں ترجمہ کیا۔ بطرس سردار حوارئین نے اپنی انجیل زبان رومہ میں لکھ کر اپنے شاگرد مرقش [مرقص] کی طرف اس کو منسوب کر دیا۔ لوقا حواری نے بھی زبان رومہ میں انجیل لکھی اور اس کو بعض اکابر روم کے پاس بھیجا۔

بیت المقدس کی تاراجی

اسی زمانے میں یہودیوں میں فتنہ وفساد شروع ہوا۔ ان کا بادشاہ اغرباس رومہ میں چلا آیا۔ فلودیش [اقلودیش] قیصر نے اس کی مدد کو اپنا لشکر اس کے ہمراہ کر دیا، جنھوں نے بیت المقدس میں پہنچ کر ایک گروہ کثیر کو قتل کر ڈالا اور بے شمار یہودیوں کو گرفتار کر کے اطاکیہ اور رومہ کی طرف بھیج دیا۔ بیت المقدس ویران کر دیا گیا اور اس کے رہنے والے جلا وطن کر دیے گئے؛ اسی وجہ سے ایک زمانے تک قیاصرۂ روم کی طرف سے بیت المقدس میں کوئی عامل نہیں مقرر کیا گیا۔ اسی زمانے سے یہودیوں میں متعدد فرقے قائم ہو گئے مگر سب سے بڑے ان میں سات ہیں۔ 7 جلوس فلودیش [اقلودیش] میں روم کے ایک بطریق نے شمعون صفا کے ہاتھ سے اصطباغ[2] حاصل کیا اور بیت المقدس میں صلیب نکالنے کے لیے آیا، لیکن ناکامی کے ساتھ رومہ کو

---

1. عربی متون میں کہیں ''قلودیش'' اور کہیں ''اقلودیش'' ہے۔ دار الفکر 239-2:238 ، دار الکتب العلمیہ 2:231 [م۔ص]

2. بپتسمہ (Baptism) عیسائیوں کا یہ ایک مذہبی طریقہ ہے، جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے سر پر مقدس پانی کی چھینٹیں ڈالی جاتی ہیں اور اس کو عیسائی مان لیا جاتا ہے۔ [م۔ص]

واپس ہوا۔ اسی زمانے میں چودہ برس حکومت کر کے فلودیش [اقلودیش] قیصر مر گیا۔

نیرون قیصر

بجائے اس کے اس کا لڑکا نیرون تخت نشین ہوا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ چھٹا قیصر تھا۔ اس کا فسق و فجور حد سے متجاوز تھا، جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ اکثر اہل رومہ مذہب عیسوی قبول کرتے جاتے ہیں، تو اس نے غصے میں آ کر ان کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ اسی زمانے میں پطرس (حواریوں کا سردار) مارا گیا اور بجائے اس کے اریولیش[1] بطریق رومہ مقرر ہوا۔ پطرس رومہ میں پچیس برس بطریق رہا۔ یہ حواریوں کا سردار اور رومہ کی طرف مسیح کا فرستادہ تھا۔ مرتش [مرقس] انجیلی اسکندریہ میں اس کی حکومت کے بارھویں برس مارا گیا۔ اس کے قتل کے سات برس پیشتر سے اسکندریہ، مصر اور دیگر ممالک مغرب میں عیسائیت کے موافق ہوا چل رہی تھی۔ بجائے اس کے حنانیا بطریق مقرر کیا گیا۔ یہ مرقس انجیلی کے بعد اسکندریہ کا پہلا بطریق تھا، اس نے اپنی نیابت کے لیے بارہ قسیس منتخب کر رکھا تھا۔ ابن عمید مسیحی سے ناقل ہے کہ نیرون کی حکومت کے دوسرے برس یہودیوں کا بلجنس قاضی جو روم کی طرف [سے] تھا، معزول کیا گیا اور بجائے اس کے قسطس قاضی مقرر ہوا۔ بوتا[2] (بیت المقدس کے مجاوروں کا سردار) مارا گیا اور اسی زمانے میں قسطس قاضی بھی مر گیا۔

نصرانیوں کی جلاوطنی

یہود نے نصرانیان بیت المقدس پر دفعتاً حملہ کر کے ان کے اسقف یعقوب بن یوسف نجار کو مار ڈالا، ان کے عبادت خانے کو گرا دیا، صلیب کو چھین کر زمین میں دفن کر دیا تا آنکہ ہلانہ مادر قسطنطین نے اس کو نکالا، جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ یعقوب بن یوسف نجار کے قتل کے بعد اس کا چچازاد بھائی شمعون بن کنابا عیسائیوں کا اسقف ہوا۔ پھر 10 جلوس نیرون میں یہود نے لڑ بھڑ کر نصرانیوں کو بیت المقدس سے نکال دیا۔ وہ بیچارے جلاوطن ہو کر اردن کے کنارے آ بسے۔

1۔ عربی نسخوں میں ''اریوس'' ہے۔ [م-ص]

2۔ عربی نسخوں میں ''بوثار'' ہے۔ دار الفکر 2:239 / دار الکتب العلمیہ 2:232 [م-ص]

اسپاشیانش کا یروشلم پر حملہ

نیرون نے یہودیوں کی سرکوبی اور بیت المقدس کے ویران کرنے کو اپنے سپہ سالار اسپاشیانش کو یروشلم کی طرف روانہ کیا، یہود نے بیت المقدس کی قلعہ بندی کر لی اور اس کو بچانے کی غرض سے تین طرف جدید قلعے بنا لیے، لیکن ان کو ان کوششوں نے کچھ فائدہ نہ پہنچایا، ان کی قسمت میں اس سے پہلے ناکامی و ذلت لکھی جا چکی تھی۔ اسپاشیانش نے یہود کا چاروں طرف سے محاصرہ کر کے ان کے قلعات کو توڑ کر جلا دیا اور ایک برس تک وہیں ٹھہرا رہا۔

نیرون قیصر کا قتل

ہروشیوش کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس واقعے کے بعد ممالک محروسۂ نیرون قیصر میں بغاوت پھیل گئی۔ چنانچہ اہل برطانیہ اس کی اطاعت سے نکل گئے۔ اہل ارمینیہ اور شام، فارس کے مطیع ہو گئے۔ نیرون نے اپنی بہن کے داماد یشبشیان بن لوجیہ کو لشکر لے کر باغیوں کو سر کرنے کو بھیجا۔ اس نے ان کی بغاوت کی مشتعل آگ کو فرو کر کے یہودیان شام پر حملہ کیا؛ کیونکہ یہ بھی قیصری حکومت کے خلاف سر اٹھائے ہوئے تھے۔ اثنائے محاصرۂ بیت المقدس میں [یشبشیان کو یہ خبر پہنچی کہ] نیرون قیصر اپنے لشکریوں کے ہاتھوں مارا گیا، جبکہ اس کی حکومت کا چودھواں سال پورا ہو چکا تھا۔

مسجد اقصیٰ کا انہدام

اس نے اسی زمانۂ بغاوت میں ایک سپہ سالار اندلس اور سرزمین جوف کی طرف بھی بھیجا تھا، جو برطانیہ کو فتح کر کے بعد قتل نیرون قیصر رومہ میں آیا اور رومیوں نے اس کو اپنا حاکم بنا لیا۔ جب ان واقعات کی اطلاع یشبشیان کو ہوئی اور اس کے مشیروں نے اس کو رومہ کی طرف واپس ہونے کی رائے دی، اور یہودیوں کے سردار نے اس کی بادشاہت کی بشارت دی، جو اس کے یہاں قید تھا، (معلوم ہوتا ہے کہ یہ یوسف بن کریون ہے، جس کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے۔)، تب یشبشیان اپنے لڑکے طیطش کو بیت المقدس کے محاصرے پر چھوڑ کر رومہ چلا آیا۔ طیطش نے بیت المقدس کو فتح کر کے مسجد اقصیٰ کو مسمار اور اس کی عمارات کو منہدم کر دیا، جیسا کہ اس سے پیشتر بیان کیا گیا ہے۔

یہودیوں پر سختی

ہروشیوش کہتا ہے کہ اس واقعے میں لاکھوں[1] یہود مارے گئے اور اسی قدر بہ حالت محاصرہ بھوکوں مر گئے۔ نوے ہزار کے قریب غلام بنا کر فروخت کیے گئے اور تقریباً ایک لاکھ یہودی رومہ میں اس غرض سے لا کر باقی رکھے گئے کہ رومی اطفال بہ حالت تعلیم فنون جنگ ان پر اپنا ہاتھ صاف کرتے تھے۔ یہود کا یہ جلوئی کبریٰ تھا[2]۔ یہ واقعہ ایک ہزار ایک سو ساٹھ برس بعدِ بنائے بیت المقدس، سنہ پانچ ہزار دو سو تیس دنیاوی میں، آٹھ سو بیس برس بعدِ بنائے رومہ واقع ہوا۔

یشبشیان کی حکومت

یشبشیان نے رومہ میں پہنچ کر اس سپہ سالار کو تخت سلطنت سے اتار کر فرش مذلت پر بٹھا دیا جو اس کے آنے سے پہلے بعدِ قتل نیرون قیصر، تخت حکومت پر بیٹھ گیا تھا، اسی وقت سے بولش قیصر کے خاندان سے بعد ایک سو سولہ برس کے حکومت وسلطنت کا سلسلہ جاتا رہا اور جمیع ممالک روم کا یشبشیان مستقل حکمراں ہو گیا اور اپنے کو قیصر کے لقب سے ملقب رکھا۔ انتہی کلام ھروشیوش (ہروشیوش کا کلام ختم ہوا۔)

ابن عمید روایت کرتا ہے کہ اسباشیانش کو جب کہ وہ قدس شریف کا محاصرہ کیے ہوئے تھا، نیرون کے قتل کی خبر پہنچی اور یوسف بن کریون کاہن طبریہ نے اس کو قیصر ہونے کی بشارت دی، تب اس نے اپنے لڑکے طیطش کو بیت المقدس کے محاصرے پر چھوڑ کر کچھ لشکر ہمراہ لے کر

---

1. عربی متن میں مقتول یہودیوں کی تعداد ست مائة ألف ألف مرتين (ایک سو بیس کروڑ) ہے۔ یہ تعداد بعید از قیاس ہے۔ استاذ خلیل شحاوہ نے اس جگہ حاشیہ تحریر کیا ہے کہ ابن خلدون نے تاریخ کی اس کتاب کے مقدمے میں ان مورخین پر تنقید کی ہے جو واقعات کی تحقیق نہیں کرتے ہیں اور ایسے واقعات و اخبار کو نقل کر دیتے ہیں جو عقل میں نہیں آتے اور قیاس انھیں قبول نہیں کرتا۔ لیکن ابن خلدون نے خود یہاں کچھ ایسا ہی کیا ہے، اس لیے کہ مقتول یہودیوں کی جو تعداد انھوں نے لکھی ہے وہ عقل میں نہیں سماتی۔ مذکورہ تعداد بارہ سو ملین کے برابر ہے، یہ گنتی بلاشبہ خیالی ہے۔ استاذ خلیل شحادہ نے اس کی توجیہ اس طرح کی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ستمائة ألف ألف مرتين میں دوسرا ألف کاتب کی غلطی کی وجہ سے لکھ گیا ہو اور صحیح ستمائة ألف مرتين یعنی بارہ لاکھ ہو۔ یہ تعداد معقول ہے۔ (نسخۂ دار الفکر، 2:240)[م۔ص]
2. = بڑے پیمانے پر جلاوطنی۔[م۔ص]

رومہ کا قصد کیا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے اہل رومہ نے بعد قتل نیرون قیصر، غلیان بن قیصر کو اپنا حکمراں بنالیا تھا۔ غلیان قیصر نہایت بدطینت اور ظالم تھا۔ اس کی حکومت کے نویں مہینے کسی خادم نے حالت غفلت میں اس کو قتل کر ڈالا۔ تب بجائے اس کے انون کو تخت نشین کیا۔ تین مہینے کے بعد اس کو تخت سے اتار کر ابطالس کے سر پر تاج قیصری رکھا۔ یہ آٹھ مہینے تک حکومت کرتا رہا۔ بعدہ اسباشیانس نے (جس کو ہروشیوش یشپیان کہتا ہے) دو سپہ سالاروں کو رومہ کی طرف بھیجا۔ انھوں نے ابطالس کو شکست دے کر مار ڈالا۔ اسباشیانس نے اس واقعے کے بعد رومہ کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

یہودی قیدیوں کا انجام

اسی اثنا میں طیطش نے بیت المقدس کو فتح کر کے بے شمار مال غنیمت اور غیر معدود یہودی قیدیوں کو رومہ میں اپنے باپ کے پاس بھیجا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اس واقعے میں ایک لاکھ[1] یہودی مارے گئے، اور تقریباً نوے[2] ہزار گرفتار کیے گئے۔ رومیوں نے ان قیدیوں کے ساتھ وحشیانہ برتاؤ کیا۔ بیت المقدس سے رومہ آتے ہوئے اثنائے راہ میں یہودیوں کو جیتے جی درندوں کے سامنے ڈال دیتے تھے، بعضوں کو بورے میں باندھ کر شکاری کتوں کے روبرو پھینک دیتے تھے اور وہ ان کو پھاڑ ڈالتے تھے۔ غرضکہ اسی طرح یہ کل قیدی مار ڈالے گئے۔ واللہ اعلم۔

عیسائیوں کی بیت المقدس واپسی

طیطش کی اس کامیابی سے جس قدر یہودیوں کو نقصان جانی اور مالی پہنچا اسی قدر عیسائیوں کا فائدہ ہوا۔ وہ عیسائی جو جلا وطن ہو کر اردن کی طرف چلے گئے تھے، پھر بیت المقدس میں واپس آئے اور ایک کنیسہ (گرجا) بنایا۔ ان دنوں ان کا اسقف شمعان بن کلوبا یوسف نجار کا چچازاد بھائی تھا۔ یہ بیت المقدس کا دوسرا اسقف ہے۔

---

1. عربی متن میں دس لاکھ ہے۔ نسخۂ دارالکتب العلمیہ 2:233 / نسخۂ دارالفکر، 2:241) [م۔ص]
2. عربی متن میں "نوے ہزار" کے بجائے "نو لاکھ" ہے (نسخۂ دارالکتب العلمیہ، 2:233 / نسخۂ دارالفکر، 2:241) [م۔ص]

طیطش قیصر

اسباشیانس (یعنی یشپشیان) اپنی حکومت کے نویں برس مر گیا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا طیطش قیصر تخت نشین ہوا۔ بہ روایت ابن عمید دو یا تین برس حکمراں رہا۔ یہ حکومت اسکندر کے چار سو برس بعد ہوا تھا۔ علوم حکمیہ سے بخوبی واقف اور نہایت نیک مزاج، سخی [تھا]۔ زبان لاطینی [Latin] اور غریقی [Greek] کو بھی جانتا تھا۔

دومریان

اس کے بعد اس کا بھائی دومریان پندرہ برس حکمراں رہا، فرانس کی لڑائی میں مارا گیا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ نیرون کا ہمشیرہ زادہ، قاتل، سفاک اور نصاریٰ کا دلی دشمن تھا۔ یوحنا حواری کو اسی نے قید اور یہودا ابن یوسف[1] کو قتل کیا۔ ابن عمید نے اس کو دانسطیانوس کے نام سے یاد کیا ہے اور اس کے زمانۂ حکومت کو سولہ برس میں محدود کرتا ہے۔ یہود کا سخت دشمن تھا، ان کے خاندان سلطنت کے بچے بچے کو قتل کیا۔

حواریوں کی گرفتاری

چونکہ اس زمانے کے بعض عیسائیوں کا یہ اعتقاد تھا کہ مسیح بعد چندے پھر آ دیں گے اور حکومت کریں گے؛ اس وجہ سے اس نے ان کے قتل کا بھی حکم عام دے دیا اور یہودا ابن یوسف حواری کی اولاد کو قید کر کے رومہ میں بھیج دیا۔ ان لوگوں سے بھی دربارۂ مسیح سوال کیا گیا۔ انھوں نے یہ جواب دیا کہ مسیح بعد انقضائے عالم آئیں گے۔ رومیوں نے یہ سن کر ان کو چھوڑ دیا۔ اس کے تین جلوس میں بطریق اسکندریہ 87 مسیحی میں نکالا گیا۔ بجائے اس کے 13 جلوس[2] میں ملموا، اور اس کے مرنے کے بعد کرماہو مقرر ہوا۔

---

1. عربی متن یہ ہے وأمر بقتل اليهود من نسل داؤد (دومریان نے یہودیوں کے قتل کا حکم دیا جو داؤد کی نسل سے تھے۔) یعنی پیش نظر عربی نسخوں میں 'یہودا ابن یوسف' نہیں ہے۔ دارالکتب العلمیہ ایڈیشن، 2:233 / دارالفکر ایڈیشن، 2:241

2. بظاہر متن سے معلوم ہوتا ہے کہ 13 جلوس میں ملموا کے حصے میں بادشاہت آئی، حالانکہ ابن خلدون یہاں ملموا کی مدت حکومت بتا رہے ہیں کہ اس کی حکومت تیرہ برس رہی۔ عربی عبارت پیش خدمت ہے وقدم مكانه ملموا فأقام ثلث عشرة سنة ومات (تاریخ ابن خلدون مطبوعۂ دارالکتب العلمیہ 2:234 / دارالفکر، 2:241) [م۔ص]

ابن عمید بہ روایت مسیحی تحریر کرتا ہے کہ اس کے زمانے میں لیونیوس صاحب طلسمات کا واقعہ پیش آیا۔ ذوسطیانوس [ذوسطیالوس] نے اس کو اور کل فلاسفر اور منجموں کو رومہ سے نکلوا دیا اور یہ حکم دے دیا کہ ان کو کسی قسم کا انعام و اکرام نہ دیا جائے۔ بعد ازاں ذوسطیانوس [ذوسطیالوس] جس کو ہروشیوش دومریان کہتا ہے، مر گیا۔

برما

بجائے اس کے برما برادر زادۂ طیطش دو برس حکمراں رہا۔ اس نے یوحنا حواری کو قید سے آزاد کر دیا، مذہبی آزادی دے دی۔

طریانس

اس نے لاولد ہونے کی وجہ سے مرتے وقت طرانس[1] سپہ سالار کے حق میں بادشاہت کی وصیت کی۔ ابن عمید اس کو اندیانوس اور مسیحی طرینوس کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اس نے بہ اتفاق مورخین سترہ برس حکومت کی۔

عیسائیوں پر تشدد

اس نے شمعان بن کلوپا [کلاوپا] اسقف بیت المقدس اور اغناطیوس بطریق انطاکیہ کو قتل کر ڈالا۔ نصرانیوں پر اس کے عہد حکومت میں بڑی بڑی سختیاں ہوئیں، ان کے مذہبی پیشوا مارے گئے، عوام الناس لونڈی غلام بنائے گئے۔ یہ بعد نیرون کے تیسرا قیصر ہے۔ یوحنا نے اس کے 6 جلوس میں اپنی انجیل زبان رومہ میں لکھی۔

یہودیوں کی بدعہدی اور اس کا انجام

یہودی پھر بیت المقدس میں واپس آئے اور شامت اعمال سے بدعہدی پر آمادہ ہوئے۔ اس نے ان کی سرکوبی کے لیے ایک خون خوار لشکر روانہ کیا جس نے ان میں سے بے شمار یہودیوں کو قتل کر ڈالا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اس سے اور یہودیوں سے بہت لڑائیاں ہوئیں۔ انھیں لڑائیوں میں عسقلان، مصر، اسکندریہ ویران ہوئے۔ یہودیوں کو اس مقام پر شکست ہوئی، قیصری لشکر ان کو کوفہ تک مارتا بھگاتا چلا گیا اور ان کی عظمت و شوکت کو مٹا دیا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اس کی

1۔ پیش نظر عربی نسخوں میں طریانس ہے۔ [م۔ص]

حکومت کے نویں سال کو ثبانو بطریق اسکندریہ گیارہ برس متولی رہ کر مر گیا۔ بجائے اس کے امرغو بطریق مقرر ہوا، یہ بارہ برس[1] تک بطریق رہا۔ بطلیموس مصنف کتاب مجسطی کہتا ہے کہ شیلوش حکیم نے اسی کے [طرینوس] 1 جلوس میں رومہ میں رصد بنائی۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یہ بابل کی لڑائی میں مارا گیا۔

اندریانوس اور بیت المقدس کی تباہی

بجائے اس کے اندریانوس اکیس برس تک حکمراں رہا۔ اس نے اپنے ابتدائے زمانۂ حکومت میں یہودیوں پر سختی کی، لیکن بعد چندے ان تعدی[2] اور جور کے عوض شہر مقدس کو پھر آباد کیا اور اس کا نام ایلیا رکھا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یہ عیسائیوں کا دشمن تھا۔ ایک گروہ کثیر کو ان میں سے مار ڈالا۔ عوام بت پرستی کرنے لگے۔ اس کے 8 جلوس میں پھر بیت المقدس ویران کیا گیا۔ وہاں کے عوام الناس قتل کیے گئے اور شہر کے دروازے پر ایک مینار بنایا گیا، جس پر ایک لوح تھی جس میں شہر ایلیا لکھا ہوا تھا۔ بعد ازاں بابل سے ایک شخص نے اس پر خروج کیا، اس نے اس کو مصر تک پسپا کر دیا۔ پھر اس نے اہل مصر کی خواہش سے دریائے نیل سے دریائے قلزم تک ایک نہر کھدوائی جو اس کے بعد بند ہوگئی تھی، لیکن جب فتوحات اسلامیہ کی موجیں بڑھیں تو عمرو ابن العاص نے اس کو پھر کھدوایا۔

اسی اندریانوس نے شہر قدس آباد کیا، یہودی پھر آ کر وہاں سکونت پذیر ہوئے، لیکن جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ یہودی عہد شکنی پر تلے ہوئے ہیں اور زکریا نامی ایک شخص کو اپنے شاہی خاندان سے اپنا حاکم بنالیا ہے تو اس نے ایک خون خوار لشکر ان کی سرکوبی کو بھیجا، جس نے ان کو بہت بری طرح سے قتل کیا اور شہر کو اجاڑ ڈالا۔ یہودی جلاوطن کر دیے گئے اور یونانی بیت المقدس میں ٹھہرائے گئے۔ بیت المقدس کی یہ ویرانی تریپن [53] برس بعد ویرانی طیطش کے ہوئی ہے، جو جلوۂ کبریٰ تھا۔

---

1 دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں دس برس ہے، 2:235 [م۔ص]

2 = ظلم وزیادتی [م۔ص]

ہیکل زہرہ کی تعمیر

عیسائی ان دنوں موضع قبر سے صلیب تک پھر رہے تھے اور وہیں نماز پڑھتے تھے اور یہود وہاں کوڑا پھینکتے تھے۔ یونانیوں نے ان کو وہاں نماز پڑھنے سے منع کیا اور اسی مقام پر ایک ہیکل بہ نام زہرہ بنوادیا۔

بطارقۂ اسکندریہ

ابن عمید مسیحی سے روایت کرتا ہے کہ 4 جلوس بادشاہ اندریانوس میں الرہا کا گورنر باغی ہوگیا؛ اس وجہ سے رومیوں کی جانب سے الرہا میں مختلف اوقات میں متعدد حکام بھیجے گئے اور شہر اثینوش میں ایک دارالحکومت بنوایا، نامی نامی حکما کو تعلیم کے لیے مقرر کیا اور 5 جلوس میں نسطش بطریق اسکندریہ مقرر ہوا۔ یہ حکیم مزاج، علم دوست تھا۔ گیارہ برس تک اس عہدے کا کام کرتا رہا۔ اس کے مرنے کے بعد امانیق بجائے اس کے 16 جلوس اندریانوس میں مقرر ہوا، اس نے بھی گیارہ برس اسی عہدے پر گذارے، یہ ساتواں بطریق تھا۔ اس کے بعد اندریانوس اپنی حکومت کے اکیسویں برس مر گیا۔ اور بجائے اس کے اس کا لڑکا انطونیش حکمراں ہوا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کا نام قیصر الرحیم ہے۔ بہ روایت ابن عمید اس نے بائیس برس اور بہ خیال صعیدی [صعیدیون] اکیس برس حکومت کی۔ اس کی حکومت کے پانچویں برس مرتیانو بطریق اسکندریہ ہوا، یہ ان میں کا آٹھواں بطریق تھا۔ اس نے نو برس تک اس عہدے کا کام انجام دیا۔ اس کے بعد کلوتیانو چودہ برس تک بطریق رہا۔ اس کی حکومت کے ساتویں برس اور الیانوس حکیم مر گیا۔ بطلیوس صاحب مجسطی کہتا ہے کہ اور الیانوس حکیم نے اعتدال خریفی کی رصد [گاہ] 3 جلوس بادشاہ انطونیش میں بنائی۔ واللہ اعلم

عیسائیوں پر تشدد

انطونیش [انطونیوش] چار سو تریسٹھ برس بعد اسکندر کے ہوا اور بائیس برس حکومت کر کے مر گیا۔ بجائے اس کے اورالیانوس برادر انطونیوس موسوم بہ اورالش حکمراں بنایا گیا۔ اس کو انطونیش اصغر کہتے تھے۔ یہ اہل فارس سے اکثر لڑتا رہا پہلے انھوں نے ارمینیہ اور سوریہ کو اس کے ممالک مقبوضہ سے نکال لیا تھا، لیکن آخری لڑائیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ انطونیش اصغر نے فارس کو

مغلوب کر کے اپنے ملک سے نکال دیا۔ اس کے عہد حکومت میں وبا اور قہر کا بہت زور شور ہوا۔ عیسائیوں کے استسقا[1] سے پانی برسا، وبا اور قحط دور ہوا۔ بعد اس کے کہ نصاریٰ پر بے حد سختیاں ہو چکی تھیں اور ایک گروہ کثیر کو ان میں سے مار ڈالا تھا، نیرون قیصر کے بعد یہ چوتھی سختی تھی۔

عیسائیوں میں بدعت کا آغاز

ابن عمید لکھتا ہے کہ اس کے 7 جلوس میں اغریبوس اسکندریہ کا بطریق ہوا، اور بارہ برس کے بعد اسی کے [انطونیوش اصغر] 19 جلوس میں مر گیا۔ بعد اس کے اسی کے زمانہ حکومت میں عیسائیوں میں طرح طرح کی بدعات ظاہر ہوئیں۔ باہم وہ مختلف الاقوال ہو گئے، مذہب وملت سے کچھ سروکار نہ رہا، من مانی باتیں گڑھنے لگے۔ من جملہ ان کے ابن دیصان وغیرہ تھے، جن سے اساقفۂ اہل حق نے مناظرہ اور مجاہدہ کیا اور ان کی بدعات کو معدوم کرنے کی کوششیں کیں، اور اس کے 10 جلوس میں اردشیر بن بابک اول بادشاہ ساسانیہ ظاہر ہوا اور مملکت فارس کو اپنے قبضے میں لے لیا۔

حکیم جالینوس

جالینوس [Galen] طبیب بھی اسی کے زمانہ حکومت میں تھا، بلکہ اسی کے ساتھ اس کی بھی پرورش ہوئی تھی۔ جب اس کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ انطونیش رومہ کا بادشاہ ہوا ہے تو وہ یونان سے رُوم میں اس کے پاس چلا آیا۔ دیمقراطس حکیم بھی اسی زمانے میں تھا۔ اس کے مرنے کے بعد کمودہ قیصر تیرہ برس تک، بعد ازاں رمتیلوش [ورمتیلوش] تین مہینے تک رونق افزائے تخت قیصری رہا۔

ہیکل الالٰہ کی تعمیر

ابن عمید کہتا ہے کہ ابن بطریق اس کا نام فرطنوس ظاہر کرتا ہے۔ علاوہ اس کے اور لوگوں نے قرطیخوس [فرطیخوس] صعید یون نے برطانوس بتایا ہے۔ اور زمانہ حکومت کو بالاتفاق دو مہینے میں محدود کرتے ہیں۔ اس کے مرنے کے بعد دو مہینے یولیانس قیصر، بعد ازاں سوریانوس قیصر بادشاہ ہوا۔ جس طرح اس کے نام میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے اسی طرح اس کے زمانہ حکومت

---

1 = پانی مانگنا، یعنی پانی برسنے کی دعا کرنا۔ [م۔ س]

میں بھی اتفاق نہیں کیا۔ بعضوں نے اس کو سورس اور ہروشیوش نے طباریش بن ارنت بن انطونیش کے نام سے یاد کیا ہے۔ ابن عمید نے اس کے زمانۂ حکومت کو بہ روایت ابن بطریق سترہ برس اور مسیحی اٹھارہ برس اور ابوفا [قا] نیوش سولہ برس اور ابن الراہب تیرہ برس، صعید ین [کذا] صرف دو برس بتاتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے 4 جلوس[1] میں عیسائیوں پر بے حد سختیاں ہوئیں۔ اسکندریہ اور مصر میں ان کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا۔ ان کے کنائس منہدم کرادیے اور اسکندریہ میں ایک ہیکل موسوم بہ ہیکل الالٰہ بنوایا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ شدت نیرون کے بعد یہ پانچواں ہلہ تھا۔ اس کے آخری زمانے میں لاطینیوں نے بغاوت کی اور یہ اسی بغاوت میں مر گیا۔

اقطونیش

بعد اس کے اقطونیش بہ روایت ابن بطریق چھ برس اور بہ خیال مسیحی سات برس حکمراں رہا۔ اس نے [مسیحی] اس کو انطونیش قسطس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ اس کا ابتدائے زمانۂ حکومت پانچ سو پچیس برس بعد حکومت اسکندر کے ہوا ہے۔ اسی کے زمانے میں اردشیر بادشاہ نے نصیبین کا محاصرہ کیا اور اس کے باہر ایک قلعہ بنوایا۔ بعد ازاں اس کو بغاوت خراسان کی خبر پہنچی تب وہ اس امر پر صلح کر کے واپس ہوا کہ اہل نصیبین اس کے قلعے سے متعرض نہ ہوں۔ لیکن جیسے ہی اس نے نصیبین سے کوچ کیا اہل نصیبین نے فوراً قلعے کے باہر سے ایک دیوار کھینچ کر قلعے کو شہر کے اندر لے لیا۔ اردشیر خراسان سے لوٹ کر نصیبین پر پھر آ پہنچا اور بہ مشورۂ بعض حکما، اہل اللہ کی دعا سے قلعے پر قبضہ حاصل کیا۔ اردشیر کا اس کامیابی سے دل بڑھ گیا، اس نے اکثر بلاد شام اور اطراف ارمینیہ کو اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔ انطونیش انھیں لڑائیوں میں ہلاک ہو گیا۔

---

[1] متن سے بظاہر یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ سوریانوس قیصر، جس کا نام بقول بعض سورس یا طباریش ہے، کے 4 جلوس میں عیسائیوں پر تشدد ہوا۔ جب کہ یہاں یہ مراد نہیں ہے۔ ابن خلدون صعید یون کے حوالے سے یہاں صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اردشیر کے 4 جلوس میں سوریانوس قیصر بادشاہ ہوا، نہ یہ کہ سوریانوس کے 4 جلوس میں عیسائیوں پر سختیاں ہوئیں۔ عربی متن دیکھیے قال وملك فی رابعة من ملك اردشیر واشتد علی النصاری .... (دارالکتب العلمیہ، 2:237 / دارالفکر، 2:244) اس موقعے پر مترجم علام کو اشتباہ ہو گیا ہے۔ [م۔ص]

اسکندروس

بعد ازاں مفریق بن مرکہ حاکم ہوا۔ ایک برس کے بعد رومہ کے کسی سپہ سالار نے اس کو مار ڈالا۔ بعد اس کے اسکندروس سابور بن اردشیر کی حکومت کے تیسویں برس حکمراں ہوا۔ تیرہ برس اس نے حکومت کی۔ اس کی ماں نصرانیوں سے محبت رکھتی تھی۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ اس نے تیس برس حکومت کی۔ اس کی ماں عیسائی مذہب رکھتی تھی۔ نصرانیوں کو اس کے زمانے میں بہت آرام اور فراخی رہی۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اس کی حکومت کے ساتویں برس تاد کلا بطریق اسکندریہ ہوا، یہ تیرھواں بطریق تھا، سولہ برس تک یہ اس عہدے پر رہا۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ 10 جلوس میں اس نے سابور بن اردشیر سے معرکہ آرائی کی اور جب اس پر فتحیابی حاصل کر کے واپس آیا تو اہل رومہ نے اس پر دفعتاً حملہ کر کے اس کو مار ڈالا۔

تخشمیان

بعدہٗ تخشمیان بن لوجیہ تین برس حکمرانی کرتا رہا، یہ خاندان شاہی سے نہ تھا، اراکین دولت نے بہ ضرورت جنگ افرنجہ (فرانس) اس کو اپنا بادشاہ بنالیا تھا۔ اس کے زمانے میں عیسائیوں پر ظلم وتشدد ہوا۔ یہ بعد نیرون چھٹی سختی تھی۔ لیکن ابن عمید نے اس کو فقیموس کے نام سے یاد کیا ہے اور باقی ان سب باتوں میں اتفاق کیا ہے کہ اس نے نصرانیوں میں سے سرجیوس کو سلیمہ میں اور واجوس کو فرات کے کنارے اور بطریق اسکندریہ[1] کو قتل کر ڈالا۔ بیت المقدس کا اسقف یہ سن کر اپنی کرسی چھوڑ کر بہ خوف جان بھاگ نکلا۔ اور اس کی حکومت کے تیسرے برس سابور بن اردشیر بادشاہ ہوا۔ یہ ہروشیوش کے خیال کے خلاف ہے؛ کیوں کہ اس کا یہ خیال ہے کہ اس نے اس کو مار ڈالا تھا۔

ابوفانیوس

الغرض فقیموس تخشمیان[2] کے مرنے کے بعد یونیوس تین مہینے تک بادشاہت کر کے مارا گیا۔ ابن عمید نے اس کو ابوقانیوس [ابوفانیوس] لوکش قیصر اور ابن بطریق نے بلینایوس کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور ہروشیوش نے اس کا کچھ تذکرہ نہیں کیا۔

---

1 عربی نسخوں میں بطریق انطاکیہ ہے۔ دارالکتب العلمیہ، 2:238 / دارالفکر، 2:245۔ [م۔ص]
2 عربی نسخوں میں تخشمیان کے بجائے ارشمیان ہے۔ دارالکتب العلمیہ، 2:238 / دارالفکر، 2:245 [م۔ص]

عردیانوس

اس کے بعد عزدیانوس [عردیانوس] قیصر بہ روایت ابن عمید چار برس اور بہ خیال مسیحی اور صعیدئین چھ برس تخت قیصری پر رہا۔ اس کو ان مورخین نے ابوفانیوس فودینوس کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور صعیدئین اس کو قرطانوس کہتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کا زمانہ پانچ سو اکیاون برس بعد زمانۂ اسکندر کے ہوا ہے۔

غردیار

ہروشیوش کہتا ہے کہ غردیار بن بلیسان نے سات برس بادشاہت کی۔ اس سے اور فارس سے بہت لڑائیاں ہوئیں، اس نے ان پر فتح یابی حاصل کی، اراکین دولت فارس کو فرات کے کنارے موت کے گھاٹ اتارا۔

فلفش بن اولیاق

اس کے بعد فلفش[1] بن اولیاق بن انطونیش سات برس بادشاہ رہا۔ سب سے پہلے ملوک روم میں سے اسی نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ ابن عمید صعیدئین سے روایت کرتا ہے کہ اس نے چھ برس حکمرانی کی۔ اس کی حکومت پانچ سو پچپن برس بعد حکومت اسکندر ہوئی۔ یہ مسیح پر ایمان لایا۔ اس کے پہلے سال حکومت میں دنوشیوش اسکندریہ کا بطریق مقرر ہوا، اور انیس [19] برس تک اس عہدے پر رہا۔ چودھواں بطریق تھا۔ اسی کے زمانے میں مرکیوش اسقف کے بھاگ جانے کے بعد غردیانوس بیت المقدس کا اسقف مقرر ہوا۔ پھر جب مرکیوش واپس آیا تو دونوں بالاشتراک اس عہدے کا کام انجام دیتے رہے تا آنکہ ایک برس کے بعد غردیانوس مرگیا اور مرکیوش تن تنہا دس برس تک بیت المقدس کا اسقف رہا۔

فلفش قیصر کا قتل اور دافیس کی حکومت

ابن عمید کہتا ہے کہ فلفش قیصر کو دافیس (دقیانوس) نامی ایک فوجی افسر نے مار ڈالا اور خود بجائے اس کے تخت قیصری پر رونق افروز ہوگیا۔ پانچ برس اس کی حکومت رہی، یہ شاہی

---

1 دار الکتب العربیہ کے نسخے میں فیلبس ہے۔ 2:238 [م-ص]

خاندان سے تھا، اس کے زمانے میں نصرانیوں پر بہت سختیاں ہوئیں۔ بطریق رومہ کو مار ڈالا، مذہب صابیہ کو ترقی دی، بت پرستی پر نصرانیوں کو مجبور کیا، شہر افسس [Ephesus] میں ایک بہت بڑا بت خانہ بنوایا۔

اصحاب کہف

اسی کے زمانے میں سات اشراف روم جو مومن تھے بھاگ نکلے اور پھر بعد اس کے زمانہ تاودوسیوس میں ظاہر ہوئے۔ انھیں کو اصحاب کہف[1] کہتے ہیں۔

ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کا نام داجیہ بن مخشمیان تھا۔ اس نے صرف ایک برس حکمرانی کی، اس کے زمانے میں ساتویں بار پھر نصرانیوں پر بہت ظلم وتعدی ہوئی۔ اس نے بطریق رومہ کو مار ڈالا۔

غالش قیصر

اس کے بعد غالش قیصر حکمراں ہوا۔ دو برس تک اس کی حکومت رہی۔ اس نے بھی نصرانیوں پر ظلم وستم کیا۔ اس کے زمانے میں بہت بڑی وبا آئی جس سے سیکڑوں شہر ویران ہو گئے۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ غالش یولیاش کا لڑکا ہے اور ابن بطریق یہ بیان کرتا ہے کہ یولیاش

---

1. اصحاب کہف کا ذکر قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ یہ لوگ شہر افسوس [Ephesus] میں رہتے تھے۔ دقیانوس بادشاہ وقت کے جبر وتعدی اور بت پرستی پر مجبور کرنے کی وجہ سے شہر چھوڑ کر ایک غار وسیع میں جا چھپے تھے۔ یہودی کہتے ہیں کہ وہ تین آدمی تھے، چوتھا ان کا کتا تھا۔ اور نصاریٰ کا یہ خیال ہے کہ وہ تعداد میں پانچ تھے، چھٹا ان کا کتا تھا۔ مسلمانوں کا یہ قول ہے کہ اصحاب کہف سات آدمی تھے، آٹھواں ان کا کتا تھا۔ سیاق وسباق کلام پاک سے یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ بہر کیف یہ لوگ ایک زمانہ دراز تک اسی غار میں پڑے سوتے رہے۔ فرشتے بہ حکم الٰہی ان کو ایک پہلو سے دوسرے پہلو پر کر دیتے تھے اور کتا ان کے روبرو اگلے پاؤں پر سر رکھے ہوئے لیٹا رہا تا آنکہ بہ روایت طبری تین سو نو برس کے بعد اللہ جل شانہ نے بہ غرضِ اظہارِ قدرتِ کاملہ ان کو جگا دیا۔ ان میں ایک شخص کھانا خریدنے کو بازار میں آیا، اس کے پاس وہی دقیانوسی اشرفی تھی؛ اس وجہ سے وہ بہ جرم قلب سکہ گرفتار کر لیا گیا۔ جب بادشاہ وقت نے اس سے اس کی سرگذشت دریافت کی تب اس کو اصحاب کہف کے قصے کا خیال آیا جس کا ذکر آسمانی کتاب میں تھا۔ بادشاہ اور اس کے ارا کین سلطنت اس کے ساتھ غار پر گئے۔ جب ان لوگوں نے مسیح کے پیدا ہونے اور دقیانوس کے مر جانے کا حال سنا تو بہ حکم الٰہی دفعتاً زمین پر گر پڑے اور مر گئے۔ بادشاہ نے اسی مقام پر ایک قبہ بنوا کر ایک پتھر پر ان کے نام لکھوائے۔ ان لوگوں کے اسما جیسا کہ مفسرین نے تحریر کیا ہے، یہ ہیں: یملیخا، مکشیلینا، مشلینا۔ یہ لوگ بادشاہ کے دائیں طرف کے مصاحب تھے۔ مرنوش، برنوش، سازنوش۔ یہ لوگ بادشاہ کے بائیں جانب کے ہم نشیں تھے۔ ساتواں وہ چرواہا جس نے ان کو غار کا راستہ بتایا تھا، آٹھواں ان کا کتا تھا جس کو قطمیر کہتے ہیں۔ [مترجم]

غالش کا سلطنت وحکومت میں شریک وسہیم تھا، لیکن یہ غالش کے پہلے ہی مر گیا۔ اس کی حکومت پندرہ برس رہی۔ مسیحی اس تعداد سے اتفاق کرتا ہے مگر اس کا نام داقیوس بتایا ہے اور غالیوش کو اس کا لڑکا کہتا ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ اس کا نام اور لیوش تھا۔ پانچ برس اس کی حکومت رہی۔

بہر کیف ابن عمید کہتا ہے کہ یہ بت پرست تھا، اس کے زمانے میں عیسائیوں پر بے حد سختیاں ہوئیں۔ اس کے پہلے سال حکومت میں مکثیموس [مکثمیوش[1]] اسکندریہ کا پندرھواں بطریق مقرر ہوا۔ بارہ برس تک یہ اس عہدے پر رہا۔ 5 جلوس میں اس نے اسکندروس کو بیت المقدس کا اسقف مقرر کیا، اور بعد سات برس کے قتل کر ڈالا۔ اپنے لڑکے کو لشکر روم کا سپہ سالار کر کے فارس پر بھیجا۔ سپہ سالار فارس نے میدان جنگ سے اس کو گرفتار کر کے کسریٰ بہرام کے پاس بھیج دیا۔ کسریٰ بہرام نے اس کو قتل کر ڈالا۔

غلینوش قیصر

ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کے بعد غلینوش قیصر حکمراں ہوا۔ پندرہ برس اس کی حکومت رہی۔ اس کے زمانے میں بھی نصرانیوں پر ظلم ہوتا رہا، جا و بے جا مارے جاتے تھے۔ بیت المقدس کا بطریق مار ڈالا گیا۔ فارس سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں جس میں اس نے اس کے بادشاہ سابور کو گرفتار کر لیا تھا، بعد ازاں براہ احسان آزاد کر دیا۔ اس کے عہد حکومت میں وبا آئی اور عیسائیوں کی دعا سے دفع ہوئی۔

قوط نے اپنے بلاد سے نکل کر غربلقیوں اور مقدونیہ اور بلاد نبط پر قبضہ کر لیا۔ غلینوش قیصر کو رومہ کے ایک سپہ سالار نے مار ڈالا۔ بعد اس کے اقاویدوش قیصر ایک برس حکمراں رہا۔ ابن عمید بہ روایت مسیحی لکھتا ہے کہ اس نے ایک برس نو مہینے 580 اسکندری میں حکومت کی۔ اس کی حکومت کے پہلے سال میں یونس سمیصانی انطاکیہ کا بطریق مقرر ہوا۔ آٹھ برس تک اس عہدے کا کام کرتا رہا۔ یہ بطریق وحدانیت کا قائل اور کلمہ اور روح خدا کے حلول کرنے کا انکار کرتا تھا۔ جب وہ مر گیا، کل اساقفہ نے انطاکیہ میں مجتمع ہو کر اس کے اقوال کی تردید وتکذیب کی۔

---

[1] دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں مکسیموس ہے (2:239) اور دار الفکر کے نسخے میں "مکثمیوش" ہے۔ 247:2 [م۔ص]

فلوڈیش

ہروشیوش کہتا ہے کہ غلینوش قیصر کے بعد فلوڈیش ابن یلاریان بن موکلہ حکمراں ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ نامی سپہ سالاروں میں سے تھا۔ خاندان شاہی سے اس کو نسبتاً کچھ تعلق نہ تھا۔ اس نے قوط کو جو کہ پندرہ برس سے مقدونیہ وغیرہ پر قبضہ کیے ہوئے تھے، نکال باہر کیا۔ لیکن دو برس حکومت کر کے مر گیا۔

نطیل

ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کے بعد اس کے بھائی نطیل نے سترہ یوم حکمرانی کی۔ اس کو کسی سپہ سالار نے مار ڈالا۔ ابن عمید نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا۔

اوریلیانش

بعد ازاں اوریلیانش چھ برس تک بادشاہ رہا۔ ابن بطریق نے اس کو [اورالیوش] اور مسیحی نے اریتوس اور ابوفانیوس نے اولیوش اور ہروشیوش نے اورالیان[1] بن بلنسیان کے نام سے یاد کیا ہے، اور اس نے اس کے زمانہ حکومت کو صرف پانچ برس میں محدود کیا ہے۔

عیسائیوں کی مذہبی آزادی

ابن عمید کہتا ہے کہ اس کے 4 جلوس میں تاونا اسکندریہ کا سولھواں بطریق مقرر ہوا اور دس برس تک اس عہدے پر رہا۔ اس سے پہلے عیسائی قومیں رسوم مذہبی اور نماز پوشیدہ طور سے ادا کرتی تھیں لیکن جب یہ بطریق مقرر ہوا تو اس نے ہدایا و تحائف دے کر رومیوں سے ایک کنیسۂ (کلیسا) مریم بنانے کی اجازت لے لی۔ اسی وقت سے علانیہ اس میں رسوم مذہبی اور نماز ادا کرنے لگے۔

قسطنطین کی پیدائش

سنہ 6 جلوس میں قسطنطین پیدا ہوا۔

عیسائیوں پر جبر وتشدد

ہروشیوش کہتا ہے کہ اسی اورلیان بن بلنسیان نے قوط سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا اور ان پر

1. دار الفکر ایڈیشن میں اولیان ہے۔ 2:247 [م۔ ص]

فتحیاب ہوکر رومہ کواز سرِنو آباد کیا۔ عیسائیوں پر نویں بار نیرون کے بعد اس کے زمانے میں پھر سختی ہوئی۔

فروفش قیصر

اس کے مارے جانے کے بعد طانیش بن الیاس ایک برس تک، بعد اس کے فروفش قیصر پانچ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔ ابوفانیوس کہتا ہے کہ اس کا نام فروش تھا۔ ابن بطریق بہ روایت ابن الراہب وصعید مین کہتا ہے کہ اس کو بروش کہتے تھے، اس نے چھ برس تک حکومت کی تھی۔ اور مسیحی کہتا ہے کہ اس کا نام اکیوس تھا، اس کا سات برس تک دورِ حکومت رہا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یہ سنہ 7 جلوس سابور ذوالاکتاف میں بعد پانچ سو بانوے [592] اسکندری کے گذرا ہے۔ نصرانیوں پر بے حد سختیاں کرتا تھا۔ ایک گروہ کثیر کو اس نے ناحق ذبح کر ڈالا۔ کسی لڑائی میں یہ مع اپنے لڑکے کے مارا گیا۔

ہروشیوش کہتا ہے کہ اس کے مارے جانے کے بعد اس کا لڑکا منار بان بادشاہ ہوا اور دو ہی چار روز کے بعد مارا گیا۔ ابن عمید نے اس کا کچھ تذکرہ نہیں کیا۔

بقلادیانوش

بعد اس کے بقلادیانوش نے اکیس برس اور بہ روایت مسیحی بیس برس 595 اسکندری میں حکمرانی کی۔ اس کے سوا اور مورخین کہتے ہیں کہ اس کا نام عربیطا تھا۔ یہ خدمت گذاری کے ذریعے سے قیاصرہ کی نظروں میں اس قدر عزیز تھا کہ فاریوش نے اپنا مشیر اور مصاحب خاص بنالیا تھا۔ اس کو مزامیر [اور] گانے میں بہت بڑا دخل تھا۔ فاریوش کی لڑکی اس پر عاشق ہوگئی تھی۔ جب اس کا باپ فاریوش اور بھائی لڑائی میں مارے گئے تو رومیوں نے اس کے سر پر تاج شاہی رکھا۔ اس نے بقلادیانوش (عربیطا) سے اپنا نکاح کرلیا اور ملک وحکومت کو اس کے سپرد کر دیا۔ یہ جمیع ممالک روم پر مستولی[1] ہوگیا۔ قسطنطش اس کا [برادرزادہ[2]] ان دنوں بلاد اشیا (ایشیا) وبیزنطیہ میں تھا۔

---

[1] = غالب، قابض [م۔ص]

[2] عربی متون میں اس جگہ ابـــن عـــمـــہ (چچازاد بھائی) ہے۔ دارالکتب العلمیہ 2:240 / دارالفکر 2:248 [م۔ص]

19 جلوس عربیطا میں اہل مصر واسکندریہ نے بغاوت کی۔ عربیطا نے بہ زور تیغ اس کو فرو کیا۔ اس کے بعد وہ بت پرستی کی طرف مائل ہوگیا۔ کنائس کے بند کر رکھے جانے کا حکم دیا، نصرانیوں پر بے حد سختیاں کیں۔ مارجرس قسیس کو (جو کہ اکابر ابنائے بطارقہ سے تھا) اور ملقوس کو قتل کیا۔ سنہ 10 جلوس میں ماربطرس اسکندریہ کا بطریق ہوا، دس برس کے بعد مارا گیا۔ بجائے اس کے اس کا شاگرد اسکندروس بطریق اسکندریہ ہوا۔ اسی کے ارشد تلامذہ سے اریوش ہے، جو اس کا سخت مخالف تھا اور اس کے زمانۂ بطریقی میں نکال دیا گیا تھا، لیکن بعد مرنے ماربطرس کے اریوش اپنے خیالات سے باز آیا جس کی وجہ سے وہ پھر کنیسہ میں داخل کر کے قسیس[1] بنا دیا گیا۔

دیقلادیانوس

ابن عمید کہتا ہے کہ زمانۂ دیقلادیانوس میں قسطنطش (اس کا چچازاد بھائی) اور اس کا نائب جو بزنطیا اور ایشیا میں تھا، نے خروج کیا۔ مسماۃ ہلانہ جو شاہی خاندان سے تھی اور اسقف الرہا کے ہاتھ سے اصطباغ حاصل کر چکی تھی، اس نے اس سے شادی کر لی، جس سے قسطنطین [Constantin] پیدا ہوا۔ نجومیوں نے اس کے پیدا ہونے پر اس کی حکومت کی پیشین گوئی کی اور یہ کہا کہ یہ تیرے ملک ومال کا مالک ہوگا۔ دیقلادیانوس نے یہ سن کر نہایت غصے سے قسطنطین کے قتل کا حکم دے دیا۔ ہلانہ اس حکم سے آگاہ ہو کر اپنے بیٹے کو لے کر الرہا کی طرف چلی گئی۔ بعد ازاں بعد مرنے دیقلادیانوس کے واپس آئی، جب کہ اس کا شوہر بجائے دیقلادیانوس کے روم میں حکومت کر رہا تھا۔ [قسطنطش[2]] نے ملک وحکومت قسطنطین کے سپرد کر دیا، جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ دیقلادیانوس نے بیس برس حکومت کی۔ 616 اسکندری میں اس کا آخری زمانہ ہوا۔

مقسیمانوس

بعد ازاں اس کا لڑکا مقسیمانوس بادشاہ ہوا۔ ابن بطریق اور مسیحی اور ابن الراہب وغیرہ کہتے ہیں کہ مقطوس دیقلادیانوس کا حکومت وملک میں شریک تھا۔ یہ اس سے کفر وعصیان

---

1 = پادری۔ [م ح ص]
2 اصل میں اس جگہ "قسطنطین" تھا۔ عربی نسخوں سے تصحیح کی گئی۔ دار الفکر 2:249 / دار الکتب العلمیہ 2:241۔ [م۔ص]

میں بہ درجہا بڑھا ہوا تھا۔ نصرانیوں کو ان دونوں کے ہاتھوں بہت بہت سختیاں اٹھانی پڑیں۔ ایک گروہ کثیر ان کی تیغ ظلم کی نذر ہو گیا۔ اس کے 1 جلوس میں اسکندروس شاگرد ماریطرس اسکندریہ کا مشہور بطریق ہوا اور تیس برس تک اس عہدے پر رہا۔ اور عہد حکومت مقسیمانوس میں یہ خرافات [اور] قصے بیان کرتے ہیں کہ سابور شاہ فارس بہ تبدیل لباس روم گیا اور مقسیمانوس کے دربار میں حاضر ہوا۔ مقسیمانوس نے اس کو پہچان کر قید کر لیا اور گائے کی کھال اس کو پہنا کر اپنے لشکر کے ہمراہ لیے ہوئے سلطنت فارس پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں سابور موقع پا کر قید سے بھاگ کھڑا ہوا اور فارس پہنچ کر اس نے لشکر فارس کو مجتمع کر کے مقسیمانوس کو شکست دی۔ اسی طرح کی اور روایات وحکایات مستحیلہ [1] وبعید از فہم بیان کرتے ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ سابور نے رومیوں پر چڑھائی کی، مقسیمانوس نے اس کا مقابلہ کیا جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔

دیوقاریان

ہروشیوش نے منارہان قیصر بن قاریوس کی نسبت یہ بیان کیا ہے کہ یہ اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا اور اسی وقت مارا گیا۔ بعد اس کے وہ کہتا ہے کہ رومیوں کی زمام حکومت دیوقاریان نے اپنے ہاتھ میں لی، اس نے قاتل قاریوس سے اس کے خون کا بدلہ لیا پھر اس پر اقریر بن قاریوس نے خروج کیا۔ دیوقاریان نے اس کو بعد متعدد اور طویل لڑائیوں کے گرفتار کر کے مار ڈالا۔

اس واقعے کے بعد ایک طرف بلاد افرنجہ (فرانس) اندلس، افریقہ، مصر میں بغاوت پھوٹ نکلی اور دوسری جانب سے سابور ذوالا کتاف نے حملہ کر دیا۔ دیوقاریان نے ان کل لڑائیوں اور بغاوتوں کو تخشمیان ہرکوریش کی جان توڑ کوششوں سے رفع دفع کیا۔ بلاد افرنجہ کی بغاوت اور اندلس سے برطانیہ کی حکومت کا (جو سات برس سے قائم ہو گئی تھی) نہایت تھوڑی مدت میں قلع قمع کر کے برطانیہ کو دوبارہ دیوقاریان کی اطاعت پر مجبور کر دیا۔ بعد ازاں تخشمیان نے اپنے داماد قسطنطش اور اس کے بھائی تخشمش پسران ولیتوس کو دیوقاریان کی نیابت پر مقرر کیا۔ تخشمش نے

1 = محال، ناممکن۔ [م۔ص]

افریقہ کی بغاوت فرو کردی اور اس کو بدستور رومانیوں کی حکومت میں قائم رکھا۔ اور دیوقاریان قیصر نے مصر و اسکندریہ کے باغیوں کو شکست دے کر ایک ایک کو چن کر مار ڈالا۔ اور قسطنطش المانیوں کی طرف گیا اور وہاں کی بغاوت کی مشتعل آگ کو بجھایا۔ پھر تخشمیان سابور بادشاہ فارس کے مقابلے پر گیا، ایک طویل اور خوف ناک لڑائی کے بعد اس پر غالب آیا، اس کے شہر غورہ اور کوفہ کو ویران کردیا، وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر کے غلام بنالیا۔ بعد اس کے دیوقاریان قیصر نے اس کو اہل غالش کے (جو کہ بلاد افرنجہ سے تھے) سر کرنے کو بھیجا۔ اس نے ان کی بھی سرکوبی اور معقول گوش مالی کی۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر دیوقاریان نے نصاریٰ پر ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ قیصر نیرون کے بعد نصاریٰ کے مصائب کا یہ دسواں ہلہ تھا۔ دس برس تک یہ قوم انھیں مصیبتوں میں گرفتار رہی۔

پھر دیوقاریان اور اس کے نائب تخشمیان کو اس کے اراکین دولت نے معزول کر کے حکومت وسلطنت قسطنطش ابن ولیتوش اور اس کے بھائی تخشمش کے سپرد کردیا۔ ان دونوں میں رومیوں کی سلطنت اس طرح تقسیم کردی گئی کہ تخشمش (جس کو [غلاریش] بھی کہتے ہیں) شرقی ممالک کا مالک ہوا اور قسطنطش ممالک مغرب وافریقہ وبلاد اندلس وافرنجہ پر حکومت کرنے لگا۔ دیوقاریان اور تخشمیان بہ حالت معزولی شام کے کسی شہر میں مرگئے اور بعد مرنے قسطنطش کے اس کا لڑکا قسطنطین لاطینیوں کا بادشاہ ہوا۔ انتھی کلام هروشیوش ۔[ہروشیوش کا کلام ختم ہوا۔]

خلاصۂ بحث

قرائن خارجی سے معلوم ہوتا ہے کہ جس بادشاہ کا نام ابن عمید نے دیقلا دیانوس ظاہر کیا ہے، اس کو ہروشیوش دیوقاریان کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اس کے بعد پھر واقعات اور روایتیں نہایت متشابہ اور اسا بے حد مختلف ہیں۔ اس امر کو ناظرین اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں۔ ایک غیر زبان کے اسا کو دوسری زبان میں لانا نہایت دشوار ہے۔ والله سبحانه وتعالى اعلم ۔[اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہتر جانتا ہے۔]

[توضیح مترجم]

مسعودی کہتا ہے کہ کل ملوک رومیہ انتالیس[39] نفر ہوئے، جنھوں نے چار سو ستاسی برس نو ماہ چھ یوم سلطنت کی۔ سب سے آخری بادشاہ یہی تھا جس کا ذکر اوپر ہو چکا، یہ بت پرست تھا، اس کے بعد ملوک روم نصرانی ہو گئے۔ اور قیاصرۂ متنصرہ کے لقب سے یاد کیے جانے لگے۔

اخبار قیاصرۂ متنصرہ قسطنطنیہ وشام
تازمان فتح اسلامی

ملوک قیاصرۂ متنصرہ دنیا کے عظیم الشان اور مشہور ترین ملوک سے شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کی حکومت ساحل بحر رومی پر اندلس سے رومہ، قسطنطنیہ، شام، مصر، اسکندریہ، افریقہ اور مغرب تک پھیلی ہوئی تھی۔ انھوں نے ترک وفارس سے مشرق میں، سودان سے مغرب اتوبہ میں مجادلہ ومقاتلہ کیا۔ پہلے یہ لوگ دین مجوسی کے پابند تھے، لیکن بعد ظہور حوارئین عیسیٰ اور شیوع دین عیسوی انھوں نے دین مجوسی چھوڑ کر مذہب عیسائی اختیار کرلیا۔ سب سے پہلے جس نے مذہب عیسائی اختیار کیا وہ قسطنطین بن قسطنطین[1] بن ولیطوش[2] اور اس کی [ماں][3] ہلانہ تھی۔

وجہ تسمیۂ نصرانی

دین مسیحی کو دین نصرانی اس وجہ سے کہتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام موضع ناصرہ میں رہتے

---

1. دارالفکر کی اشاعت میں اس جگہ "قسطوطش" ہے۔ 2:250 اور دارالکتب العلمیہ کی اشاعت میں "قسطنطش" ہے۔ 2:243۔ بہرحال "قسطنطین" نہیں ہے۔ [م۔ص]
2. دارالکتب العلمیہ کی اشاعت میں "ولیتوہ" ہے۔ 2:243۔ [م۔ص]
3. اصل نسخے میں "ماں" نہیں ہے، یہاں اضافہ کیا گیا ہے۔ [م۔ص]

تھے، جب کہ وہ مصر سے مع اپنی ماں کے واپس آئے تھے۔ نصران مبالغے کے صیغوں میں سے ہے، معنی اس کے یہ ہیں کہ یہ دین غیر اہل عصابت کا ہے، جس کی تائید اور اعانت اس کے متبعین نے کی ہے۔

قیاصرہ کا نسب

یہ قیاصرہ بنوالاصفر کے نام سے معروف ہیں۔ بعض مورخ ان کو عیصو بن اسحاق کی طرف منسوب کرتے ہیں، حالانکہ محققین نے اس کا انکار کیا ہے۔ ابومحمد بن حزم نے اسرائیل علیہ السلام کے تذکرے میں لکھا ہے کہ اسحاق کا ایک لڑکا سوائے یعقوب کے تھا، جس کا نام عیصاب تھا۔ اس کی اولاد جبال سراۃ، سرزمین شام میں تا حجاز رہتی تھی۔ اس کا تقریباً کل حصہ معدوم ولا پتہ ہوگیا، لیکن بعض کا یہ خیال ہے کہ روم ان کی اولاد سے ہیں، حالانکہ یہ سراسر غلطی ہے۔ منشا اس غلطی کا یہ ہے کہ جہاں یہ رہتے تھے، اس کو اروم کہتے ہیں، اس سے ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ روم اور اروم ایک ہے۔ اور یہ امر ایسا نہیں ہے؛ کیوں کہ روم رو ملش بانی رومہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک ان بنو عیصو کا مسکن ایذوم میں تھا، عرب نے اس کو معرب کرتے ہوئے زائے معجمہ کو رائے مہملہ سے بدل دیا اور یہیں سے غلطی واقع ہوئی۔ واللہ اعلم۔

قسطنطین

ابن عمید کہتا ہے کہ قسطنطین نے مقسیمانوس پر حملہ کیا۔ مقسیمانوس شکست کھا کر میدان جنگ سے رومہ کی طرف بھاگا، پُل پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا، مقسیمانوس اور اس کے لشکر کا اکثر حصہ دریا میں ڈوب کر مر گیا۔

قسطنطین نے مظفر و منصور رومہ میں داخل ہو کر اپنی فتح کا پھریرا اس کی بلند اور شاندار مینار پر اُڑا دیا۔ قسطنطین بیزنطیہ میں بعد اپنے باپ کے چھبیس برس حکومت کر چکا تھا۔ اس نے عدل وانصاف سے اپنی رعایا کو خوش کیا۔ اس کا سپہ سالار جو نواح قسطنطنیہ [Constantinople] کا رہنے والا تھا اور رومہ میں اس کی طرف سے عامل تھا، اس نے باوجود تاکید وممانعت از راہ بدعہدی نصرانیوں کو قتل کیا، بت پرستی کی بنا ڈالی۔ ماریادس بطریق کو سولی دے دی۔ قسطنطین نے یہ سن کر اس کے گرفتار کرنے کو ایک لشکر رومہ کی جانب روانہ کیا۔ وہ گرفتار

ہو کر قسطنطین کے روبرو لایا گیا اور وہیں قتل کیا گیا۔

قسطنطین کا قبول عیسائیت

بعد ازاں قسطنطین شہر نیقیہ میں اپنی حکومت کے سنہ 12 میں عیسائی ہو گیا، بت خانے گروادیے، کنائس (گرجے) بنوائے۔ 19 جلوس میں شہر نیقیہ میں پادڑی [پادریوں] کا مجمع ہوا، اریوش گرجے سے نکالا گیا جیسا کہ ہم نے اس سے پیش تر بیان کیا ہے۔ اس جلسے کا صدر انجمن اسکندروس بطریق اسکندریہ تھا۔ یہ اس جلسے کے پانچ مہینے کے بعد اپنی ریاست مذہبی کے پندرھویں برس مر گیا۔ ابن الراہب کہتا ہے کہ اسکندروس بطریق 1 جلوس قسطنطین میں بطریق ہوا۔ بائیس برس تک اسی عہدے پر رہا۔

صلیب کی بازیابی

اس کے عہد میں ہلانہ مادر قسطنطین بیت المقدس کی زیارت کو آئی۔ کنائس (گرجے) بنوائے، صلیب کو دریافت کیا، مقاریوس اسقف بیت المقدس نے اس کا پتہ بتایا کہ یہود نے اس کو دفن کر دیا ہے، اب اس پر کوڑا اور غلیظ پھینکتے ہیں۔ ہلانہ نے یہود کے کاہنوں کو جمع کر کے صلیب کے مدفن کو دریافت کر کے اس مقام کو خس وخاشاک سے صاف کیا اور اس مقام سے تین لکڑیاں نکالیں۔ ہلانہ نے دریافت کیا کہ ان تین لکڑیوں میں صلیب مسیح کون ہے؟ اسقف نے کہا کہ جس لکڑی کے مس سے مردہ زندہ ہو جائے وہی اصلی صلیب ہے۔ ہلانہ نے اس کے کہنے کے موافق تجربہ کیا، عیسائیوں نے اس دن کو صلیب کے ملنے کی وجہ سے عید کا دن مقرر کیا۔

کلیسا کی تعمیر

ہلانہ نے اس مقام پر کلیسائے قمامہ[1] تعمیر کرایا، اسقف مقاریوس کو کنائس (گرجے) بنوانے کا حکم دیا۔ یہ واقعہ 328 میلادی مسیحی میں واقع ہوا۔ 21 جلوس قسطنطین میں اسکندروس بطریق کی ہلاکت ہوئی اور بجائے اس کے اس کا شاگرد اثناشیوش مقرر ہوا۔ اس کی ماں اسکندروس کے ہاتھ عیسائی ہوئی تھی اور اس نے [اثناشیوش نے] اس کی [اسکندروس کی] خدمت میں پرورش و تعلیم پائی اور اسی کی جگہ پر بطریق ہوا۔ اریوش کے مقلدوں نے اس کی دو مرتبہ کوشش کی لیکن ناکام رہے۔

1۔ استاذ خلیل شحادہ کے مطابق یہ کلیسائے قیامہ ہے۔ حاشیہ تاریخ ابن خلدون، دار الفکر 2:252 [م۔ص]

یہودیوں کے ساتھ قسطنطین کا سلوک

قسطنطین نے یہودیانِ قدس کو مذہب عیسائی اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ وہ لوگ بظاہر عیسائی ہو گئے لیکن یہ راز خنزیر (سور) نہ کھانے سے ظاہر ہو گیا۔ قسطنطین نے برہم ہو کر ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا۔ بعض ان میں سے بہ خوف جان عیسائی ہو گئے۔

قسطنطنیہ

بعد اس کے قسطنطین نے شہر بیزنطیہ کو از سرِ نو آباد کر کے اس کو اپنے نام پر قسطنطنیہ[1] [Constantinople] کے نام سے موسوم کیا۔ پھر اس کا ملک اس کے تین بیٹوں میں اس طرح پر تقسیم ہو گیا کہ قسطنطین اول قسطنطنیہ اور اس کے متعلقات پر حکمراں ہوا۔ دوسرا قسطنطین بلاد شام کا اقصائے مشرق تک اور قسطوس رومہ اور اس کے مضافات کا بادشاہ ہوا۔

---

[1] قسطنطنیہ پہلے ایک جزیرۂ خالی مثلثۃ الشکل تھا۔ امم قدیمہ اس کو ہفت کوہ کہتی تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سلیمان علیہ السلام کی شکارگاہ تھی۔ چھ سو سرسٹھ برس قبل از مسیح اس کا ظہور ہوا اور پانچ ہزار آٹھ سو برس بعد ہبوط آدم اس کی بنا پڑی۔ اس کی دولت اور زرخیزی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ اس کی بندرگاہ کا نام گولڈن ہارن (شاخ زریں) ہے۔ سب سے پہلے اس پر ایران نے حملہ کیا اور بعد متعدد لڑائیوں کے اس کو فتح کر لیا۔ ایک مدت تک یہ ایران کے قبضے میں رہا، پھر چار سو تریسٹھ برس قبل از مسیح لونیا کی خطرناک بغاوت نے حکومت ایران کا خاتمہ کر کے یونانیوں کو اس کا حاکم بنا دیا۔ چوبیس بار اس پر حملہ کیا گیا اور چھ بار یورش سے فتح کر لیا گیا۔ ہر بار اس کے باشندے قتل اور بازاروں میں فروخت کیے گئے۔ آخرکار قسطنطین اعظم نے اس کو فتح کر کے بجائے رومۃ الکبریٰ کے اس کو اپنا دارالسلطنت بنایا۔ گیارہ صدی تک یہ خوب ترقی پذیر رہا، نئے نئے قلعے تعمیر ہوئے، شہر کے باہر پانچ پہاڑیاں قلعہ بندیوں میں محاط [گھری ہوئی] بنائی گئیں جس کا اس زمانے میں بھی بحر تاموراتک میلوں نشان ظاہر ہوتا ہے۔ 320 سے 530 تک متفرق بادشاہوں نے حکومت کی۔ ملکی لڑائیوں اور بغاوت سے بہت زیادہ اس کی عظمت و شان کو نقصان پہنچا۔ اسی عرصے میں ایرانیوں نے پھر کئی بار اس پر حملے کیے، عربوں نے اس پر چڑھائی کی۔ آخر آخر یہ ہو گیا تھا کہ شہنشاہان قسطنطنیہ خلفائے عباسیہ کو خراج دینے لگے تھے۔ عیسائی مجاہدین نے بھی جو جنگ صلیبی میں ثواب کمانے آئے تھے، اس کو نقصان پہنچایا اور اس کے باشندوں کو ایذائیں دیں۔ آخرالامر سلطان محمد ثانی بانیِ دولت عثمانیہ نے اس پر حملہ کیا اور سینٹ صوفیہ پر بجائے صلیب کے ہلالی پھریرا اُڑایا۔ اس وقت سے آج تک سلاطین اسلامیہ کا یہ پایۂ تخت ہے اور اسلام بول [کذا] کے نام سے موسوم ہے، گو ان دونوں میں جدت و قدامت کے اعتبار سے کچھ فرق ہے۔ [مترجم]

1930 میں قسطنطنیہ [Constantinople] کا نام بدل کر استنبول [Instanbul] کر دیا گیا۔ جامع اردو انسائیکلوپیڈیا، ص 20، ج:4۔ [م۔ص]

بیان کیا جاتا ہے کہ قسطنطین نے پچاس برس حکومت کی، چھبیس برس بزنطیہ میں قبل غلبۂ مقسیمانوس، چوبیس برس بعد قبضۂ روم۔ بارہویں برس اپنی حکومت کے عیسائی ہوا اور 650 اسکندری میں مر گیا۔

قسطنطین کے قبول عیسائیت کا واقعہ

ہروشیوش کہتا ہے کہ پہلے قسطنطین بن قسطنطش دین مجوی رکھتا تھا، عیسائیوں پر نہایت سختی اور ظلم کرتا تھا، اس نے بطریق رومہ کو نکال دیا جس کی بددعا سے یہ مجذوم[1] ہو گیا۔ اطبا نے اس کو لڑکوں کے خون سے نہانے کو کہا، چنانچہ اس معالجے کے لیے متعدد لڑکے پکڑ لیے گئے۔ اتفاقاً اس کو ان کی بے کسی پر رحم آ گیا، اس نے ان سبھوں کو چھوڑ دیا۔ شام کو اس نے خواب میں دیکھا کہ بطریق رومہ کی اقتدا کرنے کی ہدایت ہوئی ہے۔ صبح ہوتے ہی اس نے بطریق رومہ کو پھر رومہ میں اعزاز وتکریم سے بھیج دیا اور خود عیسائی ہو گیا۔ قوم کی مخالفت کے خیال سے اس نے رومہ کو چھوڑ کر قسطنطنیہ میں قیام کیا اور اس کی مضبوط فصیلیں اور جدید قلعے بنوائے اور اپنی عیسائیت کا علانیہ اظہار کیا۔

اہل رومہ کی بغاوت

اہل رومہ نے اس کے تبدیل مذہب سے بغاوت شروع کر دی۔ قسطنطین نے اپنے قوی بازوؤں سے اس کو فرو کر کے ان کو مغلوب کر دیا اور عیسائیت کے پھیلانے میں پوری مدد کی۔ پھر فارس پر چڑھائی کی اور ان کے اکثر ممالک کو ان سے چھین لیا۔ اس کے 20 جلوس میں قوط کا ایک گروہ باغیانہ طور پر اس کے ملک میں گھس آیا۔ اس نے ان کی شورش کو بھی فرو کیا اور اپنے ملک سے ان کو نکال دیا۔

قسطنطین کا خواب

بعد اس کے اس نے خواب میں صلیب کو دیکھا اور کسی کہنے والے نے خواب میں کہا: ''یہی تیرے لیے فتح کی علامت ہے۔'' صبح ہوتے ہی اس نے اپنے خواب کو بیان کیا۔ اس کی ماں ہلانہ بیت المقدس میں گئی، صلیب کو نکالا، عطریات سے اس کو معطر کر کے اطلسی غلاف میں لپیٹ کرا اپنے ہمراہ لائی۔ کنائس (گرجے) مختلف شہروں میں بنوائے۔ پھر ان واقعات کے بعد

1۔ = کوڑھی۔ [م۔ص]

قسطنطین اکتیس برس حکومت کر کے مرگیا۔انتھی کلام ھروشیوش (ہروشیوش کا کلام ختم ہوا۔)

قسطنطین ثانی

قسطنطین کے بعد قسطنطین صغیر بن قسطنطین حکمراں ہوا۔ ہروشیوش اس کو قسطنطش کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ابن عمید لکھتا ہے کہ اس نے چوبیس برس حکمرانی کی۔اس کا بھائی قسطوس اپنے باپ کی جانب سے رومہ میں حکومت کرتا رہا۔ 5 جلوس قسطنطین میں ایک لشکر رومہ پر بھیجا۔ اس نے رومہ کو فتح کرلیا۔اریوش اس وقت یہیں موجود تھا اور ایک گونہ اس کا مذہب پھیل چلا تھا۔ اس کے خیالات اہل قسطنطنیہ،انطاکیہ [Antioch]،مصر اور اسکندریہ میں پورے طور سے اثر کر گئے تھے۔اس کے مقلدوں کا ایک خاصا گروہ ہوگیا۔بطریق اسکندریہ بہ خوف جان اسکندریہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔قسطنطش کے بعد قسطنطین کے خاندان سے حکومت جاتی رہی۔

یولیاش

اس کا [قسطنطش کا] چچازاد بھائی یولیانش [یولیاش] (الیانش) بادشاہ ہوا۔اس نے عیسائیت چھوڑ کر بت پرستی اختیار کرلی۔گرجے بند کروادیے،عیسائیوں پر سختی کی،ان کی معافیاں[1] ضبط کرلیں۔فارس پر زمانۂ حکومت سابور میں چڑھائی کی۔اثنائے لڑائی میں اس کے ایک تیر آلگا اور وہیں مرگیا۔ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ فارس جاتے ہوئے راستہ بھول کر ایک بیابان میں پڑ گیا، دشمنوں نے اس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

بلیان

اس کے بعد بلیان بن قسطنطی نے ایک برس بادشاہت کی۔اس نے بادشاہ فارس پر حملہ کیا لیکن بلا کسی لڑائی کے صلح کر کے جب واپس آرہا تھا،اثنائے راہ میں اتفاقاً مرگیا۔

یوشانوش

ابن عمید نے اس کا [بلیان] کچھ ذکر نہیں کیا،وہ کہتا ہے کہ یولیانوس کے بعد یوشانوش نے بالاتفاق سابور کی حکومت کے سولہویں برس حکمرانی کی۔یہ [یوشانوش] یولیانوش کے لشکر کا

[1] معافی = وہ زمین جس کا لگان سرکار سے معاف ہو۔ [م۔ص]

سپہ سالار تھا، جب وہ مارا گیا تو اہل لشکر نے متفق ہو کر اس شرط پر اس کی بیعت کی کہ وہ عیسائی مذہب اختیار کر لے۔ یوشانوش نے اس شرط کو قبول کر لیا[1] اور اپنے لشکر کا صلیبی پھریرا بنوایا۔ نصیبین سے (جو فارس کے قبضے میں تھا) عیسائیوں کو لا کر آمد میں بسایا اور اپنے دار السلطنت میں پہنچ کر اساقفہ کو کنائس کی طرف واپس کر دیا۔ منجملہ ان کے اثناشیوش بطریق اسکندریہ [بھی] تھا۔ اس سے اُس نے کونسل نیقیہ کے عقیدۂ متفقہ کے لکھنے کی خواہش ظاہر کی، اس نے اساقفہ کو مجتمع کر کے دوبارہ اس عقیدے کو لکھایا اور اس کی پابندی کی ہدایت کی۔

بلنسیان بن قسطنطش

ہیروشیوش نے اس یوشانوش کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ بجائے اس کے بلنسیان بن قسطنطش[2] کو لکھا ہے۔ اس کے زمانے میں قوط کے دو فرقے ہو گئے، ایک تو مذہب اریوش کا پابند تھا اور دوسرا مجمع نیقیہ کے مقرر عقیدۂ متفقہ کا معتقد ہوا، اور داماش رومہ کا بطریق ہوا۔ بعد اس کے وہ بہ عارضۂ فالج مبتلا ہو کر مر گیا۔

والیش

بجائے اس کے والیش چار برس بادشاہ رہا۔ یہ مذہب اریوش کا مقلد تھا؛ اسی وجہ سے مجمع نیقیہ کے مقلدوں کو اس نے ستایا، ان پر سختیاں کیں، اکثر کو قتل کر ڈالا، بعض عیسائی قومیں بہ اعانت اہل افریقہ اس سے باغی ہو گئیں۔ اس نے ان پر بہ زور تیغ فتح حاصل کی اور قرطاجنہ

---

1. اہل لشکر نے یوشانوش سے عیسائی مذہب اختیار کرنے کو نہیں کہا تھا بلکہ خود یوشانوش نے جو عیسائی تھا، لشکریوں سے عیسائی ہونے کو کہا تھا۔ لیانوس کے انتقال کے بعد اہل لشکر (رومیوں) نے جب یوشانوش کو اپنا والی و حاکم بنانا چاہا اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے گئے تو اس نے ان سے پہلے عیسائی ہونے کو کہا۔ اہل لشکر نے اس کی یہ شرط مان لی اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ یوشانوش نے بھی ان سے بیعت لی اور ان پر حکومت کرنے کو آمادہ ہو گیا۔ ابن خلدون نے اسی واقعے کو معمولی سے فرق کے ساتھ سابور ذوالاکتاف کے تذکرے میں بھی بیان کیا ہے۔ [عربی متن - نسخۂ دار الفکر 2:205,254 / نسخۂ دار الکتب العلمیہ 2:246،199]
طبری نے بھی اس واقعے کو لکھا ہے کہ اہل روم نے جب یوشانوش سے بیعت کرنا چاہا تو پہلے اس نے ان سے عیسائی ہونے کو کہا، رومیوں نے یوشانوش کی شرط مان لی اور عیسائی ہو گئے، یوشانوش نے بھی زمام حکومت سنبھال لی۔ تاریخ طبری، 2:59، دار المعارف مصر، طبع دوم۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں "قسطنطش" ہے۔ [م۔ص]

[Carthage] میں ان کو قتل کر کے قسطنطنیہ کو واپس آیا۔ قوط اور دوسری قوموں سے جو اس سے باغی ہو گئی تھیں، ان سے لڑا اور انھیں لڑائیوں میں مارا گیا۔

والیطوس

ابن عمید کہتا ہے کہ جو قیصر مارا گیا وہ والیطنوس [والیطوس] تھا، اس نے بارہ برس حکومت کی جیسا کہ ابن بطریق اور ابن الراہب سے روایت کی گئی ہے۔

مسیحی سے روایت کی جاتی ہے کہ اس نے پندرہ برس حکمرانی کی اور اس کا بھائی والیاش اس کے ملک میں شریک تھا۔ 676 اسکندری مطابق 17 جلوس سابور کسریٰ میں یہ بادشاہ ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ اسی کے زمانے میں اہل اسکندریہ نے اثناسیوش بطریق اسکندریہ کو گرفتار کر کے مارنا چاہا لیکن یہ اس سے واقف ہو کر بھاگ گیا۔ اہل اسکندریہ نے بجائے اس کے لوقیوس کو بطریق بنایا جو کہ اریوش کی رائے کا مقلد تھا۔

بعد ازاں ایک کونسل نیقیہ میں پانچ مہینے کے بعد پھر مجتمع ہوا۔ اثناشیوش کو بطریق بنایا اور لوقیوس کو نکال باہر کیا۔ اثناشیوش کے مرنے کے بعد اس کا شاگرد پطرس دو برس تک بطریق رہا۔ لوقیوس کے ہوا خواہوں نے پھر سر اٹھایا اور لوقیوس کو دوبارہ بطریق بنایا، تین برس تک یہ اس عہدے پر رہا، پھر اہل کونسل نیقیہ نے یورش کر کے لوقیوس کو معزول کر دیا اور بجائے اس کے پطرس کو مذہبی حکومت کی کرسی پر بیٹھایا۔ ایک برس کے بعد یہ مر گیا۔ داریانوس قیصر اور اریوش کے مقلدوں میں بہت ناصافی رہی۔

مسیحی کہتا ہے کہ والیطیوس [والیطوس] اہل کونسل کے مقررہ عقیدے کا معتقد تھا۔ اس کا بھائی والیش مذہب اریوش کا متبع تھا، اس نے اس مذہب کی تعلیم ثاودکسیس[1] اسقف قسطنطنیہ سے پائی تھی، اس نے اس سے اس مذہب کی پابندی اور اظہار کا قول لیا تھا، چنانچہ جب یہ بادشاہ ہوا تو اس نے کل اساقفہ کو (جو کہ کونسلی مذہب کے پابند تھے) نکال باہر کیا اور اریوش انطاکیہ [Antioch] سے اسکندریہ [Alexandria] تک کے گرجوں کا پادری ہوا۔ پطرس بطریق قید

---

1 دارالفکر کی اشاعت میں "ثاودکیس" ہے۔ 2:254، اور دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں متن کے مطابق ہے۔ [م۔ص]

کر لیا گیا، پھر قید سے بھاگ کر رومہ میں جا ٹھہرا۔ والیطینوس قیصر اور سابور کسریٰ میں اکثر لڑائیاں ہوئیں، اثنائے لڑائی میں والیطینوس مر گیا۔

والاش

بجائے اس کے والیش حاکم ہوا۔ ابن عمید بہ روایت ابن الراہب تحریر کرتا ہے کہ اس نے دو برس اور یوقانیوس[1] کہتا ہے کہ تین برس حکومت کی، اس کا نام والاش تھا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ ان دو بادشاہوں کا باپ ہے جنھوں نے سلطنت چھوڑ کر رہبانیت اختیار کی تھی، یعنی مکسیموس اور دوقادیوش، اس کے 2 جلوس میں طیماناوس برادر پطرس بطریق اسکندریہ کی طرف بھیجا گیا، سات برس کے بعد وہیں مر گیا۔ 6 جلوس میں دوسری کونسل قسطنطنیہ میں منعقد ہوئی جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، اسی کے زمانۂ حکومت میں بطریق قسطنطنیہ مر گیا۔ بجائے اس کے اغریوس اسقف ہوا، چار برس بعد مر گیا۔ اس کے بعد والیش پر کسی نے عرب سے خروج کیا اور یہ انھیں لڑائیوں میں مارا گیا۔

اغرادیانوس قیصر

بعد اس کے اغرادیانوس قیصر ہوا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ یہ والیش کا بھائی تھا۔ والیطینوس [والنطوس[2]] ابن والیش اس کا شریک حکومت تھا۔ ایک برس اس کی حکومت رہی۔ ابوفانیوس کہتا ہے کہ دو برس اور ابن بطریق کی روایت ہے کہ اس نے تین برس حکومت کی۔ ابن مسیحی اور ابن الراہب سے روایت کی جاتی ہے کہ تاودا سیوس کبیر ان دونوں کی حکومت میں شریک تھا۔ چھ سو نوے برس [690] اسکندری میں یہ لوگ بادشاہ ہوئے۔ اس نے ان کل اساقفہ کو واپس بلا لیا جن کو والیش نے جلاوطن کر دیا تھا اور ان کو پھر ان کے عہدے پر مقرر کیا۔ ایک ہی برس میں اغرادیانوس اور اس کا بھتیجا مر گیا۔

تاودا سیوس

ابن عمید کہتا ہے کہ ان دونوں کے بعد تاودا سیوس بادشاہ ہوا، سترہ [17] برس اس کی حکومت رہی۔ بالاتفاق سنہ چھ سو نوے [690] برس اسکندری کے 31 جلوس سابور کسریٰ میں یہ بادشاہ ہوا۔ اس کے 6 جلوس میں اثناشیوش بطریق اسکندریہ مر گیا۔ بجائے اس کے اس کا کاتب

---

1. عربی متن میں ابوفانیوس ہے۔ نسخۂ دار الفکر 255:2 / نسخۂ دار الکتب العلمیہ 247:2۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں "والنطوس" ہے۔ [م۔ص]

تاوفیلا مقرر ہوا۔ قسطنطنیہ کا بطریق یوحنا فم الذہب اور قبرس[1] [Cyprus] کا اسقف ابوقانیوس [ابوفانونیس] تھا۔ یہ پہلے یہودی تھا بعدہ عیسائی ہوگیا۔

تاوداسیوس کے دولڑکے ارقادیوس اور برباریوس تھے۔ 15 جلوس میں [وہ] ساتوں جوان ظاہر ہوئے، جو اہل کہف کے نام سے مشہور ہیں اور زمانۂ دقیانوس میں شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ لوگ تین سونوے [390][2] برس تک خواب میں پڑے رہے، جیسا کہ قرآن میں اس کا ذکر آ گیا ہے۔ ان کے ساتھ تانبے کا ایک صندوق اور ایک صحیفہ پایا گیا جس میں ان کا قصہ لکھا ہوا تھا۔ تاوداسیوس قیصر کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے ان کو تلاش کرایا، چنانچہ بعد جستجو کے وہ لوگ مردہ پائے گئے۔ تاوداسیوس نے اس مقام پر ایک کنیسہ (گرجا) بنوادیا اور اس دن کو ان کے ظاہر ہونے کی خوشی میں عید کا دن مقرر کیا۔ مسیحی کہتا ہے کہ اریوس کے مقلدین کنائس (گرجوں) میں چالیس برس سے حکومت کر رہے تھے، اس نے ان سبھوں کو گرجوں سے نکلوادیا اور اپنے لشکریوں میں سے ان کو موقوف کر دیا جو اس کے مذہب کے پابند تھے۔ کونسل نیقیہ کے دوسو پچاس [250] برس کے بعد دوسرا جلسہ قسطنطنیہ میں منعقد ہوا اور یہ طے پایا کہ جلسۂ اولیٰ کا یہ مقررہ عقیدہ بہت صحیح اور درست ہے، نہ اس سے کچھ کم کیا جائے اور نہ اس پر کوئی کچھ اضافہ کرے۔ اس کی حکومت کے پندرہویں برس سابور بن سابور شاہ فارس مر گیا۔ بجائے اس کے بہرام بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد سترہ برس حکومت کر کے تاوداسیوس بھی مر گیا۔

مورخ ہیروشیوش کا بیان

ہیروشیوش والیش کے تذکرے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ بعد اس کے ولیطانش بن فلنسیان برادر والیش چھ برس بادشاہ رہا۔ اس نے ملوک قیاصرہ کے چالیسویں عدد کو پورا کیا۔ طوودشیش بن انطیونس بن لوذیان مشرقی ممالک میں اس کا گورنر تھا اور اپنی حکومت کو فتوحات کے ذریعے سے وسیع کرنے میں مشغول تھا۔ اسی اثنا میں اہل رومہ [نے] یورش کر کے اپنے سپہ سالار کو مار ڈالا اور ولیطانش کو بادشاہی سے معزول کر کے طوودشیش کو مشرق سے لا کر اپنا بادشاہ بنالیا۔ طوودشیش نے

---

1. دارالفکر ایڈیشن میں "قبرص" ہے اور دارالکتب العلمیہ ایڈیشن میں "قبرس" ہے۔ [م-ص]
2. عربی نسخوں میں 390 کے بجائے 309 ہے۔ دارالفکر ایڈیشن 255:2 / دارالکتب العلمیہ 247:2 [م-ص]

تخت حکومت پر بیٹھتے ہی بلوائیوں کو سزائیں دیں اور نہایت استقلال سے چودہ برس حکمرانی کر کے مر گیا۔ بعدہٗ اس کا لڑکا ارکادیکش[1] حکمراں ہوا۔

ہیروشیوش کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ طوودوشیش ہی تاودداسیوس ہے، جس کا تذکرہ ابن عمید نے کیا ہے: کیوں کہ یہ دونوں اس امر میں متفق ہیں کہ اس کا لڑکا ارکادیکش [ارکادلیش] ہے اور نیز یہ دونوں مورخ ان کی مدت حکومت میں بھی اتفاق کرتے ہیں۔ عجب نہیں کہ ولیطانش جس کا ذکر ہیروشیوش نے کیا ہے اغراد یانوس ہو جس کا تذکرہ ابن عمید نے کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

ارکادلیش

ابن عمید کہتا ہے کہ ارکادیکش [ارکادلیش][2] (ارقادیوس) ابن تاودداسیوس اکبر نے بالاتفاق تیرہ برس حکومت کی۔ 3 جلوس بہرام بن سابور میں تخت نشیں ہوا۔ یہ قسطنطنیہ میں رہتا تھا اور اس کا بھائی نوریش[3] (اورنوریوس) رومہ کا حاکم تھا۔ اس کی [ارکادلیش] صلب سے صرف ایک لڑکا ہوا جس کا نام اس نے اپنے باپ کے نام پر طوودوشیش رکھا۔ جب یہ بڑا ہوا تو اس نے اپنے استاد اریانوس کو طوودوشیش کی تعلیم کے لیے طلب کیا۔ اریانوس بھاگ کر مصر جا پہنچا اور ترک دنیا کر کے راہب ہو گیا۔ ارکادیکش [ارکادلیش] نے مال و زر کی طمع سے اس کو بلانا چاہا لیکن وہ نہ آیا۔ جبل مقطم کے ایک قریہ طرا میں تین برس کے بعد مر گیا۔ ارکادیکش نے اس کی قبر پر ایک کنیسہ اس کی یادگار میں بنوادیا جو "دیر القصیر" کے نام سے موسوم ہے۔ اسی کے زمانۂ حکومت میں ابوفانیوس قبرس سے واپس آتے ہوئے دریا میں ڈوب کر مر گیا اور یوحنا فم الذہب بطرق قسطنطنیہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے 9 جلوس میں بہرام ابن سابور مر گیا۔ بجائے اس کے یزدجرد بادشاہ فارس ہوا۔ پھر ارکادیکش [ارکادلیش] بھی ہلاک ہوا۔

طوودوشیش اصغر

بجائے اس کے طوودوشیش اصغر بن ارکادیکش [ارکادلیش] تیرہ برس تک بادشاہ رہا۔

---

1 نسخہ دارالفکر میں "ارکادلیش" ہے، 256:2 / نسخہ دارالکتب العلمیہ میں "کادیکش" ہے، 248:2۔ [م۔ص]
2 پیش نظر عربی نسخوں میں "ارکادلیش" ہے۔ [م۔ص]
3 عربی نسخوں میں "انوریش" ہے۔ [م۔ص]

اس کے زمانے میں لاطینیوں کا ملک تقسیم کر دیا گیا۔ اطراف وجوانب کے عمال نے مخالفت کی، افریقہ میں بہت بڑا فتنہ وفساد برپا ہوا۔ قومس اس کے بھائی نے اس کو فرو کیا۔ بعدازاں افریقہ سے قبرس میں چلا آیا اور رہبانیت اختیار کر لیا۔ پھر قوط نے رومہ پر حملہ کیا۔ انوریش شکست کھا کر رومہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ قوط نے بزور شمشیر اس کو فتح کر لیا، وہاں کے مال واسباب کو لوٹ لیا، کنائس کے اسباب واموال اٹھا لے گئے۔ پھر جب ارکادیکش قیصر مر گیا تو انوریش نے بجائے اس کے پانچ برس[1] حکمرانی کی اور قوط کو رومہ سے نکال باہر کیا۔ بعضے کہتے ہیں کہ جب یہ مر گیا تو طودوشیش بن ارکادیکش بادشاہ ہوا۔ ابن عمید نے انوریش کا کچھ تذکرہ نہیں کیا بلکہ اس کا بیان ہے کہ ارکادیکش کے بعد اس کا لڑکا طودوشیش اصغر بادشاہ ہوا، بیالیس [42] برس اس کی حکومت رہی، یہ بالاتفاق یزدجرد کی حکومت کے پانچویں برس حکمراں ہوا۔ اس سے اور اہل فارس سے اکثر لڑائیاں ہوئیں۔

نسطوریش بطریق

اس کے 1 جلوس میں تاوفیلا بطریق اسکندریہ کا انتقال ہوا۔ بجائے اس کے اس کا بھتیجا[2] کیریوش[3] کنیسۂ اسکندریہ کا افسر ہوا۔ 17 جلوس میں نسطوریش قسطنطنیہ کا بطریق مقرر ہوا۔ چار برس تک یہ اس عہدے پر رہا، لوگوں میں اس کے عقائد مشہور اور پھیل چلے، رفتہ رفتہ اس کی خبر کیریوش [کیرُلُوس] بطریق اسکندریہ کو پہنچی، اس نے در بارۂ عقائد نسطوریش بطریق رومہ، انطاکیہ اور بیت المقدس سے مشورہ کر کے شہر افسیس میں دوسو پادریوں کو ایک کونسل میں جمع کیا اور بالاتفاق کل عہدے داران گرجا نسطوریش کے کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور گرجا سے نکال باہر کیا۔ نسطوریش قسطنطنیہ سے نکل کر اخمیم (صعید مصر) میں آ کر مقیم ہوا۔ سات برس تک یہیں ٹھہرا رہا۔ جزیرہ اور موصل میں فرات تک، عراق اور فارس میں مشرقی بلاد تک اسی کا مذہب پھیل گیا۔

طودوشیش نے قسطنطنیہ کے گرجا میں نسطوریش کے بعد مقیموس [مقسیموس] کو مقرر کیا،

---

1 عربی متن میں 15 برس ہے۔ نسخۂ دارالفکر 256:2 / نسخۂ دارالکتب العلمیہ 248:2 [م-ص]
2 عربی نسخوں میں ابن اختہ یعنی 'بھانجا' ہے۔ دارالفکر 257:2 / دارالکتب العلمیہ 249:2۔[م-ص]
3 عربی نسخوں میں کیرلوس یا کیرلُس ہے۔ دارالفکر 257:2 / دارالکتب العلمیہ 249:2۔[م-ص]

تین برس تک یہ اس عہدے پر رہا۔

بہرام جور

14[1] جلوس طودوشیش اصغر میں کیریوش [کیرلُس] بطریق اسکندریہ مرگیا۔ بجائے اس کے دیسقرس مقرر کیا گیا اور 16 جلوس میں یزدجرد کسریٰ مرگیا۔ بجائے اس کے بہرام جور بادشاہ ہوا، اس سے خاقان بادشاہ ترک سے اکثر لڑائیاں ہوئیں۔ پھر بہرام جوران لڑائیوں سے اعراض کر کے ارض روم پر حملہ آور ہوا۔ طودوشیش نے اس کو ہزیمت دی۔ بعد ازاں اس کا لڑکا یزدجرد بادشاہ ہوا۔

ہیروشیوش کہتا ہے کہ زمانہ طودوشیش اصغر میں قوط نے رومہ پر تسلط حاصل کر لیا تھا۔ اسی زمانے میں اس کا بادشاہ بطریک [البطریک] مرگیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد روم نے قوط سے بجائے رومہ کے اندلس دے کر مصالحت کر لی۔

مرقیان قیصر

ابن عمید کہتا ہے کہ طودوشیش کے بعد مرقیان قیصر تخت حکومت پر بیٹھا، اس نے بہ اتفاق مورخین چھ برس حکمرانی کی، طودوشیش کی بہن سے اس کا نکاح ہوا۔ ہیروشیوش اس قیصر کا نام مرکیان ابن ملیکہ بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کے زمانہ حکومت میں چوتھا کونسل مقام مقدونیہ میں ہوا جس کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے۔

عیسائی فرقے

یہ کونسل دیسقرس[2] بطریق اسکندریہ کی وجہ سے منعقد ہوا تھا۔ اس نے عقیدۂ مقررۂ جلسۂ اولیٰ میں چند بدعات نکالی تھیں جس سے کل گرجے کے عہدے داروں نے متفق ہو کر دیسقرس کو گرجا سے نکال دیا اور بجائے اس کے برطارس کو مقرر کیا۔ اسی وقت سے مذہباً عیسائیوں کے تین گروہ ہو گئے۔

---

1. پیش نظر عربی متون میں 14 کے بجائے 38 جلوس طودوشیش اصغر ہے۔ نسخۂ دار الفکر 2:257/ نسخۂ دار الکتب العلمیہ 2:249۔[م۔ص]

2. دار الفکر ایڈیشن میں ''دیقوس'' ہے 2:257 / دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں ''دیستوس'' ہے 2:249[م۔ص]

ایک ملکیہ ہے جو کہ عقیدۂ مقررۂ کونسل کا پابند [ہے]، جس کو مرقیان قیصر نے بہ اجتماع عہدہ داران گرجا مقرر کیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ خلقدونی کے کونسل کے مقررہ عقیدے کی پابندی نہ کی جائے۔

دوسرا یعقوبیہ ہے جو مذہب دیسقرس [دیسقوس] کا پابند ہے۔ یعقوبیہ کی وجہ تسمیہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

تیسرا نسطوریہ ہے۔ یہ مذہب مشرق میں زیادہ ہے کیوں کہ زمانۂ جلاوطنی نسطوریش میں اس کا شیوع ہوا تھا۔ اسی مرکیان کے زمانے میں سب سے پہلے نصرانیوں میں سے شمعون صومعۂ انطاکیہ[1] میں رہبان ہوا، اور یزدجرد کسریٰ مرگیا اور یہ خود بھی چھ برس حکومت کر کے ہلاک ہوا۔

لاون کبیر

بعد اس کے لاون کبیر تخت نشین ہوا، بہ روایت ابن عمید 770 اسکندری میں اس نے سولہ برس بادشاہت کی۔ ہیروشیوش اس مدت سے اتفاق کرتا ہے۔ یہ [لاون کبیر] مذہب ملکیہ کا پابند تھا۔ جب اہل اسکندریہ نے مرکیان کے مرنے کی خبر پائی تو انھوں نے برطارس بطریق پر حملہ کر کے اس کی تولیت کے چھٹے برس [اس کو] مار ڈالا اور بجائے اس کے طیماناوس کو مقرر کیا۔ یہ یعقوبی مذہب رکھتا تھا۔ تین برس کے بعد قسطنطنیہ سے ایک سپہ سالار آیا اور اس نے اس کو [طیماناوس] نکال کر سورس کو مقرر کیا، جو کہ ملکیہ مذہب کا پابند تھا۔ پھر نو برس کے بعد بہ حکم لاون قیصر سورس معزول کیا گیا اور طیماناوس بحال ہوا۔ اس کے 12 جلوس میں بادشاہ فارس نے شہر آمد پر حملہ کیا اور اس کو ایک مدت تک محاصرے میں رکھا۔ شمعون رہبان کا اسی کے زمانے میں انتقال ہوا۔ پھر لاون قیصر سولہ برس حکومت کر کے مرگیا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ اس کے بعد لاون صغیر تخت پر بیٹھا، یہ زینون بادشاہ کا باپ ہے۔ ابن بطریق کہتا ہے کہ یہ ابن سینون ہے۔ بہرکیف یہ یعقوبی تھا۔ ایک برس اس نے حکومت کی۔

---

1 = گرجا۔ [م-ص]

زینون قیصر

ہیروشیوش نے اس کا کچھ ذکر نہیں کیا، ہاں زینون کا تذکرہ کیا ہے، جو اس کے بعد بادشاہ ہوا اور اس کا نام سین مہملہ [سینون] سے تحریر کیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اس نے سترہ برس بادشاہی کی، یعقوبی مذہب کا پابند تھا، اس پر اس کے لڑکے اور ایک شخص نے جو اس کے قرابت داروں میں سے تھا، خروج کیا۔ بیس مہینے تک لڑائی ہوتی رہی، انجام کار وہ دونوں مع اپنے متبعین کے مارے گئے۔ بطریق قسطنطنیہ اسی اثنا میں کتب مذہبی کو ردوبدل کر کے اور اپنے عقائد فاسدہ کو ظاہر کر رہا تھا؛ اس وجہ سے زینون قیصر نے بطریق [رومہ] کو اس کے حال سے آگاہ کر کے گرجوں کے عہدے داروں کو مجتمع کر کے بطریق قسطنطنیہ کو گرجا سے نکلوا دیا۔ 7 جلوس میں طیماناوس بطریق اسکندریہ فوت ہوا۔ بجائے اس کے پطرس بطریق مقرر ہوا، جو آٹھ برس کے بعد مرا، اور اس کے عوض اثناشیوس اسکندریہ کا بطریق ہوا، سات برس کے بعد یہ بھی مر گیا اور زینون بھی اپنی حکومت کے سترھویں برس ہلاک ہوا۔

نسطاش قیصر

بعدہ نسطاش ستائیس برس بادشاہ رہا۔ یہ 803 اسکندری میں تھا، یعقوبی مذہب کا پابند تھا۔ حماۃ کی اس نے دو برس میں فصیل بنوائی اور وہیں سکونت اختیار کر لی، پھر اپنی حکومت کے تیسرے برس مقتل دارا میں ایک شہر آباد کیے جانے کا حکم دیا۔ بعدازاں اس سے اور اکاسرہ سے لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ لشکر فارس اسکندریہ پر آ پہنچا اور اس کے اطراف و جوانب کے باغات اور قلعات کو ویران کر دیا، ایک عالم اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے 6 جلوس میں اثناشیوش بطریق اسکندریہ کا انتقال ہوا۔ بجائے اس کے یوحنا یعقوبی مقرر کیا گیا۔ یہ نو برس تک اس عہدے پر رہا، اس کے مرنے کے بعد یوحنا ثانی [یوحنا حسن] بطریق ہوا جو گیارہ برس کے بعد مرا۔ اور بجائے اس کے دیسقرس [دیسقوس] جدید ڈھائی برس بطریق رہ کر فوت ہوا اور اسی کے زمانہ حکومت میں ساریوش انطاکیہ کا بطریق مقرر ہوا۔ یہ دونوں دیسقرس [دیسقوس] کے عقائد کے پابند تھے۔ سعید بن بطریق کہتا ہے کہ ایلیا بطریق بیت المقدس نے نسطاش قیصر کو مذہب ملکیہ کی طرف رجوع کرنا چاہا تھا اور اس پر اس مذہب کی حقانیت ظاہر کرنے کو رہبانوں کو روانہ کیا تھا۔ نسطاش قیصر ان

کی باتیں سن کران کے مذاہب کی طرف مائل ہو چلا۔اس نے بہ حسن عقیدہ تحائف اور صدقات کے لیے مال واسباب روانہ کیا،اتفاق سے ایک شخص قسطنطنیہ میں دیسقرس [دیسقوس] کے مذہب کا پابند اور عالم تھا، وہ نشطاش [نشطانش] قیصر سے ان واقعات کے بعد ملا اور اس نے اپنے مذہب کی طرف اس کو کھینچ لیا۔نشطاش [نشطانش] قیصر نے اس مذہب کے اختیار کرنے کا عام حکم دے دیا۔بطریق رومہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے نشطاش [نشطانش] قیصر کو لعنت وملامت کی۔قیصر نے برہم ہو کر اس کو نکال دیا اور بجائے اس کے انطاکیہ کا گرجا سولوس[1] کے سپرد کر دیا۔ ایلیا بطریق بیت المقدس نے جب یہ سنا تو اس نے رہبانوں اور اطراف وجوانب کے رؤسا کو جمع کر کے سولوس کی تکفیر کا فتویٰ لکھا لیا۔اگرچہ نشطاش [نشطانش] قیصر نے یہ رنگ دیکھ کر سولوس کو نکال دیا،لیکن پھر بھی کل بطارقہ اور اساقفہ نے مجتمع ہو کر اس کو بھی مجرم ٹھہرایا جس سے کچھ فائدہ نہ ملا۔ستائیس [27] برس حکومت کر کے یہ مر گیا۔

یشطیانش

بجائے اس کے یشطیانش 830 اسکندری[2] میں قیصر ہوا۔نو برس اس کی حکومت رہی، اس کی حکومت کے تیسرے برس شاہ فارس نے بلاد روم پر حملہ کیا۔رومیوں اور اہل فارس میں خوب لڑائیاں ہوئیں۔پھر اس کے آخری زمانے میں یعنی 8 جلوس میں شاہ فارس نے بلاد روم پر فوج کشی کی۔اس لڑائی میں منذر بادشاہ عرب بھی بادشاہ فارس کے ہمراہ تھا۔شاہ فارس الرہا تک بڑھ آیا،

1. عربی نسخوں میں ''سولوس'' کے بجائے ''سویرس'' ہے۔[م۔ص]
2. عربی نسخوں میں ملك بعده يشطيانش قيصر لثمانية وثلاثين للاسكندر ہے۔یعنی یشطیانش 38 اسکندری میں قیصر ہوا۔دارالفکر 2:259 / دارالکتب العلمیہ 2:251۔عربی متن میں یہاں غالباً تصحیف ہوگئی ہے اور الثمانمائة (آٹھ سو) کے بجائے ثمانية (آٹھ) لکھ گیا ہے؛ اس لیے کہ سیاق وسباق کے اعتبار سے کسی بھی طرح 38 اسکندری کا حساب نہیں بن رہا ہے۔803 اسکندری میں تو نشطاش قیصر بادشاہ ہوا اور ستائیس برس حکومت کر کے مرا۔اس کے بعد یشطانش بادشاہ ہوا ہے۔اس حساب سے 830 اسکندری میں یشطیانش قیصر ہوا جیسا کہ فاضل مترجم نے لکھا ہے۔اور یشطیانش قیصر 9 برس حکومت کر کے مرا،اس کے بعد 840 اسکندری میں یشطینانش بادشاہ ہوا،اس کی تفصیل آگے آپ پڑھیں گے۔بہرحال کسی بھی طرح 38 اسکندری یشطیانش کی حکومت کا سنہ نہیں ہو سکتا جیسا کہ عربی متن میں ہے[م۔ص]

رومی مغلوب ہوئے، فریقین کا ایک گروہ کثیر فرات میں ڈوب مرا۔ قیصر کے مرنے کے بعد اہل فارس اور روم میں صلح ہوگئی۔ اسی قیصر کے نویں سال حکومت میں بربر نے رومہ پر حملہ کر کے اس کو اپنا باج گزار بنایا۔ ابن بطریق کہتا ہے کہ یہ قیصر ملکیہ مذہب کا پابند تھا۔ اس نے کل ان لوگوں کو واپس بلا لیا جن کو نسطانش قیصر نے جلاوطن کر دیا تھا۔ ابن الراہب کہتا ہے کہ یہ مذہب مقررۂ مجمع خلقدونیہ کا پابند تھا۔ اس نے بہ مشورۂ شاویرش بطریق انطاکیہ اساقفۂ مشرق کو مجتمع کیا، لوگوں کو مذہب مقررۂ مجمع خلقدونیہ کا پابند کرنا چاہا تھا، لیکن انھوں نے جب انکار کیا تو بطریق انطاکیہ کو گرفتار کرلیا، پھر بعد دو برس[1] کے آزاد کر دیا۔ بطریق انطاکیہ قید سے رہا ہو کر مصر چلا گیا، اس کے بعد ابولیناریوس اسکندریہ کا بطریق آیا۔ اس کے پاس کونسل خلقدونیہ کے مقررہ عقائد کی کتاب تھی۔ لوگوں نے اس سے انھیں عقائد کی تعلیم حاصل کی اور اسی کی تقلید کی۔

یشطینانش

جب یشطیانش اپنی حکومت کے نویں برس مرگیا تو بجائے اس کے یشطینانش قیصر 840 اسکندری میں تخت نشین ہوا۔ یہ مذہب ملکیہ کا پابند اور یشطیانش[2] کے چچا کا لڑکا تھا، جو کہ اس سے پہلے قیصر ہوا ہے۔ اس نے چالیس برس حکمرانی کی۔ ابوفانیوس کہتا ہے کہ اس نے بتیس[3] برس حکومت کی۔ اس کے 7 جلوس میں کسریٰ نے بلاد روم پر فوج کشی کی، ایلیا کو جلا دیا، صلیب کو جو وہاں تھی اٹھا لے گیا۔ اور 11 جلوس میں سامریہ نے بغاوت کی، اس نے ان کے شہروں کو اجاڑ دیا۔ اور 16 جلوس میں حارث بن جبلہ امیر غسان وعرب نے سرزمین شام میں قیصر کی جانب سے صف آرائی کی اور شاہ فارس کو شکست دے کر قیدیوں کو چھڑا لایا۔ اس کے بعد روم اور فارس میں مصالحت ہوگئی۔

---

1 عربی متن یہ ہے فاعتقل بطرك انطاكيه سنين ثم اطلقه دارالفکر 260:2 / دارالکتب العلمیہ 252:2۔ (یشطیانش نے بطریق انطاکیہ کو کئی برس قید میں رکھا پھر اس کو آزاد کیا) یعنی دو برس (سنتين) کے بجائے چند برس (سنين) ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ [م۔ص]

2 عربی نسخوں میں "یشطیانش" ہے۔ [م۔ص]

3 پیش نظر عربی نسخوں میں 32 کے بجائے 33 برس ہے۔ دارالفکر 260:2 / دارالکتب العلمیہ 252:2۔ [م۔ص]

کرسمس کی تاریخ میں تبدیلی

اس کے زمانۂ حکومت میں عید میلاد بجائے چھٹے کانوں [چھ دسمبر] کے چوبیسویں کانوں [چوبیس دسمبر] میں مقرر کی گئی۔ مسیحی کہتا ہے کہ یشطینانش نے لوگوں میں مذہب ملکیہ کے پھیلانے کا قصد کیا تھا۔ طیماناوس بطریق اسکندریہ نے یعقوبی ہونے کی وجہ سے مخالفت کی۔ یشطینانش نے قتل کرنے کے ارادے سے اس کو گرفتار کر لیا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ بطریق اسکندریہ رہائی کے بعد مصر چلا گیا۔ نشطینانش [یشطینانش] نے بجائے اس کے بولس کو مقرر کیا، یہ مذہب ملکیہ کا مقلد تھا، اس کو یعقوبی مذہب والوں نے نہیں مانا۔ یہ دو برس[1] تک اس عہدے پر رہا۔

بولیناریوس بطریق

سعید ابن بطریق کہتا ہے کہ اس کے بعد قیصر نے بولیناریوس[2] سپہ سالار کو بطریق اسکندریہ مقرر کر کے روانہ کیا۔ بولیناریوس [یولیناریوس] لشکری لباس پہنے ہوئے گرجا میں داخل ہوا، پھر اس کو اتار کر مذہبی لباس زیب تن کیا۔ اس نے لوگوں کو بہ جبر مذہب[3] ملکیہ کی ہدایت کی، جس نے کچھ بھی مخالفت کی اس کو تہ تیغ کیا۔

سامرہ کی سرکشی و سرکوبی

اسی نشطینانش [یشطینانش] کے زمانۂ حکومت میں سامرہ نے ارض فلسطین میں بغاوت کی، بے حد عیسائیوں کو قتل کیا، ان کے گرجاؤں کو منہدم کر دیا۔ قیصر نے بیسن کران کی سرکوبی کو لشکر روانہ کیا جس نے سامرہ کے سر پر پہنچ کر معقول گوش مالی دی اور گرجاؤں کو از سر نو جیسا کہ اس سے پیشتر تھے بنوا دیا تھا۔ بیت اللحم کا گرجا پہلے چھوٹا تھا، اسی زمانے میں اسی قیصر کے حکم سے وسیع بنایا گیا جیسا کہ اب موجود ہے۔

پانچواں مذہبی جلسہ

پانچواں مذہبی جلسہ عیسائیوں کا ایک سو تریسٹھ برس بعد جلسۂ خلقدونیہ کے 29

1۔ عربی نسخوں میں سنتین (دو برس) کے بجائے سنین (چند برس) ہے۔ دار الفکر 261:2 / دار الکتب العلمیہ 253:2 [م۔ص]
2۔ عربی نسخوں میں "یولیناریوس" ہے۔ [م۔ص]
3۔ عربی نسخوں میں "ملکیہ" کے بجائے "یعقوبیہ" ہے۔ دار الفکر 261:2 / دار الکتب العلمیہ 253:2 [م۔ص]

جلوس قیصری میں منعقد ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا۔ ایولیناریوس سپہ سالار بطریق اسکندریہ سترہ برس مذہبی ولایت کر کے اسی کے زمانے میں مر گیا۔ وہی اس جلسے کا صدر انجمن اور بانی تھا۔ بجائے اس کے یوحنا مقرر کیا گیا، یہ بھی مذہب ملکیہ کا مقلد تھا، تین برس کے بعد یہ بھی ہلاک ہوا۔

طودوشیوش بطریق

بعد اس کے مذہب یعقوبیہ کا اسکندریہ کے گرجا میں دور دورہ ہوا۔ اسکندریہ میں ان دنوں اکثر قبطی رہتے تھے، انھوں نے اپنی طرف سے طودوشیوش کو بطریق مقرر کیا، چونتیس[1] برس تک اسکندریہ کے گرجا میں رہا۔ ملکیہ والوں نے دقیانوس [داقیانوس] کو بطریق بنا کر چھٹے مہینے طودوشیوش کو گرجا سے نکال دیا۔ نشطیانش [یشطیانش] قیصر نے طودوشیوش کے بحال کرنے کا حکم صادر کیا اور یہ بھی لکھا کہ دقیانوس ملکیہ کا بطریق شماسہ میں رہے۔ اسکندریہ والوں نے قیصر کے اس حکم کی تعمیل کی۔ پھر قیصر نے طودوشیوش کو لکھا کہ وہ یا اجماع جلسۂ خلقدونیہ کا مقلد ہو یا عہدۂ بطریقی سے کنارہ کش ہو جائے۔ طودوشیوش نے پچھلی شق کو اختیار کر لیا۔ قیصر کے حکم سے بجائے اس کے بولس مقرر کیا گیا۔ اہل اسکندریہ نے نہ اس کو منظور کیا اور نہ وہ احکام جو یہ لایا تھا [انھیں] قبول کیا۔ بعد ازاں یہ مر گیا اور قبط کے گرجے بند کر دیے گئے۔ ان لوگوں نے اہل مذاہب ملکیہ سے بہت ایذائیں پائیں۔ طودوشیوش کا نشطیانش [یشطیانش] قیصر کی حکومت کے سینتیسویں برس انتقال ہوا۔ بجائے اس کے اسکندریہ میں بطرس بطریق مقرر ہوا، بعد دو برس کے یہ بھی فوت ہو گیا۔ ابن عمید کہتا ہے کہ کسریٰ انوشیرواں نے اسی کے زمانۂ حکومت میں بلاد روم پر حملہ کر کے انطاکیہ لے لیا تھا۔ پھر اس کے بعد نشطیانش [یشطیانش] قیصر مر گیا۔

یوشطونش قیصر

بعد اس کے یوشطونش چھتیسویں سال جلوس انوشیرواں مطابق 800[2] سکندری میں تخت قیصری پر بیٹھا، تیرہ برس اس کی حکومت رہی۔ اس کی حکومت کے دوسرے سال بطرس

---

1 عربی متن میں 34 برس کے بجائے 32 برس ہے۔ دار الفکر 261:2 / دار الکتب العلمیہ 253:2 [م۔ص]
2 عربی متون میں "800 اسکندری" کے بجائے "880 اسکندری" ہے۔ دار الفکر 261:2 / دار الکتب العلمیہ 253:2 [م۔ص]

بطریق اسکندریہ مرگیا۔ بجائے اس کے دامیانو مقرر کیا گیا۔ چھتیس برس تک یہ اس عہدے پر رہا۔ اس کے 12 جلوس میں بعد روانگی لشکر دیلم بہ ہمراہی سیف بن ذی یزن (تبابعہ) کے کسریٰ انوشیرواں مرگیا اور لشکر دیلم نے یمن کو ملوک حبشہ سے لے لیا۔ اسی وقت سے یمن میں سلاطین اکاسرہ کی حکمرانی کا پرچم اُڑنے لگا۔ بعد تیرہ برس کے یوشطونش قیصر بھی مرگیا۔

طباریش قیصر

بعد طباریش قیصر ہوا۔ ہرمز بن انوشیرواں کی حکومت کا تیسرا سال اور 894 [1] اسکندری تھا۔ اس کی حکومت تین برس رہی۔ اسی کے زمانے میں روم اور فارس کی مصالحت کا خاتمہ ہوکر لڑائیوں کا دوبارہ دروازہ کھلا؛ فارس کا لشکر خابور تک بڑھ آیا۔ موریق (بطریق روم) نے نکل کر لشکر فارس کو پسپا کیا۔ اس کے بعد ہی طباریش قیصر بھی آ پہنچا، جس سے فارس کو شکست فاش ہوئی اور بے حد لشکر فارس مارا گیا، چار ہزار کے قریب قید کر لیے گئے جو بعد ختم جنگ جزیرۂ قبرص [Cyprus] کو بھیج دیے گئے۔ بعد اس کے بہرام مرزبان نے ہرمز کسریٰ کا مخالف ہوکر اس کو ملک سے نکال دیا۔ ہرمز کسریٰ طباریش قیصر کے پاس چلا آیا اور اس نے اس کی چار ہزار [2] لشکر سے مدد کی۔ ہرمز کسریٰ نے بہ اعانت لشکر روم مدائن اور واسط کے مابین بہرام کا مقابلہ کیا اور اس کو شکست فاش دے کر دوبارہ تخت نشین ہوا۔ طباریش قیصر کی خدمت میں بے شمار مال واسباب اور تحائف بدرجہا زیادہ اس سے کہ قیصر نے اس کو دیا تھا، روانہ کیا اور کل وہ چیزیں اور بلاد جو کہ اس سے پیشتر فارس نے رومیوں سے چھین لیا تھا واپس کر دیا۔ طباریش قیصر کے کہنے سے مدائن اور واسط میں دو ہیکلیں بنوادیں۔ بعد اس کے طباریش قیصر مرگیا۔

موریکش قیصر

اور موریکش قیصر ہرمز کی حکومت کے چھٹے برس 895 اسکندری میں تخت نشیں ہوا۔ اس نے بہ اتفاق مورخین بیس برس حکمرانی کی۔ نیک سیرت اور عادل تھا، اس کے 11 جلوس میں کسی یہودی نے انطاکیہ میں مسیح کی تصویر کے ساتھ بے ادبی کی تھی، جس کی پاداش میں اکثر یہودی قتل

---

1. عربی نسخوں میں ''892 اسکندری'' ہے۔ دارالفکر 262:2 / دارالکتب العلمیہ 254:2۔ [م۔ص]
2. ''چار ہزار'' کے بجائے ''چالیس ہزار'' ہے۔ نسخۂ دارالفکر 262:2 / دارالکتب العلمیہ 254:2۔ [م۔ص]

کرڈالے گئے اور باقی جلاوطن کر دیے گئے۔اسی کے زمانۂ حکومت میں ہرمز کسریٰ کو بہرام نے جو اس کے قرابت مندوں میں سے تھا، تخت سے اتار دیا تھا اور خود تخت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا تھا۔ ہرمز کے بیٹے پرویز نے موریکش قیصر کے دربار میں استغاثہ پیش کیا۔موریکش قیصر نے اس کی امداد کی اور بہرام کو قتل کر کے ملک وتخت پرویز کو دے دیا۔ پرویز نے بھی اپنے باپ کی طرح تخت نشینی کے بعد قیصر کی خدمت میں تحائف اور بیش بہا اسباب روانہ کیا۔ پرویز نے موریکش قیصر کی لڑکی مریم سے خطبہ (منگنی) کیا۔موریکش نے اپنی لڑکی کا عقد پرویز سے کر دیا۔طرح طرح کی قیمتی چیزیں اور بیش بہا اسباب جہیز میں دیا۔

موریکش قیصر کا قتل

بعد چندے کسی غلام نے موریکش کو بطریق قوقا[1] کی سازش سے بہ حالت غفلت مارڈالا اور خود تخت قیصری پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا۔ یہ واقعہ 1914 اسکندری مطابق 15 جلوس پرویز میں واقع ہوا۔اس غلام نے آٹھ برس حکمرانی کی،موریکش کی اولاد کو چُن چُن کر قتل کیا۔اتفاق سے ایک لڑکا ان میں سے بچ کر طور سینا پر چلا گیا اور راہبانہ زندگی سے اپنی عمر کے بقیہ ایام پورے کیے۔

پرویز کی انتقامی کارروائی

اس واقعے کی اطلاع جب پرویز بادشاہ فارس کو ہوئی تو اس نے اپنے خسر کا بدلہ لینے کو لشکر مجتمع کیا۔ایک حصہ اپنے لشکر کا بہ سرکردگی ایک سپہ سالار کے قدس شریف کی طرف روانہ کیا اور اس سے یہود کے قتل کرنے اور ان کے شہروں کو ویران کرنے کا عہد لیا۔ دوسرا سپہ سالار مصر واسکندریہ کی جانب روانہ کیا۔تیسرا حصہ لشکر کا اپنے ہمراہ لے کر پرویز خود قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔

اس کا پہلا سپہ سالار جو شام کی طرف گیا تھا، اس نے برعکس عہد شام میں پہنچ کر جس وقت یہود طبریہ، [خلیل] وناصرہ اور صور اس کے پاس جمع ہو گئے، عیسائیوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا، ان کے کنائس (گرجے) منہدم کرادیے، ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا، صلیب اٹھا لے گئے۔عیسائی قیدیوں میں ذخرما [ذخریا] بطریق بھی تھا، اس کو مع صلیب کے مریم بنت موریکش زوجۂ پرویز نے اپنے شوہر سے مانگ لیا۔

---

[1] دارالفکر ایڈیشن میں ''قوقاص'' ہے۔263:2 [م۔ص]

الغرض شام جس وقت رومیوں سے خالی ہوگیا اور اہل فارس قسطنطنیہ پر چڑھے جا رہے تھے قدس، خلیل، طبریہ، دمشق اور قبرص کے یہودی بیس ہزار کے قریب مجتمع ہو کر صور پر قبضہ کرنے کو بڑھے۔ صور میں ان دنوں چار ہزار یہودی موجود تھے جن کو ان کے پہنچنے سے پہلے وہاں کے بطریق نے گرفتار کر لیا تھا۔ محاصر یہودیوں نے صور کے باہر کے کنائس (گرجے) منہدم کرنے شروع کر دیے اور بطریق یہودی قیدیوں کو قتل کر کے ان کے سروں کو محاصروں کی طرف پھینکنے لگا تا آنکہ مقید یہودی کل فنا ہو گئے۔ کسریٰ پرویز یہ سن کر قسطنطنیہ سے صور پر آ پہنچا۔ یہودی باغی اس کے آتے ہی شکست کھا کر بھاگ گئے۔

ابن عمید کہتا ہے کہ قوقاض [قوقاص] قیصر کی حکومت کے چوتھے برس یونا [یوحنا][1] الرحوم [الرحوم اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ نہایت رحم دل اور رقیق القلب[2] تھا۔] ملکیہ کا بطریق اسکندریہ دمصر میں مقرر ہوا۔ جب اس کو اہل فارس کے حملے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ مع والیِ اسکندریہ قبرص کو بھاگ گیا۔ سات برس تک اسکندریہ میں اس کی جگہ خالی رہی۔ فرقۂ یعقوبیہ نے اسکندریہ میں زمانۂ حکومت قوقاض قیصر میں انشطانیوش کو بطریق بنایا تھا جو بارہ برس تک بطریق رہا۔ فرقۂ ملکیہ نے مجبور ہو کر تبرکات کلیسا فرقۂ یعقوبیہ کو دے دیا اور یعقوبیہ وہاں کے گرجاؤں پر مسلط و مستولی ہو گئے۔ اثناشیوش بطریق انطاکیہ تحائف وہدایا لے کر اساقفہ اور راہبوں کے ہمراہ انشطانیوش سے ملنے کو آیا اور اس عہدے پر پہنچنے کی اس کو مبارک باد دی۔ وہ چالیس روز ٹھہر کر اپنے مقام پر چلا گیا اور انشطانیوش اپنی ولایت کے بارہویں برس تین سو بیس[3] برس بعد حکومت بادشاہ دیقلادیانوس کے مر گیا۔

ہرقل بطریق کی تاج پوشی

پرویز مہم صور سے فارغ ہو کر پھر قسطنطنیہ پر جا پہنچا اور نہایت سختی سے حصار کر کے رسد وغلہ کی

1. عربی نسخوں میں "یوحنا" ہے۔ [م۔ص]
2. اصل نسخے میں قلابین کی عبارت حاشیے میں ہے۔ ابن خلدون کی عبارت ہونے کی وجہ سے اس کو متن میں شامل کر دیا گیا ہے۔ [م۔ص]
3. عربی نسخوں میں "320" برس کے بجائے "330" برس ہے۔ دار الفکر 2:264، دار الکتب العلمیہ 2:255 [م۔ص]

آمد ورفت بند کر دی۔ بطریقیوں نے علوقیا میں مجتمع ہو کر بہ راہ دریا کھانے پینے کا کافی ذخیرہ ایک کشتی میں ہرقل [Heraclius] (ایک بطریق تھا) کے ہمراہ قسطنطنیہ میں پہنچا دیا۔ رومی محصور اس کشتی کے پہنچنے سے بہت خوش ہوئے، ہرقل کو انتظام ملکی میں شامل کر لیا اور قوقاص کی طرف سے بدظن ہو کر اس فتنے وفساد کا اس کو باعث سمجھ کر قتل کر کے 922 اسکندری میں ہرقل کو تخت قیصری پر بیٹھا دیا۔

ہرقل کی پرویز سے صلح کی درخواست

ہرقل [Heraclius] نے تخت پر بیٹھتے ہی پرویز کو بہ حکمت عملی قسطنطنیہ سے ٹال دیا اور اس کے بعد بے فکری کے ساتھ اکتیس برس چھ مہینے حکومت کرتا رہا۔ ابن الراہب کہتا ہے کہ اس نے بتیس[1] برس حکمرانی کی۔ بہ خیال ابن بطریق اس کی حکومت کا زمانہ اول سنہ ہجری سے شروع ہوتا ہے۔ ہروشیوش کہتا ہے کہ یہ واقعہ 9 ہجری کا ہے اور اس کو ہرقل[2] بن ہرقل بن انطونیش کہتے ہیں۔ جب یہ حکمراں ہوا تو اس نے پرویز کے پاس صلح کا پیام بھیجا، پرویز نے خراج کا مطالبہ کیا، ہرقل نے اس سے انکار کیا، پرویز نے ہرقل کا محاصرہ کر لیا۔

ہرقل کا فارس پر حملہ

پھر جب ہرقل [Heraclius] نے اس کے محاصرے سے اپنی مخلصی نہ دیکھی تو براہ فریب خراج دینا قبول کر لیا اور تاوان جنگ ادا کرنے کے لیے چھ مہینے کی مہلت مانگی۔ پرویز انقضائے[3] وعدہ کے انتظار میں ٹھہرا رہا اور ہرقل اپنے بھائی قسطنطین کو قسطنطنیہ میں چھوڑ کر پانچ ہزار رومیوں کو لے کر دوسری راہ سے فارس کی طرف چلا گیا۔ ملک فارس اپنے معین اور یاوروں سے خالی ہونے کے سبب سے ہرقل کے ہاتھوں خوب خوب خراب اور ویران ہوا۔ پرویز کسریٰ کے دونوں لڑکے قباد اور شیرویہ کو جو بطن مریم بنت موریکش سے تھے، ہرقل نے گرفتار کر لیا۔ حلوان اور

---

1 ابن الراہب کے مطابق ہرقل کی مدت حکومت اکتیس برس چھ مہینے ہے اور ابن بطریق کے نزدیک بتیس برس ہے؛ جیسا کہ ابن خلدون کی عربی عبارت سے واضح ہوتا ہے۔ عربی عبارت ملاحظہ ہو: ملك هرقل بعد ذلك إحدى وثلاثين سنة ونصف عند المسيحي وابن الراهب، واثنتين وثلاثين عند ابن بطريق دار الفكر 2:264 / دار الکتب العلمیہ 2:256۔ یعنی مسیحی اور ابن الراہب کے مطابق ہرقل نے اکتیس برس چھ مہینے اور ابن بطریق کے مطابق بتیس برس حکومت کی۔ [م۔ص]

2 ہرقل کو رومی زبان میں ''ارقلیس'' کہتے تھے۔ سکۂ ہرقلیہ درہم و دینار کا اسی کے عہد میں بنایا گیا۔ [مترجم]

3 = وعدے کا پورا ہونا۔ [م۔ص]

شہرزور ہوتے ہوئے مدائن کی طرف آیا۔ دجلہ سے عبور کر کے ارمینیہ کی طرف بڑھا۔ جب ہرقل قسطنطنیہ کے قریب پہنچا تو پرویز یہ سن کر اپنی سلطنت کو واپس ہوا۔

عامل دمشق کی اطاعت

پھر ہرقل نے اپنے 9 جلوس میں بہ غرض فراہمی مال و اسباب و ملک گیری خروج کیا۔ عامل دمشق منصور بن سرحون نے پہلے کسریٰ کا باج گزار اور مطیع ہونے کا عذر کیا لیکن جب ہرقل اس کے سر پر پہنچ گیا تو ایک لاکھ دینار دے کر اپنی جان بچائی۔ ہرقل نے مراحم خسروانہ کے لحاظ سے اس کو اس کے عہدے پر بحال رکھا۔

یہودیوں کے قتل عام کا حکم

بعد ازاں وہ بیت المقدس کی طرف گیا۔ یہودیوں نے تحائف پیش کیے، ہرقل نے ان کو اپنے ظل عاطفت[1] میں لیا۔ اساقفہ اور رہبان نے یہودیوں کی حرکات اور ظلم کی شکایت کی، جلے ہوئے کلیسوں کے کھنڈرات اور اپنے مقتولوں کی ہڈیوں کے ڈھیر دکھائے تب ہرقل نے اس وجہ سے برہم ہو کر یہودیوں کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ بے شمار یہودی آن واحد میں تلوار کے گھاٹ اتار دیے گئے سوائے ان یہودیوں کے جو مفرور یا روپوش ہو گئے تھے، کوئی نہ بچا۔

اس کے بعد ہرقل نے کنائس (کلیسوں) کو از سر نو تعمیر کرایا۔ اس کے 10 جلوس میں اندراسکون فرقۂ یعقوبیہ کا اسکندریہ میں بطریق مقرر ہوا۔ چھ برس تک اس عہدے پر رہا۔ اس کے مرنے کے بعد بنیامین سینتیس برس بطریق رہا۔ اس وقت تک مصر و اسکندریہ شاہ فارس کے ماتحت تھا۔

ہرقل کا مصر پر قبضہ

ہرقل مہم قدس شریف سے فارغ ہو کر مصر جا پہنچا اور اس نے اس پر بہ زور تیغ قبضہ حاصل کر لیا۔ اہل فارس کو قتل کیا، اسکندریہ میں قوس [قوفس] کو اپنا نائب مقرر کیا، یہ بطریق بھی تھا اور عامل بھی تھا۔

بنیامین کا خواب اور روپوشی

بنیامین نے اس کے مقرر ہونے سے پہلے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ کوئی شخص اس سے

---

1 = مہربانی کا سایہ۔ [م۔ص]

کہہ رہا ہے کہ "اٹھ اور روپوش ہو جا تا آنکہ خداوند کا غضب فرو ہو جائے" بنیامین خواب سے بیدار ہو کر روپوش ہو گیا اور ہرقل نے اس کے بھائی مینا کو گرفتار کر کے مذہب مقررۂ کونسل خلقدونیہ کا تبع کرنا چاہا، مینا نے انکار کیا، ہرقل نے اس کو زندہ آگ میں ڈال دیا، جب وہ جل کر خاک ہو گیا تو اس کی راکھ دریا میں بہادی گئی۔

ہرقل کی قسطنطنیہ واپسی

بعد ازاں ہرقل دمشق، حمص، حماۃ اور حلب سے بے شمار مال واسباب جمع کر کے قسطنطنیہ واپس آیا تھا۔ اس نے مصر کی آبادی بڑھائی اور وہ یوماً فیوماً آبادی اور صنعت وحرفت میں ترقی پذیر ہوتا رہا تا آنکہ اس کو عمرو بن العاص نے تین سو ستاون [357] برس بعد بادشاہ دیقلادیانوس کے فتح کیا۔ ہرقل نے بنیامین کو بعد چند روز کے امان دی اور وہ تیرہ برس کے بعد اسکندریہ میں واپس آیا۔

تاریخی معلومات

ابن عمید کہتا ہے کہ حکومت ہرقل کے گیارھویں برس 933 اسکندری مطابق 614 عیسوی میں تاریخ ہجری کی بنا پڑی۔

مسعودی کہتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت زمانۂ حکومت نیشطیانش ثانی میں ہوئی تھی، جس کو اس نے نوسطیونس لکھا ہے۔ اسی نے الرہا میں کلیسا بنوایا، بیس [20] برس اس کی حکومت رہی۔ اس کے بعد ہرقل بن نوسطیونس پندرہ برس حکمراں رہا، اسی نے سکۂ ہرقلیہ کا رواج دیا۔ بعد اس کے مورق بن ہرقل تخت قیصری پر جلوہ افروز ہوا۔ مسعودی کا یہ بھی بیان ہے [کہ] لوگوں میں مشہور یہ ہے کہ "واقعۂ ہجرت اور زمانۂ شیخینؓ عہد حکومت ہرقل بادشاہ روم میں گذرا ہے" پھر وہ کہتا ہے کہ "کتب سیر میں یہ تحریر ہے کہ ہجرت زمانۂ قیصر بن مورق میں ہوئی، بعدہٗ اس کا لڑکا قیصر بن قیصر زمانۂ ابوبکرؓ میں اور ہرقل بن قیصر زمانۂ عمرؓ میں تھا، اسی کے زمانے میں اسلامی فتوحات نے اس کو شام سے نکال باہر کیا تھا" یہ بھی اسی کا بیان ہے کہ قیاصرۂ متنصرہ کا زمانۂ حکومت ہجرت تک ایک سو پچھتر [175] برس تک رہا۔

طبری کہتا ہے کہ بہ قول نصاریٰ تعمیر بیت المقدس سے بعد تخریب بخت نصر کے، زمانۂ ہجرت تک کا فاصلہ ایک ہزار برس کا ہے۔ اور حکومت اسکندر سے ہجرت تک کا زمانہ نو سو بیس [920] برس اور اسکندر سے مولد عیسیٰ تک کا زمانہ تین سو تین [303] برس کا ہے۔ عیسیٰ کی عمر وقت رفعت بتیس [32] برس کی تھی، اور زمانۂ رفعت عیسیٰ سے ہجرت تک کا زمانہ پانچ سو پچاسی [585] برس میں محدود ہے۔

ہروشیوش کہتا ہے کہ ہرقل کی حکومت کے نویں برس 611 میں ایک ہزار ایک سو برس [1100] بعد بنائے رومہ ہجرت ہوئی ہے۔ اس نے اس کو ہرقل بن انطونیوس کا لڑکا بتایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اخبار قیاصرۂ متنصرہ از زمان ہرقل و دولت اسلامیہ تا زمان انقراض حکومت قیاصرہ

پرویز کی فوج کشی

ابن عمید کہتا ہے کہ 2 ہجری میں پرویز (بادشاہ فارس) نے ایک لشکر ممالک شام اور جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ اس نے ان ممالک پر قبضہ حاصل کر لیا، بلاد روم کو خوب پامال کیا۔ عیسائیوں کے کنائس (گرجے) منہدم کر دیے اور ان میں جو اسباب اور ظروف طلائی و نقرئی ملے لوٹ لیے گئے۔ پرویز نے ایک عیسائی طبیب کے کہنے سے (جو کہ اس کے پاس رہتا تھا) اہل الرہا کو یعقوبی مذہب کا مقلد بنایا اور اس سے پیشتر وہ ملکیہ مذہب رکھتے تھے۔

سپہ سالار پرویز کی بغاوت

پھر 7 ہجری میں شاہ فارس نے بلاد روم پر فوج کشی کی۔ اس فوج کا سپہ سالار مرزبانہ[1] شہر یار تھا۔ اس نے بلاد روم کو برباد و ویران کیا، قسطنطنیہ کا مدتوں محاصرہ کیے رہا۔ اثنائے

---

[1] مرزبانہ کے بجائے مرزبان ہونا چاہیے، جس کے معنی سردار یا سرحدی افسر کے ہیں۔ مرزبانہ میں "ہ" ضمیر غائب (مضاف الیہ) ہے۔ عربی عبارت یہ ہے بعث عساکرہ الفرس ومقتداھم مرزبانہ شھر یار (شاہ فارس نے فوج کشی کی، اس فوج کا سپہ سالار اس کا مرزبان (افسر) شہر یار تھا۔) مترجم علام کے "مرزبانہ شہر یار" لکھنے کی وجہ سے یہاں اشتباہ ہوتا ہے کہ اس سپہ سالار کا نام "مرزبانہ شہر یار" ہے۔ جبکہ ابن خلدون یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس فوج کے مرزبان (سپہ سالار) کا نام شہر یار ہے۔ [م۔ ص]

محاصرہ میں شاہ فارس کسی وجہ سے اس سے بدظن ورنجیدہ ہو کر دو بڑے [1] فوجی افسروں کے نام ایک خط (جس میں اس کی گرفتاری کا حکم تھا) روانہ کیا۔ اتفاق سے یہ خط ہرقل کے ہاتھ پڑ گیا، ہرقل نے بجنسہ یہ خط مرزبانہ [کذا] شہر یار کے پاس بھیج دیا۔ مرزبانہ [کذا] شہر یار یہ خط دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا، اپنے ولی نعمت قدیم سے باغی ہو کر ہرقل سے مدد کا خواستگار ہوا۔ ہرقل بنفسہ تین لاکھ رومی اور چالیس ہزار ترکمانوں کو لے کر اس کی مدد کو آیا، اور اس کے ہمراہ بلاد شام اور جزیرے کی طرف روانہ ہوا۔ جن شہروں کو اس سے پہلے شاہ فارس نے لے لیا تھا، اس نے ان کو فتح کر لیا۔ منجملہ ان کے ارمینیہ بھی تھا۔

پرویز کی شکست

بعد ازاں موصل کی طرف گیا۔ لشکر فارس سے مقابلہ ہوا، بے شمار فارس کا لشکر تہ تیغ ہوا، جو بچ گیا وہ جان بچا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ پرویز شاہ فارس چند ہمراہیوں کو لے کر مدائن سے بھاگ گیا۔ ہرقل نے اس کے خزائن پر قبضہ کر لیا۔ شیرویہ بن کسریٰ کو (جو ایک مدت سے قید میں تھا) شہر یار مرزبان نے قید سے نکال کر تخت حکومت پر بیٹھایا۔ ہرقل سے اور اس سے دوستانہ تعلقات قائم کیے گئے۔ اس کے بعد ہرقل مدائن سے مراجعت کر کے آمد میں آیا۔ بعد اس کے کہ اس کا بھائی تذاوس جزیرہ اور شام کا حکمران ہو گیا تھا۔ پھر وہ الرہا میں آیا اور ایک برس تک یہیں ٹھہرا رہا۔ اس نے عیسائیان یعقوبیہ کو پھر اسی مذہب کا پابند کر دیا جس کو انھوں نے بہ جبر واکراہ ترک کیا تھا۔

ہرقل کو دعوت اسلام

ابن عمید کے سوا دوسروں کی یہ روایت ہے کہ آخری 6 ہجری [2] جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کی معرفت ایک خط ہرقل کے پاس بھیجا تھا، جس میں جناب محتشم الیہ نے

---

1. عربی متن میں تثنیہ کا صیغہ نہیں بلکہ جمع کا صیغہ ہے۔ عربی عبارت فکتب الی المرازبة ہے۔ دار الفکر 2:266 / دار الکتب العلمیہ 2:258۔ ''مرازبہ'' مرزبان کی جمع ہے۔ اس جگہ ''دو بڑے فوجی افسروں'' کے بجائے ''دوسرے بڑے فوجی افسر'' ہونا چاہیے جیسا کہ ادارۂ الرشید دیو بند 1988 کے نسخے میں تصحیح کی گئی ہے۔ [م۔ص]

2. ابن حجر نے لکھا ہے کہ یہ خط ہرقل کے پاس 7 ہجری میں پہنچا تھا۔ ان دونوں روایتوں میں اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ آخر 6 ہجری میں خط روانہ کیا گیا اور اوائل 7 ہجری میں خط ہرقل کے پاس پہنچا۔ واللہ اعلم۔ [مترجم]

ہرقل کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ عبارت اس کی (جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے) یوں ہے :

بسم الله الرحمن الرحيم

من محمد رسول الله الى هرقل عظيم الروم

سلام على من اتبع الهدى

امابعد فإني أدعوك بدعاية الإسلام أسلم تسلم يوتك الله أجرك مرتين ، فإن توليت فإن عليك إثم الاريسيين. ويا أهل الكتاب تعالوا إلى كلمة سواءٍ بيننا وبينكم ان لا نعبد إلا الله و لانشرك به شيئا. و لايتخذ بعضنا بعضا أربابا من دون الله ، فإن تولّوا فقولوا اشهدوا بأنا مسلمون.

(شروع کرتا ہوں میں ایسے اللہ کے نام سے جو کہ رحمٰن اور رحیم ہے

از محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ ہرقل عظیم الروم۔

سلام اس شخص پر جو کہ ہدایت کا تابع ہو۔

بعد اس کے میں بیشک تجھ کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لا، سلامت رہے گا، خدا تجھ کو دو چند اجر دے گا۔ اور اگر تو نے اسلام لانے سے منہ پھیرا تو بیشک تجھ پر تیرے متبعین کا بھی گناہ ہوگا۔ اور اے اہل کتاب آؤ ایسے کلمے کی طرف جو کہ ہم میں اور تم میں برابر ہے، یہ کہ پرستش نہ کریں ہم کسی کی، سوائے اللہ کے اور یہ کہ کسی کو اس کا شریک نہ کریں اور یہ کہ سوائے اللہ کے ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔ پس اگر اس سے بھی وہ روگردانی کریں تو کہو تم کہ گواہ رہو تم اس امر کے کہ

ہم مسلمان ہیں۔)

ہرقل کے پاس جس وقت یہ خط پہنچا، اس نے لوگوں کو ایک جلسے میں مجتمع کیا، جو قبیلۂ قریش کے اس وقت وہاں موجود تھے اور اس نے ان کو دریافت کیا جو نسباً رسول اللہ علیہ التحیات والصلوات سے قریب تھا۔ ان لوگوں نے ابوسفیان بن حرب کی طرف اشارہ کیا۔ ہرقل نے ابوسفیان کو دیکھ کر موجودین قریش سے کہا کہ "میں اس سے (ابوسفیان) اس شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا حال دریافت کیا چاہتا ہوں، تم لوگ ذرا سنتے رہنا کہ یہ کیا کہتا ہے، بعد اس کے ہرقل نے ابوسفیان سے وہ حالات دریافت کیے جو کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے ضروری یا کہ ان کو اس سے منزہ اور پاک ہونا لازم ہوتا ہے۔ چنانچہ ابوسفیان نے اس کے کل سوالات کے جوابات صحیح طور سے دے دیے۔ [ہرقل] کل امور سے خوب واقف تھا، آسمانی کتابوں پر اس کی نظر تھی، اس نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی، جیسا کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط بدست شجاع بن وہب اسدی حرث ابن ابوشمر غسانی والیٔ غسان (سرزمین بلقا ملک شام) کے پاس بہ غرض دعوت اسلام روانہ کیا۔ شجاع ابن وہب روایت کرتے ہیں کہ جس وقت میں یہ خط لے کر حرث کے پاس پہنچا، اس وقت یہ غوطہ (دمشق) میں قیصر کے اتارنے کی تیاری کر رہا تھا، چند دنوں وہ مجھ سے غافل ہو گیا، ایک روز اس نے مجھے طلب کیا اور نامہ نامی پڑھ کر کہنے لگا "وہ کون شخص ہے جو مجھ سے میرا ملک لے لے گا، میں خود اس کی طرف بڑھتا ہوں اگرچہ وہ یمن میں ہو" اس کے بعد وہ تیاری میں مصروف ہوا اور قیصر کو اس حال سے آگاہ کیا، قیصر نے اس کو اس عزیمت [ارادے] سے روک دیا، تب اس نے مجھے واپس ہونے کا حکم دیا۔

غزوۂ موتہ (شام پر مسلمانوں کا پہلا حملہ)

8 ہجری میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کو شام کی طرف بڑھنے کا حکم صادر فرمایا، یہ لڑائی غزوۂ موتہ [1] کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں تین ہزار مسلمان تھے، اس لشکر کی سرداری زید بن حارثہ کو مرحمت ہوئی تھی، روانگی کے وقت آپ نے فرمایا تھا کہ اگر زید بن

---

[1] اس غزوہ اور نیز دوسرے غزوات کے مفصل حالات آئندہ اسلامی تاریخ میں بیان کیے جائیں گے۔ [م۔ص]

حارثہ لڑائی میں کام آ جائیں تو جعفر ابن ابو طالب، پھر عبداللہ ابن رواحہ یکے بعد دیگرے سردار بنائے جائیں۔ الغرض جس وقت یہ لشکر معان (سرزمین شام) میں پہنچا، ہرقل بھی ایک لاکھ رومی اور چند فوجیں[1] جذام، غید، بہرام اور بلقین[2] کو لیے ہوئے ماب[3] (سرزمین بلقا) میں ان کی جلوگیری[4] کو آ پہنچا۔ بلقین کا سردار مالک بن زافلہ تھا، مسلمانوں کا لشکر دو شب تک معان میں ٹھہرا رہا، بعد اس کے بہ قصد حملہ بلقا کی طرف بڑھا، ہرقل نے ماب [صاب] سے نکل کر مقام موتہ میں اس کا مقابلہ کیا، لڑائی نہایت سخت اور خوفناک تھی، پہلے زید پھر جعفر پھر عبداللہ شہید ہوئے اور جب خالد بن ولید سردار بنائے گئے تو انھوں نے لڑائی موقوف کر دی اور لشکر اسلام کو لے کر مدینہ واپس آئے[5]۔

غزوۂ تبوک (دوسرا حملہ)

پھر 9 ہجری میں بعد فتح مکہ وحنین وطائف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روم پر جہاد کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ لڑائی غزوۂ تبوک کے نام سے مشہور ہے۔ جس وقت جناب موصوف مقام تبوک میں پہنچے، والیان ایلہ وجربا واذرح خدمت مبارک میں آئے اور جزیہ دینا منظور کیا۔ والی ایلہ ان دنوں یوحنا بن روبہ بن نقابہ [نفاشہ[6]] (از بطون جذام) تھا۔ اس نے ایک خچر سفید بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ اور خالدؓ بن ولید دومۃ الجندل کی طرف بھیجے گئے تھے، وہاں کا حاکم اکیدر بن عبدالملک تھا۔ اس کو خالد بن ولید نے ایک روز چاندنی شب میں گرفتار کر لیا اور اس کے

---

1 ابن اثیر نے لکھا ہے کہ عرب مستعربہ لخم وجذام وبلقین کی تعداد بھی ایک لاکھ تھی۔ [مترجم]
2 عربی نسخوں میں "بلی" ہے۔ دارالفکر 2:267 / دارالکتب العلمیہ 2:259 [م۔ص]
3 عربی نسخوں میں "صاب" ہے۔ دارالفکر 2:267 / دارالکتب العلمیہ 2:259۔ [م۔ص]
4 = روک تھام [م۔ص]
5 ابن اثیر لکھتا ہے کہ پہلی لڑائی مشارف میں ہوئی، پھر یہاں سے مسلمان ہٹ کر موتہ میں آئے تھے۔ مسلمانوں کے میمنہ کے افسر قطبہ بن قتادہ عذری اور میسرہ کے سردار عبایہ بن مالک انصاری تھے۔ لڑائی نہایت سختی اور تیزی سے شروع ہوئی۔ جب زید بن حارثہ اثنائے لڑائی میں شہید ہوئے تو حسب حکم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رایت [جھنڈا] اسلام جعفر بن ابوطالب نے لیا، جب یہ بھی شہید ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ نے سنبھالا، جب یہ بھی شہید ہو گئے تو ثابت بن ارقم انصاری سردار ہوئے، پھر سبھوں نے مل کر خالد بن ولید کو امیر مقرر کیا، انھوں نے مصلحتاً لڑائی موقوف کر دی اور لوٹ آئے۔ [مترجم]
6 عربی نسخوں میں "نفاشہ" ہے۔ دارالفکر 2:267 / دارالکتب العلمیہ 2:259۔ [م۔ص]

بھائی کو مار ڈالا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس وقت یہ حاضر لایا گیا آپؐ نے اس کا خون مباح کر دیا، لیکن اس نے بھی جزیہ دینا منظور کر لیا، جس سے اس کی جان بچ گئی اور اپنے شہر کو لوٹا دیا گیا۔ تقریباً دس شب تک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں مقیم رہے۔ جب کوئی شخص نہ تو رومیوں میں سے اور نہ تو عرب متنصرہ سے مقابلے پر آیا تو آپؐ مدینے کو واپس آئے۔ اس کے بعد جب ہرقل کو یوحنا کے حالات سے آگاہی ہوئی تو اس نے بہ نظر تنبیہ اسی کے شہر میں اس کے قتل اور صلیب دیے جانے کا حکم دیا۔ انتھی الکلام من غیر ابن العمید (ابن عمید کے سوا دوسروں کا کلام تمام ہوا۔)

اسلام دمشق میں

ابن عمید کہتا ہے کہ 13 ہجری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عساکر اسلامیۂ عرب کو شام کے فتح کرنے کو روانہ کیا۔ عمرو بن العاصی [العاص] فلسطین پر، یزید [بن[1] ابی سفیان حمص پر اور شرحبیل بن حسنہ بلقا پر بھیجے گئے۔ ان سب کے افسر اعلیٰ ابوعبیدہ بن الجراح تھے اور خالد بن سعید بن العاصی [العاص] کو سماوہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا۔ ماہاب پادری رومیوں کا ایک گروہ لیے ہوئے ان کا مقابل ہوا، خالدؓ نے اس کو دمشق کی طرف ہزیمت دے کر مرج الصفر ا[2] میں قیام کیا، پھر آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا اور اس پر دوبارہ حملہ کیا۔ ماہاب بطریق عساکر اسلامیہ کی طرف لوٹ پڑا، اس لڑائی میں اس کا لڑکا مارا گیا۔ اسی اثنا میں حضرت ابوبکرؓ نے خالد بن ولید کو عراق سے شام میں مسلمانوں پر افسر اعلیٰ مقرر کر کے روانہ کیا۔ چنانچہ لشکر اسلام خالدؓ بن ولید کی ماتحتی میں دمشق کی طرف بڑھا اور اس کو فتح کر لیا، جیسا کہ ہم فتوحات اسلامیہ میں بیان کریں گے۔

جنگ یرموک

عمرو بن العاصی [العاص[3]] نے اطراف فلسطین پر حملہ کیا۔ رومیوں نے نہایت

---

1. اصل نسخے میں ''یزید ابی سفیان'' ہے۔ حالانکہ عربی نسخوں میں ''یزید بن ابی سفیان'' ہے۔ دار الفکر 2:268 / دار الکتب العلمیہ 2:259۔ اس لیے متن میں [بن] کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ [م۔ص]
2. دار الفکر کے نسخے میں ''مرج الصفرا'' ہے 2:268، اور دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں ''موضع الصفرا'' ہے 2:260۔ بہرحال ''مرج الصفرا'' پیش نظر عربی نسخوں میں نہیں ہے۔ [م۔ص]
3. دار الفکر کے نسخے میں ''عمرو بن العاص'' ہے اور دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں ''عمرو بن العاصی'' ہے۔ [م۔ص]

مستعدی سے اس کا جواب دیا، لیکن ان کی قسمت میں ناکامی پہلے سے لکھی جا چکی تھی۔ وہ ہزیمت پا کر میدان جنگ سے بھاگ کر بیت المقدس اور قیساریہ میں پناہ گزیں ہو گئے۔ اس کے بعد عساکر روم نے ہر طرف سے دو لاکھ چالیس ہزار کی جمعیت سے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کی تعداد اس وقت تقریباً تیس ہزار تھی۔ دونوں لشکروں کا مقابلہ مقام یرموک میں ہوا۔ رومیوں کو باوجود اس کثرت کے ہزیمت ہوئی اور ان میں بے شمار رومی مارے گئے۔ یہ واقعہ 15 ہجری کا ہے۔ اس لڑائی کے بعد رومیوں کو ہزیمت پر ہزیمت ہوتی گئی۔

فتح قنسرین

پھر ابو عبیدہؓ اور خالدؓ بن ولید نے حمص کا محاصرہ کیا اور جزیہ لے کر اہل حمص سے صلح کر لیا۔ بعد اس کے خالدؓ بن ولید قنسرین پر جا پہنچے، میناس پادری نے رومیوں کو مجتمع کر کے ان کا مقابلہ کیا، خالدؓ بن ولید نے نہایت تیزی سے اس کو ہزیمت دے کر قنسرین کو فتح کر لیا۔ اس لڑائی میں بھی رومیوں کی ایک تعداد کثیر ماری گئی۔

محاصرۂ بیت المقدس

عمرو بن العاصی [العاص] اور شرجیل بن حسنہ نے شہر رملہ [Ramleh] کا محاصرہ کیا۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب شام میں آئے اور اہل رملہ پر جزیہ مقرر کر کے صلح کر لیا، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے عمرو اور شرجیل کو بیت المقدس کے محاصرہ کرنے کو روانہ کیا۔ جب اہل قدس طولِ محاصرہ اور کثرتِ جدال وقتال سے تنگ آ گئے تو انھوں نے صلح کا پیام اس شرط سے بھیجا کہ بذاتِ خود حضرت عمرؓ فاروق آ کر انھیں امان دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عطا کردہ امان نامہ

چنانچہ جناب موصوف آئے اور ان کو امان نامہ اس طور پر لکھ دیا :

بسم الله الرحمن الرحيم

من عمر بن الخطاب لأهل إيليا إنهم آمنون على دمائهم و أولادهم ونسائهم وجميع كنائسهم لا تسكن و لا تهدم.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عمر بن الخطاب کا اہل ایلیا (بیت المقدس) کے لیے یہ ہے کہ بیشک ان
کو، ان کی جانوں اور اولادوں اور عورتوں کو امان دی جاتی ہے اور
کل کنائس (گرجے) نہ تو آباد کیے جائیں گے اور نہ مسمار کیے
جائیں گے۔

حضرت عمرؓ فاروق کی رواداری

اس کے بعد خلیفۂ ثانی عمرؓ بن الخطاب بیت المقدس میں داخل ہوئے اور گرجا قمامہ[1] کے صحن میں بیٹھے رہے، نماز کا وقت آیا تو پادری سے فرمایا کہ "نماز پڑھا [کذا] چاہتا ہوں" بطریق نے عرض کیا "اسی مقام پر نماز پڑھ لیجئے" جناب موصوف نے اس سے انکار کیا اور قمامہ کے باہر دروازے پر تنہا نماز ادا کی۔ اور جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو بطریق سے مخاطب ہو کر فرمایا "اگر میں کلیسا کے اندر [نماز] پڑھتا تو میرے بعد مسلمان کلیسا پر قبضہ کر لیتے، اس حیلے سے کہ عمر نے یہیں نماز پڑھی تھی، عمرؓ ابن الخطاب نے علاوہ اس امان نامہ کے یہ بھی لکھ دیا کہ "قمامہ کے درجے[2] میں نہ تو نماز پڑھی جائے اور نہ اذان دی جائے۔"

مسجد کی تعمیر

اس کے بعد [حضرت عمرؓ نے] پادری سے مخاطب ہو کر کہا کہ "ہم کو ایسا مقام بتاؤ جہاں ہم مسجد بنائیں، بطریق نے کہا کہ "صخرہ زیادہ مناسب ہوگا جس پر یعقوب علیہ السلام سے اللہ جل شانہٗ نے کلام کیا ہے۔"

عمرؓ ابن الخطاب نے صخرہ کو پسند فرما لیا اور بنفسہٖ اس کو صاف کرنے لگے، آپ کو صاف کرتے ہوئے دیکھ کر اور مسلمانوں نے بھی ہاتھ لگا دیا، فوراً دم زدن میں صاف ہو گیا۔ عمر ابن الخطاب نے اپنے مبارک ہاتھ سے مسجد کی بنا ڈالی۔

---

1 گرجا قیامہ بھی اس کو کہتے ہیں۔ بہ حوالہ حاشیہ نسخۂ دار الفکر 2:268۔ [م۔ص]
2 = زینہ، سیڑھی۔ [م۔ص]

مصر کا محاصرہ

بعد ازاں عمرؓ بن العاصی [العاص] کو مصر کا محاصرہ کرنے کو بھیجا اور ان کی مدد کو زبیر ابن العوام کو چار ہزار مسلمانوں کا افسر مقرر کر کے روانہ کیا۔ مقوقس والیِ مصر نے جزیہ (خراج) دے کر صلح کر لیا۔ پھر عمرؓ بن العاصی [العاص] نے اس مہم سے فارغ ہو کر اسکندریہ کا رخ کیا۔ بعد چند ایام کے محاصرے کے اس کو بھی فتح کیا۔

منصور بن سرحون اور ماہاب بطریق کی جنگ

[17[1] ہجری] (مطابق 638) میں بادشاہ روم (ہرقل) عیسائیان جزیرہ کی تحریک سے مسیحی لشکر لے کر حمص کی طرف بڑھا۔ حمص میں ان دنوں ابوعبیدہؓ ابن الجراح موجود تھے، انھوں نے ہرقل کو ہزیمت دی، وہ میدان جنگ سے بھاگ کر انطاکیہ کی طرف آیا۔ اسی اثنا میں مسلمانوں کے نامی نامی سردار فلسطین، طبریہ اور کل ساحل فتح کر چکے تھے، جس سے عرب متنصرہ غسان، لخم، جذام میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہو گیا تھا۔ ہلاب [ماہاب[2]] پادری ان کا افسر ہو کر مسلمانان عرب سے لڑنے کو چلا۔ منصور بن سرحون نے اپنے عامل دمشق سے مالی مدد طلب کی، منصور بن سرحون نے چونکہ اس سے پہلے سے کشیدہ خاطر تھا، مدد دینے سے انکار کیا۔ ماہاب بطریق برہم ہو کر مسلمانان عرب سے اعراض کر کے دمشق کی جانب بڑھا، لیکن اس کی روانگی سے پہلے عامل دمشق منصور کچھ سوچ سمجھ کر سامان رسد و غلہ لے کر دمشق سے نکلا، اتفاقات زمانہ سے جس وقت یہ مقام جابیہ خولان میں پہنچا، اسی روز شب کو لشکر روم بھی آ گیا۔ عامل دمشق نے طبل اور بگل بجایا، لشکر ماہاب نے یہ خیال کر کے کہ یہ لشکر مسلمانان عرب کا ہے، حملہ کر دیا۔ دونوں میں خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی، صدہا جانیں ضائع ہو گئیں۔ ماہاب بطریق مارے شرم کے طور سینا پر چلا گیا اور وہیں راہبانہ زندگی سے اپنی بقیہ عمر تمام کر دی۔

---

1 اصل نسخے میں 17 ہجری کے بجائے 10 ہجری ہے۔ حالانکہ عربی نسخوں میں 17 ہجری ہے۔ دارالفکر 2:269 / دارالکتب العلمیہ 2:261۔ عیسوی سال 638 سے 17 ہجری کی مطابقت بھی ہو رہی ہے۔ اس لیے متن میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ [م۔ ص]

2 عربی نسخوں میں ''ماہاب'' ہے۔ دارالفکر 2:269 / دارالکتب العلمیہ 2:261۔ [م۔ ص]

فتح دمشق

بقیہ لشکر روم نے منصور کے ہمراہ دمشق میں جا کر دم لیا۔ مسلمانوں نے مناسب موقع سمجھ کر دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ دوسری طرف سے رومیوں نے بھی جمع ہوکر اس کو گھیر لیا۔ بعد چھ مہینے کے منصور عامل دمشق مجبور ہوکر خالد بن ولید سے امان کا خواستگار ہوا۔ خالد بن ولید نے اس کو امان دیا اور باب شرقی سے شہر میں داخل ہوئے۔ رومی لشکر دوسرے دروازوں سے نکل کر بھاگ گیا۔ علاوہ خالد بن ولید کے اور امرائے اسلام جو دوسرے دروازوں سے بہ زور تیغ داخل ہوئے تھے اور ان کو اس امان دہی کی اطلاع نہ تھی؛ اس وجہ سے کسی قدر دمشق لوٹا گیا۔ بعد ازاں اہل دمشق کو وہی رعایتیں دی گئیں جو اہل اسکندریہ کو عمرو بن العاصی [العاص] نے دی تھیں۔

ہرقل کے بعد

ان واقعات کے بعد ہرقل 21 ہجری (مطابق 641) میں اکتیس برس حکومت کرکے مر گیا۔ بجائے اس کے قسطنطنیہ میں رومیوں کا بادشاہ قسطنطین بن ہرقل ہوا۔ اس کو چھ مہینے کے بعد اس کی کسی سوتیلی ماں نے مار ڈالا، تب بجائے اس کے ہرقل بن ہرقل تخت نشین ہوا۔ بعد چندے رومیوں نے اس کو تخت سے اتار کر مار ڈالا اور قسطنطیوس [1] بن قسطنطین کو تخت حکومت پر بیٹھایا، یہ چھ برس [2] حکومت کرکے [37 ہجری] [3] (مطابق 657 عیسوی) میں ہلاک ہوگیا۔

امیر معاویہؓ کی روم پر فوج کشی

اسی زمانے میں امیر معاویہؓ نے 24 ہجری میں بلاد روم پر چڑھائی کی۔ وہ ان دنوں شام کے امیر تھے، انھوں نے اکثر شہروں کو فتح کیا۔ بعد اس کے مسلمانوں نے بہ راہ دریا قبرص پر فوج کشی کی، اس کے اکثر قلعات کو فتح کرکے 27 ہجری میں اہل قبرص پر جزیہ (خراج) قائم کیا۔

---

1. پیش نظر عربی نسخوں میں "قسطنطیوس" ہے۔ دارالفکر 2:269 / دارالکتب العلمیہ 2:261۔ [م-ص]
2. عربی متن میں چھ [6] برس کے بجائے سولہ [16] برس مدت حکومت ہے۔ دارالفکر 2:269 / دارالکتب العلمیہ 2:261۔ [م-ص]
3. اصل نسخے میں 37 ہجری کے بجائے 27 ہجری ہے۔ حالانکہ عربی نسخوں میں 37 ہجری ہے۔ دارالفکر 2:269 / دارالکتب العلمیہ 2:261۔ اصل نسخے میں بظاہر کتابت کی غلطی ہے اس لیے کہ 37 کے حساب سے ہی 657 عیسوی ہوتا ہے۔ [م-ص]

عمروؓ بن العاص کا امان نامہ

عمرو بن العاصی [العاص] نے جس وقت اسکندریہ کو فتح کیا تھا تو بنیامین بطریق یعقوبیہ کو امان نامہ لکھ دیا تھا، چنانچہ وہ بعد تیرہ برس کے واپس آیا، اس کو ہرقل نے اول سنہ ہجری میں اسکندریہ کا متولی کیا تھا جیسا کہ ہم نے اس سے پیشتر بیان کیا۔ لیکن جب شاہ فارس نے مصر واسکندریہ پر زمانہ حصار قسطنطنیہ میں قبضہ کرلیا تھا اور دس برس تک اس کی وہاں حکومت رہی، تو اسی زمانے میں بنیامین روپوش ہوگیا تھا۔ دس برس یہ اور تین برس زمانہ حکومت اسلامیہ میں غائب رہا، پھر جب عمرو بن العاصی [العاص] نے اس کو امان دیا تو وہ اسکندریہ میں واپس آیا اور 39 ہجری مطابق 659 میں مرگیا۔ بجائے اس کے اغاثوا اسکندریہ کے گرجا کا سترہ برس عہدے دار رہا، جب قسطنطیوس [قسطیوس] بن قسطنطین 37 ہجری مطابق 657 میں ہلاک ہوا تو بجائے اس کے رومیوں کا بادشاہ اس کا لڑکا یوطیانوس بارہ برس تک رہا۔ 50 ہجری میں اس کے مرنے کے بعد طیباریوس بادشاہ ہوا، اس کی حکومت سات برس رہی۔

یزید بن معاویہ کی قسطنطنیہ پر فوج کشی

اسی کے زمانے میں یزید بن معاویہ نے بہ سرگروہی عساکر اسلامیہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی، ایک مدت تک اس کو محاصرے میں رکھا۔ ابوایوب انصاریؓ اس کے [قسطنطنیہ] حصار میں شہید ہوئے اور وہیں دفن کر دیے گئے۔ محاصرے کے چند دنوں کے بعد یزید بن معاویہ اور طیباریوس قیصر سے اس امر پر صلح ہوئی کہ شام کے کل کنائس (گرجے) معطل کر دیے جائیں اور کوئی شخص ابوایوبؓ کی قبر سے کچھ تعرض نہ کرے۔ اس مصالحت کے ہو جانے سے اسلامی لشکر واپس آیا اور طیباریوس قیصر 58 ہجری مطابق 677 میں مار ڈالا گیا۔

اوغشطش قیصر

تخت قیصری پر اوغشطش [Augustus] جانشین ہوا۔ اس کے زمانہ حکومت میں اغاثوا بطریق یعقوبیہ اسکندریہ میں مرگیا اور یوحنا بطریق مقرر کیا گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اوغشطش قیصر کو کسی خادم نے مار ڈالا۔

اصطفانیوس قیصر

بعدہ اس کا لڑکا اصطفانیوس قیصر ہوا۔ یہ 65 ہجری مطابق 684 زمانہ حکومت عبدالملک بن مروان میں تھا۔ عبدالملک بن مروان نے اپنے عہد حکومت میں مسجد اقصیٰ کو بڑھایا۔ صخرہ کو حرم میں داخل کرلیا۔ بعد چندے اصطفانیوس نے سلطنت چھین لی گئی۔

لاون اور اس کے بعد طیباریوس ثانی

اور لاون بادشاہ بنایا گیا۔ 78 ہجری مطابق 697 میں مر گیا۔ اور طیباریوس ثانی قسطنطنیہ کا بادشاہ ہوا۔ سات برس اس کی حکومت رہی۔ 86 ہجری مطابق 705 میں یہ ہلاک ہوا۔

سطیانوس اور جامع مسجد دمشق کی تعمیر

اور سطیانوس حکمران مقرر کیا گیا۔ یہ زمانہ حکومت ولید بن عبدالملک میں تھا، یہ وہی شخص ہے جس نے دمشق میں جامع مسجد بنی امیہ بنوائی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اس مسجد کی تعمیر میں چار سو صندوقیں صرف کیں، ہر صندوق میں چودہ چودہ لاکھ دینار تھے، مسجد میں چھ سو [600] زنجیریں طلائی قندیلوں کے لٹکانے کو تھیں۔ زینت اور آرائش ایسی تھی کہ جس سے دیکھنے والوں کو چکا چوندھ ہوتا تھا، اور مسلمان فتنے میں پڑتے تھے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے زمانہ حکومت میں ان سب چیزوں کو اتار کر بیت المال میں داخل کر دیا۔

تداوس اور اس کے بعد لاون ثانی

101 ہجری مطابق 719 میں سطیانوس کے بعد ڈیڑھ برس تک تداوس حکمراں رہا۔ بعد ازاں لاون ثانی چوبیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔

قسطنطین بن لاون ثانی

بعدہٗ اس کا لڑکا قسطنطین تخت نشین ہوا۔ 113 ہجری میں ہشام بن عبدالملک صائفہ یسریٰ اور اس کے بھائی سلیمان صائفہ یمنی نے رومیوں پر چڑھائی کی۔ قسطنطین نے اس کا مقابلہ کیا۔ میدان جنگ سے اس کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ نکلا اور یہ خود گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن بعد چندے آزاد کر دیا گیا۔ زمانہ حکومت مروان بن محمد اور ولایت موسیٰ بن نصیر میں عیسائیان اسکندریہ اور مصر تباہی اور ذلت میں پڑے، صدقہ اور خیرات پر بطریق کا گذران ہونے لگا۔ جب

اس کی خبر بادشاہ نوبہ [Nubia] کو پہنچی تو وہ ایک لاکھ فوج لے کر مصر پر چڑھ آیا، لیکن عامل مصر کی تیزی اور ہوشیاری سے بلا جدال وقتال واپس گیا۔ زمانۂ ہشام بن عبدالملک میں فرقۂ ملکیہ کے کنائس (گرجے) گروہ یعقوبیہ کے ہاتھوں سے نکال لیے گئے اور ان کا انھیں کے مذہب کا بطریق مقرر کیا گیا۔

قسطنطین ثانی بن لاون

ان واقعات کے تمام ہونے پر قسطنطنیہ میں ایک شخص جو خاندان شاہی سے نہ تھا، جرجس نامی بادشاہ ہوا اور نہایت ابتری اور سوء حالی سے زمانۂ سفاح اور المنصور تک باقی رہا۔ اس کے مرنے کے بعد قسطنطین ثانی بن لاون بادشاہ ہوا۔ اس نے متعدد شہر آباد کیے، اہل ارمینیہ کو ان میں آباد کیا۔
جب یہ مر گیا تو لاون بن قسطنطین ثانی اور اس کے مرنے کے بعد نغفور [نقفور][1] بادشاہ ہوا۔

نقفور اور ہارون رشید

187 ہجری مطابق 802 میں خلیفہ الرشید [ہارون] نے قلعۂ ہرقلہ کا محاصرہ کیا۔ نغفور [نقفور] نے خراج دے کر صلح کر لیا۔ خلیفہ الرشید [ہارون] مراجعت کر کے رقہ میں آیا اور تا انقضائے موسم سرما یہیں ٹھہرا رہا۔ نغفور [نقفور] نے، یہ سمجھ کر کہ خلیفہ الرشید [ہارون] چلا گیا ہے، عہد شکنی کی۔ خلیفہ الرشید [ہارون] یہ سن کر لوٹ پڑا اور نہایت سختی کے ساتھ اس معاہدے کی اس سے پابندی کرائی اور خراج لیا۔ اس کے بعد عساکر صائفہ سرحد صفصاق سے داخل ہوئے، سرزمین روم کو اپنے تیز گھوڑوں کی جولاں گاہ بنایا۔ نغفور [نقفور] نے ہر چند ان کی مدافعت کی کوشش کی لیکن اس کی قسمت نے اس کا ساتھ نہ دیا، مقام صنعا[2] [Sana] میں نغفور [نقفور] کو ہزیمت ہوئی، چالیس ہزار رومی مارے گئے اور نغفور [نقفور] زخمی ہو کر میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگ نکلا۔

پھر 190 ہجری مطابق 805 میں خلیفہ الرشید نے اس پر چڑھائی کی، ایک لاکھ تیس[3] ہزار فوج اس کے ہمراہ تھی۔ قلعۂ ہرقلہ میں سب سے پہلے اسی نے اسلامی جھنڈا گاڑا۔ سولہ ہزار

---

1 عربی نسخوں میں "نقفور" ہے۔ [م۔ص]
2 عربی نسخوں میں "شعا" ہے یعنی "ص" کے بجائے "ش" ہے۔ دارالفکر 2:272 / دارالکتب العلمیہ 2:264۔ [م۔ص]
3 عربی نسخوں میں فوج کی تعداد ایک لاکھ پینتیس ہزار [135000] ہے۔ دارالفکر 2:272 / دارالکتب العلمیہ 2:264۔ [م۔ص]؟

رومی علاوہ بحر وچین قید کر لیے گئے۔ نقفور [نقفور] نے مجبور ہو کر جزیہ (خراج) دینا قبول کیا اور تا عمر اس عہد کی پابندی کرتا رہا تا آنکہ زمانہ خلافت امین میں یہ مر گیا۔

استبراق اور مامون رشید

اور بجائے اس کے استبراق[1] قیصر تخت نشیں ہوا۔ 215 ہجری مطابق 830 میں پھر خلیفہ الرشید [مامون] نے بلاد روم پر حملہ کیا، متعدد قلعات فتح کر کے دمشق [Damascus] میں واپس آیا۔ پھر وہ یہ سن کے کہ بادشاہ روم نے طرطوس[2] اور مصیصہ پر حملہ کر کے تقریباً ایک ہزار چھ سو آدمیوں کو مار ڈالا ہے، اٹھ کھڑا ہوا اور انطواغوا کا محاصرہ کر کے اس کو بہ صلح و امان فتح کر لیا۔ بعدہ المعتصم نے حملہ کر کے تقریباً تیس قلعے رومیوں سے چھین لیے۔ یحییٰ بن اکثم نے رومیوں کے بلاد کو خوب خوب پامال کیا۔ اس کے بعد خلیفہ الرشید [مامون] دمشق کی طرف لوٹا اور بعد چندے بہ غرض جہاد بلاد روم میں داخل ہوا، اپنے مولا (غلام آزاد) عجیف کو ایک دستۂ فوج کا افسر مقرر کر کے شہر لؤلؤہ کے محاصرہ کرنے کو بھیجا۔ قیصر روم اس واقعے سے مطلع ہو کر شہر لؤلؤہ کی مدد کو آ پہنچا۔ الرشید [مامون] نے عجیف کی مدد پر ایک دوسری فوج بھیج دی۔ قیصر روم اپنے کو ان کے مقابلے سے عاجز دیکھ کر خائب[3] وخاسر لوٹ آیا اور شہر بہ صلح فتح کر لیا گیا۔

بعد اس کے الرشید [مامون] نے سلعوس اور بروہ کو فتح کیا اور اپنے لڑکے عباس کو بہ سرگروہی عساکر اسلامیہ رومیوں پر حملہ کرنے کو روانہ کیا۔ اس نے بھی رومیوں کے شہروں کو لوٹا اور غارت کیا اور ایک شہر میل مربع میل آباد کیا، اس کی شہر پناہ کے چار دروازے بنوائے، بلاد روم کو تا حیات پامال کرتا رہا تا آنکہ بہ حالت جہاد 418[4] ہجری میں اس کا انتقال ہو گیا۔ 223 ہجری مطابق 837 میں خلیفہ المعتصم نے عموریہ فتح کیا، جس کا واقعہ اس کے حالات میں لکھا جائے گا۔ انشاءاللہ۔

---

1. عربی متن میں ''استبران'' ہے۔ دارالفکر 2:272 / دارالکتب العلمیہ 2:264۔ [م۔ص]
2. عربی متن میں ''طرطوس'' کے بجائے ''طرسوس'' ہے۔ دارالفکر 2:272 / دارالکتب العلمیہ 2:264۔ [م۔ص]
3. – محروم و ناامید۔ [م۔ص]
4. عربی نسخوں میں سنہ 218 ہے۔ دارالفکر 2:272 / دارالکتب العلمیہ 2:264۔ [م۔ص]

پوپ کی رومہ منتقلی

یہاں تک تو ابن عمید کا کلام تھا۔ ہم نے اس کی باتوں میں بطارقہ کے حالات زمانۂ فتح اسکندریہ سے نہیں لکھا؛ کیوں کہ چنداں اس کی ضرورت نہ تھی، ہاں اس سے کچھ دنوں پہلے، بعد فتح اسکندریہ، بطریق اعظم جو اسکندریہ میں رہتا تھا اس کی کرسی حکومت رومہ میں مقرر کی گئی تھی اور وہ مذہب ملکیہ کا مقر [صدر مقام] تھا۔ وہ لوگ اس کو البابا [پوپ] کہتے تھے، جس کے معنی ''ابوالآبا'' کے ہیں۔ اور بلاد مصر میں مستامنین نصاریٰ کا مذہب یعقوبیہ کا بطریق رہنے لگا۔ یہی ملوک نوبہ [Nubia] وحبشہ اور کل اس اطراف وجوانب کا مذہبی پیشوا بنایا گیا۔

مسعودی کا بیان

مسعودی نے زمانۂ ہجرت اور فتح سے قیاصرۂ روم کو اسی ترتیب سے ذکر کیا ہے جیسا کہ ابن عمید نے لکھا ہے، لیکن پھر وہ کہتا ہے کہ لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ ہجرت اور زمانۂ شیخینؓ میں روم کا بادشاہ ہرقل [Heraclius] تھا۔ کتب سیر میں یوں بیان کیا [گیا] ہے کہ ہجرت زمانۂ قیصر بن مورق میں ہوئی ہے۔ بعد ازاں قیصر بن قیصر زمانۂ ابوبکرؓ میں، بعدہ ہرقل بن قیصر عہد خلافت عمرؓ میں تھا۔ یہی قیصر زمانۂ جنگ وجدال ابوعبیدہؓ، خالدؓ بن ولید اور یزید بن ابوسفیان میں شام سے نکالا گیا ہے اور محض قسطنطنیہ کی حکومت اس کے قبضے میں اس وقت رہی ہے۔

بعد اس کے مورق بن ہرقل زمانۂ خلافت عثمانؓ میں اور اس کے بعد مورق بن مورق زمانۂ علیؓ اور معاویہؓ میں حکمراں ہوا ہے۔ آخری زمانۂ معاویہؓ، یزید اور مروان بن الحکم میں قلفط بن مورق نے بادشاہت کی ہے۔ اس قیصر کے باپ مورق اور معاویہؓ سے مراسم خط وکتابت قائم تھے۔ مورق نے معاویہؓ کی حکومت اور شہادت عثمانؓ کی پیشین گوئی کی تھی اور معاویہؓ کو اس کی اطلاع بھی دی تھی۔ جس وقت معاویہؓ علیؓ سے لڑنے کو جا رہے تھے اس نے عرب پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا۔ معاویہؓ نے اس کو تہدیداً بذریعہ خط کے اپنے حملہ کرنے کی دھمکی دی تھی، چنانچہ بعد اختتام جنگ صفین معاویہؓ نے بہ سرگروہی یزید ایک لشکر قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کو روانہ کیا، جس کے زمانۂ حصار میں ابوایوب انصاریؓ شہید ہوئے۔

الغرض قلفط بن مورق کے بعد لادن بن قلفط زمانۂ حکومت عبدالملک بن مروان میں

اور بعد اس کے جیرون بن لاون زمانہ ولید، سلیمان اور عمر بن عبدالعزیز میں حکمراں رہا ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ہر چہار طرف سے ان کے بلاد پر براً و بحراً جہاد شروع کر دیا۔ قسطنطنیہ کے دروازے تک کو اپنے نوک دار نیزوں سے صدمہ پہنچایا۔ ملوک روم ابتری کی حالت میں ہو گئے۔ جرجیس بن مرعش نامی ایک غیر شخص (جو خاندان سلطنت سے نہ تھا) نو برس[1] رومیوں پر حکمرانی کرتا رہا تا آنکہ قسطنطین بن الیون تخت حکومت پر بیٹھا۔ اس کی صغر سنی کی وجہ سے اس کی ماں حکومت وانتظام سلطنت میں شریک رہی۔

اس کے بعد نغفور [نقفور] بن استبراق [استیر[2] اق] زمانہ حکومت الرشید میں تخت نشین ہوا۔ نغفور [نقفور] اور الرشید میں باہم اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں تا آنکہ رشید کی سطوت اور رعب نے نغفور [نقفور] کو جزیہ دینے پر مجبور کیا اور اسی امر پر فریقین میں مصالحت ہوئی۔ پھر نغفور [نقفور] نے عہد شکنی کی اور الرشید اس کے زیر کرنے پر آمادہ ہوا۔ 190 ہجری میں اس نے قلع ہرقلہ کو اس سے فتح کر لیا، تب نغفور [نقفور] نے دوبارہ خراج دینا قبول کیا اور تا حیات اپنے قول کی پابندی کرتا رہا۔

اس کے بعد استیر اق بن نغفور [نقفور] عہد حکومت امین میں حکمراں ہوا۔ بعد چندے قسطنطین بن قلفط نے اس کو مغلوب کر دیا اور خود زمانہ مامون میں حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد نوفل [نوفیل] زمانہ خلافت المعتصم میں گذرا ہے۔ المعتصم نے اس سے عموریہ بزور تیغ فتح کیا اور اس میں جس قدر عیسائیوں کو پایا ان کو قتل کر ڈالا۔

بعدہٗ میخائیل بن نوفیل زمانہ خلافت الواثق، المتوکل، المنتصر اور المستعین میں قیصر رہا، پھر رومیوں میں ملک کے بابت جھگڑا ہو گیا، سبھوں نے متفق ہو کر نوفل [نوفیل] بن میخائیل کو تخت پر بیٹھایا۔ بعد چندے شبیل[3] صقلی اس پر متغلب ہو گیا، یہ خاندان سلطنت سے نہ تھا۔ اس کا

---

1. عربی متن میں ''نو برس'' کے بجائے ''انیس برس'' ہے۔ دارالفکر 2:273 / دارالکتب العلمیہ 2:265۔ [م۔ص]
2. نسخۂ دارالفکر 2:273 / نسخۂ دارالکتب العلمیہ 2:265۔ [م۔ص]
3. عربی متن میں ''شبیل صقلی'' کے بجائے ''بسیل صقلی'' ہے۔ دارالفکر 2:274 / دارالکتب العلمیہ 2:265۔ [م۔ص]

زمانہ ایام المعتز، المہتدی اور کسی قدر المعتمد میں گذرا۔ اس کے بعد الیون بن شبیل [بسیل] بقیہ ایام المعتمد اور ابتدائے زمانہ حکومت المعتضد میں رہا۔ پھر اس کا بیٹا اسکندروس بادشاہ ہوا۔ اس کی سیرت نامحمود تھی، تھوڑے دنوں بعد معزول کر دیا گیا۔ بجائے اس کے لاوی بن الیون اس کا بھائی قائم ہوا۔ اس کا ملک بقیہ ایام المعتضد والمکتفی اور شروع زمانہ المقتدر تک باقی رہا۔ اس کے مرنے کے وقت صرف ایک کم سن لڑکا قسطنطین نامی موجود تھا، اس کی کم سنی کی وجہ سے ارمنوس بطریق ملک کا انتظام کرنے لگا اور اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا۔ اس بطریق کو دُمستق بھی کہتے تھے۔ یہ وہی شخص ہے جو سیف الدولہ (بنی حمدون[1]) والیٔ شام سے لڑائی لڑا ہے۔ اس کی حکومت ایام المقتدر، القاہر، الراضی اور المتقی تک باقی رہی۔

اس کے بعد روم کی حکومت نہایت ابتر ہوگئی۔ بادشاہی خطاب سے قسطنطنیہ میں ارمنوس یاد کیا جانے لگا۔ یہ سب ملوک خلفائے اسلام کے باج گزار اور مطیع تھے۔ پھر اس کے بعد مسعودی کہتا ہے کہ ملوک روم زمانہ قسطنطین [بن] ہلانہ سے اس وقت 303ھ[2] تک اکتالیس نفر ہوئے۔ پانچ سو سات برس ان کی حکومت رہی۔ اس حساب سے زمانہ ہجرت میں ان کی حکومت کی عمر ایک سو چھتر برس کی تھی۔ واللہ اعلم۔ انتہی کلام المسعودی۔ (مسعودی کا کلام تمام ہوا۔)

ابن اثیر کا بیان

تاریخ ابن اثیر میں یہ تحریر ہے کہ ارمانوس (ارمنوس بطریق) کے مرنے کے بعد اس کے دو لڑکے کم سن موجود تھے۔ دُمستق[3] توقاش نے اسی کے زمانے میں ملطیہ 322 ہجری مطابق

---

1. عربی نسخوں میں ''بنی حمدان'' ہے۔ دار الفکر 2:274 / دار الکتب العلمیہ 2:265۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں 330 ہجری ہے۔ دار الفکر 2:274 / دار الکتب العلمیہ 2:266۔ [م۔ص]
3. دُمستق توقاش کے ہمراہ پچاس ہزار رومی لشکر تھا، ایک مدت تک یہ ملطیہ کا محاصرہ کیے رہا، طول محاصرہ سے اکثر اہل ملطیہ بھوکوں مر گئے، انجام کار غرہ جمادی الثانی 322 ہجری میں اس طرح بہ امان ملطیہ پر قبضہ حاصل کیا کہ اس نے میدان میں دو خیمے نصب کرائے، ایک پر صلیبی نشان تھا اور دوسرا بلا نشان تھا، باہر کھڑا یہ خود کہہ رہا تھا کہ جو شخص عیسائیت قبول کرے وہ صلیبی خیمے کی طرف جائے تاکہ اس کے اہل وعیال اس سے ملا دیے جائیں اور جو مسلمان رہنا چاہے وہ دوسرے خیمے میں جائے، اس کو ذاتی امان حاصل ہے، ان کو ان کے اہل وعیال اور مال واسباب نہ دیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ اس نے اور بھی افعال وحرکات ناپسندیدہ کیے تھے، جن کا ذکر کتب تواریخ میں موجود ہے۔ [مترجم]

933 عیسوی میں بہ امان لے لیا تھا۔ ثغور اسلام [اسلامی سرحدوں] کا ان دنوں سیف الدولہ بن حمدون[1] مالک تھا۔ جب تو قاش نے علاوہ ملطیہ کے مقامات مرعش وعزربیہ [عرزربیہ] اور اس کے قلعات کو فتح کر لیا اور مکرر سہ کرر طرطوس[2] پر حملہ کیا تو سیف الدولہ نے اس کے ملک پر فوج کشی کی، خرشنہ، صارخہ کو اس کے قبضے سے نکال لیا، اکثر شہروں کو ان کے پامال اور متعدد قلعات کو فتح کر کے واپس آیا۔

ارمانوس (ارمنوس) ان واقعات سے پریشان ہو کر نغفور[3] [نقفور] کو دمستق مقرر کیا۔ دمستق کے معنی ہیں ''مالک خلیج شرقی''، جس کے حکمراں ان دنوں بنی عثمان (سلاطین عثمانیہ) ہیں۔ پس نغفور [نقفور] دمستق ہونے کے بعد بلاد اسلام کی طرف چلا گیا۔ اسی زمانے میں ارمانوس دو چھوٹے چھوٹے لڑکے چھوڑ کر مر گیا۔ جب یہ واپس آیا تو امرائے روم نے مجتمع ہو کر تاج شاہی اس کے سر پر رکھا اور ارمانوس کے لڑکوں کے انتظام وتدبیر کے لیے اس کو آگے کیا۔

351 ہجری مطابق 962 میں اس نے حلب [Aleppo] پر حملہ کر دیا۔ سیف الدولہ کو اس معرکے میں ہزیمت ہوئی۔ شہر پر نغفور [نقفور] دمستق کا قبضہ ہو گیا، لیکن قلعے پر بدستور مسلمانوں ہی کا قبضہ رہا۔ قلعے کے اثنائے محاصرہ میں اس کا ہمشیرہ زادہ مارا گیا جس سے اس نے برہم ہو کر کل ان مسلمان قیدیوں کو شہید کر ڈالا جو اس کی قید میں تھے۔

بعد اس کے 356 ہجری مطابق 966 میں اس نے قیساریہ کے قریب ایک جدید شہر (بہ غرض نقصان رسانی بلاد اسلامیہ) آباد کیا۔ اہل طرطوس [طرسوس] نے ڈر کر اس سے امان طلب کی، اس نے اس پر بہ امان قبضہ حاصل کر کے مصیصہ کو بہ زور تیغ فتح کر لیا۔ بعد ازاں اس نے اپنے بھائی کو دوبارہ 359 ہجری میں حلب کی طرف روانہ کیا، ابو المعالی بن سیف الدولہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ مرعویہ نے، بعد اس کے کہ قلعے پر اس کا قبضہ نہ ہونے پایا تھا، صلح کر لی۔

---

1 عربی نسخوں میں ''حمدان'' ہے۔ دار الفکر 2:274 / دار الکتب العلمیہ 2:266۔ [م۔ص]
2 عربی متن میں ''طرسوس'' ہے۔ دار الفکر 2:274 / دار الکتب العلمیہ 2:266۔ [م۔ص]
3 نغفور [نقفور] نصرانی الاصل نہ تھا بلکہ یہ ایک مسلمان کا لڑکا تھا، لیکن عیسائی ہو گیا تھا۔ اہل طرسوس اس کو ابن نقاس کہتے تھے۔ اس نے بعد قتل قیصر روم اس کی بی بی سے عقد کر لیا تھا۔ اس نے اس کے دو لڑکوں کو (جو نسل قیصر سے تھے) مارنا چاہا تو اس کی ماں نے بہ سازش اس کو قتل کرا دیا۔ [مترجم]

جب حلب سے واپس ہوا تو ارمانوس کی بی بی (جس کے دونوں لڑکے نغفور [نقفور] دمستق کی کفالت میں تھے) نغفور [نقفور] سے رنجیدہ ہوگئی۔ ابن الشمیشق نے اس کے اشارے سے 360 ہجری مطابق 970 میں نغفور [نقفور] کو مار کر ارمانوس کے بڑے لڑکے شبیل [بسیل] کو تخت نشین کر دیا اور خود دمستق ہو کر انتظام کرنے لگا۔ الرہا اور میا فارقین اور ان کے اطراف وجوانب پر بہ دفعات حملے کیے۔ ابوتغلب بن ہمدان والی موصل نے کسی قدر مال دے کر اس کو ٹال دیا۔ پھر اس نے 362 ہجری مطابق 972 میں بلاد اسلامیہ کی طرف خروج کیا۔ ابوتغلب نے اپنے چچا ابوعبداللہ بن حمدان کے لڑکے کو اس کے مقابلے پر بھیجا، اس نے اس کو شکست دے کر گرفتار کر لیا، پھر بعد چندے آزاد کر دیا۔

شبیل کے ماموں نے (جو اس کی وزارت کا کام کر رہا تھا) ابن الشمیشق کو زہر دے کر مار ڈالا۔ بعد اس کے شبیل [بسیل] بن ارمانوس نے سقلاروس کو دمستق مقرر کیا۔ 365 ہجری مطابق 975 میں اس نے بغاوت کی اور سلطنت کا مدعی ہوا۔ شبیل [بسیل] نے اس کو زیر کیا، پھر اس پر بہ امداد ابوتغلب بن حمدان، ورد بن منیر (نامی بطریق) نے خروج کیا، شبیل [بسیل] کو پے درپے ہزیمت ہوئی، اکثر بلاد پر ورد بن منیر نے قبضہ کر لیا۔ شبیل [بسیل] نے بہ مجبوری وردیس لاون (یعنی برادر زادۂ نغفور [نقفور]) کو قید سے نکال کر ورد بن منیر کے مقابلے پر بھیجا، ورد بن منیر کو اس معرکے میں شکست ہوئی، میدان جنگ سے بھاگ کر میا فارقین میں عضد الدولہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا۔ شبیل [بسیل] نے عضد الدولہ سے اس کے بارے میں خط و کتابت کی، عضد الدولہ نے وردیس کو بہ حکمت عملی گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا، پھر اس کے لڑکے صمصام الدولہ نے پانچ برس بعد اس کو اس شرط سے آزاد کر دیا کہ مسلمان قیدیوں کو قید سے رہا کر دے اور چند قلعات بلاد روم سے دست کش ہو جائے اور آئندہ بلاد اسلام پر کسی قسم کی دست درازی نہ کرے۔ وردیس آزاد ہونے کے بعد پہلے ملطیہ پر مستولی ہوا، پھر قسطنطنیہ کا جا کر محاصرہ کیا۔ اسی اثنا میں وردیس مارا گیا۔

شبیل [بسیل] اور ورد میں مصالحت ہوگئی۔ بعد چندے ورد مر گیا تو شبیل [بسیل] اس کے مقبوضات پر مستولی ہو کر بلغار پر چڑھ گیا اور ان کے ملک پر قبضہ حاصل کر کے چالیس برس

تک ان پر حکمرانی کرتا رہا۔ 381 ہجری مطابق 991 میں منجوتکین والیٔ دمشق نے خلیفۂ مصر کی جانب سے اس پر حملہ کیا، شبیل ہزیمت پا کر ابوالفضائل بن سیف الدولہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوا۔ منجوتکین لوٹ کر دمشق آیا، پھر وہاں سے حمص اور شیرز پر جا پہنچا اور اس پر بہ زور تیغ قبضہ حاصل کر لیا، پھر اس نے طرابلس [Tripoli] کا محاصرہ کیا، ابن مروان نے دیار بکر دے کر صلح کر لی۔ پھر دوقس دمستق نے خروج کیا۔ والیٔ مصر نے ابوعبداللہ بن ناصر الدولہ بن حمدان کو اس کے مقابلے پر روانہ کیا، دوقس دمستق کو ہزیمت ہوئی اور اثنائے دار و گیر میں مارا گیا۔

ان واقعات کے بعد شبیل [بسیل] 410 ہجری مطابق 1019 میں مر گیا۔ اس کے بعد قسطنطین اس کا بھائی نو برس تک حکمراں رہا۔ اس کے مرنے کے بعد تین لڑکیاں اس کے خاندان کی باقی رہیں۔ سب سے بڑی لڑکی تخت نشین کی گئی۔ اس نے اپنے ماموں زاد بھائی کو اپنے ملک کا منتظم و منصرم مقرر کیا اور اس کے ساتھ شادی کر لی؛ اس وجہ سے مملکت روم پر یہ مستولی ہو گیا۔ لیکن خود اس کے ماموں میخائیل کو اس کے مزاج میں بے حد رسوخ تھا، ملکہ اس کی طرف مائل ہو گئی اور میخائیل نے بہ سازش ملکہ ارمانوس (اپنے ماموں) کو قتل کر کے اس کے مقبوضات پر مستولی ہو گیا۔ پھر اس نے 422 ہجری میں ابن مروان کو شکست دے کر الرہا اور سروج پر قبضہ کر لیا، دربری نے خلافت علویہ کی طرف سے اس کا مقابلہ کر کے پسپا کر دیا۔ اس کے بعد رومیوں نے بلاد اسلام کی طرف خروج کرنے سے اقتصار کیا۔

میخائیل نے تقریباً کل مدعیان سلطنت کو گرفتار کر لیا اور اپنی نیک سیرتی سے اہل ملک کو خوش کرنے لگا۔ بعد چندے اپنی بی بی سے نزع سلطنت کر کے حکمرانی کا مدعی ہوا، اس کی بیوی نے انکار کیا تب میخائیل نے اپنی بی بی کو کسی جزیرے میں جلاوطن کر کے بھیج دیا اور خود رومی حکومت پر 433 ہجری میں مستولی[1] ہو گیا۔

اس فعل سے پادری برہم ہوئے اور ان کو اس کی یہ حرکت شاق گذری۔ میخائیل نے در پردہ ان کے قتل کی کوشش کی، اتفاق سے اس کی خبر بطریق کو ہو گئی، بطریق نے گرجا میں کھڑے ہو کر میخائیل سے نزع سلطنت کا حکم دیا اور اس کو قلعے میں گھیر کے اس کی جلاوطن ملکہ کو بلا لیا۔ میخائیل

---

[1] = قابض۔ [م۔ س]

اپنی حکمت عملی سے ان کے محاصرے سے نکل آیا اور ملکہ اپنی (بی بی) کو بدستور جلاوطن کر دیا۔

اس کے بعد کل پادری اور عوام الناس رومیوں نے متفق ہو کر ملکہ بنت قسطنطین (زوجۂ میخائیل) کو تخت سے اتار کر اس کی دوسری بہن تو دورہ کو تخت نشین کر کے میخائیل کے سپرد کر دیا۔ پھر ہوا خواہان تو دورہ اور میخائیل میں نزاع پیدا ہوگئی اور یہ فساد ایک مدت تک قائم رہا۔ رومیوں نے گھبرا کر اس امر پر اتفاق کر لیا کہ جو شخص اس فساد کو فرو کر دے وہی بادشاہ روم بنایا جائے۔ چنانچہ مدعیان سلطنت کے نام قرعہ ڈالا گیا، قسطنطین کا نام قرعے میں نکلا اور یہی اس کا حکمراں بنایا گیا اور تو دورہ سے اس کی شادی کر دی گئی۔ یہ واقعہ 434 ہجری مطابق 1042 کا ہے۔

446 ہجری مطابق 1054 میں قسطنطین کے مرنے کے بعد ارمانوس حکمراں ہوا۔ اس کا زمانہ ظہور دولت سلجوقیہ کا مقابل [کذا] اور اس زمانے کا مقارن[1] ہے جب کہ طغرلبک بغداد پر مستولی ہوا تھا۔ ان دونوں حکمرانوں نے پھر آذر بائیجان کی طرف جہاد شروع کر دیا۔ اس کے لڑکے الپارسلان (الپرسلان) نے بلاد کرخ[2] کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ رومیوں کے آباد بلاد کو پامال کیا اور رومیوں نے منبج پر چڑھائی کی۔ ابن مرداس، ابن حسان اور عرب کے لشکر کو ہزیمت ہوئی۔ الپارسلان یہ سن کر 463 ہجری[3] مطابق 1070 میں رومیوں کی طرف بڑھا۔ ارمانوس دو لاکھ فوج رومی، عرب، دوس اور کرخ کی لے کر نواح آرمینیہ سے نکل کر اس کے مقابلے پر آیا اور ایک خوں ریز لڑائی لڑا، لیکن کھیت مسلمانوں ہی کے ہاتھ رہا۔ اثنائے لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوگیا۔ بعد چندے بہ مصالحت تاوان جنگ اور زرفدیہ دے کر اپنی رہائی کرائی۔ اس کے زمانۂ غیر حاضری میں دوبارہ میخائیل مملکت روم پر مستولی ہوگیا تھا۔ جب یہ قید سے رہا ہو کر قسطنطنیہ میں پہنچا تو میخائیل نے اس کو داخل نہ ہونے دیا اور خود ان شرائط صلح کا پابند ہوگیا جو ارمانوس اور الپارسلان سے طے پائے تھے۔ ارمانوس غریب (جس نے بہ مجبوری سلطنت ترک کی تھی) راہب ہوگیا اور اسی حالت میں مر گیا۔ (ابن اثیر کا کلام تمام ہوا۔)

---

1 = ساتھ ساتھ ہونا۔ [م۔ص]

2 دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں ''کرخ'' کے بجائے ''کرج'' ہے۔ 2:268۔ [م۔ص]

3 اصل نسخے میں 463 کے بجائے 430 ہے۔ جب کہ عربی متن میں 463 ہے، اور 463 ہجری کے حساب سے ہی 1070 عیسوی ہوتا ہے، جیسا کہ متن میں ہے۔ اس لیے متن میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ [م۔ص]

فرانس اور روم

رومیوں کا بالجبر عیسائی بنانا

ان واقعات کے بعد ملک الافرنج (شاہ فرانس) کے ظہور کا زمانہ آیا اور روہ رومہ وغیرہ کی حکومت پر مستولی ہونے کا مدعی ہوا۔ روم نے جس وقت عیسائی مذہب اختیار کیا تھا تو انھوں نے اور اقوام کو جوان کے ہم سایہ تھیں بہ جبر و اکراہ عیسائی بنایا۔ منجملہ ان کے اہل ارمن ہیں (جن کا نسب اس سے پیشتر ناحور برادر جناب ابراہیم علیہ السلام تک ہم تحریر کر چکے ہیں۔) ان کا ملک ارمینیہ اور دارالسلطنت خلاط ہے۔ انھیں روم سے اہل کرج بھی ہیں، (جو روم کی ایک شاخ ہیں) یہ خزر میں مابین ارمینیہ اور قسطنطنیہ شمالاً دشوار گذار پہاڑوں میں رہتے تھے اور چرکش بھی ہیں، (جو ترک کے شعوب سے ہیں۔) یہ لوگ دریائے نیطش کے شرقی کنارے کی پہاڑیوں میں فروکش تھے، اور اہل روس بھی انھیں میں ہیں، جو جزائر دریائے نیطش اور اس کے شمالی کنارے میں آباد ہیں۔ بلغاری (جو دریائے نیطش کے شمالی ساحل پر ہیں) اور برجان بھی ہیں، (جو جانب شمال آباد ہیں، جن کا حال بہ وجہ بُعد معلوم نہیں ہوسکا) یہ سب تُرک کی شاخیں ہیں۔

فرانس

عیسائیوں کو سب سے زیادہ ترقی فرانسوی قوم سے ہوئی۔ ان کا دارالسلطنت فرنجہ یا فرنسہ (یعنی پیرس) میں ہے، جو بحر رومی کے شمالی جانب ہے، جس کے مغرب میں جزیرۂ اندلس ہے۔ ان دونوں مقامات کو چند پہاڑ اور دشوار گذار گھاٹیاں ایک دوسرے سے جدا کرتی ہیں، جس کو وہ لوگ البون کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس میں جلالقہ آباد ہیں، جو بذاتہٖ افرنج (فرانس) کی ایک شاخ ہیں۔

شاہ فرانس کل ان ملوک سے عظیم الشان مانا جاتا ہے جو دریائے رومی کے شمالی جانب حکمرانی کرتے ہیں۔ یہ اکثر جزائر بحریہ مثلاً صقلیہ [Sicily]، قبرص [Cyprus]، اقریطش، جنوا [Genoa] اور بلاد اندلس [Spain] میں برشلونہ [Barcelona] تک پر مستولی ہیں۔

بنادقہ

بعد حکومت قیاصرہ اول انھیں کی حکومت کا سکہ چلا تھا، انھیں کے گروہ سے بنادقہ ہیں۔ یہ لوگ اس خلیج پر رہتے ہیں جو بحر روم سے سات سو میل کے فاصلے پر شمال مغرب کی جانب نکلا ہے۔ یہ خلیج خلیج قسطنطنیہ کے مقابل بلاد جنوا سے آٹھ منزل پر واقع ہے۔ اس کے بعد شہر رومہ ہے جو ان کے بادشاہ کا دارالحکومت اور بطریق اکبر کا (جس کو یہ البابا کہتے ہیں) مقر و مقام ہے۔

جلالقہ

افرنجہ ہی کے گروہ میں جلالقہ بھی داخل ہیں۔ ان کا مسکن بلاد اندلس ہے۔ یہ سب اور نیز امم سودان وحبشہ [Ethiopia] ونوبہ [Nubia] اور جو امرا و ملوک حکومت روم کے ماتحت تھے مثلاً برابرہ مغرب میں، نفزادہ وہوارہ افریقہ میں اور مصامدہ مغرب اقصیٰ میں بہ اتباع ملوک روم عیسائی ہو گئے۔

مسلمانوں کا غلبہ

لیکن جب اللہ جل شانہ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور اس کا دین کل ادیان پر غالب ہوا، تو اس نے پہلے کل حدود جنوبیہ شام، مصر، افریقہ اور مغرب سے ملوک روم کی حکومت چھین لی، جن کی سلطنت کل بحر رومی پر پھیلی ہوئی تھی۔ پھر خلیج طنجہ [Tangier] سے عبور کر کے اندلس کو قوط (گاتھ) [Goths] اور جلالقہ کے قبضے سے نکال لیا۔ اس وقت ملوک روم کی حکومت ایک اعلیٰ درجے تک پہنچ کر ضعیف ہو گئی۔

فرانس کی پیش قدمی

بعد اس کے افرنجہ (فرانس) نے اندلس اور جزائر میں عرب سے زمانہ عبدالرحمٰن وابنائے عبدالرحمٰن سے اندلس میں اور عبداللہ و پسران عبداللہ شیعی سے افریقہ میں معرکہ آرائیاں کیں اور ان جزائر بحر رومی (جن پر وہ حکمرانی کر رہے تھے) مثل صقلیہ اور میورقہ، دانیہ وغیرہ کو ان سے چھین لیا۔ اسی زمانے سے حکومت ملوک روم[1] کی ضعیف ہو گئی اور افرنجہ کے قدم سلطنت پر جمتے گئے

[1] ''روم'' کے بجائے ''عرب'' ہونا چاہیے، جیسا کہ عربی نسخوں میں ہے۔ دارالفکر 2:278 / دارالکتب العلمیہ 2:270۔[م۔ص]

تا آنکہ کل ان بلاد اور جزائر بحر کو جن پر مسلمانوں نے ان سے قبضہ حاصل کر لیا تھا، پھر لے لیا۔ لیکن تقریباً چودہ منزل طولاً بحر رومی پر اسلامی پھریرا اڑتا رہا۔ اس کے بعد افرنجہ (فرانس) نے ملک شام اور بیت المقدس کی طرف رخ کیا (جو ان کے دین کا مطلع اور ان کے انبیا کی مسجد تھی) چنانچہ انھوں نے پانچویں صدی کے آخر میں اس پر قبضہ حاصل کر کے سواحل، قلعات اور بلاد اسلامیہ کو بھی دبا لیا۔

المستنصر عبیدی کی سازش

بیان کیا جاتا ہے کہ المستنصر عبیدی نے ان کو اس امر پر جرأت دلائی تھی اور اسی نے ملوک سلجوقیہ کی حکومت و سلطنت کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر براہ رشک وحسد ان کو بلاد اسلامیہ پر حملہ کرنے کو بلایا تھا۔ ان دنوں فرانس کا بادشاہ بردویل[1] تھا، اور اس کا داماد زجار[2] حکمران صقلیہ اس کا ماتحت و مطیع تھا۔ ان دونوں نے فوجیں آراستہ کر کے بہ قصد بلاد اسلامیہ بہ راہ قسطنطنیہ 491ھ ہجری میں اپنے ممالک سے خروج کیا۔ رومی بادشاہ نے پہلے ان کو اپنے ملک سے گذر جانے کی اجازت نہ دی، جب انھوں نے ان کو ملطیہ بہ شرط فتح دینے [کو] کہا تو راستہ دے دیا۔

فرانس اور روم میں تنازع

چنانچہ یہ دونوں بعد طے مراحل و قطع منازل بلاد ابن قلطمش کے قریب پہنچے۔ ابن قلطمش ان دنوں مرید، ارزن، اقصر اور سیواس وغیرہ پر مستولی ہو رہے تھے۔ اتفاق زمانہ سے ان دونوں کو بلاد اسلامیہ تک پہنچنے کی نوبت نہ آئی، درمیان ہی میں ان میں اور رومیوں میں نزاع پیدا ہو گئی۔ ان میں سے ہر ایک نے ملوک اسلام سے سازش پیدا کرنا شروع کر دیا۔ یہ فتنہ وفساد تقریباً ایک صدی تک قائم رہا۔ ملوک روم کی حکومت مضمحل اور اس کے قویٰ ضعیف ہو گئے۔

زجار کا قسطنطنیہ پر حملہ

زجار والی صقلیہ آئے دن قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کو تلا رہتا تھا۔ بحر روم میں جو کشتیاں (خواہ وہ تجارتی ہوتیں یا شاہی ہوتیں) پا جاتا، گرفتار کر لے جاتا تھا۔ اس کے بحری جنگی سپہ سالار

---

1 ''بردویل'' کو ''بودوان'' بھی کہتے ہیں۔ بہ حوالۂ حاشیۂ دار الفکر اشاعت 2:278۔ [م۔ص]
2 نسخۂ دار الکتب العلمیہ میں ''روجیہ'' ہے۔ 2:270۔ البتہ دار الفکر کے نسخے میں متن کے مطابق ہے [م۔ص]

جرجی بن میخائیل نے 544 ہجری میں قسطنطنیہ کے مینا تک پہنچ کر شاہی محل میں آتش باری کی۔ یہ زمانہ رومیوں کی ابتری اور تباہی کا تھا۔

فرانس کا قسطنطنیہ پر قبضہ

اس کے بعد فرانس نے آخری چھٹی صدی ہجری میں پھر قسطنطنیہ پر استیلا حاصل کیا۔ اسی زمانے میں رومی بادشاہ قسطنطنیہ نے اپنی بہن شاہ فرانس سے بیاہ دی۔ ان واقعات کے چند دنوں کے بعد رومی بادشاہ کے بھائی نے سر اٹھایا اور دفعتاً حملہ کر کے اس کو تخت سے اتار کر خود حکمراں بن بیٹھا۔ رومی بادشاہ کا لڑکا شاہ فرانس کے پاس مستغیث ہو کر گیا، اگرچہ اس کے پہنچنے سے پہلے اس نے جنگی کشتیاں دوبارہ بیت المقدس کے واپس لینے کو روانہ کر دی تھیں، اس معرکے میں دوقس صاحب مراکب بحریہ اور مرکش سپہ سالار فرانس اور ان سب کا افسر اعلیٰ کید فلید شریک تھا، لیکن بادشاہ فرانس نے ان کو پہلے قسطنطنیہ کی طرف جانے کا حکم دیا اور باہم چچا اور بھتیجے میں مصالحت کرا دینے کی تاکید کی۔ جب یہ لوگ قسطنطنیہ کے قریب پہنچے تو موجودہ رومی بادشاہ نے ان سے معرکہ آرائی کی، یہ لوگ نہایت مردانگی سے شہر میں داخل ہو گئے۔ موجودہ رومی بادشاہ بھاگ گیا، شہر کے بعض محلوں کو انھوں نے جلا دیا اور لڑکے کو تخت حکومت پر بٹھا دیا۔

قسطنطنیہ میں غارت گری

اس ردوبدل کا اثر شہر اور اہل شہر پر بہت برا پڑا، اوباشوں نے گرجے کے اسباب لوٹ لیے۔ فرانسیسیوں کے چلے جانے کے بعد اہل شہر نے متفق ہو کر اس لڑکے کو تخت سے اتار دیا اور دوبارہ اس کے چچا کو تلاش کر کے تخت پر بیٹھایا۔ فرانس کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے پھر اس کا محاصرہ کیا، محصور بادشاہ رومی نے سلیمان بن قلیج ارسلان والی قونیہ و بلاد روم شرقی خلیج کو اپنی امداد پر ابھارا، لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ان فرانسیسیوں نے بہ لطائف الحیل شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا، جو اس وقت شہر میں موجود تھے۔ پھر کیا تھا! لشکر فرانس نے شہر میں داخل ہو کر آٹھ روز تک قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا۔ رومی کنیسۂ عظمیٰ موسومہ بہ ''موقیا'' میں جان کے خوف سے جا چھپے۔

ایک گروہ قسیسین اور اساقفہ اور رہبان کا انجیل اور صلیب لیے ہوئے ''الامان الامان'' چلاتا ہوا نکلا، لیکن اہل فرانس نے نہ تو ان کے ہم مذہب ہونے کا کچھ خیال کیا اور نہ ان کے

عہد و پیمان پر نظر کیا، سبھوں کو دم زدن میں قتل کر ڈالا۔

کیدفلید بادشاہ قسطنطنیہ

اس کے بعد اہل فرانس نے قسطنطنیہ کی شاہی کے لیے قرعہ ڈالا۔ کیدفلید کا نام قرعے میں نکلا، چنانچہ یہی قسطنطنیہ اور اس کے متعلقات کا بادشاہ ہوا۔ دوقس بنادقہ، جزائر بحریہ مثل اقریطش ورودس وغیرہ کا اور مرکیش سپہ سالاران بلاد کا حکمران ہوا، جو خلیج کے شرقی جانب واقع ہیں۔

ان واقعات کے بعد روم کا ایک بطریق لشکری نامی شرقی خلیج پر غالب آیا اور فرانسیسیوں کو وہاں سے نکال دیا۔ اس کے بعد قسطنطنیہ پر میخائیل نامی ایک شخص مستولی ہوا۔ پھر اس نے ازسرنو قسطنطنیہ کو آباد کیا۔ فرانسیسی کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے۔ اس نے اس بادشاہ کو قتل کر ڈالا، جو اس سے پہلے قسطنطنیہ پر حکمرانی کر رہا تھا۔ اس نے منصور قلاون والئی حال مصر و شام سے صلح کر لی۔ 681ھ (مطابق 1282) میں اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا مائد تخت نشین ہوا، اس کا لقب دوقس تھا، لشکری کے نام سے مشہور تھا۔ دولت بنی قلیج ارسلان کے منقرض[1] ہونے کے بعد ان کی سلطنت و ممالک کے مالک تتر ہوئے، جیسا کہ ہم ان کے اخبار میں بیان کریں گے، اور بنو لشکری اس زمانے تک قسطنطنیہ پر حکمرانی کرتے رہے اور بلاد روم سے دولت تتر منقضی[2] ہونے کے بعد شرقی خلیج پر ابن عثمان جق امیر الترکمان حکمراں ہوا، اور اس کی اولاد اس وقت تک قسطنطنیہ اور اس کے جمیع اطراف و جوانب پر مستولی اور متصرف ہے۔ هـذا ما بلغنا من اخبار الروم مـن اول دولتهـم منذ يونان والقياصرة لهذا العهد۔ والله وارث الارض ومن عـليهـا وهـو خيـر الـوارثيـن۔ (ابتدائے حکومت روم از زمانۂ یونان و قیاصرہ تا حال کے واقعات یہاں قلم بند کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ زمین اور اس پر موجود تمام چیزوں کا مالک ہے۔ اور وہ بہترین وارث ہے۔)

---

1 = خاتمہ، نیست و نابود ہونا۔ [م۔ص]

2 = اختتام کو پہنچنا، خاتمہ ہونا۔ [م۔ص]

اخبار قوم قوط (گاتھ) ملوک اندلس
تا زمان فتح اسلامی

قوط کی اصل

یہ گروہ بھی منجملہ ان امتوں کے ہے، جن کی عظیم الشان دولتیں دُوَل[1] طبقۂ ثانیہ عرب کے معاصر رہے ہیں۔ہم نے لاطینیوں کے بعد ان کا تذکرہ اس وجہ سے کیا ہے کہ ان کو حکومت وسلطنت انھیں سے حاصل ہوئی تھی؛ جیسا کہ اس سے پیشتر ہم بیان کر چکے ہیں۔زمانۂ قدیم میں یہ گروہ سیسینین کے نام سے معروف تھا، اس نظر سے کہ مابین فارس ویونان کے مشرق میں اس نے سرزمین کو آباد کیا تھا، نسباً اس کو صین (چین) سے تعلق ہے۔یہ ماغوغ بن یافث کی اولاد سے ہیں۔ملوک سریانیین سے اوران سے اکثر محاربے پیش آئے۔مومن مالی بادشاہ سریان نے زمانۂ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام میں ان پر حملہ کیا تھا اور انھوں نے ان کی مدافعت کی تھی، پھر زمانۂ تخریب بیت المقدس اور ایام بنائے رومہ میں یہ فارس سے بھی لڑے تھے۔پھر جب اسکندر غالب آیا تو یہ اس کے محکوم ہو کر قبائل روم اور یونان میں شامل ہو گئے۔

---

1 = حکومتیں، دولت (حکومت، سلطنت) کی جمع دُوَل ہے۔ [م-ع]

قوط کا روم پر حملہ

بعد مرور ایام و زمانہ اسکندر جب رومیوں کی حکومت مضمحل ہوگئی تو انھوں نے غریقیوں [Greek] کے بلاد اور نیز مقدونیہ [Macedonia] اور نبطہ پر زمانہ غلینوس بن بارایان قیصر میں قبضہ کرلیا، ایک مدت تک ان میں باہم لڑائی قائم رہی۔ اس کے بعد پھر قیاصرہ نے ان کو مغلوب اور زیر کرلیا۔ پھر جب قیاصرہ کا دارالحکومت قسطنطنیہ میں آ رہا اور ان کی قوت رومہ میں گھٹ گئی تو پھر قوط (گاتھ) نے رومہ پر حملہ کر دیا اور بہ جبر اس پر قبضہ حاصل کرلیا۔ پھر زمانہ طودوشیش بن ارکادش[1] میں متعدد لڑائیوں کے بعد رومہ سے نکالے گئے۔ اس زمانے میں ان کا سردار انطرک تھا۔ یہ طودوشیش ہی کے زمانے میں مرگیا۔ اس نے اپنے کو ملوک رومہ کے نام سے موسوم کرنا چاہا تھا، لیکن کامیاب نہ ہوا۔ پھر رومانیوں سے اور اس سے اس امر پر مصالحت ہوئی کہ بلاد اندلس نے جس شہر کو یہ فتح کرے اس کا مستقل حکمراں یہ خود رہے۔ یہ مصالحت اس وجہ سے رومانیوں نے کرلی تھی کہ ان کی حکومت اندلس میں ضعیف ہوگئی تھی۔

قندلس

غریقیوں کے تین گروہ ابیون، شوانیون، قندلس نے پہنچ کر باہم اس کو تقسیم کرلیا تھا۔ قندلس ہی کے نام سے اندلس موسوم ہوا۔ اندلس میں ان سے پہلے اربار یون حکمرانی کر رہے تھے، جو طوال بن یافث کی اولاد سے ہیں۔ یہ نسباً انطالیس کے بھائی ہیں۔ بعد طوفان کے یہ اسی مقام پر آباد ہوئے اور ایک زمانے تک رومہ کی حکومت کے مطیع رہے تا آنکہ ان غریقیوں نے اس پر قبضہ حاصل کرلیا، جس زمانے میں قوط (گاتھ) نے شہر رومہ پر حملہ کیا اور ان امتوں کو مغلوب کر دیا جو طوال کی اولاد سے تھیں۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ یہ اغریقی طوال بن یافث کی اولاد سے ہیں[2]۔ واللہ اعلم۔

ملک کی تقسیم

ان لوگوں نے اس ملک کو یوں تقسیم کیا تھا کہ قندلس نے جلیقیہ کو اور شبونہ نے ماردہ طلیطلہ

---

1 دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں "طودوسیوس ابن ارکادیوس" ہے۔ 2:273۔ [م۔ص]

2 یہاں ترجمے سے معلوم ہوتا ہے کہ اغریقی طوال بن یافث کی اولاد سے ہیں، جب کہ عربی متن سے ایک دوسری بات سامنے آتی ہے۔ عربی متن ملاحظہ ہو: "وقد یقال: ان ھؤلاء الطوائع کلھم من ولد طوال بن یافث ولیسوا من الغریقیین۔" (بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ لوگ طوال بن یافث کی اولاد سے ہیں، اغریقیوں کی نسل سے نہیں ہیں۔) دارالفکر 2:281 / دارالکتب العلمیہ 2:273 [م۔ص]

[Toledo] اور شوانش نے مرسیہ کو لے لیا۔ اشبیلیہ [Seville] قرطبہ، [Cordova] جیان، طالعہ پر ابیق[1] نے قبضہ کر لیا۔ ان کا سردار عندریقس برادر لشیقش تھا، جس زمانے میں رومہ نے قوط پر حملہ کیا تھا، اس کی حکومت چالیس برس تک رہی۔ بعد ازاں طشر یک بادشاہ ہوا، اس کو رومانیوں نے قتل کر کے بجائے اس کے ماسۃ کو قائم کیا۔ تین برس تک یہ بادشاہ رہا، اس کی بہن کا عقد طودوشیش بادشاہ رومہ سے ہوا۔ طودوشیش نے اس شرط پر اس سے مصالحت کر لی تھی کہ بلاد اندلس سے جس شہر کو یہ فتح کرے اس کا حکمراں یہ خود رہے۔

لزریق

پھر اس کے مرنے کے بعد لزریق تیرہ برس تک حکمراں رہا۔ یہ وہی شخص ہے، جس نے اندلس پر چڑھائی کی اور اس کے بادشاہ کو قتل کر کے کل ان طوائف الملوک کو اندلس سے نکال دیا، جو اس سے پیشتر وہاں موجود تھے۔

طوریق

لزریق کے بعد طوریق[2] سترہ برس تک بادشاہت کرتا رہا۔ بعد چندے بسلکس نامی ایک شخص نے بغاوت اختیار کی، اس کی بغاوت کو فرو کرنے کے بعد طوردیق مر گیا۔

دیک

بعد اس کے دیک تیئیس [23] برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے زمانے میں شاہ افرنج (فرانس) نے اندلس پر حملہ کرنے کی تیاری کی اور اس غرض کے پورا کرنے کو ایک کثیر التعداد لشکر مجتمع کیا۔ دیک کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے ان کے خروج سے پہلے قوط کو مجتمع کر کے فرانس پر حملہ کر دیا اور بے خوف و خطر ان کے ملک میں گھستا چلا گیا۔ اہل فرانس نے اس کو دور از دیار و امصار پا کر گرفتار کر لیا، اس کو اور اس کے عام مصاحبین کو قتل کر ڈالا۔

قوط کے دو گروہ

اس سے پیشتر اخبار دولت بلنسیان بن قسطنطین (قیاصرۂ متنصرہ) میں ہم بیان کر چکے

---

1 دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں ''انبیق'' ہے۔ 2:273۔ [م۔ص]
2 دارالفکر کے نسخے میں ''طوردیق'' ہے۔ 2:281۔ [م۔ص]

ہیں کہ اندلس میں داخل ہونے سے پہلے قوط کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ اندلس کی طرف چلا آیا اور دوسرا اطراف رومہ میں مقیم رہا۔ جب اس گروہ کو دیک والئ اندلس کی حالت سے آگاہی ہوئی تو اس نے بہ مشورہ اپنے امیر طودریک [طوردیک] فرانس پر حملہ کر دیا اور بلاد اندلس میں جس قدر اس قوم کے لوگ آباد تھے، انھوں نے اس کی موافقت کی اور فرانس کو زیر کر کے اندلس سے نکال دیا۔

مختلف حکمراں

بعد اختتام جنگ والئ اندلس دیک کے لڑکے اشتریک کو تخت نشین کر کے اپنے ملک کو واپس آیا۔ اس کے بعد پھر فرانس نے اشتریک پر چڑھائی کی اور مقام طلوسہ میں اس کو فاش ہزیمت دی۔ پانچ برس حکومت کر کے اشتریک مرگیا۔ بجائے اس کے بشلیقش چار برس، بعدہ طودریق اکسٹھ [61] برس حکمراں رہا۔ طودریق کو خود اس کے کسی مصاحب نے اشبیلیہ میں مارڈالا۔ تب بجائے اس کے ابریلیق پانچ برس، بعدہ طودس تیرہ [13] برس اور طودشکل دو برس، زاں بعد ایلہ پانچ برس یکے بعد دیگرے حکمراں رہے، اس کے زمانے میں اہل قرطبہ باغی ہوگئے تھے۔ اس سے اوران سے لڑائیاں ہوئیں۔ بعدہ طینجاد [طنجاد] پندرہ [15] برس، لیولہ ایک برس، لوبلیدہ اٹھارہ [18] برس بادشاہت کرتے رہے، اس کے زمانے میں اطراف وجوانب میں بغاوت پھوٹ نکلی، اس نے اس کو نہایت خوبی سے فرو کیا۔ پھر عیسائیوں سے اوراس سے مسئلۂ توحید (تثلیث) پر جھگڑا ہوا، جس کے اثنا میں یہ مارا گیا۔ اور بجائے اس کے اس کا لڑکا رزریق [زدزریق][1] سولہ برس بادشاہ رہا، یہ نصرانیوں کی توحید تثلیث کا معتقد اور قائل ہوگیا۔ اس نے قرطبہ میں اپنے نام سے دو ایک شہر آباد کیے۔

جب اس کا بھی خاتمہ ہوگیا تو قوط (گاتھ) پر لیوبہ نے دو برس، تبدیقا عندمار نے دو برس، شیشوط نے اسّی [80] برس یکے بعد دیگرے حسب ترتیب حکومت کی۔ اسی کے زمانے میں قسطنطنیہ اور شام کا حکمراں ہرقل تھا، جس کے عہد حکومت میں ہجرت واقع ہوئی تھی۔

شیشوط کے مرنے پر رزریق [زدریق] ثانی تین مہینے، شتلہ تین برس، شادش[2] پانچ

---

1. عربی متون میں ''زدریق'' ہے۔ دارالفکر 2:282 / دارالکتب العلمیہ 2:274۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں ''سنشادش'' ہے۔ دارالکتب العلمیہ 2:274، دارالفکر 2:282۔ [م۔ص]

برس، خنشوند سات برس، جنشوند تئیس برس بہ ترتیب مسطور بادشاہت وحکومت پر قائم رہے، اسی کے زمانۂ حکومت سے قوط کے قوائے حکمرانی ضعیف اور مضمحل ہو گئے۔

بعدازاں مانیہ آٹھ برس، بعدہ لوری آٹھ برس، ایقہ سولہ برس، غطسہ چودہ برس حکمراں رہا۔ ان کے بعد رزریق [زدریق] ثالث نے دو برس بادشاہت کی، یہ وہی بادشاہ ہے جس پر مسلمانوں نے حملہ کیا تھا اور اسی کے زمانے میں اندلس میں قوط مغلوب ہوئے تھے اور اسلامی پھریرا اندلس کی پہاڑیوں پر اڑایا گیا تھا: جیسا کہ ہم وقت ذکر فتح اندلس بیان کریں گے۔ انشاءاللہ۔

قوم قوط (گاتھ) کی یہ خبریں ہم نے ہروشیوش کے کلام سے نقل کیا ہے اور وہی ہمارے نزدیک اور مورخوں کے اخبار سے اصح اور قابل اعتبار ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

طبقۂ ثالثہ عرب یعنی عرب تابعۂ عرب کے حالات اور ان کے فرقوں کے انساب اور مقبوضات کے واقعات وغیرہ وغیرہ

طبقۂ ثالثہ عرب

عرب بادیہ کا یہ گروہ ان لوگوں میں سے ہے جو خیموں میں گذران اوقات کرتے تھے، کسی مکان کے پابند نہ تھے۔ یہ ہمیشہ امم عالم اور اجیال خلیقہ[1] سے بڑھے رہے۔ کبھی ان کی ترقی کی یہ حالت ہو جاتی تھی کہ عزت، غلبہ اور قوت ان کے ہم رکاب ہوتی، ان کی فتوحات کی موجیں مضبوط مضبوط ممالک کی دیواریں گرا دیتیں اور ان کو ان پر عزت وسطوت[2] کے ساتھ قبضہ دلا دیتی تھیں۔ پھر بعد چندے عیش وعشرت پسندی ان کو ہلاک کر دیتی، یہ اپنے معاصروں سے مغلوب ہو جاتے اور بعضے بھاگ کر کھلے میدان میں چلے جاتے، بدستور سابق زندگی بسر کرتے۔ ان میں

---

1 = قدیم اقوام۔ [م۔ص]

2 = غلبہ واقتدار۔ [م۔ص]

سے وہ لوگ جو ریاست وحکومت کے بانی تھے، عشرت پسندی، آرام طلبی کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے اور ان کی حکومت وامارت بعد مرورِ دہور دوسروں کے قبضے میں چلی جاتی۔ یہ لوگ اپنے معاصروں اور ہم سایہ امرا سے ہر زمانے میں بہ غرض طلب معاش ورزق اکثر لڑتے بھڑتے تھے۔ درحقیقت فطرت انسانی کا تقاضا یہی ہے کہ انسان اپنے جلب منفعت[1] کے لیے (گو امید موہوم پر مبنی کیوں نہ ہو) غیروں سے لڑے اور دفع مضرت کے خیال سے اپنے کو بچائے۔

عربوں کی حکومت

الغرض جب بہ وجہ غلبہ زمام حکومت عرب کے قبضے میں آئی تو طبقۂ اولیٰ میں عمالقہ [Amalecites] اور طبقۂ ثانیہ میں تبابعہ اس کے مالک [ہوئے] اور کثرت کی وجہ سے اس زمانے میں وہ یمن، حجاز، عراق اور شام میں پھیلے رہے۔ جب ان کا ملک ان کے ہاتھوں سے جاتا رہا اور عراق میں ان میں سے کچھ لوگ باقی رہے تو وہ زیر حمایت شاہ وقت وہیں مقیم رہے۔

بخت نصر کا عرب پر حملہ

اس مقام پر اہل عرب کے آنے کا سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت اہل وبر نے اطراف عدن [Aden] (یمن) میں اپنے نبی شعیبؑ بن ذی مہدم کو شہید کیا تو اللہ جل شانہ نے ان پر اور نیز بنی اسرائیل پر بہ وجہ سرکشی اور بغاوت کے بخت نصر کو مسلط کیا۔ اللہ جل وعلا ذکرہ نے ارمیا بن حزقیاہ و برخیا علیہم السلام پر وحی نازل فرمائی کہ بخت نصر کو یہ ان عرب کی گوش مالی کو روانہ کریں جن کے گھروں میں دروازے نہیں ہیں (یعنی جو لوگ بیابانوں میں بسر اوقات کرتے ہیں) یہ ان کو قتل کرے، ان کے گھروں کو اجاڑ دے، لیکن ان کی عورتوں کو مباح نہ کرے۔

بخت نصر یہ سن کر بولا کہ میں بلا کسی خیال کے ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ لشکر سوار اور پیادوں سے مرتب کر کے عرب کی طرف بڑھا۔ عرب بھی اپنے جزیرہ نما کے رہنے والوں کو لے کر مقابلے پر آیا۔ سب سے پہلے عدنان کو شکست ہوئی، باقی جس قدر رہے وہ گرفتار کر لیے گئے۔ بخت نصر نے وقت مراجعت بابل [Babylon] کے کل قیدیان عرب کو انبار میں ٹھہرایا۔

ابن کلبی کہتا ہے کہ بخت نصر نے جب عرب پر حملہ کرنے کی تیاری کی تو اس نے ان

---

1. = فائدہ حاصل کرنا۔ [م۔ص]

اہل عرب کو رسد رسانی کے لیے گرفتار کر لیا جو اس کے ملک میں موجود تھے اور ان کو حیرہ میں لا کر ٹھہرایا۔ پھر جب وہ لشکر لے کر نکلا اور ان میں سے چند قبائل اس کے ہمراہ ہو گئے، اس نے ان کو کنارۂ فرات [Euphrates] پر جہاں اس کا لشکر ٹھہرا تھا، ٹھہرایا۔ ان لوگوں نے اس مقام کو انبار کے نام سے موسوم کیا۔ پھر بعد چندے اس نے ان کو وہاں سے منتقل کر کے حیرہ میں لا بسایا۔ پس وہ یہیں تا زمانۂ بخت نصر مقیم رہے۔ پھر جب وہ مر گیا تو انبار میں چلے آئے۔

حیرہ کی وجہ تسمیہ

طبری کہتا ہے کہ تبع ابوکرب نے زمانۂ اردشیر بہمن میں جب عراق پر چڑھائی کی تھی اور بہ راہ جبل طے اور وہاں سے انبار ہوتا ہوا مقام حیرہ تک شب کو پہنچا، راستہ نہ ملنے کی وجہ سے متحیر ہو کر وہیں ٹھہر گیا؛ اسی وجہ سے اس مقام کا نام حیرہ رکھ دیا۔ پھر وہاں سے بہ وقت روانگی اپنی قوم ازد، لخم، جذام، عاملہ، قضاعہ میں سے چند لوگوں کو وہیں چھوڑ دیا۔ یہ لوگ وہیں رہنے لگے اور ان میں چند لوگ قبیلۂ طے، کلب، آیاد، حرث بن کعب وغیرہ کے آ کر شامل ہو گئے[1] اور ان کے ساتھ وہیں رہنے لگے۔

اسی روایت سے ملتی ہوئی یہ روایت ہے کہ جس وقت تبع یمن عرب کو لے کر عراق کی طرف بڑھا تو کوفہ کے باہر پہنچ کر حیرت زدہ ہو کر شب کو راستہ بھول گیا۔ صبح کے وقت چند ضعفائے لشکر وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا؛ اسی وجہ سے اس مقام کا نام حیرہ ہو گیا۔ پھر جب وہ واپس ہو کر اس مقام پر پہنچا تو ان لوگوں کو آباد پایا جن کو وہ چھوڑ گیا تھا۔ تبع نے ان کو مصلحتاً وہیں رہنے دیا۔ ان میں عرب کے اکثر قبائل ہذیل، لخم، جعفی، طی، کلب، بنولحیان (جرہم) کے آدمی موجود تھے۔

یمن و شام میں عرب کی آمد

ہشام بن محمد تحریر کرتا ہے کہ بخت نصر کے مرنے کے بعد جن کو اس نے حیرہ میں آباد کیا تھا وہ انبار میں چلے آئے۔ ان کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو بنی اسماعیل اور بنو معد کے ان میں شامل ہو گئے تھے۔ پھر معد کی اولاد کی کثرت ہوئی اور وہ لوگ بلاد یمن اور مشارف شام کی طرف بہ

---

1. شامل ہونے والوں میں "قبیلۂ سکون" کے بھی لوگ تھے۔ دار الفکر 2:284، دار الکتب العلمیہ 2:276۔ [م۔ س]

طلب معاش نکلے۔اور تہامہ (عرب) سے مالک وعمرو پسران فہم بن تیم اللہ بن اسد ابن وبرہ بن قضاعہ اور مالک بن زہیر اور ابن عمرو بن فہم اپنی قوم کی ایک جماعت کو لیے ہوئے اور حقار بن الحیق بن عمرو بن معد بن عدنان مع اپنے خاندان کے بحرین میں چلے آئے۔

بعد چندے غطفان بن عمرو بن طمان[1] بن عبد مناف بن یعدم بن دعمی بن ایاد بن ارقص بن صبیح بن حارث بن افصی بن دعمی اور زہیر بن الحرث ابن الیلیل بن زہیر بن ایاد بھی آ کر ان میں شامل ہو گئے۔

بحرین میں عرب کی آمد

بحرین میں ان دنوں قوم ازد آباد و مقیم تھی جو یمن سے زمانہ خروج مزیقیا میں یہاں چلی آئی تھی۔عرب کا اجتماع بحرین میں زمانہ طوائف الملو کی میں ہوا ہے۔ملوک بحرین متفرق طور پر مختلف اور معدودے چند بلاد کے مالک تھے۔ ہر ایک ان میں سے دوسرے پر حملہ کر دیتا تھا اور ہمیشہ ایک دوسرے کی خرابی کی فکر میں رہتا تھا۔اسی زمانے میں اہل عرب بحرین میں آئے اور اس خیال سے کہ مبادا عجمی بحرین پر غالب یا اس کی حکومت میں شریک[2] ہو جائیں، عرب نے اس اختلاف کو رفع کر دیا جو باہمی وہاں کے حکمرانوں میں واقع ہو رہا تھا اور ان کے امراو رؤسا کو مجتمع کر کے عراق کی طرف بڑھنے کی تحریک کی۔

عراق کی طرف عرب کی پیش قدمی

سب سے پہلے ان میں سے حقار بن الحیق اور اشلا قفص بن معد مع چند آدمیوں کے سواد عراق کی طرف بڑھا۔ارض جزیرہ میں موصل تک بنو ارم بن سام (جو اس سے پہلے دمشق کے ملوک اور بقیہ عرب اولیٰ تھے) ملوک الطوائف سے محاربہ و مقاتلہ کرتے تھے۔عرب نے ان کو سواد عراق سے نکال باہر کیا۔ بعد اس کے مالک وعمرو پسران فہم اور مالک بن زہیر (بنی قضاعہ

---

1. عربی نسخوں میں "طمان" ہے۔دار الفکر 2:285/ دار الکتب العلمیہ 2:276۔ [م۔ص]
2. * علامت کی جگہ پر "نہ" تھا۔یعنی عبارت اس طرح تھی "شریک نہ ہو جائیں"۔ "مبادا" کے ساتھ "نہ" کا استعمال صحیح نہیں ہے اس لیے اس کو حذف کر دیا گیا ہے۔مترجم علام نے اسی طرح کئی جگہ لکھا ہے۔اس لیے یہاں وضاحت مناسب سمجھی گئی۔ بقیہ مقامات پر متن میں تصحیح کر دی گئی ہے۔[م۔ص]

سے) غطفان بن عمرو، روضح[1] بن صبیح، زہیر بن الحرث نے (بنی ایاد سے) مع ان لوگوں کے جو بنو غسان اور ان کے حلفاے انبار میں موجود تھے، عراق کی طرف خروج کیا۔ بنوارم کے قبضے میں جو بقیہ بلاد تھے وہ بھی نکل گئے، سواد عراق پر ان کی حکومت کا برائے نام بھی اثر نہ رہا۔

عرب ضاحیہ

ان کے بعد نمارہ بن قیس اور نمارہ ابن لخم بہ امداد قبائل کندہ حیرہ میں آ کر آباد ہو گئے تا آنکہ تبع ابوکرب کا اس طرف سے گذر ہوا اور اس نے اپنے کمزور لشکریوں کو یہاں چھوڑ دیا، پس وہ لوگ وہیں آباد ہو گئے۔ ان میں ہر قبیلے کے آدمی تھے جیسا کہ اس سے پیشتر ہم نے بیان کیا ہے۔ اور ایک گروہ تنوخ کا خیموں میں مابین حیرہ اور انبار کے میدانوں میں رہنے لگا، نہ وہ شہروں میں آتا اور نہ اہل شہر سے مخالطت و مجالست پسند کرتا تھا۔ یہ لوگ ''عرب ضاحیہ'' کے نام سے مشہور تھے۔ سب سے پہلے ان میں سے زمانہ ملوک الطوائف میں مالک بن فہم بعد اس کے عمرو بن فہم بعدہ خذیمۃ[2] الابرش بن فہم حکمراں ہوئے، جیسا کہ آئندہ اس کا ذکر آئے گا۔

بنوخزاعہ اور بنوجرہم میں جنگ

الغرض رفتہ رفتہ عرب کا یہ گروہ شام و عراق میں پھیل گیا اور چند لوگ (یعنی خزاعہ) ان سے علاحدہ ہو کر حجاز میں چلے آئے، بنی جرہم سے مکہ میں لڑے اور ان کو مغلوب کیا۔ نصر بن الازد عمان میں، اور غسان جبال شرات میں جا ٹھہرے۔ ان سے اور بنومعد سے معرکہ آرائیاں ہوئیں تا آنکہ مابین حجاز و شام ان کا بھی مقر و مقام ہو گیا۔ یہ حال عرب کے اس گروہ کا ہے جو عراق اور شام میں رہا تھا۔ باقی ان کے چھ قبیلے مذحج، کندہ، اشعر، حمیر، انمار (ابوخثعم)، بجیلہ یمن میں رہے۔

یمن میں حکومت پہلے حمیر میں پھر تبابعہ میں آئی۔ اس کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ خروج مزیقیا اور ازد کا زمانہ حکومت تبابعہ یا اس سے چند دنوں پیش تر ہوا ہے۔

معد بن عدنان

باقی رہے بنومعد بن عدنان، ان کا یہ ماجرا ہے کہ جب ارمیا اور برخیا علیہما السلام کو

---

1 دارالفکر اشاعت میں ''روضح'' ہے۔ 2:285/ اور دارالکتب العلمیہ اشاعت میں ''صبح'' ہے۔ 2:277۔ [م۔ص]
2 عربی متون میں ''جذیمۃ الابرش'' ہے۔ دارالفکر 2:285/ دارالکتب العلمیہ 2:277۔ [م۔ص]

بذریعۂ وحی عرب پر بخت نصر کے حملہ کرنے کی اطلاع دی گئی تو یہ بھی حکم دیا گیا کہ "وہ گروہ عرب سے معد بن عدنان کو نکال لائیں؛ کیوں کہ معد بن عدنان ہی کی اولاد سے (حضرت محمد) نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے۔" چنانچہ ارمیا و برخیا علیہما السلام عرب تشریف لے گئے اور معد بن عدنان کو اس گروہ سے نکال لائے۔ معد بن عدنان کی عمر اس وقت بارہ [12] برس کی تھی۔ مقام حران میں انھیں دونوں نبیوں کے سایۂ عاطفت میں انھوں نے پرورش پائی۔ بخت نصر نے عرب کو زیروزبر کیا اور عدنان کا انتقال ہوگیا۔ ایک مدت تک بلاد عرب ویران پڑا رہا۔

پھر جب بخت نصر ہلاک ہوگیا تو معد بن عدنان انبیاء بنی اسرائیل کے ہمراہ حج کرنے کو آئے۔ تلاش کرنے سے معلوم ہوا کہ حرث بن مضاض جرہمی کی اولاد اور اس کے قبیلے کے کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں۔ معد بن عدنان نے جرہم بن جلہہ کی لڑکی معانہ سے عقد کرلیا، جس کے بطن سے نزار بن معد پیدا ہوا۔

سہیلی کہتا ہے کہ معد بن عدنان نے حجاز کی طرف اس وقت مراجعت کی ہے جب کہ اللہ جل شانہ نے عرب سے کل محصات اور مصائب دور کردیے تھے۔ اور بقایائے عرب جو اطراف وجوانب میں منتشر ہوگئے تھے، بعد استیصال حضور واہل الرس (جن کی سطوت سارے عرب پر چھائی ہوئی تھی) وتخریب بخت نصر عرب میں واپس آئے ہیں۔ انتھی کلام السھیلی۔ (سہیلی کا کلام ختم ہوا۔)

اس کے بعد معد کی کثرت اولاد ربیعہ ومضر وایاد میں ہوئی اور یہ لوگ عراق اور شام میں پھیل گئے۔ سب سے پہلے ان میں سے اشلا قنفص نے قدم نکالا تھا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اور ان کے بعد قدم بہ قدم اور عرب آئے جو احیاء یمنیہ کے ساتھ (جن کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے) یمن میں ٹھہرے۔ تبابعہ کے ساتھ اکثر جدال وقتال کرتے رہے۔

عرب تابعہ للعرب

پھر عراق، شام اور حجاز میں تبابعۂ یمنیہ وعدنانیہ کی حکومتیں وسلطنتیں زمانۂ ملوک الطوائف میں قائم ہوئی تھیں اور اجیال سابقہ اور احوال سالفہ منقضی ہو چکے تھے؛ اس وجہ سے یہ گروہ اس امر کا ضرور مستحق ہے کہ گروہ سابق سے علاحدہ کیا جائے اور طبقات سابقہ سے جداگانہ

سمجھا جائے، اور جبکہ انشائے عربیت میں ان کا کچھ اثر نہیں سمجھا گیا اور نہ اس کی لغت میں ان کا دخل پایا گیا اور یہ لوگ کل احوال میں اپنے سلف کے تابع رہے ہیں، تو مناسب یہ ہے کہ "عرب تابعہ للعرب" کے نام سے یہ گروہ موسوم کیا جائے۔ پس طبقۂ یمانیہ میں ایک زمانے تک ریاست وحکومت رہی اور احیاء[1] مضر و ربیعہ حکومت و سلطنت میں ان کے تابع رہے۔ چنانچہ حیرہ میں لخم (بنی منذر) اور شام میں غسان (بنی جفنہ) اور یثرب میں اوس وخزرج (بنو قیلہ) کی حکومت قائم ہوئی۔

بادیہ نشین عرب

علاوہ ان کے عرب کے رہنے والے اکثر بادیہ نشین تھے، گو ان میں خال خال ریاست کا بھی وجود پایا جاتا ہے لیکن درحقیقت وہ ریاستیں انھیں میں سے کسی ریاست کی ماتحت ومطیع سمجھی جاتی ہیں۔

بنی مضر کی حکومت

بعد چندے زمام حکومت و سلطنت مضر کے ہاتھ میں آئی۔ مکہ اور اطراف حجاز میں قریش کا ایک زمانے تک ظہور[2] رہا۔ اطراف و جوانب کے حکمراں ان کی تعظیم کرتے رہے۔ پھر اسلام کے روشن آفتاب نے اس گروہ کو اپنی نورانی شعاعوں سے منور کیا۔ بنی مضر حکومت اور نبوت سے سرفراز کیے گئے۔ اسلامی حکومتیں تقریباً کل اسی قبیلے میں ہوئیں، لیکن یہ کہ بعض حکومتیں جو عجم میں علاوہ اس قبیلے کے قائم ہوئیں وہ اس کی شاخ اور اسی دولت کی تمہید سمجھی جاتی ہیں، جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ سر دست مناسب یہ ہے کہ اس طبقے کے قبائل قحطان وعدنان وقضاعہ کا بالانفراد ہم ذکر کریں اور ان کی حکومت و سلطنت کی قبل و بعد اسلام کی مفصل کیفیات ہم معرض تحریر میں لائیں۔

---

[1] احیاء، حَیّ کی جمع ہے۔ حیّ کے معنی محلے اور قبیلے کے ہیں۔ [م۔ص]

[2] = غلبہ۔ [م۔ص]

عرب کا نسب

رب کا نسبی سلسلہ

کل عرب کا نسبی سلسلہ عدنان، قحطان اور قضاعہ پر منتہی ہوتا ہے۔

مدنان

عدنان بہ اتفاق علمائے نسب اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ باقی رہا ان دونوں بن پشتوں کا شمار وہ ایسا امر ہے جس سے کوئی یقینی امر نہیں معلوم ہو سکتا۔ عدنان کے سوا اسماعیل کی وراولاد سے کوئی سلسلۂ نسل نہیں چلا اور نہ ان میں سے کوئی شخص روئے زمین پر باقی رہا۔

قطان

قحطان کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ یہ اسماعیل کی اولاد سے ہے۔ امام فاری کا ظاہری کلام اسی امر کی شہادت دے رہا ہے؛ کیوں کہ امام موصوف نے باب نسبة اليمن نبی اسمعیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول : ارموا یا بنی اسمعیل فإن أباكم سان رامیا جو آپؐ نے اس قوم کے لیے فرمایا تھا جو یمن کی تھی، تحریر کیا ہے۔ پھر آگے چل کر تحریر کیا ہے کہ ابن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن خزاعہ اسلام لایا۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ خزاعہ سبا سے ہے اور اوس و خزرج انھیں میں ہیں۔ اس قول کے قائل یہ کہتے ہیں کہ قحطان ہمیسع کا اور وہ ایمن بن بذار بن نبت بن اسماعیل کا لڑکا ہے۔ اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ قحطان یقطن کو کہتے ہیں، جس کا ذکر ریت میں بہ زمرۂ اولاد عابر آیا ہے اور حضرموت قحطان کے شعوب[1] سے ہے۔

ناعہ

قضاعہ کی نسبت ابن اسحاق، کلبی اور گروہ مورخین کا یہ خیال ہے کہ یہ حمیر سے ہے۔ کبھی ، بیان کی تائید کے لیے وہ حدیث پیش کی جاتی ہے جس کو ابن لہیعہ نے عقبہ بن عامر الجہنی سے یت کیا ہے :

قال : يا رسول الله ممن نحن؟ قال : انتم من قضاعة ابن مالك

= شاخیں۔ [م-ص]

(عقبہ بن عامر نے کہا : یارسول اللہ ہم کس قبیلے سے ہیں؟

جناب موصوف نے فرمایا : تم لوگ قضاعہ بن مالک کی نسل سے ہو)

عمرو بن مرہ صحابی کہتے ہیں :

نحن بنو الشيخ العجاز الازهری   قضاعة ابن مالك بن حمير[1]

زہیر کا یہ خیال ہے کہ قضاعہ اور اس کے بھائی مضر یہ حمیر بن معد بن عدنان کی نسل سے ہیں۔

سہیلی کہتا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ چونکہ مادر قضاعہ (عکبرہ) کا شوہر مالک بن حمیر اس وقت فوت ہوا ہے جب کہ اس کے حمل میں قضاعہ تھا اور عکبرہ نے بعد بیوگی معد بن عدنان سے عقد کر لیا تھا، بعدہ قضاعہ پیدا ہوا؛ اسی وجہ سے قضاعہ معد بن عدنان کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ یہی قول زہیر کا بھی ہے۔

حکمائے متقدمین یونان مثل بطلیموس، ہروشیوش وغیرہما کی کتابوں میں قضاعیوں اور ان کی لڑائیوں کا تذکرہ ہے، لیکن اس سے یہ نہیں مفہوم ہوسکتا کہ وہ ان قضاعیوں کے اسلاف سے ہیں، یا کہ ان کے مغائر ہیں۔ کبھی اس قول پر کہ قضاعہ نسل عدنان سے ہے، یہ شہادت پیش کی جاتی ہے کہ بلاد قضاعہ بلاد یمن سے متصل نہیں ہے بلکہ بلاد شام اور ممالک بنو عدنان سے ملا ہوا ہے اور اصل تو یہ ہے کہ انساب بعیدہ میں بہ نسبت یقین کے ظن کا احتمال غالب ہے۔ واللہ اعلم

بطون حمیر قحطانیہ

چونکہ زمانہ قدیم میں عرب کی حکومت سبا ابن یشجب بن یعرب بن قحطان میں تھی، پھر اس کی حمیر بن سبا اور کہلان بن سبا میں شاخیں پھیلی تھیں۔ بعدہ بنو حمیر نے حکومت ومملکت میں

---

1. تاریخ ابن خلدون کے پیش نظر عربی متون میں بھی پہلے مصرع میں العجاز الازهری ہے، جہاں سے یہ شعر نقل کیا گیا ہے۔ لیکن اس صورت میں شعر کے معنی ومراد دسترس سے باہر ہیں۔ البتہ البدایہ والنہایہ میں العجاز کے بجائے الهجان ہے اور الازهری کے بجائے الازهر ہے۔ جس سے شعر کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ البدایہ والنہایہ کے مطابق شعری متن یوں ہے :

نحن بنو الشيخ الهجان الازهر   قضاعة ابن مالك بن حمير

(ہم روشن جبیں، نجیب الطرفین بزرگ قضاعہ ابن مالک بن حمیر کی اولاد ہیں)

البدایہ والنہایہ ابن کثیر، مرتبہ عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی۔ دار ہجر، القاہرہ، 3:103، 2003 [م۔ص]

علاحدہ روش اختیار کر لی۔ انھیں میں سے ملوک تبابعہ ہیں جن کی دولت وحکومت مشہور عالم ہے۔ لہٰذا ہم پہلے قحطانیہ میں سے حمیر کے حالات لکھتے ہیں۔ بعد ازاں قضاعہ کے اخبار تحریر کریں گے؛ اس وجہ سے کہ بہ لحاظ قول مشہور قضاعہ کو حمیر سے نسبی تعلق ہے، پھر اس کے بعد ہی کہلان برادر حمیر (قضاعی) کا ذکر کر کے بنو عدنان کے حالات لکھیں گے۔

اس سے پیشتر ان بنو حمیر کے کل شعوب کا ہم ذکر کر چکے ہیں جن کی دولت وحکومت ملوک تبابعہ کے پہلے تھی۔ اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ حمیر بن سبا کے نو [9] لڑکے تھے : [1] ہمیسع [2] مالک [3] زید [4] عریب [5] وائل[1] [6] مشروح [7] معدیکرب [8] اوس [9] مرہ۔ پس بنو مرہ حضرموت میں جا رہے اور حمیر سے ایمن بن زہیر بن الغوث بن ایمن بن الہمیسع بن حمیر ہے۔ انھیں کی طرف عدن ابین منسوب ہوتا ہے اور انھیں میں سے بنو ملوک اور بنو عبد شمس ہیں، جو وائل[2] بن الغوث بن قطن بن عریب بن زہیر کے لڑکے ہیں۔ عریب اور ایمن دو بھائی ہیں، اور بنو عبد شمس سے بنو شرعب بن قیس ابن معاویہ بن جشم بن عبد شمس ہیں۔ جس شخص کا یہ خیال تھا کہ جشم اور عبد شمس دونوں بھائی اور وائل[3] کے لڑکے ہیں، اس کا قول اس سے پیشتر بیان کر دیا گیا ہے اور صحیح وہی ہے جو ہم نے اس مقام پر بیان کیا ہے۔

بنو خیران وشعبان

اور بنو خیران اور شعبان پسران عمرو برادر شرعب بن قیس ہیں۔ اور زید الجمہور بن سہل برادر خیران وشعبان ہے۔ اور چوتھا ان کا حسان القیل بن عمرو ہے جس کا اس سے پیشتر ذکر ہو چکا۔ اور زید الجمہور سے ذو رعین ہے جس کا نام یریم بن زید بن سہل ہے، اس کی طرف عبد کلال منسوب ہوتا ہے جس کا ذکر ملوک تبابعہ میں ہو چکا ہے۔

حارث اور عریب پسران عبد کلال بن عریب بن یشرح بن مدان بن ذی رعین وہ ہیں جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا تھا۔ اور انھیں میں سے کعب بن زید الجمہور (ملقب بہ کعب الظلم) اور ابنائے سبا الاصغر بن کعب ہیں، اسی کی طرف ملوک تبابعہ کا نسب سلسلہ منتہی ہوتا

---

1. عربی متن میں ''واثل'' ہے۔ دار الفکر 2:290 / دار الکتب العلمیہ 2:282۔ [م۔ص]
2. دار الفکر ایڈیشن میں ''وائل'' ہی ہے لیکن دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں ''واثل'' ہے۔ [م۔ص]
3. دار الفکر کے نسخے میں ''وائل'' ہی ہے۔ 2:291۔ لیکن نسخہ دار الکتب العلمیہ میں ''واثل'' ہے۔ 2:282۔ [م۔ص]

ہے۔اور زید الجمہور سے بنوحضور بن عدی بن مالک بن زید ہے۔ان سبھوں کا تذکرہ ہم اس سے پیش تر لکھ چکے ہیں۔

اہل یمن کہتے ہیں کہ انھیں میں سے شعیب بن ذی مہدم نبی تھے،جن کو ان کی قوم نے شہید کر ڈالا تھا۔پس بخت نصر نے ان پر چڑھائی کی اور ان کو قتل کیا۔اور بعضے کہتے ہیں کہ جناب موصوف حضور بن قحطان سے ہیں،جس کا نام توریت میں یقطن لکھا ہے۔

بنومیتم [میثم]

انھیں میں سے بنومیتم [میثم][1] اور بنوحالہ پسران سعد بن عوف بن عدب بن مالک برادر ذورعین ہیں اور یہ عوف حضور کا بھائی ہے اور اس کا بھائی احاظہ اور میتم [میثم] حراز بن سعد ہیں۔پس میتم سے کعب احبار ہے (یعنی کعب بن ماتع بن ہلسوع بن ذی ہجری بن میتم [میثم] اور احاظہ سے مربط[2] ذوالکلاع ہے،یعنی سمیقع بن ناکور بن عمرو بہ یعفر بن یزید اور وہی ذوالکلاع الاکبر بن النعمان بن احاظہ ہے۔اور عمرو بن سعد الخبائر اور سحول سے بنوسوادہ بن عمرو ابن الغوث بن سعد یحصب اور ذواصبح ابرہہ بن الصباح ہے،جو عہد اسلام میں یمن کا بادشاہ تھا،اس کا نسب اور اس کے حالات ہم بیان کر چکے ہیں۔

انھیں میں سے مالک[3] بن انس امام دارالہجرہ (مدینہ منورہ) و رئیس فقہائے سلف ہیں۔

نسب ان کا یوں ہے :

مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر (نافع) عمرو بن الحرث
بن عثمان[4] بن خثیل[5] ابن عمرو بن الحارث (ذواصبح)۔

اور ان کے دونوں لڑکے یحییٰ و محمد اور ان کے چچا اویس وابوسہل وربیع بنی تیم قرشی کے

---

1. عربی متن میں ''میثم'' ہے۔دارالفکر 291:2 / دارالکتب العلمیہ 283:2
2. پیش نظر عربی نسخوں میں ''رہط'' ہے۔دارالفکر 291:2 / دارالکتب العلمیہ 283:2 [م۔ص]
3. کنیت ان کی ابوعبداللہ ہے،95 ہجری مقام مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔قراءت نافع ابن ابی نعیم سے سیکھی اور زہری ونافع مولی [آزاد کردہ غلام] عبداللہ بن عمر سے حدیث کی سماعت کی۔چوراسی برس کی عمر پا کے 179ھ ماہ ربیع الاول میں انتقال کیا۔اور حالات ان کے آئندہ موقعے پر لکھے جائیں گے۔ [مترجم]
4. بعضوں نے بجائے ''عثمان'' کے ''غیمان'' بہ غین معجمہ و یائے تحتانیہ لکھا ہے۔ [مترجم]
5. بجائے اس نام کے بعضے مورخ جثیل بہ جیم وثائے مثلثہ و یائے تحتانیہ ساکنہ لکھتے ہیں۔

حلفا سے تھے۔اور زید الجمہور سے مرثد بن علس بن ذی جدن بن الحرث ابن زید ہے، جس سے امرؤ القیس نے اپنے باپ کے قاتل بنو اسد کے مقابلے پر مدد مانگی تھی۔اور بنوسبا اصغر سے اوزاع (یعنی مرثد بن زید بن شدد بن زرعہ بن سبا اصغر) ہیں۔

بنو یعفر

انہیں کے بھائیوں میں سے بنو یعفر ہیں، جنھوں نے حکومت یمن پر غلبہ حاصل کیا تھا، جیسا کہ ان کے اخبار کو "ملوک یمن عہد حکومت عباسیہ میں" ہم بیان کریں گے۔نسب اس کا یوں ہے :

یعفر بن عبدالرحمٰن بن کریب بن عثمان بن الوضاح بن ابراہیم
بن مالع بن عون بن مدرص بن عامر بن ذی مغار البطین بن ذی
مرائش بن مالک بن زید بن غوث ابن سعید بن عوف بن عدی
بن مالک بن شدد بن زرعہ۔

آخری بادشاہ بنو یعفر کا یمن میں ابو حسان اسعد بن ابی یعفر ابراہیم بن محمد [بن] یعفر ہوا ہے۔ابو ابراہیم نے صنعا پر قبضہ حاصل کر کے یمن میں قلعہ کحلان بنوایا۔اس کے بعد وراثتاً اس کے لڑکے حکومت کرتے رہے تا آنکہ ان پر صلیحیوں نے ہمدان سے بہ دعوت دولت عبیدیہ شیعی استیلا حاصل کر لیا، جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

تبابعہ

زید الجمہور سے ملوک تبابعہ اور ملوک حمیر صیفی بن سبا اصغر بن کعب بن زید [کی نسل] سے ہیں۔ابن حزم کہتا ہے کہ صیفی کی نسل سے تبع ہے اور تبع سے اسعد ابو کرب حسان ذو معاہر اور تبع زرعہ ہیں، جو [تبع زرعہ] ذونواس کے نام سے معروف ہے۔اس نے خود یہودیت اختیار کر لی تھی اور اہل یمن کو یہودی بنا ڈالا تھا۔بعضے اس کو یوسف کے نام سے بھی مشہور کرتے ہیں۔اس نے نصرانیان نجران کو قتل کیا تھا۔انہیں تبابعہ سے شمر یرعش بن یاسر ینعم بن عمرو ذی الاذعار اور افریقش بن قیس بن صیفی اور بلقیس بنت ایلی اشرح بن الحرث بن قیس بن صیفی ہے۔ابن حزم کا یہ بھی خیال ہے کہ تبابعہ کے انساب میں نہایت تخلیط اور اختلاف ہے۔ان کے اخبار اور حالات سے کم خبریں ایسی ہیں جو صحیح اور پایۂ تصدیق کو پہنچتی ہیں۔

سیف بن ذی یزن

زید الجمہور سے ذو یزن بن عامر بن اسلم بن زید ہے۔ بہ خیال ابن حزم عامر ہی ذویزن ہے، اور اسی کی اولاد سے سیف بن النعمان بن عفیر بن زرعہ بن عفیر بن الحرث بن النعمان بن قیس بن عبید بن سیف بن ذی یزن ہے۔ یہ سیف بن ذی یزن وہی ہے جو کسریٰ شاہ فارس کے پاس ملوک حبشہ کے ظلم و جور کی شکایت لے گیا تھا اور فارس کو یمن میں لایا تھا۔

بطون حمیر اور ان کے انساب یہی ہیں۔ ان کا ملک یمن میں صنعا سے ظفار و عدن تک تھا۔ ان کی حکومت کے حالات اس سے پیش تر ہم بیان کر چکے ہیں۔

قبائل حضرموت

چونکہ مورخین حمیر بن سبا کے انساب کے ساتھ حضرموت اور جرہم کے بھی انساب کو ذکر کر دیا کرتے ہیں؛ لہٰذا ہم بھی حمیر بن سبا کے انساب کے ساتھ ہی حضرموت اور جرہم اور ان کے شعوب کے انساب تحریر کیا چاہتے ہیں؛ کیونکہ حضرموت اور جرہم سبا کے بھائیوں میں سے ہیں، جیسا کہ توریت میں مذکور ہے اور ہم اس کو بیان کر چکے ہیں۔ اور سوائے ان دونوں کے قحطان کی اولاد سے بعد سبا کے کوئی معروف العقب نہیں رہا۔

حضرموت اور ان کے ملوک کا تذکرہ عرب بادیہ[1] کے ذیل میں ہم بیان کر چکے ہیں اور وہیں اشارتاً ہم نے لکھ دیا ہے کہ ان کے اجیال متاخرہ طبقات غیر میں شامل ہو گئے ہیں؛ اسی وجہ سے ہم ان کو عرب کے طبقۂ ثالثہ میں ذکر کیا چاہتے ہیں۔ ابن حزم کہتا ہے کہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرموت یقطن برادر قحطان کا لڑکا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس خاندان میں حکومت و ریاست عہد اسلام تک قائم رہی ہے۔ انھیں میں سے وائل بن حجر ہیں، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ نسب ان کا اس طرح پر ہے:

وائل بن حجر بن سعید بن مسروق بن وائل ابن النعمان بن ربیعہ
بن الحارث بن عوف بن سعد بن عوف بن عدی بن شرحبیل بن
الحرث بن مالک بن مرہ بن حمیر بن زید بن لائی بن مالک بن

---

1. عربی متن میں "عرب بائدۃ" ہے۔ نسخۂ دار الفکر 2:292 / نسخۂ دار الکتب العلمیہ 2:284۔ [م-ص]

قدامہ بن اعجب ابن مالک ابن لابی بن قحطان۔

اس کا لڑکا علقمہ بن وائل ہے۔ ابن حزم کے نزدیک حجر بن سعید اور سعید ابن مسروق میں ایک پشت چھوٹ گئی ہے، جس کا نام سعد ہے اور وہ سعید کا لڑکا ہے۔

پھر ابن حزم تحریر کرتا ہے کہ بنو خلدون اشبیلی بھی انھیں میں سے جبار بن علقمہ بن وائل کی اولاد سے ہیں۔ اور انھیں سے علی المنذر بن محمد اور اس کے لڑکے قرمونہ اور اشبیلیہ میں ہیں، جن کو ابراہیم بن حجاج لخمی نے بہ حیلہ قتل کیا۔ یہ دونوں عثمان ابو بکر ابن خالد بن عثمان ابو بکر بن مخلوف معروف بہ خلدون کے لڑکے ہیں (جو کہ مشرق میں داخل ہوا تھا)، [ابن حزم کے سوا دوسرے مورخین خلدون اول کی نسبت لکھتے ہیں کہ یہ عمرو بن خلدون کا بیٹا تھا۔ ابن حزم کہتا ہے کہ خلدون اول عثمان بن ہانی بن خطاب بن کریب بن معدیکرب بن الحرث بن وائل بن حُجر کا بیٹا تھا۔ دوسرے کہتے ہیں کہ خلدون اول مسلم بن عمر بن خطاب بن ہانی بن کریب بن معدیکرب بن حرث بن وائل کا لڑکا تھا۔[1]] صدف بن اسلم بن زید بن مالک بن زید بن حضرموت اکبر بھی بنو حضرموت سے ہے۔

انھیں حضرمیوں میں سے علا ابن الحضرمی بھی ہیں، جن کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کا والی مقرر کیا تھا اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے بھی بعد جناب موصوف اسی عہدے پر قائم رکھا تھا، تا آنکہ 21 ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ علا بن الحضرمی عبداللہ بن عبیدہ بن حماد بن مالک حلیف بنو امیہ بن عبد شمس کے بیٹے ہیں۔ اور ان کا بھائی میمون ابن الحضرمی بن الصدف ہے۔ بعضے ان کا نسب یوں لکھتے ہیں :

عبداللہ بن حماد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن اکبر بن عریب
بن مالک بن الخزرج بن الصدف۔

ابن حزم کہتا ہے کہ انھیں علا بن حضرمی کی بہن صعبہ بنت الحضرمی، طلحہ بن عبداللہ کی ماں ہیں۔ انتہیٰ۔ (ختم شد۔)

---

[1] اصل نسخے میں قلابین کی عبارت حاشیے میں ہے۔ ابن خلدون کی تحریر ہونے کی وجہ سے حاشیے کی عبارت متن میں شامل کر دی گئی ہے۔ [م۔ص]

بنو جرہم

جرہم کی نسبت لوگوں کے مختلف خیال ہیں۔ ابن سعید کہتا ہے کہ یہ دو گروہ تھے۔ ایک گروہ تو زمانۂ عاد میں تھا اور دوسرا گروہ جرہم بن قحطان کی اولاد سے ہے۔ یہ وہ جرہم ہے جو کہ حجاز کا مالک ہوا تھا جب کہ اس کے بھائی یعرب بن قحطان نے یمن پر اپنی حکمرانی کا سکہ چلایا تھا۔ بعد اس کے اس کا لڑکا عبد یالیل بن جرہم، پھر اس کا لڑکا جرشم بن عبد یالیل، پھر بعد اس کے اس کا لڑکا عبدالمدان بن جرشم، بعد ازاں نفیلہ بن عبدالمدان، بعدہ عبدالمسیح، پھر عمرو بن مضاض، زاں بعد اس کا بھائی حرث بن مضاض، بعد ازاں عمرو بن الحرث، پھر اس کا بھائی بشر بن الحرث، پھر مضاض بن عمرو بن مضاض یکے بعد دیگرے حکمرانی کرتے رہے۔ یہ جرہم کی دوسری امت ہے، جس کی طرف سیدنا اسماعیل علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے اور جن میں آپ نے اپنی شادی کی تھی۔ واللہ اعلم۔

شجرۂ انساب بنو حمیر قحطانیہ

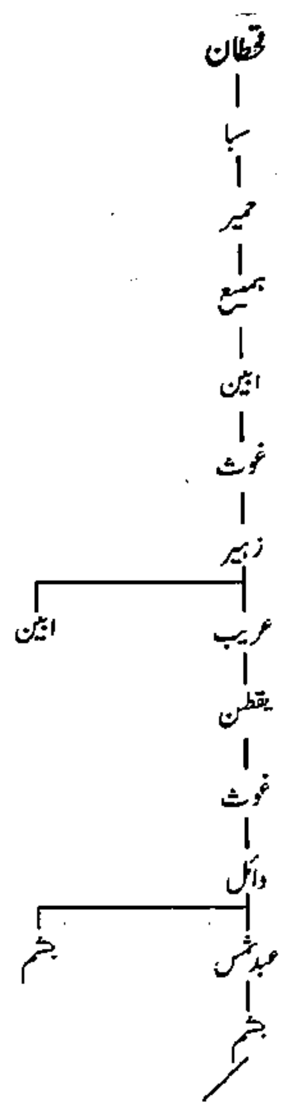

بقیہ اگلے صفحے پر

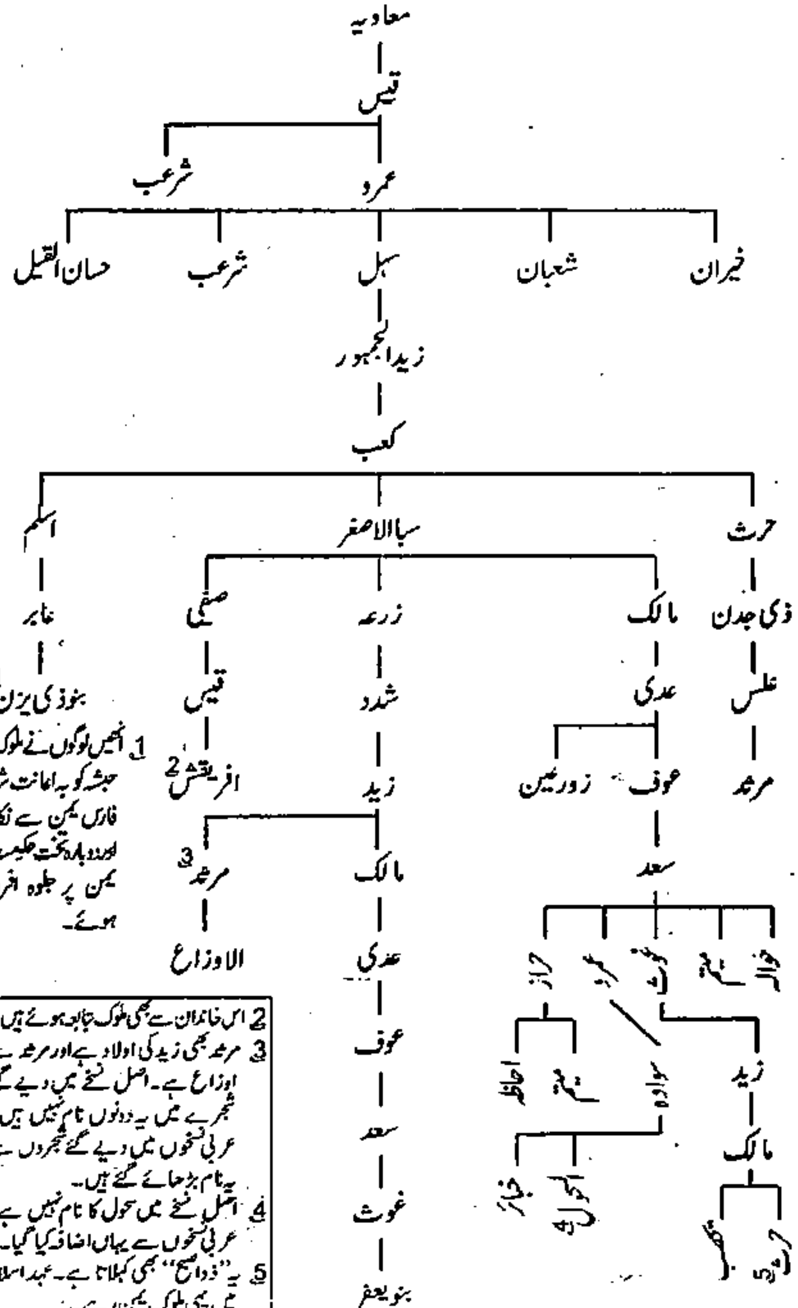

1 انہیں لوگوں نے ملوک حبشہ کو بہ اعانت شاہ فارس یمن سے نکالا اور دوبارہ تخت حکومت یمن پر جلوہ افروز ہوئے۔

2 اس خاندان سے بھی ملوک تبابعہ ہوئے ہیں۔
3 مرثد بھی زید کی اولاد ہے اور مرثد سے اوزاع ہے۔ اصل نسخے میں دیے گئے شجرے میں یہ دونوں نام نہیں ہیں۔ عربی نسخوں میں دیے گئے شجروں سے یہ نام بڑھائے گئے ہیں۔
4 اصل نسخے میں حول کا نام نہیں ہے۔ عربی نسخوں سے یہاں اضافہ کیا گیا۔
5 یہ ''ذواصبح'' بھی کہلاتا ہے۔ عہد اسلام میں بھی ملوک یمن رہے۔

قضاعہ

ابھی یہ بیان ہو چکا ہے کہ قضاعہ بنوحمیر سے ہے یا کہ بنوعدنان سے۔ اور اسی مقام پر فریقین کے دلائل مختصر طور پر نقل کر دیے گئے ہیں۔ اور بہ نظر ترجیح اس قول کے کہ قضاعہ حمیر کے خاندان سے ہے، بنوحمیر کے بعد ہی قضاعہ کا نسب بھی لکھ دیا گیا ہے۔ نظر برایں اس کے بعضے کہتے ہیں کہ قضاعہ مالک بن حمیر کا لڑکا ہے۔

[ابن] کلبی لکھتا ہے :

> قضاعہ مالک بن عمرو بن مرہ بن زید بن مالک بن حمیر کی نسل سے ہے۔

بہ روایت ابن سعید قضاعہ بلاد شحر پر حکمراں تھا۔ بعد اس کے اس کا لڑکا الحاف، پھر اس کا لڑکا مالک حاکم ہوا۔ قضاعہ اور وائل بن حمیر سے اکثر لڑائیاں ہوئیں، پھر بلاد شحر پر مہرہ بن حیدان بن الحاف بن قضاعہ مستقل طور پر حکمراں ہوا۔ بعد چندے بنوقضاعہ نے نجران پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر ان پر بنوحرث بن کعب ابن الازد مستولی ہوا۔ اور بنوقضاعہ حجاز میں چلے گئے اور قبائل معد میں مل جل گئے۔ اسی وقت سے بنوقضاعہ غلطی سے مصر [معد][1] کی طرف منسوب کر دیے گئے۔

الحاف بن قضاعہ

علمائے نسب نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ قضاعہ کے سوائے الحاف (الحافی[2]) کے اور کوئی لڑکا نہ تھا۔ اس سے کل قبائل قضاعہ متشعب[3] ہوئے ہیں۔ الحافی (الحاف) کے تین لڑکے [1] عمرو، [2] عمران، [3] اسلم (بہ ضم اللام) تھے۔

---

1 عربی متن میں "معد" ہے۔ دار الفکر 2:296 / دار الکتب العلمیہ 2:287۔ [م۔ص]

2 دار الفکر کے نسخے میں "الحافی" ہے۔ 2:296۔ اور دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں "الحاف" ہے۔ 2:287۔ [م۔ص]

3 = شاخ در شاخ۔ [م۔ص]

عمرو بن الحافی

عمرو بن الحافی سے حیدان، بلی اور بہران[1] ہیں۔ حیدان سے مہرہ ہوا اور بلی کی نسل سے مشاہیر صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی ایک جماعت ہے۔ منجملہ ان کے کعبؓ بن عجرہ، خدیجؓ بن سلامہ اور سہلؓ بن رافع، ابو بردہؓ بن نیار ہیں۔ بہرا کی اولاد سے بھی مشاہیر صحابہؓ کی ایک جماعت ہے۔ ازاں جملہ مقدادؓ بن عمرو ہیں، یہ اسود ابن عبد یغوث بن وہب (خال یعنی ماموں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں؛ کیونکہ انھوں نے ان کو اپنا متبنّٰی کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خالد بن برمک (خاندان برامکہ کا مورث اعلیٰ) بنی بہرا کا مولیٰ (آزاد غلام) تھا۔

اسلم بن الحافی

اسلم بن الحافی سے سعد ہذیم، جہینہ، نہد اور بنو زید بن لیث ابن اسود بن اسلم ہوئے۔ جہینہ اس وقت تک حجاز کی سرزمین میں مابین ینبع و مدینہ منورہ موجود ہیں۔ اور ان کے شمال میں عقبہ ایلہ تک بلی کے مساکن و مواطن ہیں اور یہ دونوں بحر قلزم کی شرقی سمت میں واقع ہیں۔ ایک گروہ ان میں کا بحر قلزم کی غربی جانب نکل کر مابین صعید مصر و بلاد حبشہ آباد ہے۔ وہیں ان کی کثرت ہوئی اور انھوں نے بلاد نوبہ پر استیلا حاصل کیا اور باشندگان قدیم کی جماعت کو منتشر کر کے ان کے قبضے سے حکومت و سلطنت چھین لی۔ ملوک حبشہ سے بھی لڑے اور اس وقت تک ان کے خون سے اپنی تلوار کی پیاس بجھاتے ہیں۔

سعد ہذیم سے بنو عذرہ ہیں، جو عرب میں محبت اور پیار میں مشہور ہیں۔ انھیں میں سے جمیل بن عبداللہ بن معمر اور ان کی بیوی بثینہ بنت حبالا[2] ہے۔ ابن حزم کہتا ہے کہ بثینہ کے باپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ عروہ بن حزام اور ان کی بیوی عفرا اور زراح بن ربیعہ (قصی بن کلاب کا برادر مادری) بھی انھیں میں سے تھے، یہ زراح بن ربیعہ وہی شخص ہے جس کی اعانت سے قصی بن کلاب اور اس کی قوم نے بنو سعد بن زید بن مناۃ بن تمیم کو مغلوب کیا تھا

1 عربی نسخوں میں ''بہرا'' ہے۔ [م-ص]
2 عربی نسخوں میں ''حبابا'' ہے۔ دار الفکر 2:297 / دار الکتب العلمیہ 2:287۔ [م-ص]

اور اسی وقت سے قریش کی ریاست کی بنا پڑی تھی۔

عمران بن الحافی

عمران بن الحافی سے بنوسلیح (یعنی عمرو بن حلوان بن عمران)، بنوضجعم بن سعد بن سلیح (جوشام میں روم کی طرف سے غسان کے پہلے حکمراں تھے) اور قبیلۂ بزرگ بنوجرم بن زبان بن حلوان بن عمران ہیں۔ اس خاندان کے اکثر صحابی ہیں۔ ان کا مسکن وموطن مابین غزہ وجبال شرات (شام) ہے اور تغلب بن حلوان سے بنواسد، بنوالنمر اور بنوکلب کے بڑے بڑے قبائل ہیں، جوسب کے سب بنووبرہ بن تغلب کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ بنونمر سے بنوخشین بن النمر اور بنواسد بن وبرہ سے تنوخ ہیں۔ اور وہ فہم بن تیم اللات بن اسد ہے، جن میں سے مالک بن زہیر بن عمرو [بن عمرو][1] بن فہم ہے۔ یہ سب بنی حزم کے حلفا تھے۔

بنوتیم اللات وغیرہ سے بھی تین قبیلے ہیں، جوقبائل عرب کندہ، لخم، جذام اور عبدالقیس کے احلاف کہلاتے ہیں۔

بنوالقین

بنواسد بن وبرہ سے بنوالقین ہیں۔ اس کا نام نعمان بن جسر بن شیع اللات بن اسد تھا۔

بنوکنانہ

اور بنوکلب بن وبرہ بن تغلب بن حلوان سے بنوکنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللات بن رفیدہ بن ثور بن کلب کا بڑا قبیلہ ہے، جس میں تین بطون ہیں : بنوعدی، بنوزہیر اور بنوعلیم۔ اور بنوجناب بن ہبل بن عبداللہ بن کنانہ انھیں میں کا ایک بہت بڑا بطن ہے۔ از اں جملہ عبیدہ بن ہبل شاعر قدیم ہے جس کو بعض لوگ ابن حرام کہتے ہیں۔

بنوحصین

بنوعدی سے بنوحصین بن ضمضم بن عدی ہے، جن میں سے نائلہ بنت القرافصہ بن الاحوص بن عمرو بن ثعلبہ بن الحرث بن حصن زوجۂ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھیں۔ اور اسی قبیلے

---

1. عربی نسخوں میں زہیر کے بعد ''بن عمرو'' دو مرتبہ ہے اس لیے قلابین میں ''بن عمرو'' کا اضافہ کردیا گیا ہے۔ دارالفکر 297:2 / دارالکتب العلمیہ 288:2۔ [م۔ص]

سے ابوالخطار الحسام بن ضرار بن سلامان بن جشم بن ربیعہ بن حصن (امیر اندلس) اور منسبہ بن محیم بن منجاش بن مزغور بن منجاش بن ہزیم بن عدی بن زہیر اور اس کا ابن الابن حسان بن مالک بن بجدل ہے۔

بنو بجدل

زمانۂ اسلام میں ریاست وحکومت بنوکلب میں بنی بجدل کے لیے مخصوص تھی۔ انھیں کے اعقاب سے بنومنقذ ملوک شیزر ہیں۔ اور بنوزہیر بن جناب سے حنظلہ بن صفوان بن توبل بن بشر بن حنظلہ بن علقمہ بن شراحیل بن ہریر بن ابی جابر بن زہیر ہے، جو ہشام کی طرف سے افریقہ کا والی ہوا تھا۔ اور علیم بن جناب سے بنومعقل ہیں۔

حضرت دحیہؓ

قبیلۂ بنوکلب بن عوف بن بکر بن عوف بن کعب بن عوف بن عامر بن عوف سے دحیہ[1] (رضی اللہ عنہ) بن خلیفہ بن فروہ بن فضالہ بن زید بن امراؤ القیس بن خزرج بن عامر بن بکر بن عامر بن عوف (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے، ان کی صورت پر کبھی کبھی جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے) اور منصور بن جمہور بن حفر بن عمرو بن خالد بن [حارثہ][2] بن العبید بن عامر بن عوف (رضی اللہ عنہ)، جس کو یزید بن ولید نے کوفہ کا والی مقرر کیا تھا۔ اور اسامہ ابن زید (رضی اللہ عنہ) بن حارثہ بن شراحیل بن عبدالعزیٰ بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبد ود بن عوف ہیں۔ (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین صحابہ سے تھے)

حضرت زید بن حارثہؓ

اسامہ کے باپ زید ایام جاہلیت میں گرفتار ہو کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قبضے میں آئے تھے اور ان کو حضرت خدیجہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تھا۔ اس کے بعد ان کے باپ حارثہ آئے۔ آپؐ نے زید کو حارثہ کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی، لیکن زید اپنے باپ کے ساتھ نہ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا۔ ان کے لڑکے

---

1. انھیں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 6 ہجری میں خط لے کر قیصر روم کے پاس بھیجا تھا۔ [مترجم]
2. اصل نسخے میں "خالد" اور "عبید" کے درمیان "حارثہ" نہیں ہے۔ عربی نسخوں سے یہاں اضافہ کیا گیا ہے۔ دار الفکر 2:298 / دار الکتب العلمیہ 2:289۔ [م۔ص]

اسامہ نے آپؐ ہی کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔

ابن کلبی

بنوکلب [ثم] بنوکنانہ بن بکر بن عوف سے مشہور نسابہ ابن کلبی (ابوالمنذر ہشام بن محمد بن سائب بن بشر بن عمرو بن الحرث بن عبدالعزیٰ بن امرؤالقیس) ہے۔ اور امرؤالقیس عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن کنانہ بن عذرہ ہے۔ بقیہ نسب اس کا اس سے پیشتر گذر چکا ہے۔

قضاعیوں کی حکومت

ان قضاعیوں کی حکومت مابین شام وحجاز عراق تک ایلہ میں اور جبال کرک سے مشارف[1] شام تک پھیلی ہوئی تھی۔ رومی بادشاہ نے ان کو ملک عرب پر حکمراں کیا تھا۔ سب سے پہلے ان میں حکومت کا تاج تنوخ کے سر پر رکھا گیا۔ بہ روایت مسعودی متواتر ان میں تین بادشاہ ہوئے: نعمان بن عمرو، پھر اس کا لڑکا عمرو بن النعمان، پھر اس کا لڑکا حواری بن عمرو۔

بعد اس کے یہ بنوسلیح سے مغلوب ہو گئے۔ ان میں حکومت ضجعم بن معد میں تھی۔ یہ اس زمانے میں تھا جب کہ طیطش قیصر نے شام پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ اس نے ان کو اپنی طرف سے ملک عرب کا حاکم بنایا تھا، یہ اس کے ہر حکم کی اطاعت کرتے رہے تا آنکہ ان میں زیادہ بن ہبولہ بن عمرو بن عوف بن ضجعم حکمراں ہوا، اور غسان نے یمن سے خروج کیا۔ وہ اس سے مغلوب ہو گئے اور عرب کی زمام حکومت شام، بنی جفنہ کے قبضے میں آ گئی اور بنی ضجعم کی حکومت وسلطنت جاتی رہی۔

ابن سعید کہتا ہے کہ زیادہ بن ہبولہ بعد غلبۂ غسان بقیۃ السیف کو لے کر حجاز کی طرف چلا گیا، جس کو آکل المرار کندی نے مار ڈالا، جو تبابعہ کی جانب سے حجاز کا حکمراں تھا۔ ان لوگوں میں سے جو زیادہ کے ہمراہ تھے، نہایت کم آدمی جاں بر ہوئے۔ ابن سعید کا یہ بھی خیال ہے کہ بعض مورخ تنوخ کا اطلاق بنو ضجعم اور دوس پر کرتے ہیں، جنھوں نے بحرین میں قیام اختیار کیا تھا۔ پھر آگے چل کر وہ تحریر کرتا ہے کہ بنوعبید بن الابرص بن عمر بن اشجع بن سلیح کے قبضے میں ایک ملک اور تھا، جس کے آثار اس وقت تک زمین سنجار میں باقی ہیں، جس کا آخری حکمراں ضیزن بن معاویہ بن عبید تھا، جس کو جرامقہ ساطرون کے نام سے یاد کرتے ہیں اور اس کا قصہ، جو بادشاہ سابور

---

1 = اطراف وجوانب۔ [م۔ص]

ذوالجود کے ساتھ پیش آیا تھا، معروف ہے۔

قضاعیوں میں سے بنوکلب بن وبرہ نے حکمرانی کی ہے۔ ان کے قبضے میں دومۃ الجندل اور تبوک وغیرہ تھا۔ اس خاندان نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا تھا۔ عہد اسلام میں اس کا حکمران اکیدر بن عبدالملک بن سکون تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ کندی تھا اور ان حکمرانوں کی ذریت سے تھا جن کو ملوک تبابعہ نے کلب کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اس کو خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرفتار کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تھے۔ بنوکلب کی یادگار نسلیں اس وقت تک خلیج قسطنطنیہ پر کثرت سے آباد ہیں۔ بعض ان میں سے مسلمان ہیں اور روحانی زندگانی بسر کررہے ہیں۔ اور بعض عیسائی مذہب رکھتے ہیں۔

شجرۂ انساب بنو قضاعہ

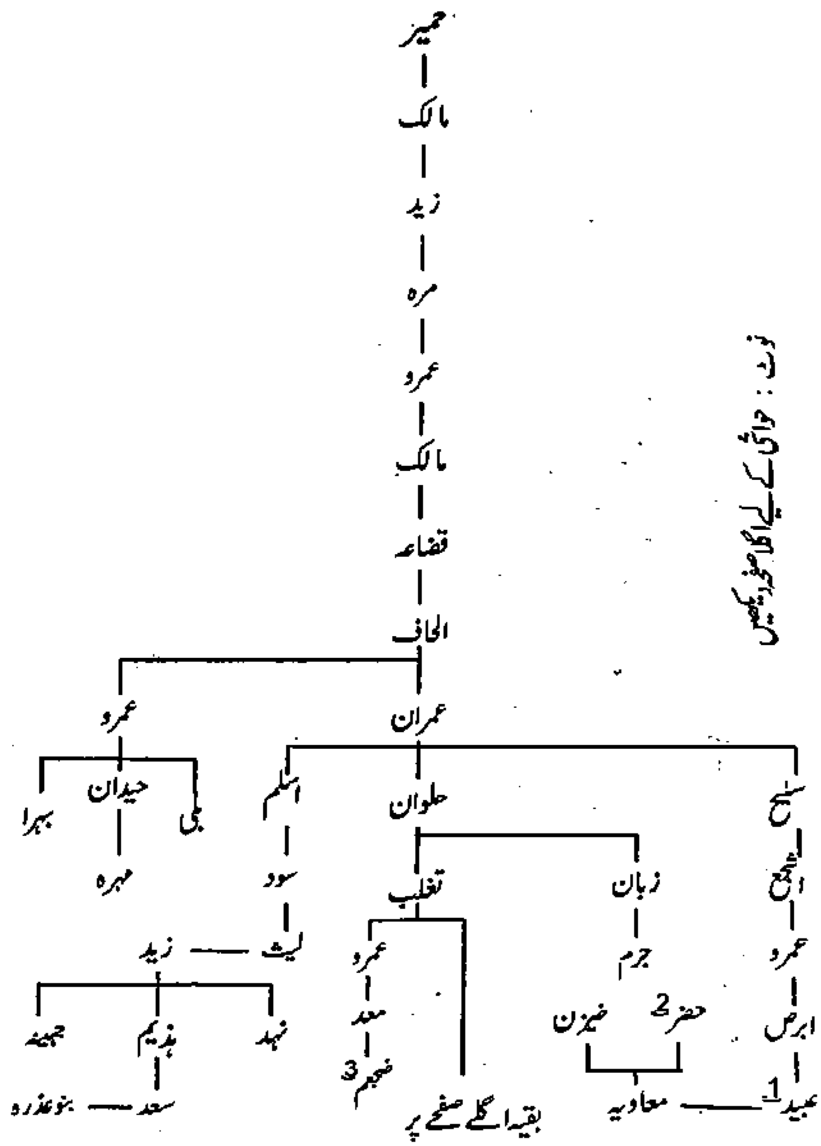

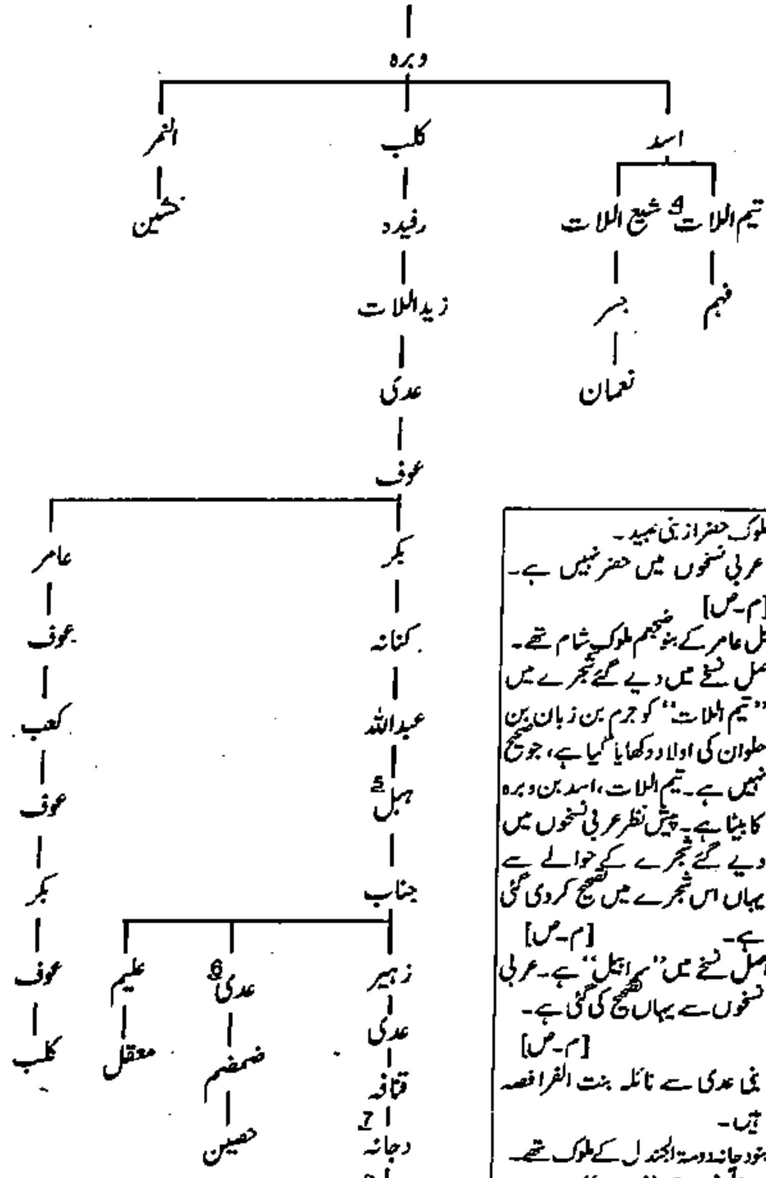

1 ملوک حضر از بنی عبید۔
2 عربی نسخوں میں حضر نہیں ہے۔ [م۔ص]
3 نسل عامر کے بنو ضجعم ملوک شام تھے۔
4 اصل نسخے میں دیے گئے شجرے میں "تیم اللات" کو جرم بن زبان بن حلوان کی اولاد دکھایا گیا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔ تیم اللات، اسد بن وبرہ کا بیٹا ہے۔ پیش نظر عربی نسخوں میں دیے گئے شجرے کے حوالے سے یہاں اس شجرے میں تصحیح کر دی گئی ہے۔ [م۔ص]
5 اصل نسخے میں "ہبل" ہے۔ عربی نسخوں سے یہاں تصحیح کی گئی ہے۔ [م۔ص]
6 بنی عدی سے نائلہ بنت الفرافصہ تھیں۔
7 بنو دجانہ دومۃ الجندل کے ملوک تھے۔
8 عربی نسخوں میں "انیف" ہے۔ [م۔ص]
9 اسی کے اعقاب سے بنو معقد ملوک شیزر تھے۔

بنو کہلان

بنو کہلان[1] بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان، بنو حمیر بن سبا کے نسبی بھائی ہیں۔ ابتداءً بنو حمیر کے ساتھ ملک وحکومت میں شریک تھے۔ بعد چندے زمام حکومت صرف بنو حمیر کے قبضے میں آ گئی۔ اور بنو کہلان یمن میں ان کے ماتحت رہے۔ پھر جب بنو حمیر کی حکومت منقرض ہوگئی تو عرب بادیہ پر بنو کہلان حکمراں ہوئے۔

بطون کہلان سے بنو کندہ ہیں، جن کی حکومت یمن وحجاز میں تھی۔ بعد چندے بنو کہلان ہی کے شعوب سے مزیقیا کے ہمراہ یمن سے بنو ازد نکل کر سرزمین شام میں پھیل گئے۔

شام کی حکومت بنو غسّنہ میں، یثرب کی اوس وخزرج میں اور عراق کی بنو فہم میں رہی۔ پھر لخم اور طی انھیں کے شعوب سے ظاہر ہوئے اوران کی حکومت وسلطنت حیرہ میں آل منذر کی صورت میں پیدا رہوئی، جیسا کہ ہم آئندہ ذکر کریں گے۔

زید بن کہلان

کہلان کا کل نسبی سلسلہ زید بن کہلان سے چلا ہے۔ اوراس کی شاخیں مالک بن زید، عریب بن زیداور ربیعہ بن زید سے پھیلی ہیں۔

بنو ہمدان

مالک بن زید سے بطونِ ہمدان کا تعلق ہے۔ ان کا مسکن وموطن ہمیشہ شرقی یمن میں رہا۔ یہ خاندان بنو اوسلہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ ہمدان لڑکا ہے مالک بن زید بن اوسلہ بن ربیعہ بن الجبار بن مالک بن زید بن نوف بن ہمدان کا۔

---

1 مورخین لکھتے ہیں کہ سبا بن یشجب نے اپنی حکومت اپنے دونوں لڑکوں حمیر وکہلان میں اس طرح تقسیم کیا تھا کہ حمیر کو سیاست ملک وانتظام سلطنت سپرد کیا اور کہلان کو اطراف وجوانب کا افسر زیرِ نگرانیِ حمیر مقرر کیا۔ چنانچہ حمیر اور کہلان نسلاً بعد نسلٍ اس طریقے پر بسر کرتے رہے تا آنکہ بنو حمیر کا زمانۂ شباب وترقی منقضی ہو گیا اور بنو کہلان بجائے ان کے تختِ حکومت پر بیٹھ گئے۔ [مترجم]

بنو یام

اور شعوب حاشد سے بنو یام بن اصغی بن مانع بن مالک بن جشم بن حاشد ہیں۔ اور انھیں میں سے طلحہ بن مصرف شمار کیے جاتے ہیں، لیکن جب اللہ نے نور اسلام سے عرب کی پہاڑیوں اور ریگستانوں کے ذرات کو روشن کیا تو اکثر بنو ہمدان اطراف و جوانب میں منتشر ہو کر نکل گئے اور جو باقی رہ گئے وہ یمن میں مقیم رہ گئے۔ یہ لوگ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی شیعیت (متابعت یا گروہ) میں شامل رہے، جس وقت کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں مشاجرت واقع ہو رہی تھی، یہ اسی تشیع کی حالت میں تا زمانۂ اسلام رہے۔ انھیں میں سے علی بن محمد الصلیحی بنو یام کی اولاد سے تھا (جو کہ دعوت دولت عبیدیہ کا یمن میں قائم کرنے والا تھا)۔

بنو یام کا نسبی تعلق حاشد سے ہے۔ یہ اسی زمانے میں حصن حرار پر مستولی ہو گیا تھا، جس کی حکومت نسلاً بعد نسلٍ اسی کے خاندان میں رہی۔ ان کے پہلے اور بعد زیدیہ کے زمانے میں بنو الرسی کی حکومت صعدہ میں تھی۔ بیہقی کہتا ہے کہ بعد منتشر ہونے کے ان کے کسی قبیلے کا نشان باقی نہ رہا، سوائے اس کے کہ کچھ لوگ یمن میں باقی رہے، حالانکہ یہ عرب کے اعظم قبائل سے تھے۔

بنو الازد

ابن سعید کہتا ہے کہ بنو ہمدان سے بنو الزریع زیدیہ ہیں، جو عدن وجدہ [حیرہ][1] میں ملک وحکومت کے مالک تھے۔ ہمدان کا نسبی بھائی الہان بن مالک بن زید بن اوسلہ ہے۔ مالک بن زید سے بنو ازد[2] (یعنی ازد بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید)، خثعم اور بجیلہ پسران انمار بن اراش (برادر ازد بن الغوث) ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ انمار نزار بن معد کا لڑکا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔

بہر کیف بنو الازد کا بہت بڑا قبیلہ ہے، جس سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں۔ از اں جملہ

---

1. عربی متن میں "حیرہ" ہے۔ دار الفکر 2:303 / دار الکتب العلمیہ 2:292۔ [م۔ص]
2. بعض مورخ اسی کو بنو الاسد (بجائے 'زا' کے سین مہملہ سے) لکھتے ہیں، لیکن جوہری نے لکھا ہے کہ "ازد" "اسد" سے زیادہ فصیح ہے۔ یہ بہت بڑا قبیلہ تھا، اس کو جوہری نے تین قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ (1) ازد شنوہ۔ جو نصر ابن الازد کی نسل سے ہیں۔ (2) ازد الشراۃ۔ یہ وہ ہیں جو ازد کی اولاد سے مقام شراۃ مضافات یمن میں جا کر مقیم ہو گئے تھے اور اسی مناسبت سے یہ ازد شراۃ کی طرف مضاف کر دیا گیا۔ (3) ازد عمان۔ یہ وہ ہیں جو بنو الازد میں سے عمان میں جا کر آباد ہوئے تھے اور یہ اسی مناسبت سے "ازد عمان" کے نام سے معروف ہوئے۔ [مترجم]

بنو دوس، نصر بن ازد کی نسل سے یعنی دوس بن عدثان (بالثاء المثلثہ) ابن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحرث بن کعب بن مالک بن نصر بن الازد اور جذیمہ بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس ہیں، جن کا ملک اطراف عمان میں تھا۔

بنو نصر

پھر بعد انقضائے حکومت دوس وجذیمہ عمان میں ان کے نسبی بھائی بنو نصر بن زہران بن کعب حکمراں ہوئے۔ چنانچہ ان میں سے قُبیل[1] اسلام مستکبر بن مسعود بن الجرار بن عبداللہ بن مغولہ بن شمس بن عمرو بن غنم بن غالب ابن عثمان بن نصر بن زہران تھا اور جنھوں نے ان میں سے اسلام کا زمانہ پایا ہے وہ جیفر بن الجلندی بن کرکر بن مستکبر اور اس کا بھائی عبداللہ والی عمان تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صاحبوں کی طرف نامہ نامی ارسال فرمایا تھا اور ان کے اطراف وجوانب کا عمرو بن العاصی [العاص] کو متولی مقرر کیا تھا۔

بنو عمرو مزیقیا

بنو الازد ہی میں سے بنو مازن بن الازد کی نسل سے بنو عمرو مزیقیا ابن عامر (ملقب بہ ماء السماء) ابن حارثہ الغطریف ابن امرؤ القیس البہلول ابن ثعلبہ بن مازن بن الازد ہیں۔ یہ عمرو اور اس کے آباؤاجداد حمیر کے ساتھ بادیۂ کہلان پر یمن میں حکمرانی کرتے تھے۔ بعد چندے حکومت کو قیام ہو گیا۔

عمرو مزیقیا کی حجاز روانگی

سرزمین سبا (بلاد یمن میں) سرسبز ترین بلاد سے تھی اور یہی ان سیول کی مدافع تھی جو دو پہاڑیوں سے گرتے تھے۔ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سیلاب اور برساتی پانی روکنے کی غرض سے [اس نے] دیواریں یا بند قائم کر دیں، جن میں جابجا کھڑکیاں بنی ہوئی تھیں، جن سے حسب حاجت پانی لے لیا جاتا تھا۔ یہ بند یا دیواریں زمانہ حمیر تک قائم رہیں۔ جب ان کی حکومت جاتی رہی اور ان کی سلطنت کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا اور ارض سبا پر بنو کہلان کا دور دورہ ہوا تو ردوبدل میں بے مرمتی کی وجہ سے وہ بند اور دیواریں خراب ہو گئیں اور اس کے نگہبان ادھر ادھر پریشان ہو کر چلے گئے۔ عمرو مزیقیا (ان

1 = کچھ پہلے۔ [م۔ص]

کے بادشاہ) نے بند کے خراب ہو جانے کی وجہ سے شہر کے ویران ہونے سے اہل شہر کو آگاہ کیا۔

ابن ہشام بہ روایت ابوزید انصاری تحریر کرتا ہے کہ عمرو مزیقیا نے خواب میں دیکھا تھا کہ گھوس بند کو کھود رہی ہے، جس سے اس نے یہ تعبیر کیا کہ نہ تو اب اس شہر کو قیام ہوگا اور نہ بند باقی رہے گا۔ اور اپنی قوم کو جمع کر کے شہر کے چھوڑنے پر آمادہ کیا۔ اس کی قوم نے کہا جس وقت یہ حالت پیش آئے، تو اپنے چھوٹے لڑکے کو اس سیل کی نذر کر دینا۔ عمرو مزیقیا نے کہا کہ میں ایسے شہر میں نہیں قیام کیا چاہتا جہاں میرا چھوٹا لڑکا لقمہ نہنگ اجل کیا جائے۔ عمرو مزیقیا نے یہ کہہ کر اپنے مال و اسباب کو فروخت کر ڈالا اور اپنے لڑکوں اور پوتوں کو ہمراہ لے کر نکل کھڑا ہوا۔ ازد بھی عمرو مزیقیا کو نکلتے ہوئے دیکھ کر سفر پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ یہ دونوں مع بقایا بنی مازن کے اپنے ملک یمن سے جدا ہو کر حجاز میں چلے آئے۔

بنو مزیقیا اور چشمۂ غسان

سہیلی کہتا ہے کہ ان کی علاحدگی یمن سے حسان بن تبان اسعد (ملوک تبابعہ) کے زمانے میں ہوئی ہے۔ الغرض جب یمن سے جدا ہو کر چلے تو پہلے یہ بلاد عک مابین زبید وزمع میں جا اترے۔ بادشاہ عک سے اور ازد سے لڑائی ہوئی، اس کے بعد وہ اطراف بلاد میں پھیل گئے۔ چنانچہ بنو نصر ابن الازد شرات وعمان میں، اور بنو ثعلبہ بن عمرو مزیقیا یثرب (مدینہ منورہ) میں، اور بنو حارثہ بن عمرو مرالظہران (مکہ) میں جا پہنچے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہی خزاعہ تھا۔ یہ لوگ اثنائے سفر میں مابین زبید وزمع ایک چشمے پر (جس کو غسان کہتے ہیں) ہو کر گذرے۔ پس جس شخص نے بنو مزیقیا میں سے اس چشمے سے پانی لیا، وہ اسی نام سے موسوم ہوا۔ اس پانی کے پینے والے بنو مالک، بنو الحرث، بنو جفنہ، بنو کعب ہیں، اور یہی غسان کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ چونکہ بنو ثعلبہ عنقا نے نہیں پیا تھا؛ اس وجہ سے وہ اس نام سے معروف نہ ہوئے۔

جفنہ کی اولاد سے ملوک شام ہیں، جن کا ذکر و بیان آئندہ آئے گا اور ثعلبہ عنقا کی نسل سے اوس وخزرج یثرب (مدینہ) کے ملوک زمانۂ جاہلیت میں گذرے ہیں، جیسا کہ ہم بیان کریں گے اور عمرو مزیقیا سے بنو افصی ابن حارثہ بن عمرو ہیں۔

بجیلہ

بجیلہ کا ملک سروات بحرین وحجاز میں تبالہ تک تھا۔ یہ لوگ زمانۂ فتوحات اسلامی میں پریشان ہو کر نکل گئے۔ معدودے چند اپنے ملک میں باقی رہ گئے، جن میں سے زمانۂ حج میں ہر سال مکے میں آتے ہیں، جن کے چہروں سے تنگیٔ عیش کے آثار نمایاں رہتے ہیں۔ بطون بجیلہ سے قسر یعنی مالک بن عبقر بن انمار اور بنو احمس بن الغوث بن انمار ہیں۔

بنو عریب

بنو عریب ابن زید بن کہلان سے طی، اشعریون، مذحج اور بنو مرہ ہیں۔ اشعریون اشعر یعنی نبت بن ادد کے لڑکے ہیں۔ ان کا شہر زبید کے شمالی جانب تھا۔ ابتدائے اسلام میں ان کو ایک گونہ سطوت وغلبہ حاصل تھا، لیکن جب اسلامی فتوحات کی موجیں بڑھیں تو یہ لوگ پریشان ہو کر اپنے وطن سے نکل گئے۔ معدودے چند جو یمن میں باقی رہ گئے وہ زمانۂ مامون میں آئے دن کی لڑائیوں سے ضعیف ہو کر حکمرانی کے سلسلے سے نکل کر رعایا میں شمار کر لیے گئے۔ بنو طی بن ادد یمن میں رہتے تھے، ازد کے نکلنے کے بعد ہی یہ بھی یمن سے نکل کھڑے ہوئے اور بنی اسد کے جوار میں مقام سمیرا اور فید میں سکونت اختیار کر لی۔ یہ ایک زمانے تک یہیں مقام [کذا] رہے، لیکن شروع زمانۂ فتوحات اسلامیہ میں یہ بھی منتشر ہو گئے۔

قبائل سنبس وثعالب

ابن سعید کہتا ہے کہ ان میں سے اس وقت تک اپنے ملک میں ایک گروہ کثیر موجود ہے جس سے حجاز، شام اور عراق کی پہاڑیاں بھری ہوئی ہیں، یعنی اس وقت تک قبائل طے عراق، شام اور مصر میں حکومت کر رہے ہیں۔ منجملہ ان کے سنبس اور ثعالب دو قبیلے بڑے مشہور ومعروف ہیں۔ پس سنبس لڑکا ہے معاویہ کا اور وہ شیل[1] بن عمرو بن الغوث بن طی کا اور بحتر بن ثعل بھی اس نسب میں شریک ہے، اور انھیں میں سے زبید بن معن بن عمرو بن عس بن سلامان بن ثعل (بجریۂ سنجار میں)، ثعلب [ثعالب] بنو ثعلبہ بن رومان بن جندب بن خارجہ بن سعد بن قطرہ بن طے، ثعلبہ بن جدعا بن ذہل بن رومان ہیں، اور بنو لام بن ثعلبہ اسی گروہ سے ہیں۔ ان کے مساکن مدینہ

1. عربی نسخوں میں "شبل" ہے۔ دار الفکر 2:305 / دار الکتب العلمیہ 2:294۔ [م-ص]

کے پہاڑوں میں ہیں۔ اکثر اوقات یہ مدینہ میں چلے آتے ہیں اور جو ثعالب صعید مصر میں ہیں وہ نسل سے ثعلب بن عمرو بن الغوث بن طے کے ہیں۔

امارت بنو ہنی

زمانۂ جاہلیت میں بنو ہنی بن عمرو بن الغوث ابن طی، طی پر حکومت کرتے تھے۔ اسی کی اولاد سے ایاس بن قبیصہ ہے، جس کو کسریٰ پرویز نے بعد قتل نعمان بن منذر کے عرب کا حاکم مقرر کیا تھا اور طے کو مقام حیرہ میں بجائے لخم کے ٹھہرایا تھا۔ یہ ایاس قبیصہ بن ابی یعفر بن نعمان بن خبیب بن الحرث ابن الحویرث بن ربیعہ بن مالک بن سعد بن ہنی کا لڑکا ہے۔ اس کی ریاست وحکومت تا زمانۂ انقراض حکومت فارس قائم رہی۔ اسی ایاس کے اعقاب سے بنو ربیعہ بن علی بن مفرج بن بدر بن سالم بن قصہ بن بدر بن سمیع، ربیعہ سے آل مراد اور آل فضل کی شاخیں اور آل فضل سے آل علی اور آل مہنا کی شاخیں منسوب ہیں، پس علی اور مہنا بیٹے ہیں فضل کے اور فضل و مراد بیٹے ہیں ربیعہ کے اور سمیع جو اس کی طرف منسوب ہوتا ہے وہ درحقیقت قبیصہ بن ابی یعفر کی اولاد سے ہے۔

امارت بنو مفرج

عہد حکومت دولت عبیدیہ میں طی پر بنو مفرج حکومت کرتے تھے، پھر بنو مراد بن ربیعہ حکمراں ہوئے۔ یہ سب کے سب شام میں ارض غسان کے وارث تھے، پھر بعد چندے بنو علی اور بنو مہنا پسران فضل ابن ربیعہ بالاشتراک حکمران رہے، لیکن ان دنوں مشارف شام، عراق اور بریۂ نجد میں بنو مہنا بالانفراد حکمرانی کرتے تھے۔ ان کا ظہور، عہد حکومت ایوبیہ اور اس کے بعد ملوک ترک، شام میں ہوا ہے جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

آل مذحج

مذحج کا نام مالک بن زید بن ادد بن زید بن کہلان ہے۔ اسی سے مراد (جس کا نام یحابر بن مذحج) اور سعد العشیرہ بن مذحج ہے، جو ایک بہت بڑا قبیلہ ہے، جس سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں۔ منجملہ ان کے جعفر بن سعد العشیرہ اور زبید بن صعب ابن سعد العشیرہ، اور بطون مذحج سے نخع، رہا اور مسیلہ بنو حرث بن کعب ہیں۔ نخع جسر بن عمرو بن علتہ بن جلد بن مذحج اور مسیلہ ابن عامر بن عمرو بن علتہ اور رہا ابن منبہ بن حرب بن علتہ ہے۔ بنو حرث کا باپ حرث ابن کعب بن

علتہ ہے۔ یہ اطراف نجران میں رہتے تھے۔ بنوذہل بن مزیقیا (از نسل ازد) اور بنو حارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الازدان کی مجاورت میں آ کر ٹھہرے۔

افعی کاہن

نجران میں اس سے پہلے جرہمی قبیلہ حکمراں تھا۔ ان دنوں ان کا بادشاہ افعی کاہن تھا، جو اولاد نزار بن معد کا حکم ہوا تھا، جب کہ ان لوگوں میں بعد موت نزار آتش فتنہ وفساد مشتعل ہو رہی تھی۔ اس کا نام غلس تھا، عمر ما بن ہمدان بن مالک بن ممتاب بن زید بن وائل[1] بن حمیر کا بیٹا ہے۔ یہ ملکہ بلقیس کی طرف سے نجران کا حاکم تھا، اسی کو ملکہ بلقیس نے سلیمان علیہ السلام کے پاس سفیر کر کے بھیجا تھا۔ اس نے جناب موصوف کی رسالت کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لایا اور تا حیات اسی دین پر قائم رہا۔ پھر نجران میں بنو الحرث بن کعب بن علتہ بن جلد بن مذحج کا دور دورہ ہوا، بنو افعی مغلوب ہو گئے۔ پھر اس کے بعد یمن سے ازد نے خروج کیا اور ان کی طرف ہو کر گذرا، آپس میں لڑائیاں ہوئیں۔ آخر الامر ان کے جوار میں بنونصر بن الازد اور بنوذہل بن مزیقیا ٹھہر گئے اور ریاست وحکومت کو باہم تقسیم کر لیا۔

بنوزیاد

انھیں مذحجیوں میں سے بنوحرث بن کعب سے بنوزیاد ہیں، اس کا نام یزید بن قطن بن زیاد بن الحرث بن مالک بن کعب بن الحرث ہے۔ یہ مذحج کا بہت بڑا خاندان تھا اور نجران کا حکمراں رہا ہے۔ آخر زمانے میں ریاست عبدالمدان بن الدیان کے خاندان میں آ گئی تھی۔ یہ حکومت بعثت سے چند دنوں پیش تر یزید بن عبدالمدان تک منتہی ہوئی تھی۔ اس کا بھائی عبدالحجر بن عبدالمدان خالدؓ بن ولید کے ہمراہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد ہو کر آیا تھا اور اس کا بھتیجا زیاد بن عبداللہ بن عبدالمدان سفاح کا ماموں تھا، جس کو اس نے نجران و یمامہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔

نجران کے مختلف حکمراں خاندان

ابن سعید لکھتا ہے کہ ایک مدت تک نجران کی حکومت بنو عبدالمدان میں رہی، پھر ان

---

1. عربی نسخوں میں ''واثل'' ہے۔ دار الفکر 2:306 / دار الکتب العلمیہ 2:296۔ [م۔ص]

میں سے بنو ابوالجواد اور چھٹی صدی میں عبدالقیس بن ابی الجواد، پھر اس زمانے میں اعاجم[1] کے یکے بعد دیگرے حکمراں ہوئے۔ پھر بطون حرث بن کعب سے بنو معقل یعنی ربیعہ بن الحرث بن کعب میں حکومت منتقل ہوگئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس وقت مغرب اقصیٰ میں جو بنو معقل ہیں، وہ اسی بطن سے ہیں، معقل بن کعب قضاعی کی نسل سے نہیں ہیں۔ اس کی تائید میں یہ کہا جاتا ہے کہ کل بنو معقل ربیعہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں، اور ربیعہ نام اسی معقل کا ہے۔ ھکذا کما رأیت واللہ تعالی اعلم۔ (جیسا کہ میں نے سمجھا ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔)

بنو مرہ

بنو مرہ بن اددطی، مذحج اور اشعریین کے بھائی ہیں۔ یہ بہت بڑا قبیلہ ہے، اس سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں۔ ان سب کا سلسلۂ نسب مثل خولان، معافر لخم، جذام، عاملہ اور کندہ کے حرث ابن مرہ تک منتہی ہوتا ہے۔ معافر بنو یعفر بن مالک بن الحرث بن مرہ ہیں، زمانۂ فتوحات اسلام میں یہ سب منتشر ہوگئے۔ انھیں میں سے منصور بن ابی عامر، ہشام والیٔ اندلس کا مصاحب تھا۔ خولان کا نام افکل بن عمرو بن مالک، اور عمرو برادر یعفر ہے۔ یہ لوگ شرقی جبال یمن میں رہتے تھے، زمانۂ فتوحات اسلام میں یہ بھی منتشر ہوگئے تھے، الا آنکہ ان میں سے کچھ لوگ یمن میں باقی رہ گئے، لیکن پھر بھی وہ اور ہمدان اس وقت اعظم قبائل عرب یمن سے شمار کیے جاتے ہیں۔ اہل یمن اور اس کے اکثر قلعات پر ان کو استیلا حاصل ہے۔

بنو لخم

لخم کا نام مالک بن عدی بن الحرث بن مرہ ہے۔ یہ بھی بہت بڑا خاندان ہے، جس سے بڑے بڑے قبائل نکلے ہیں، از اں جملہ بنو الدار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم، اور اس کے بڑے لڑکے سے بنو نصر بن ربیعہ بن عمرو بن الحرث بن مسعود بن مالک بن غنم بن نمارہ بن لخم ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ نمارہ آل منذر کا قبیلہ ہے۔ انھیں بنو لخم سے بنو عبادہ[2] [عباد] ہیں، جو اشبیلہ [Seville]

---

1. ''اعاجم'' جمع ہے ''عجم'' کی۔ [مترجم]

2. اول جس شخص نے بنو عبادہ سے اشبیلیہ پر حکمرانی کی، وہ قاضی محمد بن اسماعیل بن قریش ابن عبادہ تھا۔ [مترجم]

کے حکمراں رہے ہیں۔ جذام [1] کا نام عمرو بن عدی ہے، یہ لخم بن عدی کا بھائی ہے۔ یہ قبیلہ بھی کثیر الشعوب ہے۔ غطفان، امصی، بنو حرام بن جذام، بنو ضبیب، بنو مخرمہ، بنو بجہ، بنو نقابہ [2] اسی قبیلے کے بطون ہیں۔ ان کا ملک اطراف ایلہ میں شروع صوبۂ حجاز سے ینبع تک پھیلا ہوا تھا۔

بنو نافرہ

علاوہ اس کے معان (ارض شام) میں بنو نافرہ (بطن نقابہ [بطن نفاثہ] کی ریاست تھی۔ پھر ان میں فروہ ابن عمرو بن النافرہ حکمراں ہوا، یہ روم کی طرف سے اپنی قوم اور ان عرب کا جو اطراف معان میں رہتے تھے، حاکم تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نامۂ نامی بھیجا تھا۔ اس نے خدمت اقدس میں ایک سپید خچر بطور ہدیہ ارسال کیا تھا۔ قیصر نے یہ سن کر حارث بن ابی شمر غسانی والئ غسان کو اس کی گرفتاری کو روانہ کیا۔ حارث نے پہنچ کر اس کو گرفتار کر کے مقام فلسطین میں صلیب دے دی۔

بنو عائذ اور بنو عقبہ

اس قبیلے کے اخلاف اپنے مسکن اولی میں دو شاخ کے پیرائے میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک شاخ بنو عائذ کے نام سے مشہور ہے جو مابین بلبیس (اعمال [3] مصر) وعقبۂ ایلہ اور جانب فلسطین سے کرک تک آباد ہیں۔ اور دوسرا گروہ بنو عقبہ کہلاتا ہے، یہ ملک حجاز میں کرک سے ازلم تک اور مابین مصر و مدینۂ نبویہ حدود غزہ تک شام میں پھیلے ہوئے تھے۔

عاملہ

عاملہ کا اصل نام حرث بن عدی ہے۔ یہ بھی لخم وجذام کا بھائی ہے۔ اس کو عاملہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کی ماں عاملہ قضاعیہ تھی، یہ اپنی ماں کے نام سے موسوم و معروف ہوا۔ یہ بھی بہت بڑا قبیلہ ہے، اس کا وطن سرزمین شام میں تھا۔

---

1. ''جذام'' لغت میں ایک خاص بیماری کو کہتے ہیں، ممکن ہے کہ یہ ماخوذ ''جذم'' سے ہو، جس کے معنی ''قطع'' کے ہیں۔ جوہری لکھتا ہے کہ نسابہ مضر کا یہ خیال ہے کہ یہ مضر کی اولاد سے ہے، جو منتقل ہو کر یمن چلے گئے تھے؛ اس وجہ سے لوگوں نے ان کو اہل یمن سے سمجھ لیا ہے۔ [مترجم]
2. عربی نسخوں میں ''بنو نفاثہ'' ہے۔ دار الفکر 2:307 / دار الکتب العلمیہ 2:297۔ [م۔ص]
3. = صوبہ۔ [م۔ص]

کندۃ الملوک

کندہ [1] کو ثور بن عفیر بن عدی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ عفیر لخم اور جذام کا بھائی ہے۔ ان کے خاندان میں حکومت و سلطنت رہی ہے؛ اسی وجہ سے کندۃ الملوک کہلاتے ہیں۔ ان کی حکومت بادیہ حجاز میں عدنان کی جانب سے تھی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان کا وطن جبال یمن (متصل حضر موت) میں تھا۔ اس کے تین قبیلے بزرگ مشہور ہیں۔ ایک معاویہ بن کندہ، جس سے ملوک بنو حرث بن معاویہ الاصغر ابن ثور بن مرتع بن معاویہ [ہیں]، دوسرا سکون، تیسرا سکسک ہے۔

بنو سکون

سکون سے تجیب کا قبیلہ یعنی بنو عدی و بنو سعد بن اشرش بن شبیب ابن سکون ہے۔ بنو سکون کی حکومت دومۃ الجندل میں تھی، اس کا والی عبد المغیث بن اکیدر بن عبد الملک بن عبد الحق بن اعمی بن معاویہ بن حلاوہ بن اتامہ [2] بن شکامہ بن شبیب بن سکون تھا۔ اس کی سرکوبی کو غزوۂ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ بن الولید کو روانہ کیا تھا، خالدؓ بن الولید اس کو گرفتار کر لائے تھے۔ جناب موصوف صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس کا خون مباح کر دیا، پھر اس نے جزیہ دے کر صلح کر لی، چنانچہ بعد مصالحت یہ اپنے دار القیام کو واپس کر دیا گیا۔ اور معاویہ بن کندہ سے بنو حجر بن الحرث الاصغر ابن معاویہ بن کندہ ہیں، جس سے حجر آکل المرار ابن عمرو بن معاویہ ہے، [جو] ملوک بنو کندہ کا مورث اعلیٰ ہے، جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ اسی قبیلے سے اشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ اور جبلہ بن عدی بن ربیعہ ابن معاویہ بن الحرث اکبر جاہلی اسلامی ہیں۔

یہی قحطانیہ یمن کے قبائل ہیں۔ ان کے بطون اور انساب کو ہم نے مہما امکن [3] بالاستیعاب بیان کیا ہے۔ اب ہم ان میں سے ان کا ذکر کیا چاہتے ہیں جو شام، حجاز اور عراق میں حکمرانی کرتے تھے۔ واللہ المعین بکرمہ ومنّہ لا رب غیرہ و لا خیر الا خیرہ۔ (اللہ کی مدد محض اس کے فضل و کرم سے شامل حال ہے، اس کے علاوہ کوئی رب نہیں اور خیر و برکت عطا کرنے والی ذات صرف اسی کی ہے۔)

---

1. صاحب حماۃ تحریر کرتا ہے کہ "کندہ" کو اس وجہ سے کندہ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے باپ کی کفران نعمت کی تھی۔ اسی قبیلے سے امرؤ القیس بن عابسؓ کندی صحابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ [مترجم]
2. عربی متون میں "امامہ" ہے۔ دار الفکر 308:2 / دار الکتب العلمیہ 298:2۔
3. = جہاں تک ہو سکا۔ [م۔ص]

شجرۂ انساب بنوکہلان

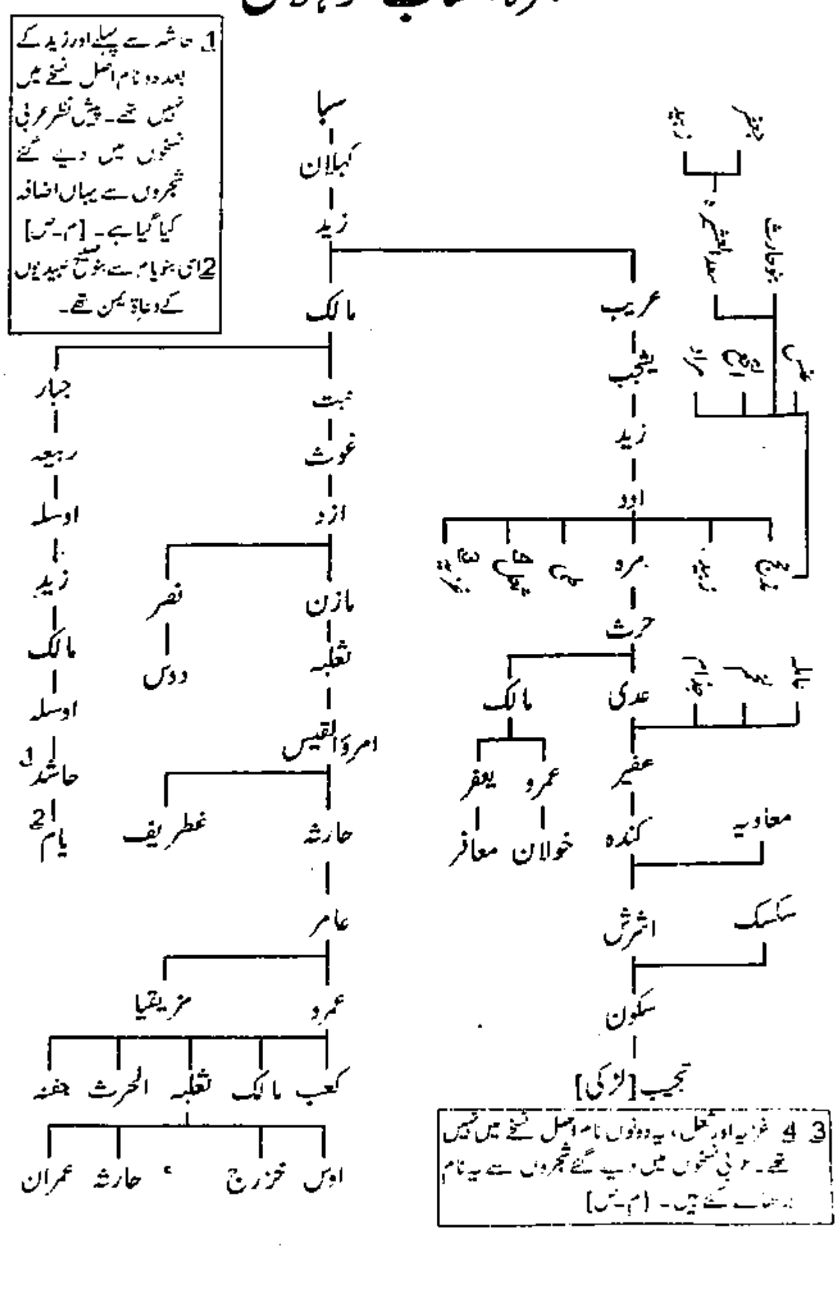

1۔ حاشد سے پہلے اور زید کے بعد وہ نام اصل نسخے میں نہیں تھے۔ پیش نظر عربی نسخوں میں دیے گئے شجروں سے یہاں اضافہ کیا گیا ہے۔ [م۔س]
2۔ اسی بنو یام سے بنو صُلیح سیدیوں کے دعاۃ یمن تھے۔

3، 4۔ غزیہ اور نحل، یہ دونوں نام اصل نسخے میں نہیں تھے۔ عربی نسخوں میں دیے گئے شجروں سے یہ نام اضافہ کئے ہیں۔ [م۔س]

اخبار ملوک آل منذر طبقۂ ثالثہ عرب جنھوں نے حیرہ میں حکمرانی کی

[ملوک حیرہ]

عراق میں حکومت

عرب کے گروہ اول (یعنی عرب بادیہ[1]) کے عراق میں حکمرانی کے حالات بہ وجہ بعد زمانہ ایسی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں کہ جن کی تفصیل اور تشریح ہم کو قابل اطمینان نہیں معلوم ہوئی، ہاں اس قدر ہم کہہ سکتے ہیں کہ قوم عاد وعمالقہ [Amalecites] نے عراق پر حکمرانی کی تھی۔ بعض مورخوں کا یہ قول ہے کہ ضحاک بن سنان انھیں میں سے تھا، جیسا کہ اس سے پیشتر بیان کیا گیا۔

باقی رہا عرب کا دوسرا گروہ (یعنی عرب مستعربہ) ان کی حکومت ممتاز ومنفرد حکومت نہ

---

1. عرب کا گروہ اول ''عرب عاربہ'' ہے ''عرب بادیہ'' نہیں۔ چونکہ عرب کے اس گروہ کے نشانات وآثار مٹ چکے تھے اور روئے زمین پر اس نسل کا کوئی بھی باقی نہیں رہ گیا تھا؛ اس لیے عرب کی اس قوم کو ''عرب بائدہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ غالباً اردو متن میں تصحیف ہوگئی ہے اور ''بائدہ'' کی جگہ ''بادیہ'' لکھ گیا۔ پیش نظر عربی نسخوں میں ''عرب عاربہ'' ہی ہے۔ [م۔ص]

تھی۔ ان کا ملک بالکل غیر آباد اور ان کی حکومت بدوی تھی۔ ان کی حکومت ان لوگوں پر تھی جن کا کسی ایک خاص مقام پر قیام نہ تھا۔ دراصل عرب پر حکمرانی تابعہ کر رہے تھے جو کہ اہل یمن سے تھے، ان سے اور فارس سے اکثر لڑائیاں ہوا کیں، کبھی یہ ان پر غالب آ جاتے تھے اور کل یا کسی جزو عراق پر قبضہ حاصل کر لیتے تھے، اور گاہے یہ ان سے مغلوب ہو جاتے تھے، لیکن ہمارا یہ خیال ہے کہ اہل یمن بعد قبضۂ عراق دوبارہ مغلوب نہیں ہوئے، جیسا کہ بخت نصر کا عراق میں جانے اور وہاں اہل یمن کے تنگ کرنے کا حال بیان کیا گیا۔

سواد عراق اور اطراف شام و جزیرہ میں ارمانی (ارمنی) ارم بن شام کی اولاد سے اور نیز وہ عرب سکونت پذیر تھے جو عساکر ابن تبع، جعفرطی، کلب، تمیم اور جرہم وغیرہ کے وہاں باقی رہ گئے تھے، اور بعد اس کے تنوخ، نمارہ بن لخم اور قنص بن معداُن میں آ ملے جیسا کہ اس سے پیشتر بیان کیا گیا۔ یہ گروہ عرب کا مابین حیرہ وفرات اطراف انبار تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ لوگ عرب ضاحیہ کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ پہلے جس نے ان میں سے ملوک الطوائف میں حکومت کی ہے، وہ مالک بن فہم بن تیم اللہ بن اسد بن وبرہ بن ثعلبہ بن حلوان بن قضاعہ تھا۔ بعد اس کے اس کا بھائی عمرو بن فہم پھر ان دونوں کے بعد جذیمۃ الابرص[1] بارہ برس تک حاکم رہا۔

مالک بن فہم

مالک بن فہم، بنوز ہران ازد سے ہے۔ یہ[2] [بنوز ہران] مزیقیا کے پہلے یمن سے نکل کر عراق میں [چلے آئے تھے]۔ بعضے کہتے ہیں کہ جفنہ بن مالک مزیقیا کی اولاد کے ساتھ یہ یمن سے نکلے ہیں۔ پس جب بنواز د اطراف دجوانب ممالک میں متفرق ہو گئے تو بنوز ہران شرات وعمان میں ٹھہر گئے، جس وقت طوائف الملو کی شروع ہوئی، یہ بھی ایک قطعہ زمین دبا بیٹھے۔ مالک ابن فہم اسی خاندان کے بادشاہوں میں سے ہے۔ شط فرات کی شرقی جانب عمرو بن الظرب بن حسان بن اُدینہ (ازنسل سمیدع بن ہوثر یادگار نسل عمالقہ) کی حکومت تھی۔ اس کی حکومت کا سکہ

---

1. عربی متن میں ''الابرش'' ہے۔ دارالفکر 2:310، دارالکتب العلمیہ 2:300 [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں ''جفنہ بن مالک مزیقیا'' کے بجائے ''جفنہ بن مزیقیا'' ہے۔ یعنی ''جفنہ'' اور ''مزیقیا'' کے درمیان ''مالک'' نہیں ہے۔ دارالفکر 2:311 / دارالکتب العلمیہ 2:300۔ [م۔ص]

مشارف شام وجزیرہ میں چل رہا تھا اور اس کا دار الحکومت مابین خابور وقرقیسا [قرقیسا] ایک تنگ مقام پر تھا۔ اس سے اور مالک بن فہم سے اکثر لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اتفاق سے عمرو بن الظرب انھیں لڑائیوں میں مر گیا۔

ملکہ الزبا

بجائے اس کے اس کی لڑکی الزبا بنت عمرو تخت نشین ہوئی۔ طبری کے نزدیک اس کا نام نائلہ تھا۔ [اور ابن درید کے نزدیک میسون تھا][1]۔ سہیلی کہتا ہے کہ ملکہ الزبا سمیدع بن ہوثر کی ذریت سے ہے۔ سمیدع بنو قطورا اہل مکہ سے تھا۔ سمیدع بیٹا ہے مرثد ابن لای بن قطور بن کرکی بن عملاق کا، اور عملاق لڑکی ہے عمرو بن اُذینہ بن الظرب بن حسان کی۔ حسان وسمیدع میں بہت سی پشتیں ہیں، چونکہ الزبا اور سمیدع کا زمانہ ایک دوسرے سے بہت دراز گزرا ہے؛ اس وجہ سے اس کی صحت پر اطمینان نہیں ہو سکتا۔ انتھی کلام السھیلی۔ (سہیلی کا کلام ختم ہوا۔)

مالک بن فہم اور ملکہ الزبا

الغرض مالک بن فہم اور الزبا بنت عمرو میں بھی لڑائیوں کا برابر سلسلہ جاری رہا تا آنکہ مالک بن فہم اس پر اور نیز دوسرے ملوک الطوائف پر مستولی ہو گیا۔ ابوعبیدہ کا یہ بیان ہے کہ عراق میں عرب کا یہ پہلا بادشاہ ہے، سب سے پہلے اس نے منجنیق بنائی۔ ساٹھ برس اس کی حکومت رہی۔

جذیمۃ الابرش اور الزبا

جب یہ [مالک بن فہم] مر گیا تو جذیمہ الوضاح (جس کو جذیمۃ الابرش بھی کہتے ہیں) تخت نشین ہوا۔ اس کی کنیت ابو مالک تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے تیس برس بعد اس کا زمانہ ہوا ہے۔ زمانہ ملوک الطوائف میں پچھتر برس اس کی حکومت رہی۔ الزبا بنت عمرو اور اس سے کبھی صلح اور گاہے جنگ چھڑی رہی تا آنکہ الزبا نے بہ حیلۂ شادی اس کو بلا بھیجا۔ قصیر بن سعد اس کا وزیر اس حیلے سے آگاہ ہو گیا اور اس نے جذیمۃ الابرش کو جانے سے منع کیا، لیکن اس نے قصیر کے کہنے پر عمل نہ کیا، لشکر کو آراستہ کر کے الزبا کے دار السلطنت کو روانہ ہوا۔ قصیر کو جبکہ وہ الزبا کے

---

[1] قلابین کی عبارت اضافہ ہے۔ دار الکتب العلمیہ 2:300 / دار الفکر 2:311 [م۔س]

دارالسلطنت میں پہنچا، الزبا کے مکر وفریب کا پورا یقین ہوگیا؛ اس وجہ سے وہ لوٹ کھڑا ہوا اور جذیمہ شادی کے اشتیاق میں الزبا کے محل سرا میں داخل ہوا۔ غریب جذیمۃ الابرش کی مشتاق آنکھیں الزبا کے حسن و جمال کے دیکھنے سے سیر نہ ہونے پائی تھیں کہ اس کے حکم سے جذیمۃ الابرش کی رگ ہفت اندام[1] کاٹ دی گئی، جس سے اس قدر خون بہا کہ جذیمہ مرگیا، جیسا کہ کتب اخبار میں مرقوم و مذکور ہے۔

جذیمہ کے کارنامے

طبری کہتا ہے کہ جذیمہ کل ملوک عرب سے زیادہ صائب الرائے تھا۔ مکر وفریب سے دور وعدوں اور عزائم کا سچا تھا۔ سب سے پہلے اسی کو کل عراق پر حکومت حاصل ہوئی اور اس نے لشکر کو مرتب کیا۔ اس کو برص ہوگیا تھا؛ اس وجہ سے تعظیماً اس کی کنیت وضاح[2] رکھی گئی۔ اطراف و جوانب کے ملوک اس کو ہدایا و تحائف بھیجتے تھے، مختلف ممالک سے اس کے پاس وفود آتے تھے۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت میں طسم و جدیس سے ان کے ملک (یمامہ) میں جا کر لڑائی کی، جب حسان بن تبع نے بھی اس پر حملہ کیا تو اس نے مراجعت کی۔ اثنائے مراجعت میں حسان بن تبع نے اس کے لشکر پر شب خون مارا، اس کے لشکریوں نے حسان بن تبع کا منہ پھیر دیا، بجائے نفع کے اس کو نقصان اٹھانا پڑا۔ جذیمہ اکثر عرب عاربہ سے لڑتا رہا۔ یہ کاہن بھی تھا، اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ بنوایاد پر بھی اس نے حملہ کیا تھا جو عین اباغ میں رہتے تھے۔ بنوایاد اس کی لڑائی سے تنگ ہو کر صلح کے خواستگار ہوئے۔

عدی بن نصر اور رقاش کا معاشقہ

[طبری کہتا ہے] بنوایاد میں عدی بن نصر بن ربیعہ بن عمرو بن الحرث بن مسعود بن مالک بن عمرو بن نمارہ بن لخم نہایت حسین جوان تھا، جو بنوایاد کی بہن کی اولاد سے تھا۔ جذیمہ نے اس کو بنوایاد سے طلب کیا، جب بنوایاد نے اس کے دینے سے انکار کیا تو جذیمہ نے نہایت ہی سختی

---

[1] رگ ہفت اندام کو "نہر البدن" بھی کہتے ہیں۔ اس رگ کو کھول دینے سے کل بدن کا خون آتا ہے، اگر بند نہ کیا جائے تو کثرتِ استفراغِ دم سے انسان مرجاتا ہے۔ [مترجم]

[2] = بہت گورا یا بہت سفید، روشن رو۔ [م-س]

سے لڑائی کی دھمکی دی۔ بنوایاد نے جذیمہ کے ان دونوں بتوں کو چروامنگوایا، جس کی وہ پرستش کرتا تھا۔ جذیمہ کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے بنوایاد سے ان بتوں کو طلب کیا۔ بنوایاد نے اس شرط سے ان دونوں بتوں کے واپس دینے کا وعدہ کیا کہ لڑائی موقوف کر دی جائے۔ جذیمہ نے اس شرط کو قبول کر لیا، لیکن اس کے ساتھ یہ شرط اور بڑھا دی کہ ان دونوں بتوں کے ساتھ عدی بن نصر بھی آئے۔ بنوایاد اور جذیمہ سے باہم اس شرط پر صلح ہوگئی۔

جب عدی بن نصر جذیمہ کے پاس آیا تو جذیمہ نے عدی بن نصر کو اپنا شراب دار بنا لیا۔ جذیمہ کی بہن (رقاش) اس پر عاشق ہوگئی، عدی نے بہ خوف جذیمہ ملنے سے انکار کیا، تب رقاش نے عدی کو یہ ترکیب بتلائی کہ جس وقت جذیمہ شراب نوشی میں مشغول ہو تو اس سے میرے ساتھ منگنی کی درخواست کرنا۔ پہلے تو عدی اس امر پر راضی نہ ہوا، لیکن جب رقاش نے اصرار کیا اور لوگوں نے اس کو ابھارا تو عدی نے عین شراب نوشی کے وقت جذیمہ سے کہا۔ جذیمہ نے منظور کر کے اسی شب کو رقاش کا عقد عدی سے کر دیا۔ جب دوسرا دن ہوا اور جذیمہ کا نشہ فرو ہوا، اور لوگوں کی زبانی رقاش کے عقد کا حال سنا تو جذیمہ رنج اور غصے سے اپنے ہونٹ چبانے لگا۔ عدی یہ سن کر بہ خوفِ جان بھاگ کر بنوایاد میں جا پہنچا تا آنکہ انھیں میں اس کا انتقال ہوگیا۔ جذیمہ نے عدی کی بے حد تلاش کی لیکن وہ ہاتھ نہ آیا، مجبور ہو کر رہ گیا۔

عمرو بن عدی

[طبری کہتا ہے کہ] اتفاقِ وقت سے رقاش اسی شب میں عدی سے حاملہ ہوگئی تھی، چنانچہ بعد انقضائے مدتِ حمل اس کے بطن سے عمرو پیدا ہوا۔ عمرو نے اپنے ماموں جذیمہ کی آغوشِ شفقت میں پرورش پائی۔ جب بڑا ہوا تو یہ مجنون ہوگیا، یا یہ کہ جن نے اس کو بے ہوش کر دیا؛ اس وجہ سے گھر سے غائب ہوگیا۔ جذیمہ نے اطراف و جوانب میں اس کے غائب ہونے کی خبر کر دی۔ اتفاقِ وقت سے مالک و عقیل پسران فارج بن مالک بن العنس (از بنو عتقا قضاعہ) عمرو کو راستے میں مل گئے۔ مالک و عقیل نے اس کا نام و نسب دریافت کیا، جب ان کو اس کی حالت سے آگاہی ہوئی تو وہ دونوں عمرو کو جذیمہ کے پاس لے آئے۔ جذیمہ اور اس [عمرو] کی ماں اس کے آنے سے بہت خوش ہوئے۔ جذیمہ نے ان دونوں کو اپنی مصاحبت میں رکھ لیا اور جس کام کو وہ

آئے تھے وہ کام ان کا پورا کر دیا، جیسا کہ کتب اخبار میں بالتفصیل لکھا ہے۔

ملکہ الزبا کی سازش

طبری کہتا ہے کہ ارض حیرہ و مشارف شام میں عرب کا بادشاہ عمرو بن ظرب بن حسان بن اُدینہ بن السمید ع بن ہوثر عملاقی تھا۔ اس سے اور جذیمہ سے لڑائی ہوئی۔ اثنائے لڑائی میں عمرو بن الظرب مارا گیا، تب بجائے اس کے اس کی لڑکی الزبا جس کو نائلہ کہتے تھے، تخت نشین ہوئی۔ اس کے لشکر میں بقایائے عمالقہ (از عاد اولی) اور نہبد و سلیح پسران حلوان اور وہ لوگ جوان کے ساتھ قبائل قضاعہ سے تھے، موجود تھے۔ ملکہ الزبا شط فرات پر رہتی تھی اور وہیں اس نے ایک محل بنوایا تھا۔ جب اس کی حکومت کو ایک گونہ مضبوطی اور استقلال ہو گیا تو یہ اپنے باپ کا بدلہ جذیمہ سے لینے کو مستعد ہوئی، لیکن مصلحتاً لڑائی کے عوض حیلے سے کام لینا زیادہ مناسب سمجھ کر یہ حکمت عملی جذیمہ کو اس امر پر ابھارا کہ اس نے ملکہ الزبا سے شادی کا پیام بھیجا۔ ملکہ الزبا نے اس کے پیام کو قبول کر کے اپنے ملک میں بلا بھیجا۔

جذیمہ کا خاتمہ

[طبری کہتا ہے کہ] اس امر میں جذیمہ کی قوم نے جذیمہ کے ساتھ موافقت کی مگر قصیر بن سعد بن عمرو بن جذیمہ بن قیس بن اربی بن نمارہ بن لخم نے بہ نظر انجام بینی جذیمہ کو اس عزیمت سے روکنا چاہا، لیکن جذیمہ نے اس کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا۔ پھر جذیمہ نے عمرو بن عدی (اپنے بھانجے) سے اس امر میں مشورہ کیا، عمرو بن عدی نے جذیمہ کی رائے سے اتفاق کیا؛ اس وجہ سے جذیمہ نے بجائے اپنے عمرو بن عدی کو اپنی قوم میں اپنا قائم مقام کیا اور لشکر کی حکومت و سرداری عمرو بن عبدالجن کو دے کر خود براہِ غربی فرات ملکہ الزبا کی طرف روانہ ہوا۔ جب ملکہ الزبا کے ملک کے قریب پہنچا تو ملکہ کی طرف سے ہدایا اور تحائف آئے۔ بعد اس کے خود ملکہ نے اپنے لشکر کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔ قصیر نے اس وقت بھی جذیمہ کو سمجھایا اور یہ کہا کہ اگر ملکہ الزبا کی فوج تجھ کو گھیرے تو یہ سمجھنا کہ ملکہ نے دغا دی، ایسی حالت میں جس طرح ممکن ہو صفوفِ لشکر کو پھاڑ کر نکل آنا۔

جذیمہ نے قصیر کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا اور بے تامل ملکہ کے پاس تن تنہا چلا گیا۔ ملکہ

نے اس کا نہایت احترام کیا۔ بعد چند ساعت کے اس کی رگ ہفت اندام کاٹ دی گئی، جس سے خون بہتے بہتے جذیمہ مر گیا۔ قصیر یہ واقعہ دیکھ کر لوٹ کھڑا ہوا۔ جب اپنے ملک میں پہنچا تو اس کی قوم اس سے برگشتہ ہو کر عمرو بن عبدالجن کی طرف مائل ہو گئی، تب قصیر نے ایسی معقول چال اختیار کی کہ جس سے اس کی قوم عمرو بن عدی کے قابو میں آ گئی۔

عمرو بن عدی کی انتقامی کارروائی

[طبری کہتا ہے کہ] بعد اس کے عمرو بن عدی نے اپنے ماموں جذیمہ کے خون کا بدلہ لینے کی تیاری کی۔ ملکہ الزبا سے کاہنوں نے یہ کہہ دیا کہ تیری ہلاکت فلاں شخص کے ہاتھ سے ہوگی اور اس کی علامات بتا دیں۔ ملکہ الزبا کو سخت تشویش پیدا ہوئی، اس نے اسی وقت ایک مصور عمرو بن عدی کی تصویر کھینچ لانے پر متعین کیا، چنانچہ مصور عمرو بن عدی کی تصویر مع اس کے لشکریوں کے کھینچ لایا۔ ملکہ الزبا نے عمرو بن عدی اور اس کے لشکریوں کی تصویریں دیکھ کر اس امر کا یقین کر لیا کہ میری ہلاکت اسی کے ہاتھ سے ہوگی۔ ایک راستہ اپنے دربار سے قلعہ تک زمین کے اندر اندر بنوالیا۔

عمرو بن عدی نے قصیر کو یہ سازش ملکہ کے پاس روانہ کیا۔ قصیر نے ملکہ کے پاس پہنچ کر عمرو بن عدی کی سخت شکایت کی اور ظاہر کیا کہ مجھ پر یہ کل مصائب اس وجہ سے ڈالے گئے ہیں کہ عمرو بن عدی کو یہ شبہہ پیدا ہو گیا ہے کہ جذیمہ میری سازش سے مارا گیا ہے، میں اس کے پاس رہنے سے موت کو بہتر سمجھتا ہوں۔ ملکہ نے یہ سن کر قصیر کی بے حد عزت کی، اپنے دربار میں حاضر رہنے کا حکم دیا۔ جب الزبا کو قصیر پر اعتبار کامل ہو گیا تو کئی اونٹوں پر اسباب تجارت بار کر کے عراق کی طرف روانہ کیا۔ قصیر اور عمرو بن عدی سے حیرہ میں ملاقات ہوئی، عمرو بن عدی نے قصیر سے کل مال و اسباب خرید کر کے قصیر کو پھر ملکہ الزبا کے پاس روانہ کر دیا۔ ملکہ الزبا کو قصیر کے واپس آنے سے اور زیادہ اعتبار اور بھروسا ہو گیا، دوبارہ اور زیادہ مال و اسباب دے کر روانہ کیا۔ عمرو بن عدی نے پہلے سے اس مرتبہ زیادہ معاوضہ دے کر واپس کیا۔ تیسری بار عمرو بن عدی کے لشکریوں نے قصیر کے قافلے کو لوٹ لیا اور عمرو بن عدی بھی ان میں شامل تھا۔

ملکہ الزبا کا انجام

[طبری کہتا ہے کہ] قصیر واپس ہو کر ملکہ الزبا کے پاس آیا، ملکہ الزبا اپنے محل سے

قافلے کو لینے کے لیے نکلی، جس وقت یہ قافلے میں پہنچی تو اس کو معلوم ہوا کہ یہ قافلہ تجارت کا نہیں ہے جس کو اس نے روانہ کیا تھا، بلکہ اس میں عمرو بن عدی کے لشکری ہیں۔ ملکہ الزبا اس شش و پنج میں تھی کہ عمرو بن عدی نے پہنچ کر اس راستے کو روک لیا جو ملکہ الزبا کے دربار سے قلعے کو نکالا گیا تھا۔ اس کے لشکریوں نے تلواریں نیام سے نکال لیں، ملکہ الزبا نے کسی نہ کسی طرح اپنے کو اس مجمع سے نکال کر اس راستے تک پہنچایا جس کو اس نے اپنی جانبری کا باعث سمجھ رکھا تھا، لیکن اس کی بدقسمتی سے عمرو بن عدی وہاں موجود تھا، اس نے ایک ضرب شمشیر سے اس کا کام تمام کر دیا۔ بعد اس کے اہل شہر پر جو کچھ گزرنا تھا گزرا۔ عمرو بن عدی بعد چندے مظفر و منصور واپس آیا۔

عمرو بن عدی کا کردار

[طبری کہتا ہے] عمرو بن عدی نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی، یہ ہمیشہ لڑائیوں میں منہمک رہا۔ محل میں آرام سے بیٹھنے پر لڑائی کے خوفناک میدان کو اس نے ہمیشہ فضیلت دی۔ ملوکِ عرب میں سب سے پہلے اسی نے حیرہ کو دارالسلطنت بنایا اور اہل حیرہ نے اپنی کتابوں میں ملوکِ عرب سے اسی کو عراق پر حکمرانی کرتے ہوئے پایا ہے۔ ملوک الطوائف اس سے دبتے تھے تا آنکہ اردشیر بن بابک کا اہل فارس میں دورِ حکومت آیا۔

آلِ نصر کا عراق میں قیام

ہشام بن کلبی بہ روایت ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ آلِ نصر کے عراق میں آنے کی یہ وجہ ہوئی کہ ربیعہ بن نصر نے ایک خواب دیکھا تھا، جس کی تعبیر شق اور سطیح کے کاہنوں نے یہ کی کہ حبشہ ان سے حکومت یمن چھین لیں گے، پس اس وجہ سے ربیعہ بن نصر نے اپنے اہل بیت (خاندان) سے جن کو جن کو مناسب سمجھا عراق کی طرف روانہ کر دیا اور ایک خط شاہِ فارس (سابور بن خرزاد) کو لکھ دیا۔ شاہِ فارس نے اس کے خاندان والوں کو حیرہ میں ٹھہرایا۔ اور یادگار نسل ربیعہ بن نصر سے نعمان بن منذر بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر ہے۔

نعمان کا نسب

بعضے کہتے ہیں کہ منذر بادشاہ ساطرون (تنوخ قضاعہ) کی اولاد سے ہے۔ ابن اسحاق نے علمائے کوفہ سے اس کی روایت کی ہے۔ اور جبیرؓ بن مطعم صحابی سے روایت کی جاتی ہے کہ جس

وقت نعمان کی تلوار عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائی گئی تو آپ نے جبیرؓ بن مطعم کو طلب فرمایا۔ جبیرؓ بن مطعم عرب اور قریش کا نسب خوب جانتے تھے، انھوں نے اس کی تعلیم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پائی تھی۔ پس عمر رضی اللہ عنہ نے وہ تلوار جبیرؓ کو عنایت کی اور دریافت کیا کہ: ممن كان النعمان يا جبير؟ (اے جبیر! نعمان کس سے تھا؟) جبیرؓ نے کہا: كان من اسلاف قنص ابن معد (وہ (نعمان) قنص ابن معد کے اسلاف سے تھا۔)

سہیلی کہتا ہے کہ قنص ابن معد کی اولاد حجاز میں منتشر ہوگئی؛ اس وجہ سے کہ ان میں اور ان کے یک جدی خاندان میں شہر تنگ ہونے کی وجہ سے لڑائیاں شروع ہوگئیں؛ اس لیے قنص بن معد کی اولاد سوادِ عراق کی طرف چلی آئی اور یہ زمانہ ملوک الطوائف کا تھا۔ انھوں نے اردوانیوں سے معرکہ آرائی کی اور بعض ملوک الطوائف پر حملہ کر کے ان کو سوادِ عراق سے نکال دیا۔ اس کے بعد اشلا نے ان کو زیر کیا اور قبائلِ عرب میں شامل ہوکر ان کے نسب میں داخل ہوگیا۔

طبری کہتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جبیرؓ بن مطعم سے نعمان کا نسب دریافت کیا تھا، اس وقت جبیرؓ نے کہا تھا کہ عرب کا یہ خیال ہے کہ اشلا قنص بن معد سے ہے اور وہ سب عجم ابن قنص کی نسل سے ہیں، لیکن یہ کہ لوگوں نے عجم کی تصحیف کر دی اور بجائے اس کے لخم کہنے لگے۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ کل عرب کا یہ خیال ہے کہ نعمان ابن المنذر لخم کی اولاد سے ہے، جس نے ربیعہ بن نصر میں پرورش پائی تھی۔ والله اعلم۔

امرؤالقیس

الغرض عمرو بن عدی کے ہلاک ہونے کے بعد عرب اور کل بوادیِ عراق اور حجاز [اور] جزیرہ پر امرؤالقیس بن عمرو بن عدی حکمراں ہوا۔ آلِ نصر اور عمالِ فارس میں سے سب سے پہلے اس نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ بہ روایتِ ہشام ایک سو پندرہ[1] برس زندہ رہا، منجملہ اس کے زمانۂ سابور میں تیئیس برس، زمانۂ ہرمز بن سابور میں ایک برس اور زمانۂ بہرام بن ہرمز میں تین برس اور زمانۂ بہرام بن بہرام میں اٹھارہ برس اور زمانۂ سابور میں ستر برس رہا، اسی کے زمانے میں یہ ہلاک ہوا۔

---

1 پیشِ نظر عربی متن میں 115 برس کے بجائے 114 برس ہے۔ دار الفکر 2:315، دار الکتب العلمیہ 2:305۔

عمرو بن امرؤ القیس

تب بجائے اس کے عمرو بن امرؤ القیس حکمراں ہوا۔ تیس برس اس کی حکومت رہی۔ بعد اس کے اوس بن قلام عملیقی حاکم ہوا۔ ہشام روایت کرتا ہے کہ یہ بنو عمرو بن عملاق سے ہے، پانچ برس اس کی حکومت رہی۔ حجب بن عتک[1] بن لخم نے اس کو مار کر حکومت لے لی، زمانہ بہرام بن سابور میں مر گیا۔ بجائے اس کے امرؤ القیس بن عمرو پچیس برس حکمرانی کرتا رہا۔ یہ زمانہ یزدجرد اثیم میں ہلاک ہوا۔

نعمان بن امرؤ القیس

بجائے اس کے نعمان بن امرؤ القیس حاکم ہوا۔ اس کی ماں شقیقہ، ربیعہ بن ذہل بن شیبان صاحب خورنق کی لڑکی ہے۔ نعمان بن امرؤ القیس ملوک آل نصر میں سب سے زیادہ جری اور بہادر تھا۔ تیس برس اس نے حکومت کی پھر زاہد ہو گیا، ترک سلطنت کر کے بیابان کی طرف چلا گیا۔

بعضے مورخ کہتے ہیں کہ یزدجرد اثیم نے اپنے لڑکے بہرام کو تعلیم کے لیے اسی نعمان بن امرؤ القیس کے سپرد کیا تھا۔ لیکن طبری بہ استثنائے علمائے فارس کہتا ہے کہ جس کے سپرد بہرام کی تربیت کی گئی تھی وہ منذر بن نعمان بن امرؤ القیس ہے۔ الغرض بہرام بعد تکمیل و تعلیم فنون جنگ و آداب شاہی اپنے باپ کے پاس آیا اور تھوڑے دنوں ٹھہر کر پھر منذر کے پاس چلا گیا۔ اس اثنا میں یزدجرد اثیم مر گیا۔ اہل فارس نے ایک شخص کو اردشیر کی اولاد سے تخت نشین کر دیا اور بہرام سے اس وجہ سے اعراض کیا کہ اس نے عرب میں پرورش پائی تھی، آداب عجم سے ناواقف تھا، جب اس کی اطلاع منذر کو ہوئی تو اس نے ایک لشکر مرتب کیا اور زیر افسری اپنے لڑکے نعمان کے فارس کی طرف روانہ کیا، اس غرض سے کہ شاہ حال فارس کو تخت سے اتار کر بہرام کے سر پر تاج شاہی رکھا جائے، چنانچہ نعمان بن منذر نے فارس پہنچ کر دارالسلطنت کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد منذر مع لشکر عرب اور اس کے ساتھ بہرام بھی آیا، اہل فارس نے ڈر کر بہرام کی بادشاہت کو تسلیم کر لیا اور بہرام نے منذر کے کہنے سے اہل فارس کی خطائیں معاف کر دیں اور منذر اپنے ملک کو

---

[1] عربی نسخوں میں عتیک ہے۔ دار الفکر 2:315، دار الکتب العلمیہ 2:305۔ [م۔ص]

واپس آیا۔

حرث کی حیرہ پر فوج کشی

ہشام بن الکلبی کہتا ہے کہ پھر حرث ابن عمرو بن حجر الکندی ایک لشکر عظیم لے کر بلادِ معد اور حیرہ پر چڑھ آیا۔ اس کو تبع بن حسان ابن تبع نے حکمراں بنایا تھا۔ نعمان بن امرء القیس نے نکل کر اس کا مقابلہ کیا۔ اثنائے جنگ میں نعمان اور چند لوگ اس کے خاندان کے مارے گئے۔ اس کے ہمراہی میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے اور منذر بن النعمان الاکبر اور اس کی ماں ماء السما کو نجات مل گئی۔ آلِ نعمان کی حکومت جاتی رہی اور حرث بن عمرو ان کل بلاد کا مالک ہو گیا جن کی حکمرانی آلِ نعمان کر رہے تھے۔ ہشام کے سوا اور مورخین کا یہ بیان ہے کہ جس نعمان کو حرث نے قتل کیا ہے وہ منذر بن نعمان کا لڑکا ہے اور اس کی ماں ہند بنت زید مناۃ بن زید اللہ بن عمرو بن ربیعہ بن ذہل بن شیبان ہے۔

حرث بن عمرو اور قباد

پھر آگے چل کر ہشام تحریر کرتا ہے کہ جب حرث بن عمرو نے آلِ نعمان سے حکومت چھین لی تو قباد نے اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ حرث بن عمرو کی حکومت چونکہ کمزور تھی؛ اس وجہ سے اس نے قباد سے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ عرب فرات سے آگے نہ بڑھیں۔ پھر جب حکومت فارس ضعیف ہو چلی تو اس نے عرب کو اطرافِ سواد میں فرات کے پرلی طرف لوٹ وغارت کرنے کا اشارہ کر دیا۔ جب شاہِ فارس نے پھر اس کو لڑائی کی دھمکی دی تو ابن نے کہلا بھیجا کہ عرب کا گروہ ایک نہیں ہے، جس کو میں روک لوں بلکہ ان میں مختلف قبائل ہیں، ان کو سوائے مال کے کوئی چیز لوٹ مار کرنے سے نہیں روک سکے گی۔ شاہِ فارس نے یہ سن کر عرب کو ایک حصہ سواد کا دے دیا۔

اس کے بعد حرث نے ایک طرف سے شاہِ یمن کو فارس پر حملہ کرنے کو ابھارا اور اپنے برادر زادہ شمر ذوالجناح کو دوسری طرف سے قباد سے لڑنے کو بھیجا، چنانچہ شمر ذوالجناح نے قباد سے لڑائی کی اور رے تک اس کا تعاقب کر کے قتل کر ڈالا۔

شمر اور حسان کی فتوحات

پھر شمر خراسان کی طرف بڑھا اور تبع نے اپنے لڑکے حسان کو صغد کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ سرزمین چین تک لڑتا ہوا چلا جائے، اور اپنے برادرزادہ یعفر کو روم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا، اس نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تا آنکہ اہل قسطنطنیہ نے خراج دیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ بعد اس کے اس نے رومہ کی طرف قدم بڑھائے، لیکن طاعون نے اس کے ایسے ہاتھ پاؤں ڈھیلے کر دیے کہ ان سب کو رومیوں نے دفعتاً حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔

شمر ذوالجناح جو خراسان کی طرف گیا تھا اس نے بہ لطائف الحیل[1] بعد محاصرے کے سمرقند پر قبضہ کر لیا۔ بعد اس کے چین کی طرف بڑھا اور ترک کو ہزیمت دی، لیکن اس سے تین برس پہلے حسان یہاں پہنچ گیا تھا۔ یہ دونوں اکیس برس تک وہاں ٹھہرے رہے تا آنکہ وہیں حسان مر گیا۔

ہشام یہ واقعات لکھ کر لکھتا ہے کہ صحیح اور متفق علیہ یہ ہے کہ دونوں [شمر اور حسان] اموال و ذخائر جواہرات لے کر اپنے ملک کو واپس آئے تھے۔ [اور[2] تبع نے مکہ کی طرف کوچ کیا اور وہاں حجاز کی ایک گھاٹی میں قیام کیا۔] اس کی [تبع] وفات یمن میں ہوئی ہے، بعد اس کے کہ اس نے ایک سو بیس برس حکومت کی۔ پھر اس کے بعد ملوک یمن سے کسی نے بہ قصد لڑائی خروج نہیں کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے دین یہودی اختیار کر لیا تھا۔

ابن اسحاق کہتا ہے کہ جو تبع تابعہ سے مشرق کی طرف گیا تھا وہ تبع اخیر یعنی تبان اسعد ابوکرب ہے۔ واللہ اعلم۔

منذر بن نعمان

ہشام لکھتا ہے کہ انوشیرواں نے حرث بن عمرو کے بعد منذر بن نعمان کو حیرہ کا حاکم بنایا، جو وقتِ قتل اپنے باپ نعمان کے بچ گیا تھا۔

منذر

پھر فارس کی طرف سے اسود بن منذر کے بعد [اس کا بھائی] منذر بن منذر عرب کا

1۔ حیلے، بہانے جو دوسرے کو ناگوار نہ گذریں۔ [م۔ص]

2۔ قابین کی عبارت عربی متن کا براہ راست ترجمہ ہے۔ اصل نسخے میں یہ عبارت نہیں ہے۔ [م۔ص]

سات برس تک بادشاہ رہا۔اس کی ماں مادیہ بنت نعمان ہے۔

نعمان بن اسود

اس کے بعد نعمان بن اسود بن منذر نے چار برس تک حکومت لی [کذا]۔اس کی ماں ام الملک ہمشیرۂ حرث بن عمرو تھی۔

ابو یعفر بن علقمہ

پھر ابو یعفر بن علقمہ بن مالک بن عدی بن الذمیل بن ثور بن اسد بن اربی بن نمارہ بن لخم تین برس تک اس کا جانشین رہا۔

منذر بن امرؤالقیس

پھر منذر بن امرؤالقیس بادشاہ ہوا۔اس کی ماں ماء السماء بنت عوف بن جشم بن ہلال بن ربیعہ بن زید مناۃ بن عامر بن ضبیب بن سعد بن الخزرج بن تیم اللہ بن نمر بن قاسط ہے۔ انچاس [49] برس اس کی حکومت رہی۔

عمرو بن منذر

بعدہ اس کا لڑکا عمرو بن منذر بادشاہ ہوا۔اس کی ماں ہند بنت الحرث بن عمرو بن حجر آکل المرار ہے۔سولہ برس اس کی حکومت کا زمانہ رہا۔اس کی حکومت کے آٹھویں برس عام الفیل ہوا،جس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی ہے۔

شقیقہ قابوس

پھر عمرو بن ہند نے شقیقہ قابوس کو چار برس تک حاکم بنا رکھا۔

نعمان بن منذر

بعد اس کے منذر چار برس، پھر نعمان بن منذر بائیس برس تک، آٹھ برس زمانۂ ہرمز میں اور چودہ برس زمانۂ پرویز میں حکمراں رہا۔اسی نعمان کے عہد حکومت میں آلِ نصر کی حکومت جزیرہ میں مضمحل ہوگئی بلکہ اس کے بعد پھر کوئی آلِ نصر کا بادشاہ نہ ہوا، یہ وہی ہے جس کو کسریٰ پرویز نے قتل کر کے بجائے اس کے حیرہ وعرب کی حکومت کا مالک ایاس بن قبیصہ طائی کو کیا تھا۔

حیرہ پر مرزبانانِ فارس کا قبضہ

بعد اس کے حیرہ کی ریاست مرزبانانِ فارس کے قبضے میں چلی گئی تا آنکہ اسلام کا نورانی آفتاب چمکا اور حکومت فارس کی جاتی رہی۔ ایاس بن قبیصہ حیرہ میں زیر نگرانی مہرجان[1] مرزبان فارس نو برس تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد حیرہ میں دوسرا مرزبان آیا، جس کا نام زاذویہ بن ماہان ہمدانی تھا۔ یہ سات[2] برس تک تا زمانہ توران بنت کسریٰ حکمراں رہا۔

خالدؓ بن ولید کی حیرہ پر فوج کشی

پھر اس کے بعد منذر بن نعمان بن منذر حاکم ہوا۔ عرب اس کو غرور کے نام سے موسوم کرتے ہیں، جو کہ یومِ اجداث بحرین میں مارا گیا۔ پھر جب مسلمانوں نے عراق پر چڑھائی کی تھی اور خالد بن ولیدؓ نے حیرہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور اہل حیرہ کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا، تب ایاس بن قبیصہ شرفائے حیرہ کو ہمراہ لے کر خالد بن الولید کی خدمت میں آیا۔ اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم دے کر مصالحت کر لی۔ خالد بن الولیدؓ نے عہد نامہ اور امان نامہ اس کو لکھ دیا۔ یہ پہلا جزیہ تھا جو عراق میں مسلمانوں نے وصول کیا۔

ایاس بن قبیصہ کی معزولی

الغرض ایاس بن قبیصہ نے جب مسلمانوں کو جزیہ دے کر صلح کر لیا تو کسریٰ فارس کو اس کا یہ فعل سخت شاق گزرا؛ اسی وجہ سے اس کو معزول کر دیا۔ اس کی حکومت نو برس رہی۔ اس کے ایک برس نو مہینے کے بعد مسلمانوں نے مختلف ممالک پر چڑھائی کی۔

سعدؓ بن ابی وقاص اور قابوس کی جنگ

انھیں ایام میں عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سریر خلافت پر رونق افروز ہوئے اور انھوں نے سعدؓ بن ابی وقاص کو جنگ فارس کے لیے روانہ کیا۔ جب یزدجرد کو اس واقعے سے آگاہی ہوئی تو اس نے مرزبان حیرہ کو لکھ بھیجا کہ قابوس بن قابوس بن منذر کو عرب کے مقابلے پر بھیجے اور اس سے یہ وعدہ کر لے کہ قابوس عرب کے جس شہر کو فتح کرے گا، اس کا وہی مالک ہوگا

1 عربی نسخوں میں ''ہمرجان'' ہے۔ دار الفکر 2:321 / دار الکتب العلمیہ 2:311۔ [م۔ص]
2 عربی نسخوں میں [7] کے بجائے [17] برس ہے۔ دار الفکر 2:321 / دار الکتب العلمیہ 2:311۔ [م۔ص]

جیسا کہ اس سے پیشتر اس کے آباواجداد سے عہد و پیان تھا۔ ایسا ہی عہد و پیان بکر بن وائل کے ساتھ کیا گیا۔

قابوس تو اس خبر کو سنتے ہی قادسیہ میں جا پہنچا۔ بکر بن وائل کو ذی قار میں مثنیٰ بن حارثہ نے گرفتار کرلیا۔ قابوس پر قادسیہ میں یہ واقعہ گزرا کہ اثنائے جنگ میں اس کا لشکر بے قابو ہو گیا اور خود یہ میدانِ جنگ میں مارا گیا۔ یہ یادگار ان لوگوں کا تھا، جو ملوک آل نصر بن ربیعہ سے باقی رہ گئے تھے۔ ان کی حکومت بھی فارس کی حکومت کے ساتھ جاتی رہی۔

مغیرہؓ بن شعبہ نے ہندہ[1] بنت نعمان سے اور سعدؓ بن ابی وقاص نے صدقہ بنت نعمان سے عقد کرلیا تھا۔ اس کا واقعہ نہایت مشہور ہے۔

ملوکِ آلِ نصر کی مدتِ حکومت

ہشام کے نزدیک پانچ سو بیس برس میں ملوکِ آلِ نصر میں سے بیس نفر نے حکومت کی اور بہ روایتِ مسعودی تئیس نفر کی چھ سو بیس برس حکومت رہی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابتدائے آبادیٔ حیرہ سے زمانۂ ویرانی تک وقتِ بنائے کوفہ پانچ سو برس کی مدت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

ملوکِ آلِ نصر کی ترتیب

آلِ نصر بن ربیعہ بن کعب بن عمرو بن عدی اول کے ملوک کی یہ ترتیب وہی ہے جس کو طبری نے ابن کلبی وغیرہ سے نقل کیا ہے، لیکن علاوہ اس کے اور مورخ ملوک آل نصر کی ترتیب میں اختلاف کرتے ہیں، حالانکہ انھوں نے اس امر پر اتفاق کرلیا ہے کہ عمرو بن عدی کے بعد اس کا لڑکا امرؤالقیس پھر اس کا لڑکا عمرو بن امرؤالقیس تختِ حکومت پر بیٹھا ہے اور یہ ان میں کا تیسرا بادشاہ ہے۔

جرجانی کی روایت

علی بن عبدالعزیز جرجانی اس کے سلسلۂ نسب میں بعد ذکر عمرو تحریر کرتا ہے کہ پھر اس پر اوس بن قلام عملقی نے دفعتاً حملہ کر دیا اور خود حکمراں بن گیا۔ بعد چندے جحجب بن عتیک لخمی نے

---

[1] عربی متن میں ''ہند'' ہے۔ دارالفکر 2:322، دارالکتب العلمیہ 2:312۔ [م۔ص]

اس کو مار کر حکومت چھین لی۔ پھر اس کے بعد امرؤالقیس بن عمرو ثالث، پھر اس کا لڑکا نعمان اکبر ابن امرؤالقیس بن الشقیقہ (جس نے ترک سلطنت کر کے فقیری اختیار کر لی تھی)، بعد ازاں اس کا لڑکا منذر، بعدہ اس کا لڑکا اسود بن منذر، پھر اس کا بھائی منذر بن منذر، پھر نعمان بن اسود بن منذر، پھر ابو یعفر بن علقمہ بن مالک بن عدی بن الذمیل بن ثور بن اسنش بن زبی بن نمارہ بن لخم، پھر بعد اس کے امرؤالقیس بن نعمان الاکبر، پھر اس کا لڑکا امرؤالقیس حکمراں ہوا، اس کے بعد حرث بن عدی کندی کا واقعہ پیش آیا تا آنکہ دونوں میں مصالحت ہوگئی اور منذر نے اس کی لڑکی ہند سے شادی کر لی، جس کے بطن سے عمرو پیدا ہوا، پھر بعد منذر کے عمرو بن ہند، پھر قابوس بن منذر اس کا بھائی، پھر منذر بن منذر اس کا دوسرا بھائی، پھر اس کا لڑکا نعمان بن منذر حاکم ہوا۔

جرجانی کا یہ بیان طبری کی تحریر کے بالکل موافق ہے، سوائے حرث بن عمرو کندی کے؛ کیونکہ طبری نے نعمان الاکبر بن امرؤالقیس اور اس کے لڑکے منذر کے بعد حرث بن عمرو کا واقعہ تحریر کیا ہے۔ اور جرجانی نے منذر بن امرؤالقیس بن نعمان کے بعد لکھا ہے۔ اس منذر اور منذر بن نعمان اکبر [کے درمیان] پانچ ملوک گزرے ہیں [جن] میں ابو یعفر بن الذمیل بھی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مسعودی کی روایت

مسعودی اس ترتیب کی مخالفت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بعد نعمان اکبر کے امرؤالقیس نے (جس کو قائد الفارس کہتے ہیں) پینسٹھ برس حکمرانی کی۔ بعدہ اس کا لڑکا منذر پچیس برس حاکم رہا، یہاں تک تو طبری اور جرجانی کی ترتیب سے مسعودی متفق ہے۔ پھر آگے چل کر ان دونوں کی مخالفت کرتا ہے اور تحریر کرتا ہے کہ نعمان بن منذر نے پینتیس برس حیرہ پر حکمرانی کی (یہ وہ ہے جس نے خورنق آباد کیا تھا) اسود بن نعمان نے بیس برس، اس کے لڑکے منذر نے چالیس برس حکومت کی۔ اس کی ماں ماء السماء نمر بن قاسط (بطن ربیعہ) سے ہے اور یہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ پھر اس کا لڑکا عمرو ابن المنذر چوبیس برس [حاکم] رہا، بعد ازاں اس کا بھائی نعمان بادشاہ ہوا، اس کی ماں کا نام یامہ[1] تھا، اسی کو کسریٰ نے قتل کیا ہے اور یہی ملوکِ حیرہ کا آخری بادشاہ ہے۔

---

[1] عربی نسخوں میں ''مامہ'' ہے۔ دار الفکر 2:323، دار الکتب العلمیہ 2:313۔ [م۔ ص]

سہیلی کی روایت

سہیلی کہتا ہے کہ منذر بن ماء السما کے دولڑکے عمرو اور نعمان تھے۔ عمرو ہند بنت الحرث آکل المرار کے بطن سے ہے، یہ اعظم ترین ملوک حیرہ سے تھا، اس کو مُحرق کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں؛ اس وجہ سے کہ اس نے شہر ملہم کو یمامہ کے قریب جلا دیا تھا۔ یہ کسریٰ انوشیرواں کی جانب سے حکومت کرتا تھا۔ بعد اس کے اس کا بھائی نعمان بن منذر حاکم ہوا، اس کی ماں یامہ [مامہ] تھی، اس کو کسریٰ اپرویز بن ہرمز بن انوشیرواں نے بوجہ سازش زید بن عدی بن زید عنادی [عبادی[1]] کے قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد اس نے اس کے مارے جانے کا قصد اور ایاس بن قبیصہ طائی کی حکومت کا حال لکھا ہے اور اس کے بعد حرب ذی قار کا حال تحریر کیا ہے، جس میں عرب عجم پر غالب آئے تھے۔

ابن سعید کی روایت

ابن سعید ان کی حکومت کی ابتدا یوں بیان کرتا ہے کہ بنو نمارہ، عمالقہ کے لشکریوں میں سے تھے اور یہ شام و حیرہ میں ان کی طرف سے الزبا کے ساتھ حکمرانی کرتے تھے۔ جب الزبا نے جذیمہ کو تہ تیغ کیا تو عمرو بن عدی جو جذیمہ کی بہن کا لڑکا تھا، اپنے ماموں کے خون کا بدلہ لینے کو اٹھ کھڑا ہوا اور الزبا کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اور برلبِ فرات ارضِ عراق میں حیرہ کو آباد کیا۔

صاحب تواریخ الامم کی روایت

صاحب تواریخ الامم کا یہ بیان ہے کہ عمرو بن عدی نے زمانہ ملوک الطوائف میں ایک سو اٹھائیس برس حکومت کی۔ اس کے بعد امرؤالقیس بن عمرو حاکم ہوا۔ جب یہ مر گیا تو اردشیر بن سابور نے حیرہ پر اوس بن قلام عملقی کو حکمران مقرر کیا۔ بعد اس کے امرؤالقیس بن عمرو بن امرؤالقیس معروف بہ مُحرق، پھر اس کا لڑکا نعمان بن شقیقہ (جس نے شیبان[2] آباد کیا اور خورنق

---

1. عربی نسخوں میں ''عبادی'' ہے۔ دار الفکر 2:324، دار الکتب العلمیہ 2:313۔ [م۔ص]
2. ''پھر اس کا لڑکا نعمان بن شقیقہ (جس نے شیبان آباد کیا.....)'' اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نعمان بن شقیقہ نے شیبان آباد کیا، جبکہ صورتِ حال مختلف ہے، ترجمہ اور عربی متن میں کوئی علاقہ اور مناسبت نہیں ہے۔ متن کے مطابق نعمان شقیقہ کا بیٹا ہے، اور شقیقہ کے بارے میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ وہ بنی (اولاد) شیبان سے ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

کی بنا ڈالی اور جو آخر عمر میں تارک الدنیا ہو گیا) تیس برس، بعد اس کے اس کا لڑکا منذر (جس نے بہرام گور کی مدد کی تھی۔) چوالیس [44] برس، بعدہ اس کا لڑکا اسود، پھر اس کا بھائی منذر بن منذر، پھر نعمان بن اسود حاکم ہوا۔ کسریٰ نے ناراض ہو کر اس کو معزول کر دیا اور بجائے اس کے الذمیل بن لخم کو بادشاہ بنایا، یہ شاہی خاندان سے نہ تھا۔ بعد اس کے پھر اسی خاندان میں حکومت آ گئی، چنانچہ امرؤالقیس بن نعمان اکبر (جو ابن شقیقہ کے نام سے معروف ہے۔) حکمراں ہوا۔ یہ بکر بن وائل سے ہم نبرد ہوا، اس کے بعد اس کا لڑکا منذر بن ماء السما حاکم ہوا، ماء السما کلیب کی بہن ہے، قباد نے مزدک زندیق کی اتباع پر اس کو مجبور کرنا چاہا، جب اس نے انکار کیا تو اس کو معزول کر کے بجائے اس کے حرث بن عمرو بن حجر کندی کو حاکم بنایا۔ پھر اس کو انوشیرواں نے حاکم بنایا تا آنکہ حرث اعرج غسانی نے یوم حلیمہ میں اس کو قتل کیا، جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ بعد ازاں عمرو بن ہند بادشاہ ہوا، ہند کا نام یامہ [1] تھا، یہ امرؤالقیس بن حجر کی پھوپی تھی۔ عمرو بن ہند کو محرق ثانی بھی کہتے ہیں، اس لحاظ سے کہ اس نے قبیلۂ تمیم کے بنودارم کو جلا دیا تھا؛ کیونکہ انھوں نے اس کے بھائی کو قتل کر ڈالا تھا، جب اس کی خبر [بھائی کے قتل کی خبر] عمرو بن ہند کو ہوئی تو اس نے قسم کھائی کہ بہ عوض ایک خون کے میں ان میں سے سو آدمیوں کو جلا دوں گا، چنانچہ ایسا ہی کیا، سولہ برس اس نے زمانۂ حکومت انوشیرواں میں حکمرانی کی۔

بعد ازاں اس کا بھائی قابوس بن ہند حاکم ہوا۔ یہ لنگڑا تھا، اس کو بنو یشکر میں سے کسی نے مار ڈالا تھا۔ پس بجائے اس کے انوشیرواں نے حیرہ پر اپنے کسی مرزبان کو مقرر کیا۔ جب عرب نے اس کی اطاعت نہ کی تو مجبور ہو کر منذر بن منذر بن ماء السما کو حاکم بنایا۔ منذر تخت حکومت پر بیٹھتے ہی شام کی طرف [حرث اعرج غسانی سے] اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کو بڑھا۔ حرث اعرج غسانی نے اس کو بھی مار ڈالا۔ تب بجائے اس کے اس کا لڑکا نعمان بن منذر

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحے کا) عربی متن ملاحظہ ہو: ....وبعده ابنه النعمان بن شقيقة وهي من بني شيبان .... ۔واضح رہے کہ اس سے پہلے نعمان بن امرؤالقیس کے تذکرے میں بھی یہ صراحت گزر چکی ہے کہ نعمان بن امرؤالقیس کی ماں شقیقہ ربیعہ بن ذہل بن شیبان کی بیٹی ہے۔ بہر حال "شیبان" کسی قلعے، عمارت یا جگہ کا نام نہیں ہے کہ جس کو نعمان نے آباد کیا ہو، بلکہ یہ ایک آدمی کا نام ہے۔[م۔ص]

1 عربی متن میں "مامہ" ہے۔ دار الفکر 2:324، دار الکتب العلمیہ 2:314۔[م۔ص]

حاکم ہوا، یہ ملوک حیرہ میں [سب] سے زیادہ مشہور ہے، عرب کے وفود اس کے پاس بہ کثرت آئے اور اس نے بنو جفنہ سے بہت آدمیوں کو گرفتار کر لیا، یہ عدی بن زید کی تحریک سے عیسائی ہو گیا اور اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا، پھر عدی بن زید کو کسی شبہے سے قید کر دیا، جب کسریٰ نے عدی کے بھائی کی سفارش سے عدی کی سفارش کی تو نعمان نے اس کو حالتِ قید ہی میں مار ڈالا۔ عدی کا لڑکا زید جب بڑا ہوا تو کسریٰ نے اس کو اپنا ترجمان مقرر کیا۔ اس نے کسریٰ پرویز کو نعمان سے بدظن کر دیا اور اس کے ساتھ جنگ فارس و روم میں شامل ہوا، فارس کو ہزیمت ہوئی اور نعمان ایک گھوڑے پر سوار ہو کر میدانِ جنگ سے بھاگا، کسریٰ نے اس سے گھوڑا طلب کیا، اس نے گھوڑا دینے سے اعراض کیا، ایاس بن قبیصہ نے اپنا گھوڑا دے دیا۔ بعد اس واقعے کے نعمان وفد ہو کر کسریٰ کے پاس آیا، کسریٰ نے اس کو مار ڈالا اور بجائے اس کے حیرہ پر ایاس بن قبیصہ کو حاکم بنایا، لیکن عرب نے نعمان کے مارے جانے سے اس کی اطاعت نہ کی اور نہ اس کی حکومت مستقل طور پر رہی۔ پھر ایاس کے مرنے کے بعد حیرہ پر فارس کی طرف سے آلِ منذر زیرِ نگرانی مرزبانانِ فارس حکومت کرنے لگے تا آنکہ مسلمانوں کی عالمگیر فتوحات نے حیرہ کو اپنے جھنڈے کے نیچے لے لیا۔

بنو نصر کا مذہب

بیہقی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو نصر بتوں کی عبادت کرتے تھے، سب سے پہلے نعمان بن شقیقہ عیسائی ہوا۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ نعمان ثانی عیسائی ہوا۔ اس کے بعد عرب نے ان سب اطراف و جوانب کا اس کے لڑکے منذر کو حاکم بنایا تھا، جس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لشکر نے مار ڈالا۔

ملوک بنو نصر کی تعداد

تواریخ الامم میں لکھا ہے کہ بنو نصر وغیرہ سے حیرہ کے ملوک چھبیس نفر چھ سو برس کی مدت میں ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔ یہ ترتیب طبری و جرجانی کی ترتیب سے بہت ملتی ہے۔ واللہ وارث الارض ومن علیہا وھو خیر الوارثین۔ (اللہ زمین کا اور اس پر جو لوگ بھی موجود ہیں ان سب کا مالک ہے اور وہ بہترین مالک ہے۔)

شجرۂ ملوکِ حیرہ

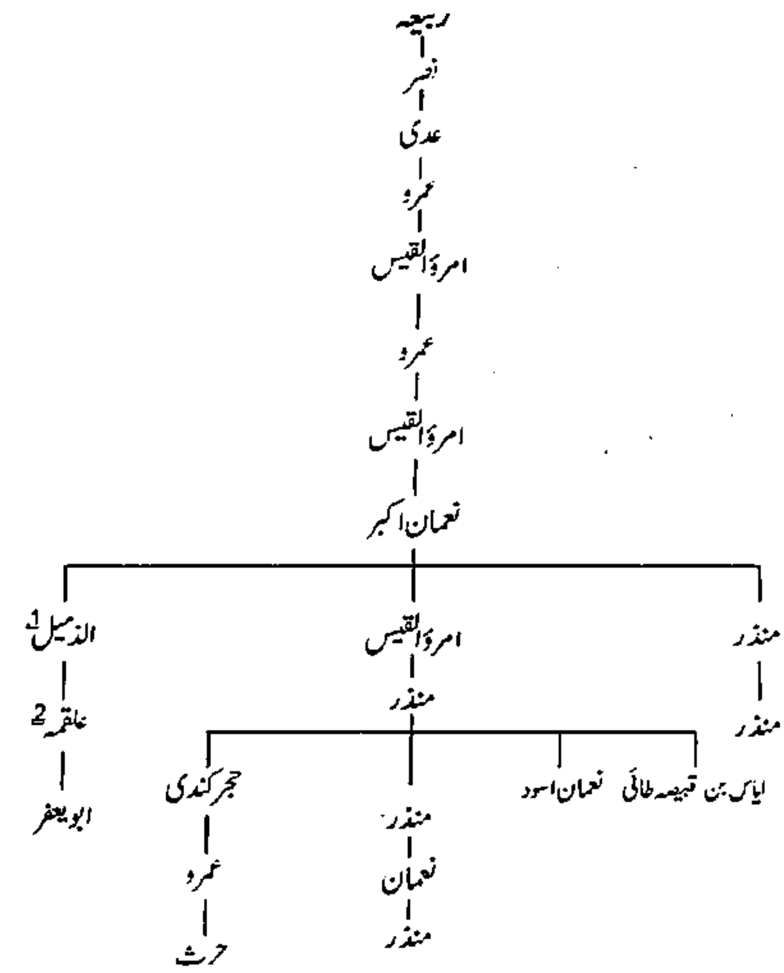

1، 2 عربی نسخوں میں دیے گئے شجرے میں علقمۃ الذمیل یا الدمیل ہے، یعنی الذمیل اور علقمہ دو افراد نہیں ہیں، بلکہ ایک فرد کا نام ہے۔ اس کے مطابق شجرے میں ترتیب اس طرح ہوگی کہ نعمان اکبر سے علقمۃ الذمیل ہے اور علقمۃ الذمیل سے ابو یعفر۔ دار الفکر 2:326، دار الکتب العلمیہ 2:315 [م-س]

ملوک کندہ

حجر بن عمرو

طبری بہ روایت ہشام تحریر کرتا ہے کہ شرفائے حمیر ملوکِ حمیر کی کار پردازی کرتے تھے، ازانجملہ حسان بن تبع کا کار پرداز عمرو بن حجر سردار کندہ تھا۔ اس کا باپ حجر وہ ہے، جس کو عرب آکل المرار کہتا ہے۔ اور یہ حجر لڑکا ہے عمرو بن معاویہ بن حرث اصغر ابن معاویہ بن حرث اکبر ابن معاویہ بن کندہ کا اور مادری بھائی ہے حسان [بن] تبع کا۔ جب حسان نے بلادِ عرب پر چڑھائی کی اور حجاز کی طرف گیا تو بہ وقت واپسی معد ابن عدنان پر اپنے بھائی حجر بن عمرو کو والی مقرر کیا۔ اس نے نہایت نیک سیرتی سے ان میں بسر کی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا لڑکا عمرو مقصور حاکم ہوا۔

عمرو بن تبع

پھر آگے چل کر [طبری] ہشام سے روایت کرتا ہے کہ جب حسان نے جدیس پر فوج کشی کی تو حمیر میں اس کو اپنا نائب کر گیا۔ پس جب وہ مارا گیا اور اس کے بعد اس کا بھائی عمرو بن تبع حکمراں ہوا تو اس نے اپنے بھائی حسان بن تبع کی لڑکی سے عمرو بن حجر کا عقد کر دیا۔ بنو حمیر نے اس عقد کرنے سے بہت شور وغل مچایا، لیکن ان کی ایک نہ سنی گئی۔ بعد چندے بطن بنت حسان اور صلب عمرو بن حجر سے حرث بن عمرو پیدا ہوا۔

عبدکلال

عمرو بن تبع کے بعد عبدکلال متون اصغر (حسان کی اولاد سے) حاکم بنایا گیا؛ اس وجہ سے کہ تبع بن حسان کی عقل زائل ہوگئی تھی۔ عبدکلال عیسائی مذہب رکھتا تھا اور اپنی قوم کے ساتھ برائی سے پیش آتا تھا، لوگ اس کی کج خلقی سے آزردہ تھے، غالباً اسی سبب سے بنوحمیر نے، اس حیلے سے کہ اس نے ایک غسانی کو اپنا مشیر بنالیا تھا، مار ڈالا۔

تبع بن حسان

اس کے بعد تبع بن حسان اچھا ہوگیا۔ لوگوں نے اس کو حاکم بنالیا، بنوحمیر اور عرب اس سے دب گئے، اس نے اپنے ہمشیرزادہ حرث بن عمرو بن حجر کندی کو بہ سرگروہی ایک عظیم الشان لشکر کے بلاد معد وحیرہ کی طرف روانہ کیا۔ نعمان بن امرؤالقیس بن شقیقہ سے لڑائی ہوئی، اثنائے لڑائی میں نعمان مع چند اپنے اہل بیت کے مارا گیا، اس کے ہمراہی میدان جنگ سے بھاگ نکلے اور منذر بن نعمان اکبر اور اس کی ماں ماء السما بچ گئی۔ اسی وقت سے آل نعمان کی حکومت جاتی رہی اور حرث بن عمرو کل ان بلاد کا حکمران ہوگیا، جن پر آل نعمان حکومت کرتے تھے۔

حرث بن عمرو

عام مورخین کا یہ بیان ہے کہ جب حرث بن عمرو بعد اپنے باپ کے عرب کا حکمران ہوا اور اس کی سطوت وغلبہ نے ایک طرح کی شہرت حاصل کر لی، اس وقت ملوک حیرہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دیا۔ (حیرہ میں ان دنوں منذر بن امرؤالقیس حکومت کرتا تھا۔) اسی اثنا میں کسریٰ قباد اپنے باپ فیروز بن یزدجرد کے تخت فارس پر بیٹھا۔ یہ مانی زندیق کے مقلدوں میں سے تھا۔ اس نے منذر کو اپنے مذہب کی دعوت دی، منذر نے انکار کیا اور حرث بن عمرو نے اس کے مذہب کو اختیار کر لیا؛ اسی وجہ سے کسریٰ قباد نے اس کو عرب کا حاکم بنا دیا اور حیرہ میں اس کو رہنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد قباد مر گیا۔ بجائے اس کے اس کا لڑکا انوشیرواں تخت نشین ہوا۔ اس نے حیرہ کی حکومت پھر منذر کو دے دی اور حرث بن عمرو کو نہر سواد دے کر راضی کر دیا۔

حرث بن عمرو کی اولاد اور تقسیم ملک

پھر حرث نے ملک عرب کو اپنے لڑکوں میں اس طرح پر تقسیم کیا کہ حجر کو بنواسد پر،

شرحبیل کو بنو سعد ور باب پر، سلمہ کو بکر و تغلب پر اور معد یکرب کو قیس و کنانہ پر حکمراں کر دیا۔

بعضے کہتے ہیں کہ سلمہ: حنظلہ وتغلب پر، شرحبیل: سعد، رباب اور بکر پر حاکم بنایا گیا۔

قیس بن حرث بعد چندے ان میں آ ملے تھے۔

کتاب الاغانی میں لکھا ہے کہ اس کا [حرث بن عمرو] لڑکا شرحبیل بکر [بن] وائل پر، حنظلہ بنو اسد پر اور عمرو بن تمیم کے ایک گروہ اور رباب پر اور غلفا یعنی معد یکرب قیس پر، سلمہ بن الحرث بنو تغلب پر، نمر بن قاسط اور نمر بن زید مناۃ پر حکمراں ہوئے[1] انتہی کلام الاغانی ۔(اغانی کا کلام ختم ہوا۔)

شرحبیل اور سلمہ کی جنگ

شرحبیل اور اس کے بھائی سلمہ میں ناصافی ہوگئی۔ مابین کوفہ و بصرہ، یمامہ سے سات منزل پر کلاب سے لڑے۔ کلاب کی طرف سفیان بن مجاشع بن دارم (سلمہ کا دوست) اپنے برادران مادری کو لے کر بڑھا۔ بعد اس کے سلمہ مع اپنے ہمراہیوں کے آ پہنچا، بڑی گھمسان لڑائی ہوئی۔ بنو حنظلہ، عمرو بن تمیم، رباب، بکر بن وائل کو ہزیمت ہوئی۔ اور بنو سعد مع اپنے ہمراہیوں کے واپس ہوئے۔

اس اثنا میں سلمہ کی طرف سے کسی نے یہ آواز بلند کہا: ''جو شخص شرحبیل کو مار ڈالے گا اس کو سو اونٹ دیے جائیں گے۔'' اس آواز کو سنتے ہی بنو سعد پھر لوٹ پڑے اور پہلے سے زیادہ مستعد ہو کر لڑے۔ اس لڑائی میں عصیم بن نعمان بن مالک بن غیاث بن سعد بن زہیر بن بکر بن حبیب تغلبی نے شرحبیل کو مار ڈالا۔ شرحبیل کے مارے جانے سے لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ جب اس کی خبر اس کے بھائی معد یکرب کو پہنچی تو وہ صدمۂ رنج والم سے مجنون ہوگیا اور اسی حالت جنون میں مر گیا۔

بنو سعد نے کامیابی کے بعد شرحبیل کے اہل و عیال کو قید کرنا چاہا تھا، لیکن عوف بن شحنہ

---

[1] ''سلمہ بن الحرث بنو تغلب پر، نمر بن قاسط......'' اس عبارت سے مفہوم خبط ہونے کا اندیشہ ہے؛ اس لیے یہاں یہ وضاحت مناسب ہے کہ سلمہ بن الحرث کو بنو تغلب، نمر بن قاسط اور نمر بن زید مناۃ تینوں پر حکومت حاصل ہوئی۔ عربی متن ملاحظہ ہو: وسلمة بن الحرث على بني تغلب والنمر بن قاسط والنمر بن زيد مناة۔ دار الفکر 2:328، دار الکتب العلمیہ 2:318 [م۔ص]

بن الحرث بن عطارد بن عوف بن سعد[1] بن کعب نے ان کو بہ حفاظت تمام ان کی قوم کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد سلمہ پر فالج گرا اور اسی صدمے سے وہ مر گیا۔

حجر بن الحرث

حجر بن الحرث ایک مدت تک بنواسد پر حکمراں رہا تا آنکہ اس نے بہ ضرورت بنواسد کے پاس بہ طلب رسد وغلہ اپنا سفیر روانہ کیا۔ بنواسد نے رسد وغلہ دینے کے عوض اس کے سفیر کو مارا، اس کے خط کی اہانت کی۔ حجر ان دنوں تہامہ میں تھا۔ جب اس کو اس واقعے سے آگاہی ہوئی، تو وہ ربیعہ، قیس وکنانہ کو لے کر ان پر چڑھ آیا، ان کے خون کو مباح کر دیا، رؤسا کو ان کے گرفتار کر لیا۔ ازاں جملہ عبید ابن الابرص کو مع ایک جماعت کے گرفتار کیا۔ بعد چندے عبید ابن الابرص نے ایک شعر لکھ کر حجر کے پاس بھیجا، جس سے خوش ہو کر حجر نے [اس کو] آزاد کر دیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد بنواسد نے ڈیپوٹیشن (وفود) حجر کے پاس روانہ کیا، جب یہ [ڈیپوٹیشن] حجر کے پاس پہنچا، اہل وفد [نے] موقع پا کر دفعتاً حجر پر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ اس قتل کا بانی مبانی علبا بن الحرث کاہلی تھا۔

امرؤالقیس اور بنواسد کے درمیان جنگ

جب اس کی خبر امرؤالقیس کو پہنچی تو اس نے یہ قسم کھالی کہ: "جب تک بنواسد سے معاوضہ نہ لوں گا کسی دنیاوی چیز سے متمتع[2] نہ ہوں گا۔" امرؤالقیس چونکہ تنہا بنواسد کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا؛ اس وجہ سے اس نے بنوبکر وتغلب سے اعانت چاہی۔ چنانچہ بنوبکر وتغلب نے اس کا ساتھ دیا۔ بنواسد میدان جنگ سے بہ عجلت تمام بھاگ کر منذر بن امرؤالقیس والی حیرہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوئے اور امرؤالقیس بنوکنانہ پر جا پڑا۔ نہایت سختی سے ان کو قتل کیا۔ بعد اس کے بنواسد کے تعاقب کو چلا، لیکن بلا کسی کامیابی کے درماندہ ہو کر واپس آیا اور بنوبکر وتغلب کے چلے جانے کے بعد موثر الخیر بن ذی جدن (بادشاہ حمیر) کے پاس گیا اور اس سے مدد کا خواستگار ہوا۔ اس نے پانچ سو حمیری اور اس کے علاوہ ایک گروہ عرب کا اس کے ساتھ کرا دیا۔ منذر نے اپنی قوم

1 نسخہ دارالفکر میں "معد" ہے، 329:2، نسخہ دارالکتب العلمیہ میں "سعد" ہی ہے، 318:2۔ [م۔ص]
2 = فائدہ اٹھانے والا۔ [م۔ص]

کو مجتمع کرلیا اور کسریٰ انوشیرواں نے ایک لشکر اس کی مدد پر روانہ کیا۔ دونوں فریق میں سخت لڑائی ہوئی، انجام کار امرؤالقیس کو ہزیمت ہوئی۔

حمیری اور جو اس کے ہمراہ تھے وہ میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگے۔ امرؤالقیس ایک قبیلے سے دوسرے قبیلے میں چھپتا پھرتا تھا اور منذر اس کی جستجو کر رہا تھا تا آنکہ امرؤالقیس قیصر کے پاس گیا اور اس سے مدد کا خواستگار ہوا، قیصر نے اس کی امداد کی، لیکن طماح[1] نے اس کی ساری امیدوں کا خاتمہ کر دیا یعنی بہ حکمت عملی اس کو زہر دلایا۔ واللہ اعلم۔

کندۃ الملوک

جرجانی کہتا ہے کہ ان ملوک کے بعد یہ نہیں معلوم ہوا کہ پھر ملوک کندہ کو حکومت وسلطنت نصیب ہوئی یا نہیں، بہر کیف عرب ان کو ''کندۃ الملوک'' کہتا ہے۔ جنگ جبلہ میں حسان بن عمرو بن جو رتمیم کے لشکر پر [حکمراں تھا]، اور معاویہ بن شرحبیل بن حصن بنو عامر کی فوج کا سردار تھا۔ جو راور معاویہ بن حجر آکل المرار برادر ملک مقصور عمرو بن حجر ایک شخص کا نام ہے۔

ابن سعید کہتا ہے کہ ثور بن عفیر بن حرث بن مرہ بن آدد [ادد] بن یشجب ابن عبید اللہ ابن زید بن کہلان کا لقب کندہ تھا، یمن کے بلاد شرقی میں رہتا تھا، اس کا دارالحکومت دمون تھا۔ حکومت ان میں سے بنو معاویہ بن عنزہ کے خاندان میں تھی۔ ملوک تبابعہ سے ان کو مصاہرت[2] کا تعلق تھا۔ تبابعہ نے بنو معاویہ کو بنو معد بن عدنان پر حجاز میں اپنی طرف سے حکمرانی کرنے کو مقرر کیا تھا۔ پس اول جو شخص ان میں سے حکمراں ہوا، وہ حجر آکل المرار ابن عمرو بن معاویہ اکبر ہے۔ اس کو تبع بن کرب نے (جس نے کعبہ پر غلاف چڑھایا تھا۔) حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ بعد اس کے عمرو بن حجر، پھر اس کا لڑکا حرث مقصور بادشاہ ہوا (جس نے قباد بادشاہ فارس کے کہنے سے مانی زندیق کی اتباع نہ کی اور اسی وجہ سے بنو کلب میں مارا گیا، مال واسباب اس کا لوٹ لیا گیا۔) اس کے لڑکے جو بنو معد پر حکمرانی کرتے تھے، وہ بھی اکثر مارے گئے۔ ازانجملہ حجر بن حرث بھی مارا گیا،

---

1 طماح ایک شخص کا نام ہے جو بنو اسد سے تھا، یہ قیصر کی خدمت میں رہتا تھا۔ [مترجم]

2 مصاہرت کے لیے اردو زبان میں کوئی لفظ نہیں پایا جاتا، سسرالی رشتے دار کو خواہ وہ زوج کی طرف سے ہو یا زوجہ کی طرف سے، صہر کہا کرتے ہیں۔ [مترجم]

جو بنواسد کا حاکم تھا، پھر اس کا لڑکا امرؤالقیس اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے کو اٹھا اور قیصر کے پاس گیا، لیکن طماح اسدی کی سازش سے مسموم مارا گیا۔ طماح نے اس کی نسبت عام طور سے یہ مشہور کر دیا تھا کہ امرؤالقیس قیصر کی لڑکی پر شیفتہ ہے؛ اسی وجہ سے اس کو زہر آلود کپڑا پہنا دیا گیا۔ اور اس ذریعے سے اس کی ساری امیدوں اور پُر ارمان زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

بنو جبلہ کی حکومت

صاحب التواریخ تحریر کرتا ہے کہ بعد اس کے حکومت بنو جبلہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ میں منتقل ہوئی۔ ان میں سے قیس بن معدیکرب بن جبلہ کی بڑی شہرت تھی۔ انھیں میں سے اعشیٰ اور اس کی لڑکی کمرّ دہ ہے، جس کی لڑائیوں اور ثروت کے اخبار مشہور ہیں۔ اس کا بھائی اشعث مسلمان ہو گیا، لیکن بعد وفات رسول اللہ ﷺ مرتد ہو گیا تھا، جس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لشکر گرفتار کر لایا تھا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ اسی کی نسل سے بنو اشعث ہیں، جن کا ذکر دولت امویہ میں آئے گا۔

سکون اور سکاسک

کندہ کے بطون سے سکون اور سکاسک ہیں۔ سکاسک اس وقت تک شرقی یمن میں ایک ممتاز حالت سے سحر و کہانت میں معروف و مشہور ہیں۔ انھیں میں سے تجیب[1] کا بہت بڑا قبیلہ ہے، جن میں سے اُندلس میں بنو صمادح، بنو ذی النون اور بنو افطس ملوک الطوائف ہیں۔ واللہ تعالی وارث الارض ومن علیها وهو خیر الوارثین لا رب غیره ۔[اور اللہ تعالیٰ زمین کا اور اس پر موجود لوگوں کا مالک ہے، وہ بہترین مالک ہے، اس کے علاوہ کوئی رب نہیں]

---

[1] دار الکتب العلمیہ کے نسخے میں ''تجب'' ہے۔ 2:322۔[م۔ص]

شجرۂ ملوکِ کندہ

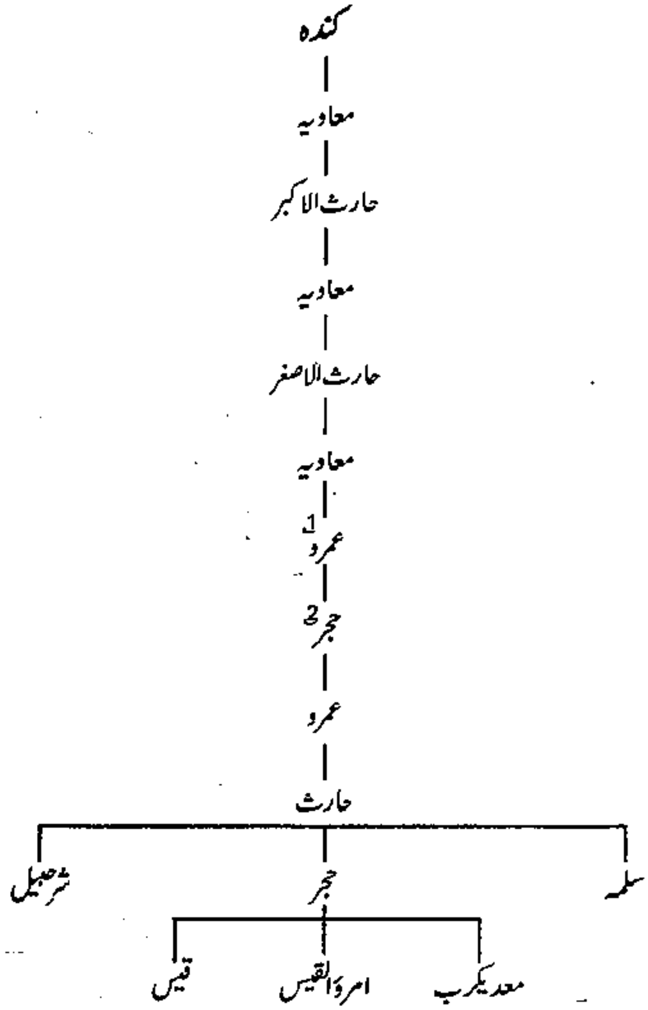

1 2 عربی نسخوں میں دیے گئے شجرے سے ''عمرو'' اور ''حجر'' کے نام بڑھائے گئے ہیں۔ [م۔ح]

اخبار ابنائے جفنہ ملوک غسان شام

اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ شام میں سب سے پہلے عرب میں سے جس نے حکمرانی کی ہے، وہ عمالقہ ہیں۔ بعد ازاں بنوارم بن سام، جوارمانئین کے نام سے مشہور ہیں اور ہم اس اختلاف کو جو کہ مورخوں نے عمالقۂ شام کی بابت کہا تھا، اس سے پیشتر تحریر کر آئے ہیں، آیا وہ عملیق بن لاوذ بن شام سے ہیں، یا عمالیق بن الیفاز بن عیصو سے۔ مشہور ومتعارف یہ ہے کہ وہ عملیق بن لاوذ سے ہیں۔

بنوارم ان دنوں اطراف شام وعراق میں رہتے تھے۔ ملوک الطوائف سے اوران سے اکثر معرکہ آرائیاں رہیں، جیسا کہ اس سے پیشتر اس کا ذکر اشارتاً ہو چکا ہے۔

سمیدع بن ہوثر

ان عمالقہ کا آخری بادشاہ سمیدع بن ہوثر تھا، جس کو یوشع بن نون نے قتل کیا تھا، جس زمانے میں بنی اسرائیل شام پر غالب آئے تھے۔ بعد اس کے بنوظرب بن حسان (قبیلہ عاملۂ عمالیق) میں حکومت چلی آئی۔ ان کی آخری حکمراں الزبا بنت عمرو بن سمیدع تھی۔ قضاعہ دیار جزیرہ میں ان کی ہمسائیگی میں تھے، لیکن جب ان کی ہوا بگڑی تو عمالقہ غالب آئے۔ پھر الزبا کے مرنے کے بعد بنوالظرب بن حسان کی حکومت جاتی رہی۔

تنوخ کی حکومت

اس وقت عرب کی زمامِ حکومت تنوخ (قبیلۂ قضاعہ) نے اپنے ہاتھ میں لے لی۔ یہ تنوخ لڑکا ہے مالک بن فہم بن تیم اللہ بن اسود بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کا۔ ان کے حیرہ اور انبار میں جانے، ٹھہرنے اور ارمانیوں کی مجاورت میں رہنے کا حال اس سے پیشتر ہم بیان کر چکے ہیں۔

بہ روایت مسعودی تنوخ سے تین شخصوں نے حکومت کی۔ (1) نعمان بن عمرو (2) اس کا لڑکا عمرو بن نعمان (3) اس کا بھائی حوار بن عمرو۔ یہ لوگ روم کی طرف سے حکمراں تھے۔ بعد اس کے تنوخ کے قوائے حکومت مضمحل ہو گئے۔

بنو سلیح کی حکومت

ان پر سلیح (بطون قضاعہ سے) پھر ضجاعم (ضجعم بن سعد بن سلیح کی اولاد سے) غالب آئے، اس کا نام [اولادِ ضجعم سے غالب آنے والا شخص] عمرو بن حلوان[1] بن عمران بن الحاف تھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد یہ لوگ عیسائی ہو گئے۔ روم نے ان کو عرب کی حکومت دے دی، ایک مدت تک حکومت ان کے قبضے میں رہی۔ یہ بلاد مواب (ارض بلقا) میں رہتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس نے سلیح کو اطراف شام کا حکمراں بنایا تھا، وہ قیصر طیطش ابن قیصر ماہان تھا۔

ابن سعید کہتا ہے کہ بنو سلیح کی دو حکومتیں تھیں۔ ایک بنو ضجعم کی، دوسری بنو عبید کی۔ بنو ضجعم کا دور حکومت ایک زمانے تک رہا تا آنکہ غسان کو ان پر استیلا و غلبہ حاصل ہو گیا۔ انھوں نے ان کے ملک کو ان سے چھین لیا۔ ان کا آخری بادشاہ زیاد بن ہبولہ تھا۔ یہ اپنے بقیۃ السیف قوم کو لے کر حجاز کی طرف چلا گیا، جن کو حجر آکل المرار والی حجاز نے قتل کر ڈالا۔

بعض علمائے نسب بنو ضجعم اور دوس پر تنوخ کا اطلاق کرتے ہیں، جنھوں نے بحرین میں قیام کیا تھا۔ بعد ازاں ضجاعم بریۂ شام کی طرف اور دوس بریۂ عراق کی طرف چلے گئے۔ اور بنو عبید بن الابرص بن عمرو ابن اشجع بن سلیح، حضر پر حکمرانی کرتے رہے، جس کے آثار اس وقت تک بریۂ سنجار میں باقی ہیں۔ انھیں میں سے ضیزن بن معاویہ بن عبید مشہور حکمراں گزرا ہے، جس

1. دار الفکر کے نسخے میں ''حولان'' ہے۔ 2:333۔ [م۔ص]

کو جرامقۂ ساطرون کے نام سے مشہور کرتے ہیں۔اس کا قصہ جو سابور کے ساتھ گزرا ہے، مشہور ومعروف ہے۔انتھی کلام ابن سعید۔(ابن سعید کا بیان ختم ہوا۔)

بنو کہلان کی حکومت

پھر عرب کی ریاست حمیر سے منتقل ہو کر کہلان کے قبضے میں آ گئی اور وہ بلادِ حجاز پر حکمراں ہوئے۔ أزدیمن سے نکل کر بلادِ عک میں مابین زبید وزمع مقیم ہوئے۔اہل عک سے لڑے،ان کے بادشاہ کو ثعلبہ بن عمرو مزیقیا نے قتل کر ڈالا۔بعض اہل یمن کہتے ہیں کہ عک ، عدنان بن عبداللہ بن ادد کا لڑکا ہے،لیکن دار قطنی کہتا ہے کہ یہ عبداللہ بن محمد ثان (بالثاء المثلثۃ وضم العین) کی نسل سے ہے۔الغرض پھر وہ ظہران میں آئے اور بنو جرہم سے مکہ میں لڑے۔بعد اس کے وہ اطراف وجوانب بلاد میں منتشر ہو گئے۔پس بنونصر بن الازد شرات وعمان میں، بنوثعلبہ بن عمرو مزیقیا یثرب میں اور بنو حارثہ بن عمرو مرالظہران (مکہ) میں قیام پذیر ہوئے۔ان کو خزاعہ بھی کہتے ہیں۔

غسان

مسعودی کہتا ہے کہ عمرو مزیقیا جس وقت اثنائے سفر میں مقام مکہ پر وارد ہوا،تو بنونصر بن الازد، [عمران] الکاہن اور عدی بن حارثہ بن عمرو وہیں ٹھہر گئے اور بقیہ لوگ اس کے ہمراہ روانہ ہوئے تا آنکہ مابین بلاد اشعریین وعک ، دو وادیوں زبید وزمع کے درمیان ایک نہر پر ٹھہرے، جس کو غسان کہتے تھے۔پس ان لوگوں نے اس کا پانی پیا اور وہ اسی نام سے موسوم ہوئے۔پھر ان سے اور معد سے لڑائیاں ہوئیں،جن میں معد کو کامیابی ہوئی اور اس نے ان کو شرات کی طرف نکال دیا۔شرات ہی کو جبل الازد کہتے ہیں۔یہ پہاڑ سرزمین شام میں ان پہاڑیوں سے ملا ہوا ہے، جو مضافات دمشق اور اردن سے ملی ہوئی ہیں۔

ابن کلبی کہتا ہے کہ عمرو بن عامر مزیقیا کی اولاد سے (1) جفنہ (جن میں ملوک ہوئے ہیں) (2) حرث ''محرق'' (جس نے سب سے پہلے لوگوں کو آگ میں جلایا تھا) (3) ثعلبہ (یعنی عنقا) (4) حارثہ (5) ابوحارثہ (6) مالک (7) کعب (8) وداعہ (9) عوف (10) ذہل (11) وائل ہوئے۔ذہل نجران کی طرف چلا گیا۔اسی سے اسقف وعبیدہ ہیں۔چونکہ یہ پچھلے تین

اور عمران بن عمرو اور ابو حارثہ نے آب غسان نہیں پیا؛ اسی وجہ سے غسان نہیں کہے جاتے اور اولاد مزیقیا سے (1) جفنہ (2) حارثہ (3) ثعلبہ (4) مالک (5) کعب (6) عوف، آب غسان استعمال کرنے سے غسان کہلائے گئے۔

بعضے کہتے ہیں کہ ثعلبہ اور عوف نے بھی آب غسان نہیں استعمال کیا تھا۔

الغرض : غسان شام میں پہنچ کر ضجاعم اور ان کی قوم سلیح کے قریب مقیم ہوئے۔ غسان کی سرداری ان دنوں ثعلبہ بن عمرو بن المجالد بن حرث بن عمرو بن عدی بن عمرو بن مازن ابن الازد کے ہاتھ میں تھی۔ ضجاعم کی حکومت داود اللثق ابن ہبولہ بن عمرو بن عوف بن ضجعم کے قبضے میں تھی۔ یہ بنو ضجاعم، روم کی طرف سے عرب میں حکمراں تھے، جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

بنوغسان اور روم کے درمیان جنگی معاہدہ

غسان نے جو کچھ عرب کی ریاست بنوضجاعم کے قبضے میں تھی، ان سے چھین لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ روم اور فارس میں چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی۔ روم نے اس خیال سے کہ مبادا یہ گروہ فارس سے مل جائے، ان کے سردار ثعلبہ بن عمرو (برادر جزع بن عمرو) سے نامہ و پیام کر کے یہ معاہدہ کر لیا کہ اگر کسی وقت عرب، بنوغسان سے سرکشی کرے گا، تو روم چالیس ہزار رومیوں سے اس کی امداد کرے گا۔ اور اگر کسی وقت روم کو ضرورت پیش آئے گی تو غسان بیس ہزار جنگ آوروں سے مدد کرے گا۔ بعد تکمیل معاہدہ روم نے ان کو اپنی طرف سے حکمراں مقرر کیا اور ان کی حکومت تسلیم کر لی۔

غسانی حکمراں

سب سے پہلے جس نے ان میں سے حکومت کی وہ ثعلبہ بن عمرو بن المجالد ہے۔ بعد اس کے ثعلبہ بن عمرو [مزیقیا] بن جفنہ حکمراں ہوا۔

جرجانی کی روایت

جرجانی لکھتا ہے کہ بعد ثعلبہ بن عمرو اس کا لڑکا حرث بن ثعلبہ (جس کو ابن ماریہ بھی

کہتے ہیں)، بعد ازاں منذر بن الحرث، پھر نعمان بن منذر بن الحرث، بعدہ ابو بشر (یا ابوشمر) بن الحرث بن جبلہ ابن الحرث بن ثعلبہ بن عمرو بن جفنہ حکمراں ہوا۔ بعض نسابوں نے اس کا نسب ایسا ہی بیان کیا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ لڑکا ہے عوف ابن الحرث بن عوف بن عمرو بن عدی بن عمرو بن مازن کا۔ پھر بعد ابو بشر کے حرث الاعرج ابن ابی شمر، پھر عمرو ابن الحرث الاعرج، بعد اس کے منذر بن الحرث الاعرج، بعدہ الایہم بن جبلہ بن الحرث بن جبلہ بن الحرث بن ثعلبہ بن عمرو بن جفنہ، پھر بعد اس کے اس کا لڑکا جبلہ تخت حکومت پر بیٹھا۔

مسعودی کی روایت

مسعودی کہتا ہے کہ پہلے جس نے ان میں سے حکمرانی کی وہ حرث بن عمرو مزیقیا ہے۔ بعد ازاں حرث بن ثعلبہ بن جفنہ (یعنی ابن ماریہ ذات القرطین)، بعدہ نعمان بن الحرث بن جفنہ بن الحرث، پھر ابوشمر بن الحارث بن ثعلبہ بن جفنہ بن الحرث [الحارث]، پھر اس کا بھائی منذر بن الحارث، بعدہ اس کا بھائی جبلہ بن الحارث، بعد ازاں عوف بن ابی شمر، بعدہ حارث بن ابی شمر حکمراں ہوا۔ اسی کے عہد حکومت میں جناب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے۔ اور اس کی طرف بھی شجاع بن وہب اسدیؓ کو نامہ نامی لے کر روانہ فرمایا تھا، جس میں اس کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ ایسی ہی ابن اسحاق نے بھی روایت کی ہے۔ نعمان بن منذر اور حارث بن ابی شمر کا ایک زمانہ تھا۔ دونوں ریاست وحکومت کی وجہ سے باہم لڑتے تھے۔ شعرائے عرب مثل اعشیٰ اور حسان بن ثابتؓ وغیرہما ان کے پاس قصائد مدحیہ لے کر جاتے تھے۔ پھر بعد حارث بن ابی شمر کے اس کا لڑکا نعمان، پھر بعد اس کے جبلہ بن الایہم بن جبلہ حکمراں ہوا۔ یہ جبلہ دادا ہے اس جبلہ کا جس نے اپنے دو بھائیوں شمر و منذر کے بعد حکومت کی۔

ابن سعید کی روایت

ابن سعید کہتا ہے کہ پہلے جس نے غسان میں سے شام پر حکمرانی کی اور بنوضجاعم کی حکومت چھین لی، وہ جفنہ بن مزیقیا ہے۔ صاحب تواریخ الامم سے نقل کرتا ہے کہ جب جفنہ حکمرانی کی کرسی پر بیٹھا تو اس نے جلّق (یعنی دمشق) کی بنا ڈالی۔ پینتالیس برس اس کی حکومت رہی۔ بعد اس کے نسلاً بعد نسلٍ اس کے لڑکے حکومت کرتے رہے تا آنکہ حارث الاعرج ابن

ابی شمر کا ظہور ہوا۔ اس کی ماں ماریہ ذات القرطین (بنوجفنہ سے) تھی۔ ابن قطیبہ کہتا ہے کہ منذر بن ماء السما بادشاہ حیرہ نے ایک لاکھ لشکر لے کر اسی حارث پر حملہ کیا تھا، جس کا مقابلہ حارث نے ایک سو قبائل عرب سے کیا تھا، جس میں لبید شاعر بھی تھا۔ لبید نے منذر کے قلب پر حملہ کر کے ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا۔ بعضے جو بچ گئے، وہ بھاگ نکلے۔ بعد اس کے غسان نے منذر کی بقیہ فوج پر حملہ کر کے میدان جنگ سے بھگا دیا، چونکہ حلیمہ بنت الحارث لوگوں کو جدال وقتال پر ابھار رہی تھی، جب کہ وہ لڑائی سے جی چراتے نظر آتے؛ اسی وجہ سے یہ لڑائی ''یوم حلیمہ'' کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس کے بعد حکومت حارث اعرج ہی کی اولاد میں رہی تا آنکہ ان میں سے جفنہ بن المنذر حکمراں ہوا۔ اس کو 'محرق' اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے حیرہ دارالسلطنت آل نعمان کو جلا دیا تھا۔ تیس برس اس کی حکومت رہی، پھر نعمان بن عمرو بن منذر حکمراں ہوا، جس نے 'قصر سویدا' اور 'قصر حارث' صیدا کے قریب بنوایا، جس کا ذکر نابغہ کے شعر میں ہے۔ اس کا باپ بادشاہ نہ تھا بلکہ فوج کا سپہ سالار تھا۔ بعد اس کے جبلہ بن نعمان بادشاہ ہوا۔ اس کا قیام صفین میں تھا۔ اس کو اولاً منذر بن منذر ابن ماء السما نے ہزیمت دی تھی، لیکن انجام کار اسی روز منذر مارا گیا۔ پھر اس کے بعد انھیں میں نو حکمراں یکے بعد دیگرے ہوئے۔ دسواں ابوکرب نعمان بن حارث تھا، جس کا مرثیہ نابغہ نے لکھا ہے۔ اس کا قیام اطراف دمشق مقام جولان میں تھا۔ بعد اس کے ایہم بن جبلہ بن حارث بادشاہ ہوا۔ اس کو قبائل کو باہم لڑا دینے کا بہت بڑا ملکہ حاصل تھا، چنانچہ اس کی انھیں حرکات سے بعض قبائل عرب فنا ہو گئے۔ یہی فعل اس نے بنی جسر وعاملہ وغیرہ کے ساتھ کیا۔ یہ تدمر میں رہتا تھا۔ اس کے بعد پھر پانچ بادشاہوں نے ان میں سے حکومت کی۔ چھٹا ان میں کا جبلہ بن ایہم تھا، جو اس کا آخری بادشاہ ہوا ہے۔ انتھی کلام ابن سعید۔ (ابن سعید کا کلام ختم ہوا۔)

جبلہ بن ایہم کا قبول اسلام

جبلہ بن ایہم ہی کے عہد حکومت میں اللہ جل شانہ نے اسلام کی روشنی سے دنیا کو منور فرمایا تھا، چنانچہ جب شام کی سرزمین بھی آفتاب اسلام سے منور ہوئی اور اسلامی حکومت نے اپنی سطوت کے پھریرے اڑائے، تو جبلہ بن ایہم مسلمان ہو گیا اور اپنے آبائی ملک ووطن کو چھوڑ کر

مدینہ منورہ چلا آیا۔ اہل مدینہ نے سخاوت و دریا دلی سے اس کے آنے پر خوشی و مسرت ظاہر کی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کمال عزت سے اس کو ٹھہرایا، مہاجرین وانصار توقیر کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔

جبلہ حضرت عمرؓ کی عدالت میں

بعد چندے اس نے فزارہ کے ایک مسلمان کو مارا اور اس کے پاؤں پکڑ کر زمین پر گھسیٹا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے روبرو یہ مقدمہ پیش کیا گیا۔

عمرؓ : (جبلہ سے) تم نے اس شخص کو طمانچہ مارا ہے اور پاؤں پکڑ کر گھسیٹا ہے؟

جبلہ : ہاں! میں نے ایسا ہی کیا ہے۔

عمرؓ : کیوں؟ اس نے کوئی تمھارا قصور کیا تھا؟

جبلہ : ایک بازاری معمولی آدمی کے مارنے کے لیے کسی قصور کی ضرورت نہیں ہے، ان لوگوں کو گناہ اور بے گناہ مارنا چاہیے۔

عمرؓ : اولاً اسلام نے اس کو جائز نہیں رکھا۔ ثانیاً اگر اس نے کچھ قصور بھی کیا ہوتا تو اس کو میرے روبرو پیش کرتے، تم کو خود سزا دینے کا مجاز [اختیار] نہ تھا۔

جبلہ : مجاز [اختیار] کیسا؟ جس کو میں خود سزا دے سکوں، اس کو امیر المؤمنین کے روبرو کیوں پیش کروں؟

عمرؓ : یہ تقریر تمھاری قابل پذیرائی نہیں ہے۔ تم کو یا کسی کو کسی مجرم کے سزا دینے کا اختیار نہیں ہے۔ تم سے اس کے عوض میں قصاص لیا جائے گا۔

جبلہ : مجھ کو آپ اس امر کی اجازت دیجیے کہ میں ایسے دین کو چھوڑ دوں، جس میں ایک بازاری کے مقابلے میں ملوک سزا پائیں۔

عمرؓ : دیکھو ایسے کلمات زبان سے نہ نکالو، یہ خیالات تمھاری بربادی کے باعث ہوں گے۔

جبلہ : مجھ کو اس کی پروا نہیں ہے اور نہ ایسے دین کی حاجت ہے، جس میں بازاری اور ملوک ایک درجے میں شمار کیے جائیں۔

عمرؓ : دیکھو اس جرم کی سزا میں گردن ماری جائے گی، اسلام میں مرتد ہونے کی یہی سزا ہے۔

جبلہ : تو کیا میری بھی گردن ماری جائے گی؟ مجھ کو حکم دیجیے کہ میں اس دین کی قیود سے آزاد ہو جاؤں، میں آج سے اس دین کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھوں گا۔

عمرؓ : میں تجھ سے پہلے اس مسلمان کے مارنے کا قصاص لیتا ہوں۔ بعد اس کے مرتد ہونے کی وجہ سے تیری گردن زدنی کا حکم دیتا ہوں۔

جبلہ : مجھ کو ایک شب کی مہلت دیجیے، تا کہ میں اپنے بارے میں غور کرلوں۔

عمرؓ : اچھا میں تجھے ایک شب کی مہلت دیتا ہوں۔

عمر فاروقؓ نے یہ کہہ کر جبلہ کی حفاظت اور نگہبانی کا حکم دیا۔ جبلہ اٹھ کر اپنے مکان پر آیا، نگہبان کی آنکھ بچا کر قسطنطنیہ چلا گیا اور وہیں تا بقائے حیات رہا تا آنکہ 20 ہجری میں مر گیا۔[1]

جبلہ کی پشیمانی

بروایت ثقات: جبلہ اپنے اس فعل پر نادم ہوا اور تا عمر خود کردہ [پر] پشیمان اور روتا رہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حسان بن ثابتؓ کے پاس اکثر تحائف بھیجتا تھا؛ اس وجہ سے کہ حسانؓ نے زمانہ جاہلیت میں اس کی اور اس کی قوم کی مدح لکھی تھی۔

بہ روایت ابن ہشام شجاع بن وہبؓ کو جناب رسول اللہ ﷺ نے جبلہ کی طرف روانہ کیا تھا۔

ملوکِ غسان کی تعداد

مسعودی کہتا ہے کہ کل ملوکِ غسان، شام میں گیارہ نفر ہوئے۔ نعمان اور منذر جبلہ و ابوشمر کے بھائی ہیں۔ علاوہ آلِ جفنہ کے شام پر اور لوگوں نے بھی حکومت کی تھی، مثلاً حارث اعرج یعنی ابوشمر بن عمرو بن حارث بن عوف، یہ عوف دادا ہے ثعلبہ بن عامر قاتلِ داود اللثق کا۔ ان

1. عربی متن میں حضرت عمرؓ اور جبلہ کے درمیان گفتگو قدرے اختصار سے محض پانچ سطر میں نقل کی گئی ہے، جب کہ مترجم نے اس گفتگو کو ایک طویل مکالمے کی شکل میں تفصیل سے پیش کیا ہے جو کہ اصل پر اضافہ ہے۔ [م-ص]

پر ابوجبیلہ بن عبداللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج بن ثعلبہ بن مزیقیا نے بھی حکمرانی کی ہے۔ یہ ابوجبیلہ وہ ہے جس سے مالک بن عجلان نے یہودِ یثرب (مدینہ) کی شکایت کی تھی، جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

ابن سعید بروایتِ صاحبِ تواریخ الامم تحریر کرتا ہے کہ چھ سو [600] برس کے عرصے میں کل ملوک بنوجفنہ بتیس [32] نفر ہوئے۔

بنوغسان کا زوال

غسان کی حکومت شام سے جاتی رہی۔ ان کے ممالک کے مالک بنوطے ہو گئے اور غسان بعد انقراضِ حکومتِ شام قسطنطنیہ میں رہے۔ پھر جب حکومت قیاصرہ کی بھی منقرض ہو گئی، تو بنوغسان جبلِ شرکس یعنی مابین بحر طبرستان و بحر نیطش میں (جو خلیج قسطنطنیہ سے نکلا ہے) جا کر مقیم ہوئے۔ اسی پہاڑ میں باب الابواب ہے، یہیں ترک منتصرہ، شرکس، ارکس، لاص اور کسا کی شاخیں ہیں۔ انھیں کے ساتھ فارس اور یونان کی نسلیں بھی رہتی ہیں، لیکن ان کل پر شرکس غالب ہیں۔ پس قبائل غسان بعد انقراض حکومتِ قیاصرہ ان پہاڑوں میں چلے آئے اور ایک دوسرے میں مل جل کر اپنے انساب کو ضائع کر دیا۔ اسی سے بعض کا یہ خیال ہے کہ شرکس، غسان کی نسل سے ہیں۔ وَلِلّٰهِ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فِيْ خَلْقِهٖ (خلقت میں اللہ ہی کو کامل حکمت حاصل ہے۔)

شجرۂ ملوکِ غسان[1]

[جرجانی کے مطابق]

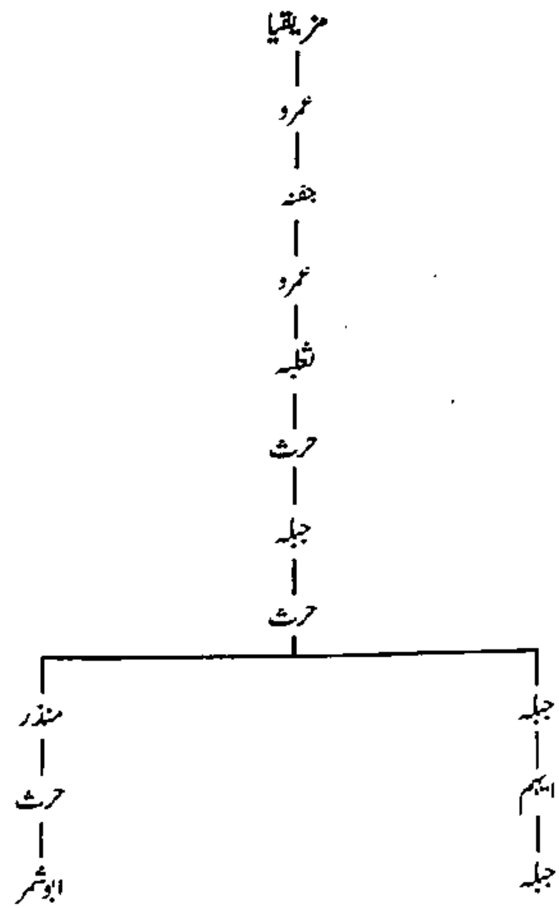

1 اصل نسخے میں ملوکِ غسان کا شجرہ نہیں ہے۔ براہِ راست عربی نسخوں سے یہ شجرہ نقل کیا گیا ہے۔ [م-س]

شجرۂ ملوکِ غسان[1]

[مسعودی کے مطابق]

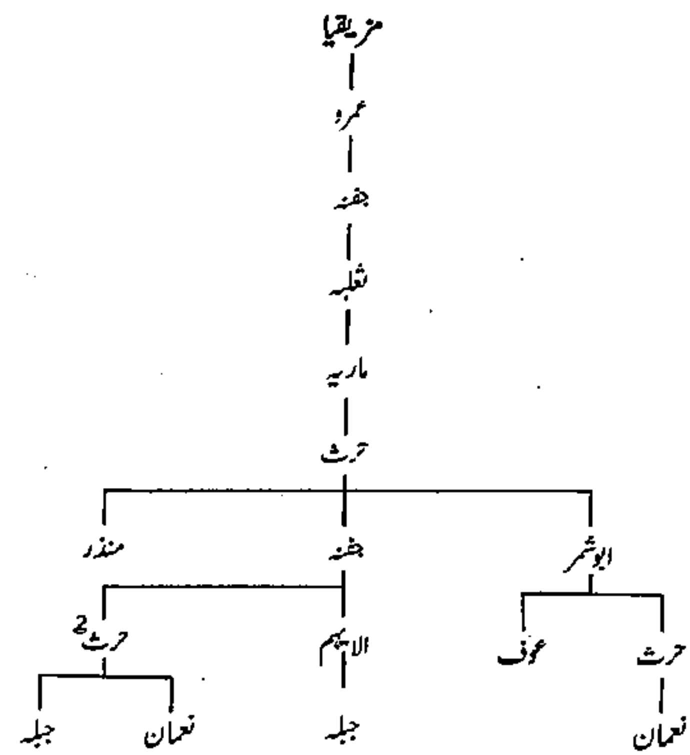

1 اصل نسخے میں شجرۂ ملوکِ غسان نہیں ہے۔ براہِ راست عربی نسخوں سے یہ شجرہ نقش کیا گیا ہے۔ [م-ص]
2 دارالفکر کے نسخے میں دیے گئے شجرے میں "حرث" کو ایہم بن جفنہ کی اولاد دکھایا گیا ہے۔ اور نسخۂ دارالکتب العلمیہ کے شجرے کے مطابق حرث بن جفنہ ہے، جیسا کہ پیشِ نظر شجرے میں ہے۔ [م-ص]

شجرۂ ملوکِ غسان[1]

[ابن سعد کے مطابق]

مزیقیا
|
جفنہ
|
ثعلبہ عمرو
|
حارث
|
جبلہ
|
ابوشمر
|
حارث
|
منذر
|
عمرو
├── نعمان
│ |
│   حرث
│ |
│   جبلہ
│ |
│   ایہم
│ |
│   جبلہ
└── جفنہ

1. پیش نظر شجرہ اصل نسخے میں نہیں ہے۔ براہ راست عربی نسخوں سے اس کو نقل کیا گیا ہے۔ [م-ص]

اخبار اوس وخزرج ابنائے قیلہ

ملوک یثرب

یثرب

اس سے پیش تر کسی قدر اجمالی کیفیت یثرب کی ہم بیان کر چکے ہیں کہ شہر یثرب[1] (مدینہ) یثرب بن قانیہ بن مہلہل بن ارم بن عبیل ابن عوص کا آباد کیا ہوا ہے، عبیل عاد کا بھائی ہے۔

---

1. **یثرب کی تحقیق:** --یثرب- مدینہ منورہ کا قدیمی نام ہے جس کے کہنے کی جناب رسول اللہ ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے : قال ابن الاثیر یثرب اسم مدینة النبی ﷺ قدیمة فغیرها طیبة وطابة کراهة التثریب وهو اللوم والتغیر ۔(ابن اثیر نے کہا ہے کہ یثرب مدینہ نبویہ (ﷺ) کا قدیمی نام ہے لیکن جناب موصوف نے اس کو طیبہ اور طابہ سے بدل دیا کیوں کہ اس میں مذموم معنی پیدا ہوتے ہیں۔) تاج العروس میں لکھا ہے : یثرب کیضرب (واثرب) بابدال الیاء همزة کذا فی معجم البلدان اسم للناحیة التی منها المدینة وقیل للناحیة منها وقیل هی (مدینة النبی ﷺ) سمیت باول من سکانها من ولد سام بن نوحؑ وقیل باسم رجل من العمالقة وقیل هو اسم ارضها (یثرب مثل یضرب (یعنی بروزن یضرب) ہے اور اثرب یا کو ہمزہ سے بدل کر بھی آیا ہے، ایسا ہی معجم البلدان میں ہے۔ (یثرب) اس سمت کا نام ہے جس سمت میں مدینہ ہے، بعض کہتے ہیں کہ یہ اس طرف کی ایک سمت کا نام ہے، بعض کا یہ خیال ہے کہ یہی مدینۃ النبی ﷺ ہے جو کہ موسوم ہوا ہے، بعض ان کے نام سے [موسوم کرتے ہیں] جو اس میں پہلے اولاد سام بن نوحؑ سے رہتے تھے..... (بقیہ اگلے صفحے پر)

بروایت سہیلی یثرب بیٹا ہے قائد بن عبیل[1] بن وایل[2] بن عوص بن عملیق بن لاوذ بن ارم کا۔ یہ روایت بہ نسبت اول کے صحیح تر ہے۔ ہمارے بیان سے جاسم کے (گروہِ عمالقہ سے) حکمراں ہونے، ان کے بادشاہ ارقم کی حکومت، اس کے بعد بنی اسرائیل کے ان پر غالب آنے، ان کو قتل کرنے اور حجاز کو عمالقہ کے قبضے سے نکال لینے کا حال کسی قدر معلوم ہو چکا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حجاز اس زمانے میں آباد اور قابل سکونت تھا۔ ہمارے اس بیان کی تائید یہ واقعہ کر رہا ہے کہ جس وقت بنی اسرائیل نے داؤد علیہ السلام کی اطاعت سے انحراف کیا اور ان کے لڑکے اشبوشت کے ہمراہ ہو کر خروج کیا، داؤد علیہ السلام مع سبط یہودا خیبر کی طرف چلے گئے اور ان کا لڑکا شام کا مالک بن بیٹھا۔ سات برس تک مع سبط یہودا خیبر میں رہے، تا آنکہ ان کا لڑکا مارا گیا اور داؤد علیہ السلام شام واپس آئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کی آبادی یثرب سے ملی ہوئی تھی بلکہ خیبر سے بھی متجاوز تھی۔ ہم نے اسی مقام پر ان بنی اسرائیل کے ٹھہرنے کا حال جو کہ حجاز میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور یہودِ خیبر اور بنو قریظہ کے اتباع کی کیفیت تحریر کر دی ہے۔

گذشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ..... بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ ایک شخص کے نام سے موسوم ہوا ہے جو عمالقہ سے تھا، کسی کا یہ خیال ہے کہ یہ نام اس سرزمین کا نام ہے۔) وروی عن النبی ﷺ انہ نھی ان یقال المدینۃ یثرب وسماھا طیبۃ وطابۃ کانہ کرہ الیثرب لانہ فساد فی کلام العرب۔ (اور روایت کی گئی ہے جناب نبی ﷺ سے، بے شک آپ نے منع فرمایا ہے یہ کہ مدینہ کو یثرب کہا جائے اور نام رکھا ہے آپ نے اس کا 'طیبہ' اور 'طابہ'، گویا آپ نے مکروہ جانا یثرب کو؛ کیونکہ وہ کلامِ عرب میں مذموم سمجھا جاتا ہے۔) اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ یثرب کو یثرب کہنا ناجائز ہے بلکہ اس کو طیبہ اور طابہ بہ اعتبار حدیث نبوی کہنا چاہیے اور بہ ایں ہمہ جو شخص یثرب کہے گا وہ بیشک مرتکب منہی عنہ ہوگا، محبت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ محبوب جس نام کے لینے کی ممانعت کرے عاشق اسی کو پیار سے کہے، یہ محبت نہیں ہے بلکہ مخالفت ہے، مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔ رہا یہ شبہ کہ یثرب کو بجائے طیبہ یا طابہ کے مدینہ کیوں کہتے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ لوگ بہ نظر سہولیت یثرب کو مدینۃ الرسول کہنے لگے، پھر رفتہ رفتہ بہ خیالِ تخفیف حسبِ قاعدۂ عرب بجائے مدینۃ الرسول کے المدینہ زبان زد ہو گیا؛ جب عجمیوں کے ہاتھ یہ نام پڑا تو انھوں نے الف ولام کو حذف کر دیا اور مدینہ کہنے لگے، ان کو شاید اس کی اطلاع ہی نہ تھی کہ عرب نے اس الف ولام کو بعوض مضاف الیہ کے قائم کیا ہے۔ میرے خیال میں یثرب کو مدینہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے برعکس یثرب کہنے کے، کیوں کہ اس کی ممانعت آ گئی ہے۔ [مترجم]

1 دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں ''عبید'' ہے۔ 2:330 [م۔ص۔]

2 عربی متن میں ''وایل'' کے بجائے ''مہلاییل'' ہے۔ دارالفکر ایڈیشن، 2:342۔ دارالکتب العلمیہ ایڈیشن، 2:331 [م۔ص۔]

یثرب کے قدیم باشندے

مسعودی کہتا ہے کہ حجاز اس زمانے میں سیرابی اور تر و تازگی میں عمدہ ترین بلاد سے تھا، چنانچہ یہود بلادِ یثرب میں آ کر مقیم ہوئے، وہیں انھوں نے اپنے ٹھہرنے کے لیے قابل گزران مکانات بنا کے آپ ہی اپنی حکمرانی کرنے لگے۔ بعد چندے قبائل عرب بھی آ کر ان میں شامل ہو گئے اور ان کے ساتھ رہنے لگے۔ ان کی زمامِ حکومت بیت المقدس کے قبضے میں تھی، جو بعد سلیمان علیہ السلام کے یروشلیم کے حکمراں ہوئے ہیں۔ پس جب مزیقیا ابتداءً یمن سے نکلا اور غسان ملک شام پر قبضہ کرنے کے بعد مر گیا اور اس کا لڑکا ثعلبہ عنقا حکمراں ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد ثعلبہ [1] بن جفنہ حاکم ہوا۔ اس نے اپنے لڑکے حارثہ پر سختی کی، تب حارثہ چند لوگوں کو ہمراہ لے کر یثرب کی طرف چلا آیا اور بنو جفنہ شام میں ٹھہرے رہے۔ حارثہ نے یثرب میں پہنچ کر یہودِ خیبر سے عہد و پیمان لے کر وہیں سکونت اختیار کر لی۔

ابن سعید کہتا ہے کہ ان دنوں یمن کا بادشاہ شریب بن کعب تھا، یہی اس کے بوادی کا حکمراں تھا تا آنکہ بوجہ کثرت وغلبہ اس کی حکومت منعکس ہو گئی۔

ابوالفرج اصفہانی ''کتاب الاغانی'' میں تحریر کرتا ہے کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کاہن [کاہنان] اولادِ کوہن بن ہارون (علیہ السلام) سے تھے۔ یہ لوگ اس سے پیشتر کہ ازدسیل عرم کی وجہ سے یمن سے جدا ہوں، اور اوس و خزرج یثرب میں آئیں، موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد ہی یثرب میں آ گئے تھے۔ یثرب میں یہود کے آنے سے پہلے عمالیق کی نسل سکونت پذیر تھی اور وہی اس کے قدیم باشندے ہیں۔ ان میں بغاوت وشرارت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اطرافِ یثرب میں یہی پھیلے ہوئے تھے، چنانچہ مدینہ میں انھیں میں سے بنو نعیف، بنو سعد، بنو الازرق اور بنو نظرون رہتے تھے۔ حجاز کی حکومت ان میں سے ارقم کے ہاتھ میں تھی، اس کی حکومت کا دائرہ تیما سے فدک تک پھیلا ہوا تھا۔

یثرب میں یہود

مدینہ ایک سرسبز، ان کے کھیتوں اور باغات کا مقام تھا۔ جس زمانے میں موسیٰ (علیہ

---

1. عربی متن میں ''عمرو بن جفنہ'' ہے۔ دار الفکر 342:2، دار الکتب العلمیہ 331:2۔ [م۔ص]

السلام) نے بہ غرضِ جہاد جبابرہ پر فوجیں بھیجی تھیں، تو عمالقہ کی طرف بھی ایک لشکر بنی اسرائیل کا روانہ کیا اور یہ حکم دیا تھا کہ ان میں سے کوئی باقی اور زندہ نہ رکھا جائے، لیکن بنی اسرائیل نے برخلاف اس حکم کے ارقم کے لڑکوں کو قتل نہ کیا۔ پس جب وہ بعد وفات موسیٰ علیہ السلام شام میں گئے اور بنی اسرائیل سے ارقم کے لڑکوں کو قتل نہ کرنے کا حال بیان کیا تو بنی اسرائیل نے ان کو شام میں داخل نہ ہونے دیا اور اس معصیت کی وجہ سے بلادِ عمالقہ کی طرف ان کو واپس کر دیا، چنانچہ وہ واپس ہو کر مدینہ میں آ ٹھہرے۔ یہود کے یثرب میں ٹھہرنے کا یہی ابتدائی واقعہ ہے، بعد اس کے وہ لوگ اطرافِ مدینہ میں منتشر ہو گئے۔ اپنے حسبِ حاجت قلعے، باغات اور مکانات بنائے۔

ثمر الروم

غرض کہ ایک زمانے تک یہ اسی حالت پر رہے، تا آنکہ رومی بادشاہ شام میں بنی اسرائیل پر غالب آیا اور اس نے ان کو قتل و گرفتار کرنا شروع کیا۔ بنونضیر، بنوقریظہ اور بنوبہدل حجاز کی طرف بھاگے۔ روم نے ان کا تعاقب کیا، اثنائے راہ میں روم مابین شام و حجاز شدتِ تشنگی سے ہلاک ہو گئے۔ اور یہ مقام 'ثمر الروم' کے نام سے موسوم ہوا۔

یثرب میں قبائل یہود

جب یہ تینوں قبائل [بنونضیر، بنوقریظہ، بنوبہدل] مدینہ میں پہنچے تو انھوں نے بالائے مدینہ میں قیام اختیار کیا۔ بنونضیر قریب بطحان، بنوقریظہ اور بنوبہدل نہرو زہرہ پر مقیم ہوئے۔ اور جس زمانے میں اوس و خزرج مدینہ میں آئے ہیں، اس وقت وہاں یہود کے ساتھ بنوشتمہ، بنوثعلبہ، بنوزُرعہ، بنوقینقاع، بنویزید، بنونضیر، بنوقریظہ، بنوبہدل، بنوعوف اور بنوعصص مقیم تھے۔ بنویزید اور بنونعیف بلی سے اور بنوشتمہ غسان سے ہے۔

بنوقریظہ اور بنونضیر کی نسبت بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ کاہنوں (یعنی بیت المقدس کے مجاوروں) میں سے ہیں، جیسا کہ اس سے پیشتر بیان کیا گیا۔

پس جب کہ سیل عرم آیا اور ازد یمن سے نکلا تو ازدشنوہ شام (سراۃ) میں، خزاعہ بطویٰ میں، غسان بُصریٰ وارضِ شام میں، ازدعمان طائف میں اور اوس و خزرج یثرب میں ٹھہرے۔ بعض ان میں سے کھلے ہوئے میدانوں میں اور بعض دیہاتوں میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ مقیم ہوئے۔

مالک بن عجلان کی ابوجبیلہ غسانی سے امداد طلبی

اوس وخزرج نہایت تنگی ومصیبت میں پڑ گئے؛ اس وجہ سے کہ مدینہ میں نہ تو ان کے باغات تھے اور نہ ان کے قبضے میں کاشت کاری اور چراگاہیں تھیں۔ حکومت یہود کے قبضے میں تھی۔ ایک زمانے تک رعایا خوش باشوں کی طرح گزران اوقات کرتے رہے۔ ایک مدت کے بعد مالکؓ بن عجلان وفد (ڈیپوٹیشن) لے کر ابوجبیلہ غسانی حکمران غسان کے پاس گیا اور اپنے ہم قوم کی تنگی معیشت اور ضیق معاشرت سے اس کو آگاہ کیا۔ ابوجبیلہ نے کہا:

''تم بھی عجب آدمی ہو، تم نے اس زمانے میں اپنے ہمساؤں پر کیوں نہ قبضہ کر لیا، جس وقت ہم نے اپنے اہل شہر کو مغلوب کیا تھا۔ خیر: جو کچھ ہوا اچھا ہوا، اب تم جاؤ ہم تمھاری امداد کو آئیں گے۔''

یہودیوں پر ابوجبیلہ کا حملہ

مالک بن عجلان یہ خوش خبری لے کر اپنی قوم میں آیا اور ابوجبیلہ کی آمد کا منتظر رہا، تا آنکہ ابوجبیلہ چند کارآزمودہ آدمیوں کو لے کر ذی حرض میں آ اترا، اوس وخزرج کو اپنی آمد سے آگاہ کیا اور اس خیال سے کہ مبادا یہود اس کے آنے سے مطلع ہو کر قلعے میں پناہ گزیں ہو جائیں، اس نے مدینہ کے باہر ایک حوض پُر تکلف اور ایک خوش نما مکان بنایا اور یہودیوں کی وہیں دعوت کی۔ جب یہود اس مکان میں داخل ہوئے تو ان کو چن چن کر قتل کر ڈالا۔ بعد اس کے اس نے اوس وخزرج سے متوجہ ہو کر کہا کہ:

''ان یہودیوں کے قتل کے بعد بھی اگر شہر پر قبضہ نہ کر لیا تو میں تم لوگوں کو جلا دوں گا۔''

ابوجبیلہ یہ کہہ کر شام کو واپس آیا۔ یہود اور مالک بن عجلان میں آتش عداوت بھڑک اٹھی۔

رؤسائے یہود کا انجام

بعد چندے جب وہ اس واقعے کو بھول گئے تو مالک بن عجلان نے بہ صلاح ومشورہ

یہود کی دعوت کی۔ یہود نے دعوت میں آنے سے انکار کیا اور ابوجبیلہ کی غداری اور دھوکا دینے کا عذر کیا۔ مالک بن عجلان نے کہا :

''میں ابوجبیلہ کی طرح غدار اور کینہ ور نہیں ہوں اور نہ میں اس
کی طرح تمھارے ساتھ بدعہدی کر سکتا ہوں۔''

یہود اس کے کہنے میں آ گئے۔ جب وہ لوگ مکانِ دعوت میں آنے لگے تو مالک نے ان میں سے ستاسی (87) رئیسوں کو قتل کر ڈالا۔ کچھ لوگ جو باقی رہ گئے وہ کسی طرح سے اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ اس واقعے کے بعد یہود نے جھلا کر مالک بن عجلان کی صورت اپنے کنائس (گرجے) اور بازاروں میں بنائی اور اس پر لعنت و نفریں کرنے لگے۔

الغرض جب مالک نے ابوجبیلہ کے بقیۃ السیف[1] کو اس حیلے سے ختم کیا تو جو باقی رہ گئے، وہ بہ خوفِ جان دب گئے اور اس فتنہ پردازی سے جو اس سے پیشتر کرتے تھے، باز آئے۔ اور اوس وخزرج کے بطون سے امداد چاہنے اور ان کے زیر سایہ رہنے لگے۔ انتہی کلام الاغانی۔ (اغانی کا کلام ختم ہوا۔)

اوس وخزرج

حارثہ بن ثعلبہ کے دولڑکے تھے۔ (1) اوس (2) خزرج۔ ان دونوں کی ماں قیلہ بنت الارقم بن عمرو بن جفنہ تھی۔ بعضے کہتے ہیں کہ قیلہ، کاہن بن عذرہ کی لڑکی (قبیلۂ قضاعہ سے) تھی۔ ایک مدت تک یہ اسی حالت میں رہے تا آنکہ ان کی نسلی شاخیں بڑھیں اور ان میں ایک گونہ توانائی اور اپنے دشمنوں سے مقاومت[2] کرنے کی طاقت آ گئی۔

قبیلۂ اوس

بنو الاوس کی کل نسلی شاخیں مالک بن اوس سے نکلی ہیں۔ منجملہ ان کے خطمہ بن جشم بن مالک، ثعلبہ، لوذان (یہ دونوں عمرو بن عوف بن مالک کی نسل سے ہیں۔) اور بنو عوف بن عمرو سے قنش[3]، مالک، کلفہ (یہ سب بنو عوف بن مالک سے ہیں۔) اور مالک بن عوف سے معاویہ وزید

---

1. بقیۃ السیف = تلوار کی زد سے بچ جانے والے لوگ۔ [م۔ص]
2. = مقابلہ [م۔ص]
3. پیش نظر عربی نسخوں میں ''حنش'' ہے۔ دار الفکر 344:2، دار الکتب العلمیہ 333:2۔ [م۔ص]

اور زید سے عبید، ضبیعہ، امیہ۔ اور کلفہ بن عوف سے جحجب بن کلفہ اور مالک ابن الاوس ہی سے حارث وکعب پسران خزرج بن عمرو بن مالک، اور کعب سے بنوظفر اور حارث بن الخزرج [1] سے حارثہ، جشم۔ اور جشم [2] سے بنوعبدالاشہل اور اسی (مالک بن الاوس) سے بنوسعد، بنوعامر پسران مرہ بن مالک ہیں۔ پس بنوسعد سے جعادرہ اور بنوعامر سے عطیہ، امیہ، وائل ہیں۔ اور یہ سب زید بن قیس بن عامر کی نسل سے ہیں اور نیز مالک بن الاوس سے بنواسلم، بنوواقف پسران امرؤالقیس بن مالک ہیں۔ قبیلۂ اوس کے یہی بطون ہیں۔

قبیلۂ خزرج

خزرج بن حارثہ کے (1) کعب، (2) عمرو، (3) عوف، (4) جشم، (5) اور حارث پانچ بطون ہوئے۔ پس کعب بن الخزرج سے بنوساعدہ بن کعب، اور عمرو بن الخزرج سے بنونجار (یعنی تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو) ہیں۔ نجاری قبیلے کی بہت سی شاخیں ہیں۔ ازانجملہ بنومالک، بنوعدی، بنومازن اور دینار ہیں۔ مالک بن نجار سے بنوول (جس کو عامر کہتے ہیں)، غانم، عمرو۔ اور عمرو سے عدی ومعاویہ ہیں۔ عوف بن الخزرج سے بنوسالم وقواقل اور قواقل سے ثعلبہ ومرضخہ۔ سالم بن عوف سے بنوعجلان بن زید بن عصم بن سالم ہیں۔

جشم بن الخزرج سے بنوغضب بن جشم، تزید بن جشم ہیں۔ پس غضب بن جشم سے بنوبیاضہ اور بنوزریق پسران عامر بن زریق بن عبد حارثہ ابن مالک بن غضب۔ اور تزید بن جشم سے بنوسلمہ بن سعد بن علی بن راشد بن سارده بن تزید۔

حارث بن الخزرج سے بنوخدرہ، بنوحرام پسران عوف بن الحارث بن الخزرج ہیں۔ بطونِ خزرج یہی ہیں۔ واللہ اعلم

یہودِ مدینہ کی عہد شکنی

الغرض جس وقت مدینہ میں ان دونوں قبیلوں اوس وخزرج کی نسل کی ترقی آئے دن

---

1. صاحب سبائك الذهب في معرفة قبائل العرب نے جشم کو حارثہ کا اور حارث کو خزرج کا لڑکا لکھا ہے، حالانکہ حارثہ اور جشم دونوں حارث بن الخزرج کے لڑکے ہیں۔ واللہ اعلم۔ [مترجم]
2. جشم سے علاوہ بنوعبدالاشہل کے بنوحریش اور بنوغورا، اور بنوعبدالاشہل سے بنوزقبہ ہیں۔ [مترجم]

ہوتی گئی، اوران کے نفوس کی کثرت ہو چلی۔ یہود نے ان کی قوت توڑنے اوران کی طاقت کو پریشان کرنے کی غرض سے نقض عہد کیا اوراس عہد و پیان کا لحاظ چھوڑ دیا، جوان کے بزرگوں نے اوس وخزرج کے مورث اعلیٰ سے کیا تھا۔ ان دنوں مدینہ میں یہود ہی کو عزت وثروت حاصل تھی۔

قیس بن [خطیم] کہتا ہے :

كُنَّـا إذا رَابَـنَـا قـومٌ بِـمَظلمةٍ　　شَدَّتْ لَنَا الكاهنانِ الْخَيلَ وَاعْتَزَموا

بَـنُو الرهون وَوَاسوْنا بِأَنفسِهِمْ　　بَنُو الصريخِ فَقد عَفُوا وقَد كَرُموا[1]

بعد چندے مالک بن عجلان کا ظہور ہوا، جس کا نسب ابھی مذکور ہو چکا ہے۔ اس کے ظاہر ہونے سے قبائل مالک وسودہ[2] کی کسی قدر عزت بڑھ گئی۔ پس جب یہود نے بدعہدی کی اور اس سے بنواوس وخزرج کو مصیبتوں میں گرفتار ہونا پڑا، اس وقت مالک بن عجلان ابوجبیلہ والئ غسان کے پاس شام میں گیا اور ابوجبیلہ اس کی مدد کو نکلا۔

ابوجبیلہ لڑکا ہے عبداللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کا۔ حبیب بن عبد حارثہ اوراس کا بھائی غانم غسان کے ساتھ شام کی طرف چلے گئے اور

---

1. قیس بن خطیم کے یہ اشعار مترجم نے حاشیے میں نقل کیے تھے، متن کا حصہ ہونے کی وجہ سے ان کو حاشیے کے بجائے متن میں شامل کر دیا گیا ہے۔ [م۔ص]
قیس بن خطیم کے دیوان میں یہ اشعار اس طرح ہیں :

كنـا اذا رابـنـا قوم بـمـظلـمة　　شدت لنا الكاهنان الخيل واعتزموا

نسوا الرهون وواسونا بانفسهم　　بنو الصريح فقد عفُوا وقد كرُموا

(جب بھی کوئی قوم ہم پر زیادتی کا ارادہ کرتی تو دونوں کاہن (بنوقریظہ اور بنوالنضیر) اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے اور اپنے گھوڑے تیار کر لیتے۔ انھوں نے یرغمال نوجوانوں کے ساتھ جو بھی ہوا، اس کو بھلا کر اپنی جان ومال میں ہمیں شریک کیا اور سیر چشمی اور فیاضی کا مظاہرہ کیا۔)

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ الکاھنان اور بـنو الصریح دونوں سے بنوقریظہ اور بنوالنضیر مراد ہیں۔ قیس بن خطیم کے دیوان مرتبۂ ڈاکٹر ناصرالدین اسد مطبوعۂ دارصادر 1967 میں صفحہ 203 پر دوسرے شعر میں بـنـو الـرھون کے بجائے نسوا الرھون ہے اور بنو الصریخ کے بجائے بنو الصریح ہے۔ [م۔ص]

2. مترجم علام کو اس جگہ اشتباہ ہو گیا ہے اور انھوں نے "مالک" کی طرح "سودہ" کو بھی نام سمجھ لیا، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ "سودہ" کوئی نام نہیں ہے، بلکہ تسوید (باب تفعیل) سے سَوَّدَ فعل ماضی ہے، اوراس میں "ہٗ" ضمیر منصوب متصل ہے، جس کا مرجع مالک ہے۔ اس طرح سَـوَّدَہٗ کا مطلب ہوا : "اس کو سردار بنایا" عربی عبارت ملاحظہ ہو : فَعَظُمَ شَأْنُ مَالِكٍ وَسَوَّدَهُ الْحَيَّانِ یعنی مالک کی عزت بڑھ گئی اوراس کو اوس وخزرج دونوں قبیلوں نے اپنا امیر یا سردار بنالیا۔ [م۔ص]

خزرج کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

یہودِ مدینہ کی تباہی

جب ابوجبیلہ کے آنے کی خبر پسرانِ قیلہ (یعنی اوس وخزرج) کو ہوئی تو وہ اس کے استقبال کو آئے اور اس کو اس واقعے سے آگاہ کر دیا کہ یہود تمھارے آنے کی خبر سن کر قلعات میں پناہ گزیں ہو گئے ہیں۔ ابوجبیلہ نے یہ سنتے ہی بظاہر یمن کا قصد کر دیا۔ جب یہود کو معلوم ہوا تو وہ اپنے قلعے سے نکلے۔ ابوجبیلہ نے بہ مشورۂ اوس وخزرج رؤسائے یہود کی دعوت کی اور جب وہ کھانے میں مصروف ہوئے تو ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔

اوس وخزرج کی مدینہ پر حکومت

اس واقعے کے بعد اوس وخزرج کی حکومت کا پھریرا کامیابی کی ہوا میں لہرانے لگا۔ اور ان کے قدم بالائی اور اسافل (نشیبی) مدینہ پر جم گئے، یہودیوں کی تعداد کم ہوگئی۔ وہ جس قدر ذلت، خواری، تباہی اور رسوائی میں پڑ گئے، اسی قدر ابنائے قیلہ کو توانائی، عزت اور ثروت حاصل ہوگئی۔ غرض کہ یثرب میں یہود کے قبضے میں سوائے دو ایک قلعے کے اور کچھ نہ رہ گیا۔ باقی اطراف یثرب میں جو کچھ تھا اس کے مالک ابنائے قیلہ بن بیٹھے۔

اسلام مدینہ میں

یوم بعاث

پھر یہ دونوں قبیلے بعد مغلوبیِ یہود، یثرب میں کمالِ عزت واحترام سے بسر کرنے لگے۔ ان کے ہمسایہ (مثل قبائل مضر) ان دونوں قبائل کے احلاف ہو گئے۔ اکثر ان دونوں قبیلوں میں لڑائیاں ہوئیں۔ ہر ایک کے حلیف ان کے ساتھ ہو کر اپنے مخالف سے لڑتے تھے۔ اس کے مشہور ترین وقائع سے، جس میں گھمسان لڑائی ہوئی تھی، یوم بعاث ہے، جو قبل بعثت جناب رسول اللہ ﷺ واقع ہوا تھا۔

ان دنوں خزرج میں عمرو بن نعمان بن [صلاۃ] بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاضہ اور اوس میں حضیر الکتائب ابن سماک بن عتیک بن امرؤ القیس بن تزید[1] بن عبدالاشہل حکمراں تھا۔ حلفائے خزرج میں اشجع (غطفان سے)، جہینہ (قضاعہ) سے تھے۔

اوس کے حلفا میں مزینہ (احیائے طلحہ بن الیاس سے)، قریظہ ونضیر (یہود سے) داخل تھے۔ لڑائی کا عنوان بہت خطرناک تھا۔ عرب کے دونہایت عظیم الشان قبیلے لڑنے کو میدانِ جنگ میں شمشیر بکف نکلے ہوئے تھے۔

ابتداءً خزرج کی کامیابی کی صورت دکھائی دیتی تھی۔ بعد دو پہر حضیر نے اثنائے جنگ میں اپنے گھوڑے کو میدانِ جنگ سے پھیر دیا، جس سے اوس اور اس کے حلفا کسی قدر پیچھے کو ہٹے۔ خزرج نے یہ سمجھ کر کہ اوس کو ہزیمت ہوئی، قدم آگے بڑھایا۔ اور اس مغالطے میں اس کو ہزیمت اٹھانی پڑی۔ ان کا سردار عمرو بن النعمان مارا گیا۔

اس کے بعد وہ [اوس وخزرج] لڑائیوں سے تھک کر یا یہ کہ ہر ایک اپنی اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بیٹھ گیا۔ اور اسلام نے ان کو اس خستہ وتباہ حالت میں دیکھ لیا جب کہ وہ فتنہ وفساد سے کنارہ کش ہو کر لڑائی سے جی چرا رہے تھے۔

رسول اللہ (ﷺ) کی خدمت میں اہل عقبہ کی حاضری

پھر ان میں [سے] اہل عقبہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کو دعوتِ اسلام دی اور اسلام کی مدد کے لیے کہا۔ وہ لوگ لوٹ کر اپنی قوم میں آئے اور کل حالات سے آگاہ کیا۔ (جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔)

اہل مکہ کو اہل مدینہ کی تلقین

اہل مدینہ اہل عقبہ کی تحریک پر جناب رسول اللہ ﷺ کی مدد کرنے میں شریک ہوئے۔ ان دنوں خزرج کی سرداری سعد بن عبادہ اور اوس کی حکومت سعد بن معاذ کے قبضے میں تھی۔

خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ جب ان کو جناب نبی ﷺ کے مکہ میں مبعوث ہونے، دین

---

1. پیش نظر عربی نسخوں میں "زید" ہے۔ دارالفکر 346:2، دارالکتب العلمیہ 335:2۔ [م۔ص]

اسلام لانے، اہل مکہ کے اعراض کرنے، جھٹلانے اور تکلیف وایذا دینے کے حالات سے آگاہی ہوئی، چونکہ ان میں اور قریش میں بھائی چارا اور مصاہرت کا تعلق تھا، تب انھوں نے قبیلۂ بنو مرہ بن مالک بن اوس سے ابوقیس ابن الاسلت کو روانہ کیا۔ اس نے مکہ والوں کو ایک بڑا قصیدہ پڑھ کر سنایا، جس میں جناب رسول اللہ ﷺ کی عزت واحترام کرنے اور ان کو آپؐ سے مزاحمت کرنے کی ممانعت کی تھی، اور آپ کو ایذا نہ دینے کی ہدایت کی تھی، اور اس میں اصحاب فیل کے ہاتھوں آپ کی بدولت بچنے کا بھی حال مذکور تھا۔ یہ قصیدہ پینتیس [35] بیتوں کا تھا۔ ابن اسحاق نے اس کو کتاب السیر میں تحریر کیا ہے۔

تبلیغ اسلام میں قریش کی رخنہ اندازی

اور پھر جب کہ جناب رسول ممدوح ﷺ اپنی قوم کے ایمان لانے سے ناامید ہوئے، اس وقت آپؐ وفودِ عرب اور حجاج عرب کو ایامِ موسم [1] میں دین اسلام اور اس کی نصرت کی دعوت دینے لگے۔ قریش کو یہ بھی گوارا نہ ہوا اور انھوں نے آپ کو تبلیغ احکامِ الٰہی سے روکنا شروع کیا اور یہ مشہور کرنے لگے کہ (عیاذ اًباللہ) آپ کو جنون ہو گیا ہے، آپ کاہن ہیں، آپ کو سحر آتا ہے جیسا کہ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں آ گیا ہے۔ لیکن آپؐ بہ حکمِ الٰہی دین اسلام کی دعوت دیتے رہے۔

قبیلۂ خزرج کے چند لوگوں کا قبولِ اسلام

چنانچہ ایک موسمِ حج میں عقبہ کے قریب بنوخزرج کے چند نوجوانوں [2] سے ملاقات ہوئی، دو ان میں کے بنوغانم بن مالک سے یعنی (1) اسعد بن زرارہ بن عدی بن عبید اللہ بن ثعلبہ بن غانم۔ اور (2) عوف بن حرث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غانم۔ اور (3) بنوزریق بن عامر سے رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن زریق۔ اور (4) بنوغانم بن کعب بن سلمہ بن سعد

1 = حج کا زمانہ۔ [م-ص]

2 ابن اثیر نے سات آدمیوں کا نام لکھا ہے، جو عقبۂ اولیٰ میں ایمان لائے تھے۔ دو بنونجار سے: اسعد بن زرارہ و عوف بن الحرث اور دو بنوزریق سے: رافع بن عجلان و عامر بن عبد حارثہ، ایک بنوسلمہ سے: عقبہ بن عامر اور دو بنوعبیدہ سے: عقبہ بن عامر و جابر بن عبد اللہ تھے۔ [مترجم]

بن عبداللہ بن عمرو بن الحرث بن ثعلبہ بن الحرث بن حرام بن کعب بن غانم سے کعب بن رئاب بن غانم اور (5) قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غانم بن سواد بن غانم بنوسلمہ سے اور (6) عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن غانم بنوعبیدہ سے تھے۔

آپ[صلی اللہ علیہ وسلم] نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا : مَن اَنتم ؟(تم لوگ کون ہو؟)ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ بنوالخزرج ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا : اَمِنْ مَوَالِیْ یَهُوْدٍ ؟(کیاتم موالیٔ یہود سے ہو؟)انھوں نے اس کا اقبال کیا۔تب آپؐ نے ارشادکیا: اَلَاتَجْلِسُوْنَ اُکَلِّمُکُمْ (کیاتم نہیں بیٹھ سکتے ہو کہ میں تم سے باتیں کروں؟)وہ لوگ یہ سن کر آپؐ کے روبرو بیٹھ گئے۔آپؐ نے ان کو توحید کی تعلیم دی، اسلام کو پیش کیا،قرآن کی نورانی آیتیں پڑھیں۔

وہ لوگ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگےاورایک دوسرے کے کان میں جُھک کے کہنے لگے :

''جو یہ کہہ رہے ہیں سیکھ لو۔ بخدا یہ وہی نبی ہیں،جن کے مبعوث ہونے کا یہود وعدہ کررہے تھے۔دیکھوتاخیر نہ کرو،ایسانہ ہو کہ وہ ایمان لانے میں تم سے آگے بڑھ جائیں۔''

یہ باتیں کر کے ان لوگوں نے ہاتھ بڑھایااور آپؐ پر ایمان لائے اور یہ وعدہ کیا کہ جس وقت ہم اپنی قوم میں پہنچیں گے ان کو آپ کی امداد پر ابھاریں گے۔آپؐ نے ان کو دعائے خیر وبرکت دی اور یہ آپ کی خدمت سے رخصت ہوکر جس وقت مدینے میں پہنچے اور اپنی قوم سے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات بیان کیےاوران کو اسلام کی طرف بلایا۔رفتہ رفتہ آپ کا ذکر خیر مدینہ میں اس قدر ہونے لگا کہ کوئی مکان اور کوئی جلسہ انصار کا آپؐ کے تذکرے سے خالی نہ تھا۔انصار کا کوئی شخص ایسانہ تھا،جس کی زبان پر آپ کا ذکر نہ رہاہو۔

بیعت عقبۂ اولیٰ

پھر جب سال آئندہ کا موسم آیا تو بارہ[12] آدمیوں نے عقبہ پر آکر آپ کی بیعت کی۔یہ بیعت عقبۂ اولیٰ کے نام سے موسوم ہے۔ان میں چھ پہلے والے یعنی(1)اسعد بن زرارہ

(2) عوف بن الحرث (3) معاذ ابن الحرث (یہ دونوں [عوف ومعاذ] عفرا[1] کے بیٹے ہیں۔) (4) رافع بن مالک (5) عقبہ بن عامر (6) کعب[2] بن رباب [کذا] (رضی اللہ عنہم) اور چھ دوسرے : تین ان میں سے خزرج کے (یعنی بنوغانم بن عوف سے: عبادہ بن الصامت بن قیس بن احرم[3] بن فہر بن ثعلبہ بن غانم، اور بنوزریق سے: ذکوان بن عبدالقیس بن خلدہ بن مُخلد بن عامر بن زریق، اور بنوسالم سے: عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان) اور ایک بلی بطونِ قضاعہ سے: ابوعبدالرحمٰن بن زید ابن ثعلبہ بن خزیمہ بن احرم[4] بن عمرو بن عمارہ حلیف خزرج۔ اور دو اوس کے تھے (یعنی الہیثم بن التیہان، ان کا نام مالک ہے، تیہان بن مالک بن عتیک بن امرؤ القیس بن زید بن عبدالاشہل[5] کے بیٹے ہیں۔ اور عویم بن ساعدہ از بنوعمرو ابن عوف[6])

رسول اللہ ﷺ نے جن باتوں پر بیعت لی

ان بزرگوں نے آپؐ کے مبارک ہاتھ پر فقط اسلام کی بیعت کی؛ اس وجہ سے کہ اس وقت تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ وہ بیعت یہ تھی کہ اللہ جل شانہ کا کسی کو شریک نہ کریں، چوری نہ کریں، زنا نہ کریں، قتل نہ کریں، اپنی اولاد[7] کو نہ مار ڈالیں۔ بعد بیعت لینے کے جناب رسول

---

1. عفرا–عوف اور معاذ کی ماں ہے۔ یہ عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار کی لڑکی ہے۔ سیرت ابن ہشام 58:2۔ [م۔ص]
2. عربی متن میں اس جگہ کعب بن رباب کا نام نہیں ہے۔ دارالفکر ایڈیشن 348:2، دارالکتب العلمیہ ایڈیشن 336:2 [م۔ص]
3. پیش نظر عربی نسخوں میں "احرم" کے بجائے "اصرم" ہے، دارالفکر 348:2، دارالکتب العلمیہ 336:2۔ البتہ سیرت ابن ہشام میں عبادہ بن صامت بن قیس بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم ہے، یعنی سیرت ابن ہشام میں "احرم" ہی ہے، جلد دوم، ص:60 [م۔ص]
4. ایضاً
5. دارالفکر کے نسخے میں "عبدالاشہر" ہے، 348:2 [م۔ص]
6. ابن ہشام کے مطابق بیعت عقبۂ اولیٰ میں شرکت کرنے والوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں :
[1: اسعد بن زرارہ۔ 2: عوف بن حارث۔ 3: معاذ بن حارث۔ 4: رافع بن مالک بن عجلان۔ 5: ذکوان بن عبدقیس۔ 6: عبادہ بن الصامت۔ 7: ابوعبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ۔ 8: عباس بن عبادہ۔ 9: عقبہ بن عامر۔ 10: قطبہ بن عامر۔ 11: ابوالہیثم مالک بن التیہان۔ 12: عویم بن ساعدہ۔
ابن خلدون نے جو فہرست دی ہے اس میں "قطبہ بن عامر" کا نام نہیں ہے۔ [م۔ص]
7. ہندوستان کی طرح عرب میں بھی بعض لوگ غیرت کی وجہ سے اپنی لڑکیوں کو مار ڈالتے۔ [مترجم]

اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا :

فان وفيتم فلكم الجنة وان غشيتم من ذلك
شيئًا فاخذتم بحده في الدنيا فهو كفارة له،
وان سترتم عليه في الدنيا الى يوم القيامة
فأمركم الى الله ان شاء عذب وان شاء غفر۔

(پس اگر تم نے اس (عہد) کو پورا کیا، تو تمھارے لیے جنت ہے۔ اور
اگر ان میں سے تم کسی کے مرتکب ہو گئے اور بہ عوض اس کے دنیا میں تم پر
حد جاری کی گئی تو وہ اس گناہ کا کفارہ ہوگا۔ اور اگر وہ گناہ دنیا میں
قیامت تک پوشیدہ رہ گیا تو تمھارا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے۔ اگر اس کی
مرضی ہوگی تم کو عذاب دے گا اور چاہے گا تو بخش دے گا۔)

انصار کو قرآن کی تعلیم

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ [منقولہ بالا باتیں] فرما کر مصعب ابن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ مصعب نے اسعد بن زرارہ کے مکان پر قیام کیا اور انصار کو قرآن پڑھانے، دین اسلام کی تعلیم دینے اور ان کی امامت کرنے لگے۔

بنو خزرج اور بنو اوس کا اسلام کی طرف میلان

رفتہ رفتہ بنو خزرج میں اسلام کا اس قدر چرچا ہو گیا کہ تھوڑی مدت میں مدینہ کے چالیس آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔

بعد اس کے اوس کے قبیلے سے سعد بن معاذ بن نعمان بن امرؤ القیس بن زید بن عبد الاشہل اور ان کے چچا کے لڑکے اسید بن حضیر الکتائب ایمان لائے۔ یہ دونوں بنو عبد الاشہل کے سردار تھے۔ پھر ان دونوں بزرگوں کے ایمان لانے کے بعد اوس کے ہر بطن میں اسلام نہایت تیزی سے پھیلنے لگا۔ تقریباً ابنائے قبیلہ میں کوئی ایسا مکان نہ تھا، جس میں دو ایک شخص (خواہ عورت ہو یا مرد) مسلمان نہ رہے ہوں۔ سوائے بطونِ بنو امیہ بن زید و خطمہ، وائل اور واقف کے کہ

انھوں نے ابوقیس بن الاسلت کی رائے سے اتفاق کیا تا آنکہ ابتدائی زمانہ اسلام کا گزر گیا۔

اہل مدینہ کا قبول اسلام اور بیعت

اس کے بعد مصعب ابن عمیر مع ان چند اہل مدینہ کے جو مسلمان ہو چکے تھے، مکہ میں واپس آئے اور سال آئندہ میں آنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ وسط ایام التشریق میں اہل مدینہ تقریباً تین سو ستر[1] [370] (جن میں عورتیں بھی تھیں) رسول مقبول ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کے مبارک ہاتھ پر اسلام کی بیعت کی۔ اور اس امر کا اقرار کیا کہ جو شخص جناب موصوف کو اذیت دینے کا قصد کرے گا، اس کو روکیں گے، اگر چہ نوبت بہ قتال آ جائے۔

---

1 مصعب ابن عمیر کے ساتھ مدینہ کے جو مسلمان نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گھاٹی میں آپ کے دست مبارک پر بیعت کی، ان کی تعداد کے سلسلے میں مورخین اور سیرت نگاروں کی آرا مختلف ہیں۔ ابن کثیر کے مطابق اس بیعت میں کل پچھتر 75 افراد شامل ہوئے: تہتر 73 افراد تھے: گیارہ 11 قبیلۂ اوس کے اور باسٹھ 62 قبیلۂ خزرج کے اور دو 2 عورتیں تھیں۔ (البدایہ والنہایہ 132:3، بیروت، لبنان 1997)۔ ابن ہشام نے بھی تہتر مرد اور دو عورتوں پر مشتمل مجمع کی تصریح کی ہے۔ (سیرت ابن ہشام، 66:2، بیروت، لبنان 2001) ابن اثیر نے بہتر 72 لکھا ہے، ستر 70 مرد اور دو عورتیں (کامل ابن اثیر، 612:1، دار الکتب العلمیہ 2010) علامہ ابن جوزی کے مطابق ان حضرات کی تعداد پچھتر 75 سے کچھ زیادہ ہے۔ (بہ حوالہ سیرۃ المصطفیٰ، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، 336:1، دار الکتاب، دیوبند)

بہر حال بیعت عقبۂ ثانیہ میں شامل افراد کی تعداد 72، 73، 75 یا 75 سے کچھ زیادہ کے آس پاس دائر ہے۔ لیکن وہ تعداد جو تاریخ ابن خلدون میں درج ہے، یعنی 370 مرد اور دو عورتیں، محل نظر ہے۔ پیش نظر عربی متن یہ ہے ...... فبایعوہ وکانوا ثلثمأۃ وسبعین رجلا وامرأتین (نسخۂ دار الفکر 349:2، نسخۂ دار الکتب العلمیہ 337:2) اسی عبارت کے مطابق فاضل مترجم نے ترجمہ بھی کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کتابت کی غلطی ہے، اور تصحیف ہوگئی ہے، ثلاثا وسبعین کے بجائے ثلثمأۃ وسبعین لکھ گیا؛ اس لیے کہ بعینہٖ یہی واقعہ ذرا تفصیل کے ساتھ آگے چل کر علامہ ابن خلدون نے ''عقبۂ ثانیہ'' فصل کے ذیل میں بیان کیا ہے۔ وہاں انھوں نے بیعت میں شامل ہونے والے افراد کی تعداد واضح طور پر 75 لکھی ہے، عبارت ملاحظہ ہو: وکانت عدۃ الذین بایعوا تلك اللیلة ثلاثا وسبعین رجلا وامرأتین (ان لوگوں کی تعداد جنھوں نے اس رات بیعت کی تھی، 73 مرد اور دو عورتوں پر مشتمل تھی) (نسخۂ دار الفکر 418:2، نسخۂ دار الکتب العلمیہ 406:2) [م-ص]

نقیبوں کا تقرر

بعد اس کے آپؐ نے بارہ [12] نقیب ان کے لیے منتخب کیے۔ نو [9] نقیب خزرج سے اور تین [3] اوس سے۔

شیطان کا چلانا

سب سے پہلے اس عقبۂ ثانیہ میں براء ابن معرور [از] بطن بنو زید[1] بن جشم خزرجی نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ بعد ان کے اور لوگ ایمان لائے، بیعت کی۔ بعد تکمیل بیعت شیطان نے سر عقبہ پر چلا کے کہا:

> اے اہل مکہ! تم کس غفلت میں ہو، یہاں تمھارے خلاف بیعت لی جارہی ہے۔

قریش یہ سنتے ہی دوڑ پڑے، لیکن یہاں بیعت تمام ہو چکی تھی۔ مجبور ہو کر اپنی قوم کی جستجو میں چلے۔ اثنائے راہ میں سعد بن عبادہ سے ملاقات ہوگئی، تنہا پا کر گرفتار کر کے باندھ دیا، تا آنکہ جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل اور حرث بن حرب بن امیہ بن عبد شمس نے کھول دیا؛ اس وجہ سے کہ ان دونوں سے اور سعد بن عبادہ سے سابق مراسم تھے۔

بیعت حرب

پھر جب مسلمان مدینہ میں واپس آئے اور اپنے اسلام کو ظاہر کیا، تب اس کے بعد بیعت حرب ہوئی، جب کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو جہاد کا حکم دیا گیا۔ انصار نے نہایت خوشی سے عسرت و عشرت، تنگی و فراخی، رنج و راحت میں بہ مقابلۂ کفار ساتھ دینے کا وعدہ کیا اور کمال طیب خاطر سے اس امر کی بیعت کی کہ آپس میں ایک دوسرے سے نہ لڑیں گے، ہمیشہ جہاں رہیں گے حق پر رہیں گے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔

ہجرت کا حکم

پس جب بیعت عقبہ تمام ہوئی اور اللہ جل شانہ نے اپنے نبی کو جہاد کا حکم دیا، تو ان لوگوں کو (جو مکہ میں مشرکین کے ہاتھ تکلیفیں اٹھاتے تھے) یہ حکم دیا گیا کہ وہ مکہ چھوڑ کر مدینہ میں

---

1 عربی متون میں ''زید'' کے بجائے ''تزید'' ہے۔ دار الفکر 2:349 / دار الکتب العلمیہ 2:337-338 [م۔ص]

اپنے بھائیوں انصار سے جا ملیں۔ چنانچہ اصحاب رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت کرنے لگے۔ اور جناب موصوف (ﷺ) بہ انتظار حکم ربانی مکہ میں ٹھہرے رہے۔

مہاجرین کے اسمائے گرامی

ابن اسحاق نے مہاجرین کے اسمائے مبارک کو بالتوضیح تحریر کیا ہے۔ منجملہ ان لوگوں کے جنھوں نے ہجرت کی (1) عمر ابن الخطابؓ (2) اور ان کے بھائی زید (3) طلحہ بن عبید اللہ (4) حمزہ ابن عبد المطلب (5) زید بن حارثہ (6) انیسہ (7) ابو کبشہ (موالیٔ رسول اللہ ﷺ) (8) عبد الرحمٰن بن عوف (9) زبیر بن العوام اور (10) عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

بعد اس کے جناب رسول اللہ ﷺ کو حکم ہجرت ہوا۔ پس آپؐ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ لیا [اور اپنی خواب گاہ میں علی کرم اللہ وجہہ کو سلا کر مدینہ کو روانہ ہوئے۔[1]] جس وقت آپؐ مدینہ میں رونق افروز ہوئے، بنو الاوس میں کلثوم بن مطعم بن امرؤ القیس بن الحرث ابن زید بن عبید بن مالک بن عوف کے مکان پر فروکش ہوئے۔ ان دنوں خزرج کی سرداری عبد اللہ بن اُبی ابن سلول کے قبضے میں تھی۔ (اُبی بیٹا ہے مالک بن الحرث بن عبید کا، اور مادر عبید کا نام سلول تھا۔ عبید لڑکا ہے مالک بن سالم بن غانم ابن عوف بن غانم بن مالک بن نجار کا۔) اور بنو الاوس کی حکومت ابو عامر بن عبد عمرو ابن صیفی بن نعمان (ضبیعہ بن زید کے ایک لڑکے کی اولاد) کے ہاتھ میں تھی۔ جس وقت اس نے نبی ﷺ کی خدمت میں اپنی قوم کو مجتمع ہوتے دیکھا تو دینی بغض سے مکہ کو بھاگ گیا۔ اور جب مکہ مفتوح ہوا تو طائف چلا گیا اور پھر جب طائف بھی فتح ہو گیا تو شام کی طرف چلا گیا اور وہیں مر گیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر

پھر حضرت ﷺ ابو ایوب انصاری کے یہاں رونق افروز ہوئے تا آنکہ آپ کا حجرہ اور مسجد تیار ہو گئی اور آپؐ وہاں سے اٹھ کر اپنے حجرۂ مبارک میں آ رہے اور مہاجرین بھی رفتہ رفتہ

---

1. پیش نظر عربی نسخوں میں قلابین کی عبارت نہیں ہے۔ [م۔ص]

آپ سے آ ملے اور اسلام تقریباً کل اوس اور خزرج میں پھیل گیا۔

اہل مدینہ انصار کی حیثیت سے

اور اسی روز سے اہل مدینہ انصار کہلائے جانے لگے؛ اس وجہ سے کہ انھوں نے دین محمدی کی مدد کی، جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں ٹھہرایا۔

میثاقِ مدینہ

جناب موصوف [صلی اللہ علیہ وسلم] نے ایک خطبے میں انصار کے فضائل اور ان کی جمعیت کو بیان فرما کے مہاجرین اور انصار کے لیے ایک اقرار نامہ تحریر کرایا اور یہود سے بھی عہد و پیمان کیا گیا، اور وہ [یہود] اپنے دین وملت اور اموال پر قائم رکھے گئے۔ جیسا کہ ابن اسحاق نے اس کی تصریح کی ہے۔

بعد اس کے جناب رسول اللہ ﷺ سے اور ان کی قوم سے لڑائیاں شروع ہوئیں۔ آپ ان پر متعدد حملے بہ غرضِ اعلائے کلمۃ اللہ کرنے لگے اور آپ کو اس میں غلبہ اور استیلا حاصل ہوتا گیا، جیسا کہ ہم سیرت النبی ﷺ میں مفصل بیان کریں گے۔ ان سب معرکوں میں انصار نے آپ کا ساتھ دیا، جان و مال سے آپ کے ہمرکاب رہے۔ ان میں کے اکثر رؤسا، شرفا بعض بعض لڑائیوں میں شہید ہوئے۔

یہودِ مدینہ کی عہد شکنی

اسی اثنا میں ان یہود نے مہاجرین اور انصار سے عہد شکنی کی، جو مدینہ میں رہتے تھے اور اس عہد نامے کا پاس نہ کیا جو رسول اللہ ﷺ نے ان کو لکھ دیا تھا؛ اس وجہ سے اللہ جل شانہ نے اپنے نبی برحق ﷺ کو ان یہود سے لڑنے کا حکم دیا۔ آپ نے ان کا یکے بعد دیگرے محاصرہ کرنا شروع کر دیا۔

بہر کیف بنو قینقاع نے بدعہدی کی۔ مسلمانوں سے بہ حالتِ غفلت بھڑ گئے اور ایک مسلمان کو شہید کر ڈالا؛ اس وجہ سے ان کا محاصرہ کیا گیا۔ خزرج کی سفارش سے یہ جلاوطن کیے گئے۔ اور بنو نضیر اور قریظہ کا یہ واقعہ ہوا کہ ان میں سے بعض مار ڈالے گئے اور بعضے جلاوطن کر دیے گئے۔

بنونضیر کی جلاوطنی

بنونضیر کا واقعہ بعد جنگ احد وبیر معونہ کے ہوا ہے۔ جناب رسول مقبول ﷺ بنونضیر کے پاس ان دونوں عامریوں کے خون بہا کے بارے میں گفتگو کرنے کو تشریف لے گئے تھے، جن کو عمرو بن عمیہ [امیہ[1]] نے مار ڈالا تھا، جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ پس بنونضیر نے مکر وحیلے سے آپ کے قتل کرنے کا مشورہ کیا۔ جناب رسول ﷺ کو وحی کے ذریعے سے اس کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے بہ حکم الٰہی ان کا محاصرہ کیا۔ انجام کار جلاوطن ہوکر نکل گئے۔ بعض ان میں سے خیبر اور بعض بنوقریظہ میں جا کر مل گئے۔

بنوقریظہ کی سازش اور اس کا انجام

بنونضیر [بنوقریضہ[2]] نے خلافِ عہد یہ کیا کہ انھوں نے غزوۂ خندق میں قریش کی مدد کی تھی۔ پس جب جناب رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہوئے تو بہ حکم الٰہی آپؐ نے ان کا محاصرہ کیا، پچیس شبانہ روز ان کو محاصرے میں رکھا۔ اوس نے ان کی شفاعت وسفارش کی اور یہ عرض کیا کہ بنونضیر [بنوقریضہ[3]] کو ہم کو [ہمیں] اسی طرح مرحمت فرمایئے جیسا کہ آپ نے بنوقینقاع کی بابت خزرج کی سفارش قبول فرمائی تھی۔

پھر اس کے لیے سعد بن معاذ حکم مقرر کیے گئے۔ یہ غزوۂ خندق سے زخمی ہوکر آئے تھے، مسجد میں رکھے گئے تھے۔ غرض کہ مسجد سے حکم کے لیے بلائے گئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے سعد سے متوجہ ہوکر ارشاد کیا: بم تحکم فی هؤلاء (ان کے بارے میں تو کیا حکم دیتا ہے؟) سعد نے عرض کیا کہ ان کی گردنیں ماری جائیں، ان کے مال واسباب لوٹ لیے جائیں، عورتیں گرفتار کر لی جائیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: حکمت بحکم اللّٰہ (تو نے وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔) پس ان کی گردنیں ماری گئیں۔ وہ لوگ چھ سو (600) سے لے کر نو سو (900) کے اندر تھے۔

---

1 دار الفکر 2:350، دار الکتب العلمیہ 2:339۔ [م۔ص]

2 پیش نظر عربی متن میں "بنوقریظہ" ہے، نسخۂ دار الفکر 2:350، نسخۂ دار الکتب العلمیہ 2:339 [م۔ص]

3 ایضاً

خیبر سے یہود کی جلاوطنی

پھر سنہ 6 میں بعد حدیبیہ کے آپؐ نے خیبر کی طرف رخ فرمایا۔ ان کا آپؐ نے محاصرہ کیا اور بہ زورِ تیغ خیبر کو فتح کر کے یہودیوں کو قتل کیا، ان کی عورتوں کو قید کر لیا۔ منجملہ ان کے صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ ان کا باپ بنو قریظہ کے ساتھ مارا گیا۔ اور یہ کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کے عقد میں تھیں۔ اس کو محمد بن مسلمہ نے مار ڈالا تھا، جب کہ انھوں نے بہ حکم رسول اللہ ﷺ چھ آدمیوں کو لے کر غزوہ کیا تھا۔ پس جب خیبر مفتوح ہوا، تو صفیہ رضی اللہ عنہا بہ وقت تقسیم مال غنیمت [اور] قیدی عورتیں، آپ کے حصے میں آئیں۔ اس لڑائی میں آپ کے ہمراہ ایک ہزار چار سو پیادے اور دو سو سوار تھے۔ انھیں میں خیبر کا مال غنیمت تقسیم کیا گیا۔ بعد اس کے یہود سے اس امر پر عہد کیا گیا کہ وہ نصف زراعت و باغات خراج میں دیا کریں اور نصف وہ لیں۔ چنانچہ یہود تا زمانۂ خلافتِ عمرؓ خیبر میں رہے۔ جب آپؓ کا دور خلافت آیا تو آپ نے یہود کو جلاوطن کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کا انصار سے خطاب

پھر جب سنہ 8 ہجری میں مکہ فتح ہوا اور اس کے بعد غزوۂ حنین ہوا اور جناب رسول اللہ ﷺ اہل اسلام قریش وغیرہم پر اموالِ غنیمت تقسیم فرمانے لگے، اس وقت بعض منافقین کے کہنے سننے سے انصار (رضی اللہ عنہم) کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اب چونکہ مکہ فتح ہو گیا ہے اور آپ کی قوم نے آپ کا دین قبول کر لیا ہے؛ اس لیے رسول اللہ ﷺ اپنے ہی شہر و ملک میں قیام فرمائیں گے۔ اور اسی صدمے کی وجہ سے آپس میں یہ کہنے لگے کہ ''ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں اور ہمارا مالِ غنیمت ان میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔''

جب اس کی خبر جناب موصوف (ﷺ) کو پہنچی تو آپ نے ان کو ایک جلسے میں جمع کر کے ارشاد فرمایا:

یا معشر الانصار ما الذی بلغکم عنی ؟ (اے گروہِ انصار تم کو میری طرف سے کیا خبر پہنچی ہے؟)

انصار نے واقعہ بیان کیا۔

آپ نے فرمایا :

الم تکونوا ضلالا فهداكم الله بى، وعالة فأغناكم الله، ومتفرقين فجمعكم الله؟

(کیا تم گمراہ نہ تھے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے تم کو ہدایت کی؟ اور کیا محتاج نہ تھے؟ پس اللہ تعالیٰ نے تم کو غنی کر دیا اور کیا متفرق نہ تھے؟ پس اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک جا کر دیا۔)

فقالوا الله ورسوله آمنّ

(انصار نے کہا : اللہ اور اس کے رسول کو ہم چاہتے ہیں۔)

فقال : لو شئتم لقلتم جئتنا طريدا فاويناك ومكذبا فصدقناك ولكن والله انى لأعطى رجالا استألفهم على الدين وغيرهم أحب الىّ، ألا ترضون أن ينقلب الناس بالشاء والبعير وتنقلبون برسول الله ﷺ الى رجالكم؟ أما والذى نفسى بيده لو لا الهجرة لكنت امرء أ من الانصار، الناس دِثار وانتم شعار ولو سلك الناس شعبا وسلك[وسلكت[1]] الأنصار لسلكتُ شعب الأنصار۔

(جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ تم بھگائے آئے، پس ہم نے تم کو جگہ دی اور آئے تم جھٹلائے ہوئے، پس ہم نے تمہاری تصدیق کی، لیکن خدا کی قسم ہے کہ میں ان لوگوں کو اس وجہ سے دیتا ہوں کہ ان کو دین کی طرف مالوف[2] کروں، نہ اس سبب سے کہ وہ مجھے اوروں سے محبوب تر ہیں۔ کیا تم اس سے راضی نہ ہوگے کہ اور لوگ تو بکریاں اور اونٹ لے کر واپس جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے جائے قیام کو واپس جاؤ؟ آگاہ ہو جاؤ؛ قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر

1. عربی نسخوں میں "سلکت" ہے۔ [م۔ص]

2 = مانوس۔ [م۔ص]

ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی ایک شخص انصار میں سے ہوتا۔ وہ بیرونی اور نمائشی لباس ہیں، تم اندرونی ہو یعنی اور لوگ عام ہیں اور تم لوگ خاص ہو۔ اور اگر وہ لوگ ایک راہ اختیار کرتے اور انصار دوسرا راستہ چلتے، تو میں بے شک انصار کے راستے کو اختیار کرتا۔)

انصار رضی اللہ عنہم یہ کلمات تشفی آمیز سن کر خوش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے مدینہ منورہ کو واپس آئے۔ پس جناب موصوف ﷺ انھیں میں رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا سے اپنے جوارِ رحمت میں بلا لیا۔

واقعۂ سقیفہ

پھر جب جناب رسول اللہ ﷺ کا یومِ وفات آیا تو انصار سقیفۂ[1] بنی ساعدہ بن کعب میں مجتمع ہوئے اور خزرج سعد بن عبادہ کی بیعت کو بلائے گئے۔ پس وہ لوگ قریش سے کہنے لگے! مِنَّا اَمیرٌ و منکم امیرٌ (ایک ہم میں سے امیر ہو اور ایک تم میں سے امیر ہو۔)

لیکن مہاجرین (رضی اللہ عنہم) نے اس سے انکار کیا، اس استدلال سے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم کو تمھارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی تھی۔ پس اگر امارت تمھارے لیے ہوتی تو تم کو وصیت کی جاتی نہ کہ مہاجرین کو۔ اور اُس وصیت کو رسول اللہ ﷺ نے خطبے میں بیان فرمایا تھا، جس کے بعد پھر خطبہ پڑھنے کی نوبت نہیں آئی۔

حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت

انصار یہ سن کر خاموش ہو رہے اور بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاش[2] بن زید بن مالک بن الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحرث بن الخزرج اٹھے اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد لوگوں نے بیعت کرنی شروع کر دی۔ [حباب[3]] بن منذر بن الجموح بن حرام بن کعب بن غانم بن سلمہ بن سعد نے کہا: ''اے بشیر تم نے امارت کے لیے اپنے

---

1 = چھپر، سائبان۔ [م۔ص]

2 عربی متن میں ''خلاس'' ہے۔ [م۔ص]

3 اصل نسخے میں ''جناب'' تھا، عربی نسخوں سے تصحیح کی گئی ہے۔ [م۔ص]

ابن عم کو منتخب کیا۔'' بشیر نے جواب دیا: ''نہیں! بلکہ میں نے یہ ناز یبا سمجھا کہ میں اس امر کے لیے ایسے لوگوں سے منازعت کروں جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بنایا ہے۔''

الغرض جب اوس نے بشیر بن سعد کا یہ فعل دیکھا اور وہ خزرج کی امارت پر راضی نہ تھے؛ اس لیے انھوں نے بھی ابوبکر کی بیعت کر لی، لیکن سعد نے بیعت سے انکار کیا اور شام کی طرف چلے گئے تا آنکہ وہیں انتقال کیا۔ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ان کو جن نے مار ڈالا ہے اور اس کی سند میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ
ضربناہ بسہم فلم تُخطِ فؤادہ[1]

اس کے بعد اس کے لڑکے قیس کو ایک گونہ غنا حاصل ہوگئی اور فتوحات اسلام میں اس نے بھی معقول حصہ لیا۔ جس زمانے میں جناب امیر (علیہ السلام) اور معاویہ سے لڑائیاں ہو رہی تھیں، اس وقت یہ جناب امیر کے متعلقین سے تھے۔

بدری صحابہ کی شہادت

اور جب یزید بن معاویہ حکمراں ہوا، اس کی بدعات، ظلم اور ناحق کوشی، حق پوشی کا عالم میں ظہور ہوا تو انھوں نے دینی جوش سے عبداللہ بن الزبیر کی بیعت کی۔ عبداللہ بن الزبیر اور یزید سے لڑائی ہوئی، جس میں انصار کو پسپا ہونا پڑا، لشکریان یزید نے بہت بڑے بڑے ظلم کیے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن مہاجرین اور انصار (رضی اللہ عنہم) سے ستر (70) بدری شہید ہوئے۔ عبداللہ بن حنظلہ بھی (جو عبداللہ ابن الزبیر کی طرف سے امیر لشکر تھے) اس معرکہ میں مرتبۂ شہادت کو پہنچے۔ یہ منجملہ ان ظلموں کے تھا، جو یزید سے سرزد ہوئے۔

ان واقعات کے بعد حکومت اسلامیہ کو ایک گونہ مضبوطی ہوگئی اور دولت عرب اطراف وجوانب ممالک میں پھیل گئی اور قبائل مہاجرین وانصار (رضی اللہ عنہم) عراق، شام، اندلس،

---

1. ہم نے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کیا۔ ہمارا تیر نشانے پر بیٹھا۔
ابن خلدون نے واقعۂ سقیفہ کے ذیل میں طبری کے حوالے سے اس شعر کو معمولی تبدیلی کے ساتھ یوں نقل کیا ہے:
نحن قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ فرميناه بسهمين فلم نخط فؤاده
ضربناہ کی جگہ فرمیناہ ہے، سہم کی جگہ سہمین ہے اور لم تخط کے بجائے لم نخط ہے۔ [م۔ص]

افریقہ اور مغرب میں متفرق ہو گئے۔ پس بنا بریں ابنائے قیلہ بھی ادھر ادھر نکل گئے اور سرزمین مدینہ ان سے خالی ہو گئی۔ اور وہاں سے ان کے نشانات بھی ایسے ہی فنا ہو گئے جیسا کہ اور امتوں کے آثار محو ہو چکے تھے۔ وَتِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ (وہ ایک امت تھی جو گزر چکی، ان کے واسطے ہے جو انھوں نے کیا اور تمھارے واسطے ہے جو تم نے کیا۔)

والله وارث الارض ومن عليها وهو خير الوارثين، لا خالق سواه ولا معبود الا ايـــاه (اور اللہ تعالیٰ ہی زمین کا اور اس پر بسنے والی مخلوقات کا مالک ہے اور وہ بہترین مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی خالق نہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔)

شجرۃ النسب بنی خزرج

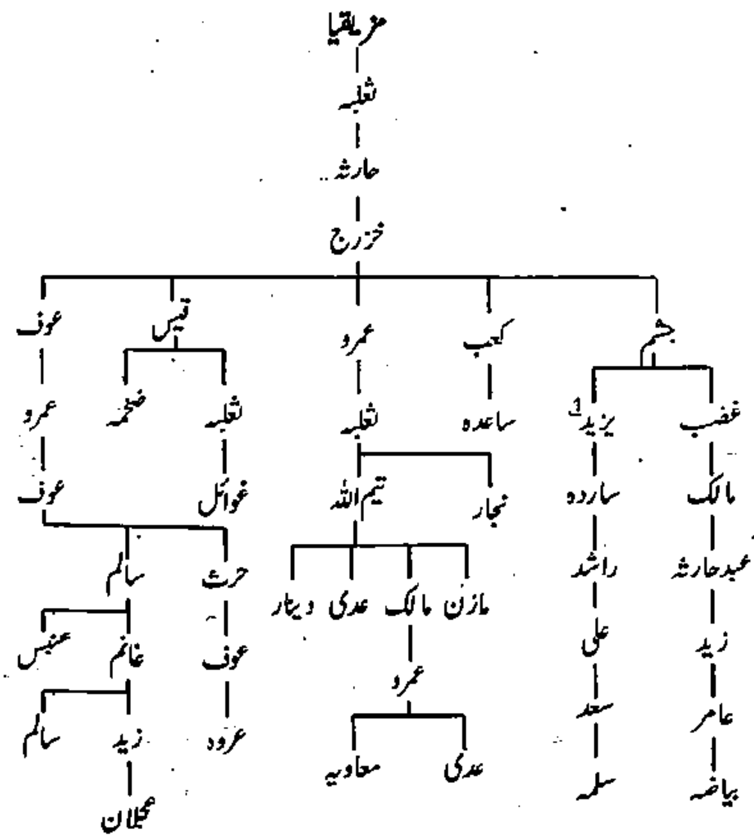

1۔ قبیلۂ خزرج کے بطون کا جہاں تذکرہ ہے، وہاں "یزید" کے بجائے "تزید" ہے، یعنی "تزید بن جشم" اور "ساردہ بن تزید" ہے۔ عربی نسخوں میں جیسا تھا، مترجم علام نے ویسا ہی نقل کیا ہے۔ یعنی بطون خزرج کی جہاں تفصیل بیان کی گئی ہے وہاں "تزید" ہے اور شجرے میں "یزید" ہے۔ دار الفکر 2:345,354، دار الکتب العلمیہ 2:334,342۔ واللہ اعلم بالصواب! [م۔ص]

شجرۃ النسب بنی اَوس

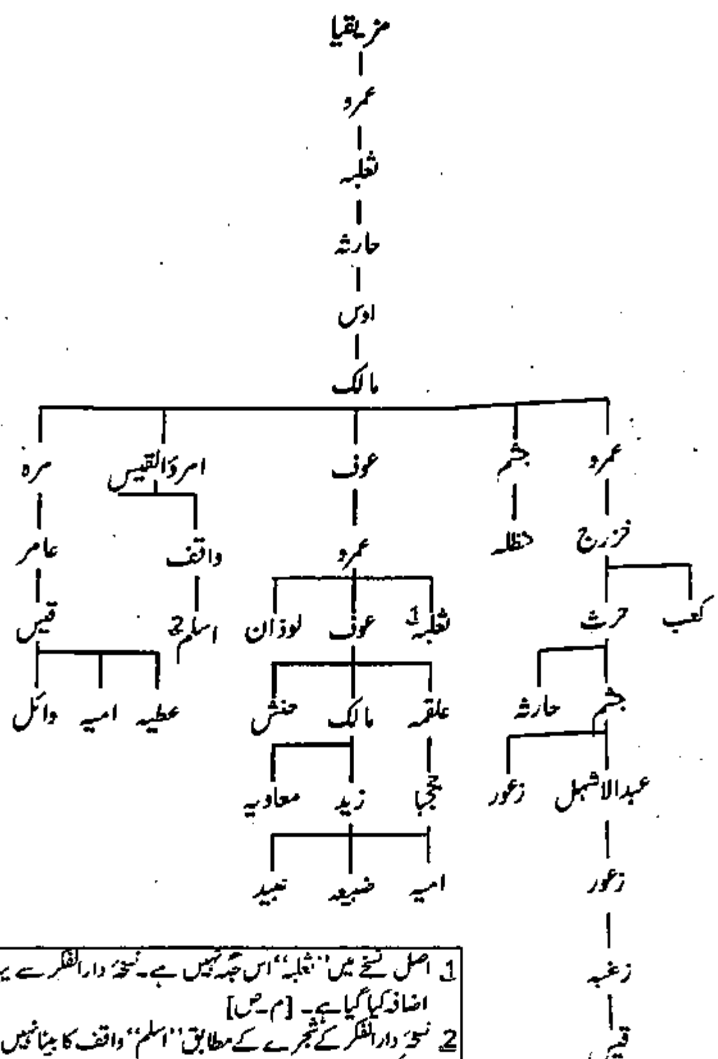

1 اصل نسخے میں ''ثعلبہ'' اس جگہ نہیں ہے۔ نسخۂ دارالفکر سے یہاں اضافہ کیا گیا ہے۔ [م۔ص]
2 نسخۂ دارالفکر کے شجرے کے مطابق ''اسلم'' واقف کا بیٹا نہیں بلکہ بھائی ہے۔ [م۔ص]

اخبار حکومت وانساب بنو عدنان

بنو عدنان کا نسب

اس سے پیشتر ہم تحریر کر چکے ہیں کہ بہ اتفاق نسابین عدنان اسماعیل (علیہ السلام) کی نسل سے ہے، اور یہ کہ عدنان واسماعیل کی درمیانی پشتیں غیر معروف ہیں اور نیز ان کی تعداد میں بھی اختلاف ہے، جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ جس طرح عدنان کی نسبت اسماعیل علیہ السلام کی طرف نسباً صحیح تسلیم کر لی گئی ہے، اسی طرح نبی ﷺ کی نسبت نسباً عدنان کی طرف مسلمہ امر ہے، لیکن عدنان اور اسماعیل کی نسبت میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔

بعضے کہتے ہیں کہ وہ نابت بن اسماعیل کی اولاد سے ہے، اس طرح پر کہ عدنان بیٹا ہے اُدد بن المقدم [1] ابن ناحور (یا ماحور) بن تنوخ بن یعرب بن یشجب بن نابت کا۔ یہ قول بیہقی کا ہے۔

جرجانی تحریر کرتا ہے کہ عدنان قیذار بن اسماعیل کی نسل سے ہے۔ اس نے پشتوں کی ترتیب یوں تحریر کی ہے کہ عدنان بیٹا ہے اُدد بن الیسع بن الہمیسع بن سلامان بن نبت بن حمل بن قیذار کا۔

---

1 عربی متن میں "ادد المقدم" ہے یعنی "ادد" اور "المقدم" کے درمیان "ابن" نہیں ہے۔ دار الفکر 356:2، دار الکتب العلمیہ 343:2۔ [م-ص]

بعض نسابہ اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ عدنان قیذار کی نسل سے ہے، لیکن پشتوں کی ترتیب یوں ہے: عدنان بن ادد بن یشجب بن ایوب بن قیذار۔

بیان کیا جاتا ہے کہ قصی بن کلاب کا شعر اسی امر کی تائید کرتا ہے کہ عدنان قیذار کی اولاد سے ہے۔

معد ابن عدنان کا نسب

[توضیح مترجم]

تحقیق کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ جنھوں نے عدنان سے لے کر اسماعیل تک کی پشتوں کا بیان کیا ہے وہ پانچ شخص ہیں (1) بیہقی (2) ابن ہشام (3) ابن الاعرابی (4) برخیا کاتب الوحی ارمیا نبی علیہ السلام (5) الجرا۔ ان میں سے بیہقی نے عدنان سے اسماعیل تک نو پشتیں شمار کی ہیں، جس کا ذکر خود علامہ مورخ نے کیا ہے۔ ابن ہشام نے ''کتاب المغازی والسیر'' میں آٹھ پشتیں اس طرح لکھی ہیں عدنان ابن ادد ابن ناحور ابن سود ابن یعرب ابن یشجب ابن نابت ابن اسائیلؑ۔ اسی کتاب کے دوسرے نسخے میں دس پشتیں اس طرح پر تحریر ہیں عدنان بن آدد بن سام بن یشجب بن یعرب بن الہمیسع بن ساتو بن یامد بن قیذار بن اسماعیلؑ۔ ابن الاعرابی نے آٹھ پشتیں نسب نامے میں مندرج کی ہیں، اس طرح سے عدنان بن آد بن آدد بن الہمیسع بن نابت بن سلامان بن قیذار بن اسماعیلؑ۔ ان پشت ناموں کو یہ خیال کرنا کہ یہ پورے ہیں اور اس کو اسماعیل تک سمجھنا سخت غلطی ہے؛ کیونکہ ان کے لکھنے والوں نے جہاں تک ان کو نام یاد تھے وہاں تک لکھ کر ان کے مشہور و معروف شخص قیذار اور اسماعیل کا نام لکھ دیا، جیسا کہ عرب اور شام کے لوگوں کا دستور تھا۔ دیکھو انجیل متی حواری، کہ انھوں نے حضرت عیسٰی کے نسب میں لکھا ہے ''کتاب نسب نامہ عیسٰی ابن داؤدؑ ابن ابراہیمؑ'' حالانکہ مسیحؑ سے داؤدؑ تک اور داؤدؑ سے ابراہیمؑ تک

بہت سی پشتیں گزری ہیں، لیکن داؤدؑ اور ابراہیمؑ کے معروف و مشہور ہونے کی وجہ سے مسیحؑ کو داؤدؑ کا اور داؤدؑ کو ابراہیمؑ کا بیٹا بنا دیا ہے، جس سے نسلی سلسلہ چلا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ محمد رسول اللہ (ﷺ) قبیلۂ قریش سے اور قریش، معد ابن عدنان کی اولاد میں ہے، اس امر کے ثبوت کے لیے قومی اور ملکی روایاتِ عرب کافی ہیں اور جیسا کہ آپ کے زمانے میں اور نہ بعد آپ کے کسی شخص کو یہ شبہہ پیدا ہوا ہے کہ آپ قبیلۂ قریش سے اور قریش معد بن عدنان کی اولاد سے نہیں ہیں، ویسا ہی یقینی اور قومی و ملکی اعتبار سے مسلّم امر ہونے کی وجہ سے کسی کو آپ کی موجودگی میں نسب نامہ لکھنے کا خیال نہیں پیدا ہوا اور نہ یہ دقتیں پیش آئیں، جو بعد آپ کے نسب نامہ لکھنے والوں کو پیش آئی ہیں، آپ اعلم الناس تھے، آپ بہ ہدایت باری تعالیٰ نسب نامے کو مرتب کرا دیتے، لکھا دیتے، برعکس جناب عیسیٰ ابن مریم کے کہ آپؑ کی حالت حیات ہی میں خلافِ عادتِ انسانی پیدا ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل کو یہ شبہہ پیدا ہوا تھا کہ آپؑ بنی اسرائیل سے ہیں یا نہیں؟ اسی وجہ سے مقدس متی حواری نے اپنی انجیل میں سب سے پہلے آپؑ کا نسب نامہ لکھا ہے۔

میرے نزدیک بہ لحاظ اصول درایت اس روایت کی کوئی اصل نہیں معلوم ہوئی، جو کاتب الواقدی نے آنحضرت (ﷺ) کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ کذب النسابون یعنی نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں۔ مسعودی نے ''مروج الذہب'' میں اس سے ملتی ہوئی ایک یہ روایت بیان کی ہے ولذلك اي لتنازع الناس في النسب نهى النبي ﷺ عن تجاوز معد لعلمه من تباعد الانساب وكثرة الاراء في طول هذه الاعصار اور اختلاف کی وجہ سے جو کہ نسب نامے میں لوگ کرتے تھے آپؐ نے معد سے آگے نسب بیان کرنے کو منع

فرمایا ہے: اس وجہ سے کہ آنحضرت (ﷺ) نسب نامے کے بڑے دور تک ہونے سے اور اس کے زمانہ دراز میں متعدد رائیں ہونے سے بخوبی واقف تھے۔

یہ روایت ایسی ہے کہ جس کے بے سند و ناقابل اعتبار ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت (ﷺ) کے روبرو کبھی نسب کی نسبت کوئی تذکرہ نہیں پیش آیا، تمام عرب کے دلوں پر یہ امر مرتسم تھا کہ آنحضرت (ﷺ) قریش سے ہیں اور قریش معد بن عدنان کی نسل سے ہے، ظاہراً کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ اس زمانے میں آنحضرت (ﷺ) کے روبرو نسب نامے پر کچھ بحث و گفتگو ہوئی ہو، ہاں کئی صدیوں کے بعد، جب تالیف و تصنیف کا رواج اسلام میں شروع ہوا تو مورخوں نے نسب نامہ مرتب کرنے کی فکر کی اور جس کو جہاں تک نام یاد تھے لکھ کر مشہور و معروف شخص کا نام لے دیا، یہی وجہ ہے کہ معد بن عدنان اور اسمٰعیل میں بعضے دس پشتیں اور بعضے بیس اور بعضے نو ہی پشت لکھ کر قیذار بن اسمٰعیل کا نام لکھ دیتے ہیں۔

پس اب بعد تنقیح کے دو نسب نامے باقی رہ گئے، ایک برخیا کاتب الوحی ارمیا نبی کا اور دوسرا الجرا کا۔ اس پچھلے نسب نامے کی نسبت ابوالفدا نے لکھا ہے کہ وہ نہایت درست اور قابل اعتبار و لائق اختیار کرنے کے ہے، اگرچہ درحقیقت یہ نسب نامہ بھی اسمٰعیل بن ابراہیم تک نہیں ہے اور اس نے بھی جہاں تک اس کو نام یاد تھے لکھ کر حسب دستور عرب و شام قیذار بن اسمٰعیل کا نام لکھ دیا ہے، غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسب نامہ حمل ابن معد ابن عدنان تک ہے، یعنی جہاں تک برخیا کاتب الوحی نے لکھا تھا۔ اس کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ہم برخیا کے لکھے ہوئے نسب نامے کا اعتبار نہ کریں جو انھوں نے حضرت اسمٰعیل

کی اولاد کا سلسلۂ نسب اپنے وقت تک کا لکھا ہے، علی الخصوص اس وجہ سے کہ معد ابن عدنان حضرت ارمیا کے زمانے میں تھے اور بخت نصر کے ہنگامے میں ارمیا نے معد ابن عدنان کو بچایا تھا، جیسا کہ علامہ ابن خلدون اور مسعودی نے ''مروج الذہب'' میں اس کا اعتراف کیا ہے، اس پر بعض نافہم انگریزی مورخوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ معد ابن عدنان اور ارمیا نبی کی روایت صحیح نہیں ہے، اس وجہ سے کہ آنحضرت (ﷺ) سے عدنان تک اٹھارہ پشتیں ہوتی ہیں، اس حساب سے بہ اعتبار نسل عدنان کی پیدائش سنہ 130 قبل مسیح نہیں ہو سکتی، حالانکہ ارمیا نبی اور بخت نصر کے حملوں کا زمانہ سنہ 577 قبل مسیح میں پایا جاتا ہے۔ یقیناً ان مورخوں کو اس نسب نامے میں ناموں کے متحد ہونے سے اس روایت کی صحت کا شبہ ہو گیا ہے؛ کیونکہ عدنان بھی دو ہیں اور معد بھی دو ہیں اور لطف یہ ہے کہ دونوں عدنان کے بیٹوں کا نام معد ہے، لیکن وہ معد جو ہم عصر ارمیا نبی ہے، وہ عک کا بھائی ہے اور اس کا باپ عدنان سنہ 600 قبل مسیح میں گذرا ہے اور اس کے باپ کا نام ادد اول ہے اور یہ معد، عدنان (دوم) کا لڑکا ہے اور اس کے باپ کا نام اد ہے۔ پس وہ روایت پہلے معد کی نسبت ہے نہ کہ دوسرے معد کی نسبت، جیسا کہ بعض انگریزی مورخ نے خیال کر لیا ہے۔ عرب کے ضلع حضرموت میں حصن الغراب نامی ایک قلعہ جو قوم عاد کا تھا، جس میں ایک کتبہ نکلا، اس میں ہودؑ پیغمبر کا ذکر اور نیز عک کا بھی نام ہے، غالباً یہ عک، معد اول کا بھائی ہوگا۔ یہ کتبہ سنہ 1839 میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے جہاز مسمّٰی ''پالی نورس'' کے افسروں نے نکالا تھا، پس جب کہ برخیا کاتب الوحی کے نسب نامے کے نیچے الجرا کا نسب نامہ بہ طور تتمہ کے ہم لگا دیتے ہیں تو آنحضرتؐ کا نسب عدنان تک اور پھر عدنان سے اسماعیلؑ تک بلا کسی اختلاف کے ثابت ہو جاتا ہے اور از روئے حساب

علوم طبعی کے (جو عام طور سے اختیار کیا جاتا ہے) صحیح بھی ہو جاتا ہے؛ کیونکہ اسماعیل سنہ 1910 قبل مسیح اور محمد رسول اللہ (ﷺ) سنہ 570 بعد مسیح کے پیدا ہوئے تھے، ان دونوں ولادتوں میں 2480 برس کا عرصہ ہوتا ہے اور اسماعیل سے آنحضرتؐ تک ستر پشتیں گزرتی ہیں۔ ہم کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے کہ ہم نے یہ پشت نامہ آنحضرتؐ سے تا عدنانِ اول، عرب کی ملکی روایتوں سے اور پھر عدنانِ اول کے اوپر یہود کی روایتوں سے صحیح کیا ہے، اس لیے کہ ہمارے بھائی بنی اسرائیل پڑھے لکھے تھے، جن کے یہاں تاریخ لکھنے اور نسب کے محفوظ رکھنے کا عمدہ طریقہ تھا اور عرب اَن پڑھ اُمی تھے، گو ان کا بے نظیر حافظہ اپنے انساب اور نسلوں کے یاد رکھنے کا مشتاق تھا لیکن تمام پشتوں کا بہ ترتیب یاد رکھنا نہایت مشکل امر تھا، عجب نہیں کہ اسی وجہ سے جس وقت معد ابن عدنان کو ارمیا نبی بچا کر لے گئے تھے، اس وقت اپنے کاتب الوحی برخیا سے معد بن عدنان کا نسب نامہ بہ ترتیب لکھنے کا حکم دیا ہو، ہم حسب تحقیق بالا بنو عدنان کے اخبار ختم ہونے پر عدنان اول کا فوقانی سلسلۂ نسب برخیا کاتب الوحی ارمیا کے لکھے ہوئے نسب نامے سے لکھیں گے اور اس کے تحتانی سلسلے میں الجرا کا نسب نامہ بطور تتمہ لگا دیں گے۔ انتھی کلام المترجم (مترجم کا کلام ختم ہوا۔)

از عدنان تا قیذار پشتوں کی تعداد

قرطبی بہ روایت ہشام ابن محمد تحریر کرتا ہے کہ عدنان و قیذار میں تقریباً چالیس پشتیں ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اہل تدمر کے ایک شخص کی زبانی سنا ہے، (جو کہ ترک یہودیت کر کے مسلمان ہو گیا تھا اور کتب یہود کا اس نے مطالعہ کیا تھا۔) وہ معد بن عدنان کے نسب کو اسماعیل تک کتاب ارمیا نبی علیہ السلام سے بیان کرتا تھا۔ یہ نسب نامہ بہ اعتبار عدد اور اسما کے اس نسب

نامے سے بہت ہی قریب ہے، جس کو قرطبی نے نقل کیا ہے۔ اور جو کچھ ان دونوں میں اختلاف ہے وہ زبان کی وجہ سے ہے؛ کیونکہ یہ اسما زبان عبرانی سے نقل کیے گئے ہیں۔ قرطبی نے زبیر ابن بکار سے بہ سند ابن شہاب بھی نقل کیا ہے کہ مابین عدنان وقیذار اسی قدر پشتیں ہیں۔

ازمعد بن عدنان تا اسماعیلؑ پشتوں کی تعداد

بعض نسابوں نے ان پشتوں کو ضبط کیا ہے، جو مابین معد بن عدنان اور اسماعیلؑ کے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں میں چالیس پشتوں کا فرق ہے۔

یہ نسب نامہ اس نسب نامے سے موافق ہے، جو اہل کتاب کے پاس ہے، جو کچھ ان میں اختلاف ہے، وہ بہ وجہ مغایرت زبان صرف اسما میں ہے۔ علی نے اس کو لکھا ہے اور طبری نے اس کو الی آخرہ نقل کیا ہے۔

ازعدنان تا اسماعیلؑ پشتوں کی تعداد

بعض علمائے نسب عدنان اور اسماعیلؑ میں بیس یا پچیس[1] پشتوں کا فرق بتلاتے ہیں۔

معد کا سلسلۂ نسب بہ روایت ام سلمہؓ

وفی الصحیح عن ام سلمة عن النبی ﷺ انه قال معد بن عدنان بن ادد بن زید بن برا بن أعراق الثری ۔ قالت ام سلمة : وزید هو الهمیسع وبرا هو نبت او نابت وأعراق الثری هو اسمٰعیل۔

(صحیح بخاری میں بہ روایت ام سلمہؓ آیا ہے، وہ روایت کرتی ہیں نبی ﷺ سے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ معد بیٹا ہے عدنان کا اور وہ بیٹا ہے ادد کا اور وہ بیٹا ہے زید کا اور وہ بیٹا ہے برا کا

---

1 پیش نظر عربی نسخوں میں پندرہ (15) ہے۔ دار الفکر 356:2، دار الکتب العلمیہ 343:2۔ [م۔ص]

اور وہ بیٹا ہے اعراق الثری کا۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ زید اور
ہمیسع ایک ہیں، برا اور نبت یا نابت ایک ہیں۔ اعراق الثری
اور اسماعیل ایک ہیں۔)

لیکن سہیلی نے ام سلمہؓ کی اس تفسیر سے انکار کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس حدیث میں برتقدیر تسلیم صحت پشتوں کا گننا اور شمار کرنا مقصود نہیں ہے؛ کیونکہ محققین نسابین نے اس امر پر اتفاق کر لیا ہے کہ عدنان اور اسماعیل میں بُعد زمانہ کی وجہ سے یہ امر عادتاً محال ہے کہ ان دونوں میں چار یا پانچ یا دس پشتوں کا فرق ہے۔

عدنان کی اولاد

طبری کہتا ہے کہ عدنان کے، علاوہ معد کے، چھ لڑکے تھے۔(1) ریب یعنی عک (2) عرق، جس کے نام سے عرق الیمن موسوم ہوا۔(3) آد [اد] (4) اُبی (5) ضحاک (6) عنق۔

ان سب کی ماں ایک تھی اور اس کا نام مَہد د ہے۔ ہشام بن محمد کا یہ خیال ہے کہ مہدد قبیلۂ جدیس سے تھی۔ اور بعضے طواسیم (نسل نقشان[1] ابن ابراہیم) سے بتلاتے ہیں۔

معد بن عدنان کی پرورش

الغرض طبری کا یہ بیان ہے کہ جب اہل حضور نے اپنے نبی شعیب (علیہ السلام) کو شہید کیا، اس وقت اللہ جل شانہ نے ارمیا اور برخیا کو (انبیائے بنی اسرائیل) بہ ذریعۂ وحی اس امر سے مطلع کیا کہ وہ بخت نصر کو عرب پر حملہ کرنے کا حکم دیں اور اس کو یہ دونوں بزرگ اس سے آگاہ کردیں کہ اللہ جل شانہ نے اس کو ان پر مسلط کیا ہے اور یہ کہ وہ دونوں بزرگ معد بن عدنان کو اس ہنگامے سے بچا کر اپنے ملک میں لے آئیں۔ یہ اس غرض سے حکم دیا گیا تھا کہ اس کی نسل سے آنحضرت ﷺ پیدا ہونے والے تھے، جیسا کہ اس سے پیشتر بیان کیا گیا ہے۔

پس ان دونوں بزرگوں نے معد بن عدنان کو اس ہنگامے سے بچایا اور اپنے ساتھ ان میں لے آئے۔ اس وقت معد کی عمر بارہ برس کی تھی۔ معد بن عدنان نے آپ ہی دونوں

---

1 عربی متن میں ''لفشان'' ہے۔ دار الفکر 357:2، دار الکتب العلمیہ 344:2۔ [م۔ص]

بزرگ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی اوران کی کتابوں کی[ان] سے تعلیم پائی۔

عدنان اور بخت نصر میں جنگ

باقی رہا بخت نصر، وہ عرب کی طرف گیا۔ عدنان نے اہل حضور کو لے کر ذات عرق میں اس کا مقابلہ کیا۔ بخت نصر نے ان کو ہزیمت دی اور ان میں سے اکثر کو قتل کیا، جو بچ گئے ان کو گرفتار کر کے بابل کی طرف واپس ہوا، انبار میں لا کر ان کو ٹھہرایا۔ اس کے بعد عدنان مر گیا۔ اور بلاد عرب ایک زمانے تک ویران وخراب پڑا رہا۔

معد کا سفر حج

پھر جب بخت نصر ہلاک ہو گیا تو معد ابن عدنان ابنائے بنی اسرائیل کے ہمراہ مکہ آئے اوران کے ساتھ حج بیت اللہ کیا۔ اس ہنگامے کے بعد معد کے بھائی اور چچا وغیرہ یمن میں جا رہے تھے اورانھیں میں بیاہ شادی کر لی تھی، لیکن بعد چندے جرہم کے ساتھ مکہ کو لوٹا دیے گئے۔

معد کا نکاح

معد بن عدنان نے حج سے فارغ ہو کر اولادِ حرث مضاض جرہمی کے حالات دریافت کیے، معلوم ہوا کہ ان میں سے جرہم بن جلہمہ[1] باقی رہ گیا ہے۔ پس معد بن عدنان نے اس کی لڑکی معانہ سے عقد کر لیا، جس کے بطن سے نزار بن معد پیدا ہوا۔

بنو عدنان کا مسکن

کل بنو عدنان کا[کذا] جائے قیام نجد تھا اور یہ سب باستثنائے قریش بادیہ نشین تھے؛ کیونکہ وہ مکہ میں رہتے تھے۔ نجد، حجاز کے کل بلاد سے مرتفع ہے۔ اس کے اعلیٰ میں تہامہ ویمن، اسفل میں عراق وشام ہے۔

سہیلی کہتا ہے کہ قبائل عرب سے بنو عدنان نے نجد کو اپنے رہنے کے لیے پسند کیا، جس میں بنو قحطان تھے، سوائے طیی کے کسی نے مزاحمت نہ کی۔ پھر بنو عدنان تہامہ وحجاز، بعد ازاں عراق وجزیرہ میں پھیلے۔ یہ سب بعد اسلام کے مختلف ممالک میں جا بسے۔

---

1. پیش نظر عربی نسخوں میں "جہلمہ" ہے۔ دار الفکر 2:357، دار الکتب العلمیہ 2:344۔ [م۔ ص]

آل عدنان

عدنان کے شعوب عک اور معد سے نکلے۔ عک کا اطراف زبید میں قیام تھا۔ بعضے کہتے ہیں کہ عک ابن الدیث ابن عدنان ہے۔ اور یہ روایت بعض یہ عک عدنان[1] ابن عبداللہ (بطون ازد) سے ہے۔ عک بن عدنان سے بنوحابق[2] بن شاہد بن علقمہ بن عک ایک بطن وسیع ہے، جن میں سے زمانۂ اسلام میں رؤسا و امرا ہوئے ہیں۔

آل معد

معد کا ایک بہت بڑا وسیع قبیلہ ہے، اس سے عدنان کی کل پچھلی نسلیں منسوب ہوتی ہیں۔ یہ وہی شخص ہیں کہ جن کا یہ ذکر خیر بیان ہو چکا ہے کہ ان کو ارمیا نبی بہ حکم الٰہی ہنگامۂ بخت نصر سے بچا کر اپنے ہمراہ حران میں لائے تھے۔

ان کی [معد] اولاد سے ایاد اور نزار پیدا ہوئے۔ بعضے کہتے ہیں کہ قنص اور انمار بھی اسی کی صلب سے ہیں۔ پس قنص بعد اپنے باپ کے عرب کا حکمراں ہوا۔ اور اس نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی اپنے بھائی نزار کو حرم سے نکال دینے کا قصد کیا؛ اس وجہ سے اہل مکہ نے خود اس کو نکال کر بجائے اس کے نزار کو مقرر کیا۔

آل نزار اور تقسیم ملکیت

پھر جب اس کا [نزار] زمانۂ وفات قریب آیا تو اس نے اپنی ملکیت کو اپنے چار لڑکوں میں اس طرح تقسیم کیا کہ (1) ربیعہ کو فرس (2) مضر کو قبۂ حمرا (3) انمار کو حماد[3] اور (4) ایاد کو جلہمہ[4] وعصا دیا۔

ان میں سے ایاد کا بہت بڑا خاندان گزرا۔ اسی سے بنواسماعیل کی نسلی ترقی ہوئی۔ بنونصر[5] بن نزار بالانفراد ریاست پر قائم رہے۔ بنوایاد عراق کی طرف چلے گئے اور انمار سروات میں

---

1 عربی متن میں "عدثان" ہے۔ دارالفکر 358:2، دارالکتب العلمیہ 345:2 [م۔ص]
2 عربی متن میں "عایق" ہے۔ دارالفکر 358:2، دارالکتب العلمیہ 345:2 [م۔ص]
3 عربی متن میں "حمار" ہے۔ دارالفکر 358:2، دارالکتب العلمیہ 345:2 [م۔ص]
4 عربی متن میں "حلمه" ہے۔ دارالفکر 358:2، دارالکتب العلمیہ 345:2 [م۔ص]
5 یہاں بظاہر سہو کاتب ہے۔ "بنو مضر" ہونا چاہیے۔ دارالفکر 358:2، دارالکتب العلمیہ 345:2 [م۔ص]

جا ٹھہرا، اس کی اولاد خثعم وبجیلہ یمانیہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ بلاد اکاسرہ میں ان کے بڑے بڑے آثار مشہور ہیں۔ انھوں نے وہاں خوب نام پیدا کیا اور نہایت عزت سے رہے تا آنکہ اکاسرہ نے پیہم حملوں سے ان کو تباہ و پریشان کردیا۔ سب سے زیادہ ان کی خانہ ویرانی اور خانہ بدوشی سابور ذوالا کتاف کے زمانے میں ہوئی، اس نے ان کو فنا کیا، ان کے بچوں کو قتل کیا۔

بطون ربیعہ

نزار سے دو بڑے بطن (1) ربیعہ (2) مضر ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آیادوانمار اسی [نزار] کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ بہرکیف ربیعہ کا ملک مابین جزیرہ وعراق تھا۔ اور وہی ضبیعہ واسد پسران ربیعہ، اسد سے عنزہ وجدیلہ ہیں۔

بنوعنزہ

عنزہ کا ملک انبار سے تین منزل کے فاصلے پر بریۂ عراق مقام عین التمر میں ٹھہرا، پھر وہاں سے منتقل ہوکر اطراف خیبر میں چلا آیا اور ان کے بلاد کے اہل طی مالک ہوئے، جن کو بہ اعتبار نفوس کثرت اور امارت اس وقت تک عراق میں حاصل ہے۔ اور انھیں عنزہ سے افریقیہ میں ایک چھوٹا قبیلہ (بنو ہلال بن عامر) کے ساتھ ہے۔ اور انھیں میں سے کچھ لوگ طے والوں کے ساتھ بریۂ نجد میں بھی ہیں۔

بنوجدیلہ

باقی رہا جدیلہ، پس اس سے عبد قیس وہنب پسران افصی ابن دعمی بن جدیلہ ہیں۔ عبد قیس کا وطن تہامہ تھا، پھر وہاں سے وہ نکل کر بحرین میں چلے آئے۔ بحرین بحر فارس کے غربی جانب ایک وسیع ملک ہے۔ اس کے شرقی سمت یمامہ اور شمالی طرف بصرہ اور جانب جنوب عمان ہے۔ اس کو بلاد ہجر کہتے ہیں۔ اسی بحرین میں قطیف، [ہجر][1]، عسیر، جزیرۂ اوال، احساہے۔ ہجر ہی

1 اصل میں ''ہجر'' نہیں ہے، عربی نسخوں سے یہاں ''ہجر'' کا اضافہ کیا گیا ہے۔ عربی نسخوں میں ''ہجر'' کے بجائے ''ہجر'' ہے۔ دارالفکر 359:2، دارالکتب العلمیہ 46:2۔ [م۔ص]

عراق کی طرف سے دروازۂ یمن ہے۔ عہد حکومت اکاسرہ میں یہ اعمال فارس سے تھا، اس کے بیابانوں میں ایک گروہ کثیر بکر بن وائل اور تمیم کا رہتا تھا۔ پس جب بنو عبدالقیس ان کے جوار میں آئے، تو انھوں نے ان سے مزاحمت شروع کر دی اور ان کے اصلی وقدیمی وطن کو باہم تقسیم کر لیا۔ انھیں میں سے کچھ لوگ بطور وفود آنحضرت (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ازانجملہ منذر بن عائذ بن منذر بن حارث بن نعمان بن زیاد بن نصر ابن عمرو بن عوف بن جذیمہ بن عوف بن انمار بن عمرو بن ودیعہ بن بکر تھے۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ یہ اس قوم کے جاہلیت اور اسلام میں سردار تھے۔ اِن کو آنحضرت (ﷺ) کی صحبت بھی نصیب ہوئی تھی۔

سنہ 9ہجری میں منذر بن ساوی (بنو تمیم) کے ہمراہ جارود بن عمرو بن خنش[1] بن معلٰی بن زید بن حارثہ بن معاویہ بن ثعلبہ بن جذیمہ (یہ ثعلبہ عوف بن جذیمہ کا بھائی ہے۔) کچھ لوگ عبدالقیس کے لے کر حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ ان کو [جارود] بھی صحبت نبوی (ﷺ) نصیب ہوئی۔ یہ پہلے مذہب عیسوی کے پابند تھے، پھر اسلام لائے۔ بعد وفات سرور کائنات قبیلۂ عبدالقیس مرتد ہو گیا، منذر بن نعمان (جس کے باپ کو کسریٰ نے قتل کر ڈالا تھا)[کو] اپنا حکمران بنا لیا۔ پس ان کی سرکوبی کو ابوبکرؓ بن العلا بن الحضر[2] روانہ کیے گئے۔ انھوں نے بحرین کو فتح کیا اور منذر کو مار ڈالا۔ ابتداءً عبدالقیس کی ریاست بنو جارود میں تھی۔ پھر اس کے لڑکے منذر کے قبضے میں آئی اور اس کو عمرؓ نے بحرین کا، پھر اصطخر کا گورنر مقرر کیا۔ پھر عبداللہ بن زیاد نے اس کو ہند کی طرف مامور کیا۔ بعد اس کے اس کا لڑکا حکم[3] بن منذر رہا اور قبل حکومت عراق ولایت بحرین پر واپس بھیجا گیا۔

ہنب بن افصی سے نمر اور وائل پسران قاسط بن ہنب ہیں۔ بنو نمر بن قاسط راس العین میں رہتے تھے۔ اسی قبیلے سے صہیب بن سنان بن مالک بن عبد عمرو بن عقیل بن عامر بن جندلہ بن جذیمہ بن کعب بن سعد بن اسلم بن اوس مناۃ بن النمر بن قاسط آنحضرت (ﷺ) کے مشہور صحابی

1۔ عربی متون میں ''حنش'' ہے۔ دارالفکر 359:2 / دارالکتب العلمیہ 346:2 [م۔ص]
2۔ عربی متن میں ''الحضرمی'' ہے۔ دارالفکر 359:2، دارالکتب العلمیہ 346:2۔ [م۔ص]
3۔ عربی متن میں ''حکیم'' ہے۔ دارالفکر 359:2، دارالکتب العلمیہ 346:2۔ [م۔ص]

(رضی اللہ عنہ) ہیں۔ یہ روم کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں؛ اس وجہ سے کہ ان کے باپ (سنان) کو کسریٰ نے ایلہ[1] کا گورنر مقرر کیا تھا۔ بنونمر بن قاسط نے بھی اوروں کی دیکھا دیکھی ردت کی طرف قدم نکالے تھے، جو آئندہ مذکور ہوگا۔ اسی قبیلے سے ابن القریہ (جو زمانۂ حجاج میں مشہور فصحا سے تھا) اور منصور بن النمر مادح الرشید ہے۔

بنو وائل

بنو وائل کا بھی بہت بڑا قبیلہ ہے۔ ان میں سے بنوتغلب اور بنوبکر بن وائل زیادہ مشہور ہیں۔ یہ دونوں قبیلے وہی ہیں جن میں ایک زمانۂ دراز تک لڑائی جاری تھی۔ یہ جزیرۂ فراتیہ میں سنجار و نصیبین کی طرف رہتے تھے۔ اور یہ بلاد و دیار ربیعہ کے نام سے معروف تھے۔ رومیوں کی ہمسائیگی کی وجہ سے ان میں عیسائیت زیادہ پھیلی ہوئی تھی۔

عمرو بن کلثوم مشہور شاعر بنوتغلب سے ہے۔ نسب اس کا اس طرح پر ہے:

عمرو بن کلثوم بن مالک بن عتاب ابن سعد بن زہیر بن جشم
بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غانم بن تغلب۔

اس کی [عمرو بن کلثوم] ماں کا نام ہند بنت مہلہل ہے۔ اور اس کی اولاد سے مالک بن طوق بن عتاب بن زافر بن شریح بن عبداللہ بن عمرو بن کلثوم ہے۔ اسی کی طرف رحبہ مالک بن طوق (فرات پر) اور عاصم بن نعمان عم عمرو بن کلثوم منسوب ہوتے ہیں۔ یہ [عاصم بن نعمان] وہی شخص ہے، جس نے شرحبیل بن الحرث بادشاہ آکل المرار کو یوم کلاب میں قتل کیا تھا۔

بنوتغلب

اور اسی بنوتغلب سے کلیل و مہلہل پسران ربیعہ بن الحرث بن زہیر بن جشم ہیں۔ کلیب بنوتغلب کا سردار تھا اسی کو جساس بن مُرّہ بن ذہل بن شیبان نے قتل کیا تھا۔ یہ اس کی بہن کا شوہر تھا۔ ایک روز اتفاق سے بسوس کا ناقہ کلیب کی چراگاہ میں چلا گیا۔ کلیب نے اس کو ایک تیر مارا، جس سے وہ مر گیا۔ جساس نے بسوس کی طرف داری کی اور اس کے عوض کلیب کو مار ڈالا۔ اس کا بھائی مہلہل بنوتغلب کو جمع کر کے بنوبکر سے بدلہ لینے کو اٹھ کھڑا ہوا۔ چالیس برس تک ان میں لڑائی

---

[1] عربی نسخوں میں "ایلہ" کے بجائے "اُبلّہ" ہے۔ دارالفکر 360:2، دارالکتب العلمیہ 347:2۔[م۔ص]

جاری رہی، جس کے واقعات اور اخبار معروف ومشہور ہیں۔

بنوشعبہ جو اس وقت تک طائف میں موجود ہیں، وہ شعبہ بن مہلہل کی اولاد سے ہیں۔

اسی قبیلۂ تغلب سے ولید بن ظریف[1] بن عامر خارجی (بنوصیفی بن حی بن عمرو ابن بکر بن حبیب سے) اور بنوحمدان ملوک موصل وجزیرہ عہد حکومت المتقی اور اس کے بعد زمانۂ خلافت خلفائے عباسیہ میں گزرے ہیں، جن کا ذکر اخبار بنی عباس میں آئے گا۔ اور یہ بنوحمدان عدی بن اسامہ بن غانم بن تغلب کی نسل سے ہیں۔ انھیں میں سیف الدولہ ایک مشہور اور نامور گزرا ہے۔

بنوبکر

بکر بن وائل نے بھی ایک حد تک اعلیٰ درجے کی شہرت اور ناموری حاصل کی۔ اس میں سے یشکر بن بکر بن وائل، بنوعکابہ[2] بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ہیں۔ اور نیز انھیں میں بنوحنیفہ وبنوعجل پسران لجیم بن صعب شمار کیے جاتے ہیں۔

بنوحنیفہ

پھر بنوحنیفہ کی بہت سی شاخیں ہیں اور اس کے متعدد بطون ہیں۔ زیادہ تر ان میں بنوالدول بن حنیفہ ہیں۔ وطن ان کا یمامہ (ارض حجاز) میں ہے، جس کے شرق میں بحرین اور بنوتمیم ہیں۔ عرب میں اس کی سرحد اطراف یمن وحجاز سے ملتی ہے۔ جنوب میں نجران اور شمال میں نجد ہے۔ یمامہ کا طول بیس منزلوں کا مکہ سے چار دن کے راستے پر ہے۔ بہ اعتبار باغات وکاشت کاری کے عمدہ ترین بلاد عرب سے شمار کیا جاتا ہے۔ اس کا دارالحکومت حجر (بالفتح) ہے۔

اس میں ایک شہر یمامہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہی شہر قبل حکومت بنوحنیفہ بادشاہان سلف کا دارالحکومت تھا۔ بعد ان کے بنوحنیفہ نے اپنے عہد حکومت میں مقام حجر کو اپنا دارالقیام بنایا اور پھر ایسا ہی حالت اسلام میں باقی رہا۔ پہلے اسی یمامہ میں بنوہمدان بن یعفر بن السکسک بن وائل بن حمیر آئے اور اس میں جو لوگ قبیلۂ طسم وجدیس سے رہتے تھے، ان پر استیلا، غلبہ حاصل کر لیا۔ ان کا آخری بادشاہ جیسا کہ طبری نے ذکر کیا ہے، قرط بن یعفر تھا۔ پھر جب یہ ہلاک

---

1. عربی متن میں "طریف" ہے۔ دارالفکر 2:360، دارالکتب العلمیہ 2:374۔ [م۔ص]
2. عربی نسخوں میں "عکابہ" ہے۔ دارالفکر 2:362، دارالکتب العلمیہ 2:350 [م۔ص]

ہوگیا تو اس کے بعد طسم وجدیس نے پھر یورش کر کے حکومت چھین لی۔ انھیں میں زرقا ہمشیرۂ رباح بن مرہ ابن طسم تھی، جیسا کہ ان کے حالات و اخبار میں بیان کیا گیا۔ پھر یمامہ پر انجام کار بنوحنیفہ غالب آئے اور طسم وجدیس کو مغلوب کر لیا۔ بنوحنیفہ سے بنومرہ[1] بن علی بن یمامہ بن عمرو بن عبدالعزی بن شحیم بن مرہ ابن الدول بن حنیفہ حکمرانی کرتا تھا۔ اور زمانۂ بعثت میں یمامہ کی حکمرانی ثمامہ بن اثال بن نعمان ابن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ کے قبضے میں تھی۔ اسی قبیلے سے نافع بن ازرق بن قیس بن صبرہ بن ذہل بن الدول بن حنیفہ خارجی ہے۔ اسی کی طرف ازارقہ منسوب کیے جاتے ہیں اور انھیں میں سے مجلم[2] بن سبیع بن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ، مسیلمہ کذاب کا مصاحب خاص تھا۔ مسیلمہ بنوعدی بن حنفیہ سے ہے۔ اور اس کا نسب اس طرح پر ہے :

مسیلمہ بن ثمامہ بن کثیر بن حبیب بن الحرث بن عبدالحرث بن عدی۔

اس کے واقعات اور اخبار نہایت شہرت پذیر ہیں۔ اور عنقریب اس کے حالات لکھے جائیں گے۔

بنوعجل

بنوعجل بن لجیم بن صعب وہ ہیں، جنھوں نے مقام موتہ جنگ ذی قار میں فارس کو ہزیمت دی تھی۔ یہ لوگ یمامہ سے بصرہ تک پھیلے ہوئے تھے، مگر اب ان کے آثار باقی نہ رہے، ہاں ان کے اخلاف سے اس بلاد میں بنوعامر (یعنی المنتفق بن عقیل بن عامر) پائے جاتے ہیں۔ انھیں میں سے بنوابی دُلف عجلی ہیں۔ ان کی حکومت عراق عجم میں تھی، جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

---

1 عربی متن میں هوذه بن علی بن ثمامه بن عمرو...... ہے۔ نسخۂ دارالفکر 2:361۔ [م۔ص]

2 عربی متن میں "عجلم" کے بجائے "محلم" ہے۔ نسخۂ دارالفکر 2:361، نسخۂ دارالکتب العلمیہ 2:348۔ [م۔ص]

بنو عکابہ

عکابہ [عکابۃ[1]] بن صعب بن علی بن بکر بن وائل سے تیم اللہ و قیس پسران ثعلبہ بن عکابہ [عکابۃ[2]] اور شیبان بن ذہل بن ثعلبہ تین بہت بڑے عظیم الشان قبائل ہیں۔

بنو شیبان

جن میں سے بہ اعتبار نسلی ترقی کے بنو شیبان کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ ابتدائے اسلام میں شرقی دجلہ جانب موصل میں ان کی بہت کثرت تھی اور اکثر ائمۂ خوارج ربیعہ کے انھیں میں سے ہیں۔ ایام جاہلیت میں ان کا سردار مرہ بن ذہل بن شیبان تھا۔ اس کے دس لڑکے تھے، جن سے دس قبائل نکلے۔ مشہور تر اُن میں سے ہمام وجساس ہیں۔ ابن حزم کہتا ہے کہ ایک ہمام سے اٹھارہ[3] بطن نکلے ہیں۔ واللہ اعلم۔

یہ جساس وہی ہے، جس نے کلیب اپنی بہن کے شوہر (سردار بنو تغلب) کو اس وجہ سے مار ڈالا تھا کہ اس نے بسوس کے ناقہ کو مارا تھا۔ کلیب کا لڑکا اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد بنو شیبان میں پرورش پاتا رہا تا آنکہ سن شعور کو پہنچا اور اس کو یہ معلوم ہوا کہ جساس میرا ماموں ہے اور اسی نے کلیب کو قتل کیا ہے۔ ابن کلیب ایک روز موقع پا کر جساس کو قتل کر کے بنو تغلب میں بھاگ آیا۔ جساس کے لڑکوں میں سے بنو الشیخ ہیں، جن کی حکومت آمد میں تھی، جس کو خلیفہ المعتضد نے نیست و نابود کیا۔ اور بنو شیبان سے ہانی[4] بن مسعود ہے، جس نے یوم ذی قار میں ناموری کا بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ یہ ہانی [ہانی[5]] مسعود بن عامر بن ابی ربیعہ بن ذہل بن شیبان کا لڑکا ہے۔ اسی قبیلے سے ضحاک بن قیس خارجی ہے، جس نے زمانۂ مروان بن محمد میں مذہب صُفریہ پر بیعت کی تھی اور کوفہ وغیرہ کا حکمران ہوا تھا اور آخرکار مروان ہی نے اس کو قتل کیا۔ اس کی خلافت کی بیعت بنو امیہ میں سے ایک گروہ نے بھی کی، از انجملہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک

---

1. عربی نسخوں میں "عکابۃ" ہے۔ دار الفکر 362:2، دار الکتب العلمیہ 350:2۔ [م۔ص]
2. ایضاً۔
3. عربی متن میں ثمانیة و عشرون ہے، یعنی اٹھارہ کے بجائے اٹھائیس ہے۔ دار الفکر 362:2، دار الکتب العلمیہ 350:2۔ [م۔ص]
4. عربی متن میں "ھانی" ہے۔ دار الفکر 362:2، دار الکتب العلمیہ 350:2۔ [م۔ص]
5. ایضاً۔

وعبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز تھے۔

ضحاک کا سلسلۂ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے :

ضحاک بن قیس بن الحصین بن عبداللہ بن ثعلبہ بن زید مناۃ
بن ابی عمرو بن عوف بن ربیعہ بن محلم بن ذہل بن شیبان۔

ہم اپنی کتاب کے پڑھنے والوں کو اس کے واقعات آئندہ سنائیں گے۔

الغرض مثنیٰ [بن] حارثہ اسی قبیلے سے ہے، جس نے سواد عراق کو زمانۂ خلافت خلیفۂ اول و دوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میں فتح کیا تھا۔ اس کا بھائی مُعنّیٰ بن حارثہ ہے۔ عمران بن خطان[1] سردار خوارج بھی اسی قبیلے سے ہے۔

[توضیح مترجم]

بہ نظر مناسبت کلام اس مقام پر مناسب یہ ہے کہ پہلے ہم حضرت اسماعیلؑ کے بیٹوں کے نام اور ان کی جائے سکونت کو مختصر طور پر بیان کردیں، جس کی اولاد سے تمام سرزمین عرب معمور ہے، بعد اس کے عدنان کے پشت نامہ کو جس طرح پر ہم نے تحقیق کیا ہے ہدیۂ ناظرین کریں۔

حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ (1) بنایوث، (2) قیداز [کذا]، (3) اوبیل، (4) مبسام، (5) مشماع، (6) دوماہ، (7) مسا، (8) حدر، (9) تیما، (10) یطور، (11) نافیش اور (12) قیدماہ۔

بنایوث: شمالی مغربی حصۂ عرب میں آباد ہوا۔ رونڈ فاسٹر کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم، عرب الحجر کے وسط سے لے کر مشرق کی جانب اور وادی القریٰ کے اندر تک اور

---

1 نسخۂ دارالفکر 362:2 میں ''حطان'' ہے اور نسخۂ دارالکتب العلمیہ 350:2 میں ''حطان'' ہے۔ بہر حال ''خطان'' نہیں ہے جیسا کہ متن میں ہے۔ [م-ص]

جنوب کی طرف کم از کم منتہائے خلیج عیلام اور حدود حجاز تک پھیلی ہوئی تھی۔

قیذار: بنوبت کے جنوب کی طرف گیا اور حجاز میں آباد ہوا۔ اس قوم کی عظمت وجلال زبور داؤد، کتاب اشعیاہ، ارمیاہ اور حزقیل کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی قوم میں آنحضرت (ﷺ) پیدا ہوئے۔ یہ امر تسلیم شدہ اور مستند ہے کہ قیذاز [کذا] سے عدنان اور عدنان سے قریش اور قریش سے آنحضرت (ﷺ) ہیں۔

ادبئیل: اس شخص کا کچھ پتہ ونشان نہیں ملتا۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ابتدائی مقام سکونت اس کے بھائیوں کے قرب وجوار میں تھا۔

مبسام اور مشماع: دونوں معدوم الآثار ہیں، نہ ان کا پتہ عرب کے قدیم جغرافیہ میں ہے اور نہ جدید میں۔

دوماہ: پہلے اس کی اولاد تہامہ کے جنوب میں مدینہ کے قرب وجوار میں آباد ہوئی، پھر جب اس کی اولاد بڑھی تو یہ قوم اس مقام پر آباد ہوئی جہاں پر بالفعل دَومۃ الجندل واقع ہے۔

مسا: تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مسا کی قوم نواح حجاز میں سکونت پذیر ہوئی تھی، بعد ازاں وہاں سے منتقل ہو کر یمن میں چلی آئی۔

حدر: تواریخ الایام میں اس کو ''حدو'' لکھا [گیا] ہے، اس نے اپنی سکونت جنوبی سمت اختیار کی اور حجاز میں آبسا۔

تیما: اس کا ابتدائی مقام صوبۂ حجاز میں تھا، معلوم نہیں کس زمانے میں اس کی اولاد تمام وسط نجد میں پھیل گئی اور کچھ لوگ

ان میں سے خلیج فارس کے برابر جا بسے۔

یطور: اس کی قوم جبل قاسیون کے جنوب اور جبل الشیخ کے مشرق اور شاہراہ حجاز کے مغرب میں واقع مقام ضلع "جدور" میں آباد ہوئی۔

نافیش: اس کا کچھ پتہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس نے کہاں سکونت اختیار کی۔

قیذ ماہ: غالباً یہ شخص یمن میں آباد ہوا۔ مسعودی لکھتا ہے:

اصحاب الرس کانوا من ولد اسمعیل وهم قبیلتان یقال لاحدهما قدمان ولاخری یامین وقیل رعویل وذلك بالیمن (اصحاب رس، اسماعیلؑ کی اولاد سے تھے اور وہ دو قبیلے تھے، ایک کو قدمان اور دوسرے کو یامین اور بعضے رعویل کہتے ہیں اور یہ یمن میں تھے۔)

حضرت اسماعیلؑ کے ان بارہ بیٹوں نے کوئی بڑی شہرت حاصل نہیں کی، سوائے اس کے کہ یہ عرب کی بارہ مختلف قوموں کے مورث اعلیٰ ہوئے۔ ہاں ایک مدت دراز کے بعد عدنان کی اولاد (جو قیذار بن اسماعیلؑ کی نسل سے تھا) مختلف شاخوں میں متفرق ہوگئی۔ سب سے بڑی ناموری اس کی اس میں ہوئی کہ آنحضرت (ﷺ) اس کی اولاد میں ہوئے، جن کی ذات بابرکات سے تمام سرزمین عرب پر رحمت الٰہی پھیل گئی اور رفتہ رفتہ تمام عالم پر اللہ جل شانہ کی برکات اور اس کی عبادات پھیلتی جاتی ہے۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔ (اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے، کافر برا مانا کریں۔)

شجرۂ نسب بنو قیدار بن اسماعیل علیہ السلام

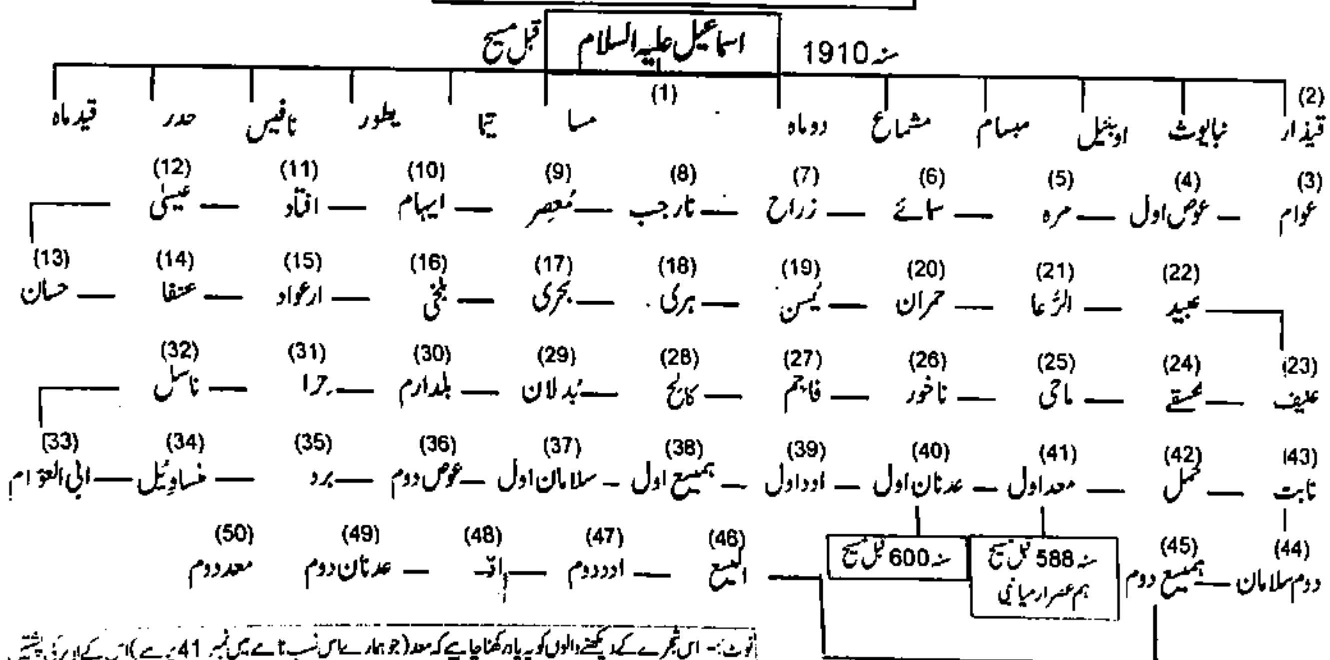

نوٹ:- اس شجرے کے دیکھنے والوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ معد (جو ہمارے اس نسب نامے میں نمبر 41 پر ہے) اس کے اوپر کی پشتیں برخیا کاتب الوحی ارمیانبی کے پشت نامے سے لی گئی ہیں اور اس کے نیچے "اجرا" کا لکھا ہوا پشت نامہ لگا دیا گیا ہے۔ [مترجم]

شجرۂ نسب بنو عدنان

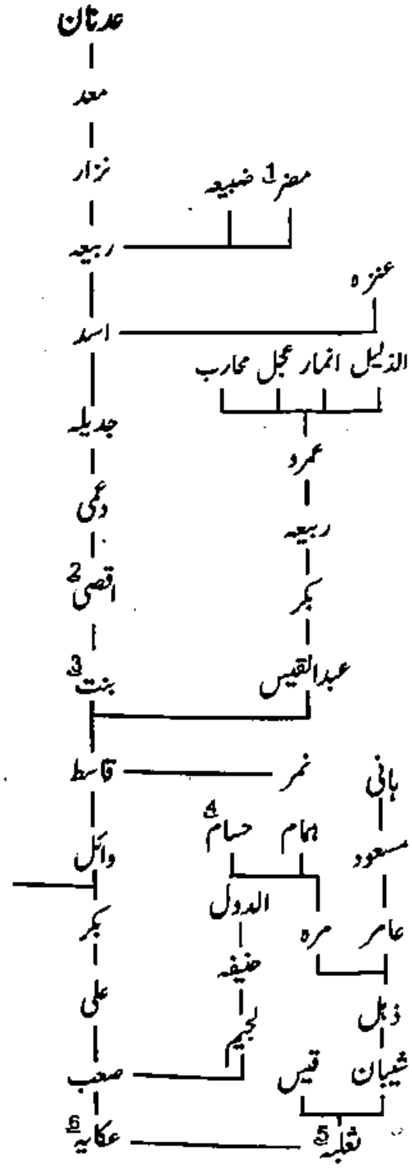

نوٹ:- وائل کے دوسرے بیٹے "تغلب" کا شجرہ آئندہ صفحے پر ہے۔ [م-ص]

نوٹ:- حواشی اگلے صفحے پر دیکھیں

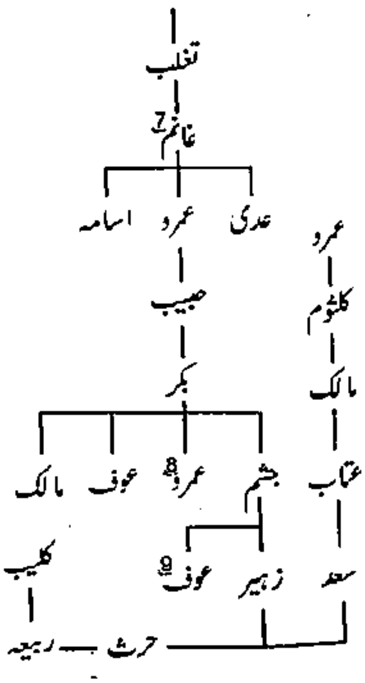

1 پیش نظر عربی متن میں ''معتر'' نہیں ہے۔ [م۔ص]
2 عربی متن میں ''فصی'' ہے۔ [م۔ص]
3 عربی متن میں ''نعب'' ہے۔ [م۔ص]
4 عربی متن میں ''جساس'' ہے۔ [م۔ص]
5 عربی متن میں ''ثعلبہ'' کے بعد ''ذہل'' اور ''ذہل'' کے بعد ''شیبان'' ہے، یعنی اصل نسخے میں ثعلبہ اور شیبان کے درمیان ایک کڑی ''ذہل'' درج ہونے سے رہ گئی۔ [م۔ص]
6 عربی متن میں ''عکابہ'' ہے۔ [م۔ص]
7 پیش نظر شجرے کے مطابق غانم کی تین اولاد ہیں؛ عمرو، عدی اور اسامہ۔ لیکن عربی نسخوں کے شجروں میں غانم کی دو اولاد ہیں؛ عمرو اور اسامہ، اور عدی اسامہ کا بیٹا ہے یعنی غانم کا پوتا۔ [م۔ص]
8 عربی متن میں ''عمر'' ہے ''عمرو'' نہیں ہے۔ [م۔ص]
9 عربی نسخوں کے شجرے میں ''جشم'' کا صرف ایک لڑکا ''زہیر'' ہے، ''عوف'' نہیں ہے۔ [م۔ص]

نوٹ:۔ حوالے کے لیے دیکھیں نسخہ دار الفکر 2:363، دار الکتب العلمیہ 2:349۔ [م۔ص]

قبائل مضر بن نزار

حجاز میں یہ فخر واعزاز بنو مضر بن نزار ہی کو حاصل تھا کہ وہ کل بنوعدنان سے بہ اعتبار کثرت وغلبہ کے زیادہ تھے۔ ان کی ریاست وحکومت مکہ میں تھی۔ اس سے دو بڑے عظیم الشان قبیلے (1) خندف (2) قیس نکلے؛ کیونکہ مضر کے دولڑکے تھے، ایک الیاس دوسرا قیس (عیلان)۔ الیاس کے تین لڑکے تھے (1) مدرکہ (2) طابخہ (3) قمعہ۔

الیاس کی بی بی قبیلۂ قضاعہ سے تھی، [اصلی نام اس کا لیلیٰ بنت حلوان (ابن عمران بن الحافی ابن قضاعہ) تھا،[1]] لیکن خندف کے نام سے مشہور تھی، چونکہ اسی کی طرف کل بنوالیاس منسوب ہوگئے؛ اسی وجہ سے قبیلۂ مضر بطون خندف وقیس عیلان کی طرف منقسم ہوگیا۔

قیس عیلان کے تین بیٹوں (1) کعب (2) عمرو اور (3) سعد سے تین شاخیں نکلیں۔

بنو قیس

عمرو بن قیس سے بنوفہم وبنوعدوان پسران قیس ہیں۔ اور عدوان ایک وسیع بطن ہے۔ یہ لوگ طائف (ارض نجد) میں رہتے تھے۔ عمالقہ [Amalecites] کے بعد آباد یہاں آئے، پھر ان کو ثقیف نے مغلوب کر کے تہامہ کی طرف نکال دیا۔ اسی قبیلے سے عامر بن الظرب بن عمرو ابن عباد بن یشکر بن عدوان زمانۂ جاہلیت میں عرب کا حکم تھا۔ اور نیز انھیں میں سے ابوسیارہ اور عُمیلہ بن الاعزل بن خالد بن سعد بن الحرث بن رایش بن زید بن عدوان اور کچھ لوگ ان دنوں افریقہ میں گاہے بنوسلیم اور گاہے ریاح بن ہلال بن عامر کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور بنوفہم بن عمرو سے بہ روایت بیہقی بنوطرود بن فہم ایک بڑا خاندان ارض نجد میں تھا، جن میں اعشیٰ تھا، لیکن فی الحال وہاں اب کوئی ان میں باقی نہ رہا، ہاں افریقہ میں کچھ لوگ سلیم وریاح کے ساتھ موجود ہیں۔

---

1. قلابین کی عبارت مترجم کی طرف سے اضافہ ہے۔ ابن خلدون نے اس موقع پر الیاس کی بیوی کے اس نام کی تصریح نہیں کی ہے، جس کو مترجم نے رقم کیا ہے۔ ابن خلدون نے زوجۂ الیاس کا نام خندف لکھا ہے، جیسا کہ مترجم نے آگے ترجمہ کیا ہے۔ [م۔ص]

سعد بن قیس سے (1) غنی (2) باہلہ (3) غطفان اور (4) مرہ ہیں۔ غنی بنو عمرو بن اعصر بن سعد ہے۔ اور باہلہ سے بنو مالک بن اعصر بن سعد، خراسان کا مشہور حاکم، اور اسی قبیلے سے اصمعی (عرب کا مشہور شاعر) ہے۔ اس کا نام عبدالملک ہے اور علی بن قریب بن عبدالملک ابن علی بن اصمع بن مطر بن ریاح بن عمرو بن عبدشمس بن اعیا بن سعد بن عبد غانم بن قتیبہ ابن معن بن مالک کا بیٹا ہے۔

بنو غطفان

بنو غطفان بن سعد ایک وسیع بطن ہے، جس سے بہت سی شاخیں نکلی ہیں۔ یہ قوم نجد کے اس حصے میں آباد تھی، جو وادی القریٰ اور طے کے دونوں پہاڑوں سے ملا ہوا تھا۔ پھر یہ لوگ زمانۂ فتوحاتِ اسلامیہ میں متفرق اور منتشر ہو گئے، اور اس پر قبائل طے مستولی ہو گئے، اس وقت ان میں سے اس مقام پر کوئی باقی نہ رہا۔ بنو غطفان کے تین بطن تھے، از انجملہ اشجع بن ریث بن غطفان اور عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان اور ذُبیان ہیں۔ بنو اشجع مدینہ (نبویہ ﷺ) میں رہتے تھے۔ ان کی سرداری معقل بن سنان مشہور صحابی کے قبضے میں تھی۔ اسی قبیلے سے نعیم بن مسعود بن انیف بن ثعلبہ بن قنذ بن خلاوہ بن شبیع[1] بن اشجع ہے، جس کے احلاف آنحضرت کے زمانے میں منتشر ہو گئے۔ اس وقت نجد میں ان میں سے کوئی باقی نہ رہا، سوائے اس کے کہ اطرافِ مدینہ میں کچھ لوگ باقی ہیں۔ اور مغرب اقصیٰ میں اب بھی ایک بڑا قبیلہ ہے جو عرب معقل کے ساتھ اطراف سجلماسہ اور وادی ملویہ میں پھیلا ہوا ہے۔

بنو عبس

بنو عبس کا قبیلہ بنو عدہ بن قطیعہ میں منحصر ہے۔ اسی قبیلے سے ربیع بن زیاد وزیر نعمان تھا۔ اور اس کے بھائی بنو الحرث بن قطیعہ سے اس کا سردار زہیر بن جذیمہ ابن رواحہ بن ربیعہ بن آزر بن الحرث ہے۔ اس کو کل بنو غطفان پر سرداری حاصل تھی۔ اس کے چار لڑکے تھے، از انجملہ قیس ہے، جو بعد اپنے باپ کے عبس کا سردار ہوا۔ اور اس کا لڑکا زہیرہ ہے، جو صاحب داحس

---

1. عربی متن میں ''سُبیع'' ہے۔ [م۔ص]

وغبر[1] ہے۔ [داحس قیس کا اور غبر[2] حذیفہ ابن نذر[3] سردار فزارہ کا لڑکا ہے[4]۔] قیس و حذیفہ دونوں تیر اندازی کر رہے تھے، باتوں ہی باتوں میں مشاجرت کی نوبت آ گئی، ایک دوسرے سے بگڑ گئے۔ قیس نے حذیفہ کو مار ڈالا، جس سے عبس و فزارہ اور برادران قیس بن زہیر الحرث و شاس و مالک میں ایک زمانے تک لڑائی جاری رہی۔ مالک اسی لڑائی میں مارا گیا۔

اسی قبیلے سے مشہور صحابی حذیفہ بن الیمانی بن حسل ابن جابر بن ربیعہ بن جروہ بن الحرث بن قطیعہ ہیں۔ اور عبس بن جابر سے بنو غالب بن قطیعہ ہے۔

اسی قبیلے سے عنترہ ابن معاویہ بن شداد بن مراد بن مجذوم [مخزوم][5] بن مالک بن غالب مشہور شہسوار ہے، جو شعرائے ستہ جاہلیت میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کے احلاف سے حطیئہ مشہور شاعر ہے۔ اس کا نام جرول بن اوس بن جویہ بن مجذوم [مخزوم] ہے۔

اس وقت نجد میں بنو عبس سے کوئی باقی نہیں رہا، ہاں قبیلۂ زُغبہ (بنو ہلال) میں اب بھی ایک گروہ ہے، جو عبس کی طرف منسوب ہوتا ہے، لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ یہ وہی عبس ہے یا دوسرا [عبس]، جس کی طرف زُغبہ میں سے یہ گروہ منسوب کیا گیا۔

بنو ذبیان

ذبیان بن بغیض کے تین بطن (1) مرہ (2) ثعلبہ اور (3) فزارہ ہیں۔ فزارہ کی پانچ شاخیں ہیں: (1) عدی (2) سعد (3) شمخ (4) مازن (5) ظالم۔ جاہلیت میں یہ بدر بن عدی پر سرداری کرتے تھے۔ اسی کی اولاد سے عیینہ بن حصن بن حذیفہ ہے، جس نے ابتدائے بیعت

---

1 عربی متن میں ''غبرا'' ہے۔ دار الفکر 2:365، دار الکتب العلمیہ 2:352 [م۔ص]
2 ایضاً
3 عربی نسخوں میں ''نذر'' کے بجائے ''بدر'' ہے۔ دار الفکر 2:365، دار الکتب العلمیہ 2:352 [م۔ص]
4 قلابین کی عبارت سے قاری کو راست طور پر یہ اطلاع ملتی ہے کہ داحس قیس کا لڑکا ہے اور غبر [غبرا] حذیفہ ابن نذر [بدر] سردار فزارہ کا لڑکا ہے، جب کہ صورت حال مختلف ہے۔ ابن خلدون اس جگہ ایک دوسری بات کہہ رہے ہیں، مصنف اور مترجم کے درمیان اس جگہ کوئی ربط یا علاقہ نہیں ہے؛ اس لیے معنی و مراد خبط ہو گئے ہیں۔ دراصل 'داحس' اور 'غبرا' گھوڑوں کے نام ہیں، 'داحس' قیس کا گھوڑا تھا اور 'غبرا' حذیفہ بن بدر سردار فزارہ کے گھوڑے کا نام تھا۔ دار الفکر 2:365، دار الکتب العلمیہ 2:352 [م۔ص]
5 عربی نسخوں میں ''مجذوم'' کے بجائے ''مخزوم'' ہے۔ دار الفکر 2:365 / دار الکتب العلمیہ 2:352۔ [م۔ص]

خلیفۂ اول [حضرت ابوبکر] میں مدینہ منورہ پر شب خون مارا تھا۔ آنحضرت ﷺ اس کو احمق مطاع، سے موسوم فرماتے تھے۔

اسی قبیلے سے مشہور صحابی سمرہ بن جندب بن ہلال بن خدیج بن مرہ بن خرق بن عمرو بن جابر بن خُشین ذی الراسین ابن لائی بن عصیم بن شمخ بن فزارہ ہیں۔

بنوسعد بن فزارہ سے یزید بن عمرو بن ہبیرہ بن معید[1] بن سُکین بن خدیج بن بغیض بن مالک بن سعد ابن عدی بن فزارہ حاکم عراقین، زمانۂ حکومت یزید بن عبدالملک اور مروان بن محمد میں تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس کو المنصور نے بعد تکمیل معاہدہ قتل کیا ہے۔

بنومازن بن فزارہ سے ہرم بن قطیعہ[2] ہیں، جنھوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام لائے۔ ان میں سے بھی اب نجد میں کوئی باقی نہ رہا، لیکن اس وقت تک ایک گروہ کثیر افریقہ اور مغرب میں موجود ہے۔ بعض ان میں کے مغرب اقصیٰ میں معقل کے ساتھ مل جل گئے ہیں اور ان کو ایک گونہ قوت اور کثرت حاصل ہوگئی ہے۔ اور بعض ان میں کے بنوسُلیم بن منصور کے ساتھ افریقہ میں شامل ہوگئے ہیں۔ یہ لوگ اولاد ابواللیل (شعوب بنی [بنو] سلیم) کے احلاف میں ہیں۔ ان کے ساتھ لڑائیوں میں نکلتے ہیں، سلطنت کے امور اہم میں شریک ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے رتبۂ وزارت تک پہنچ گئے ہیں، منجملہ ان کے معن بن معاطن وزیر حمزہ بن عمر بن ابی اللیل (امیر کعوب) مشہور تر ہے، جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

بعضے یہ خیال کرتے ہیں کہ بنومرین (جو اس وقت زاب کے امیر ہیں) اسی قبیلے سے ہیں اور وہ مازن بن فزارہ کی طرف نسباً منسوب ہوتے ہیں، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ وہ ایک محفوظ نسب ہے، جس کی طرف بعض بدویان فزارہ منسوب ہوتے ہیں۔ اور امرائے زاب ان کی عالی نسبی کی وجہ سے اپنے کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں، مگر بدویان فزارہ بہ وجہ رعایا ہونے کے امرائے زاب کو اس نسب سے منع نہیں کرسکتے۔

1۔ عربی نسخوں میں "معیہ" ہے۔ دارالفکر 2:366 / دارالکتب العلمیہ 2:352۔ [م۔ص]

2۔ عربی متن میں "قطبہ" ہے۔ [م۔ص]

بنومرہ

بنومرہ بن عوف بن سعد بن ذبیان سے ہرم بن سنان بن غیظ بن مرہ ہے۔ اس قوم کا زمانۂ جاہلیت میں مرہ سردار تھا، جس کی مدح زہیر بن ابی سُلمیٰ نے کی تھی۔ اور نیز اسی قبیلے سے فاتک (یعنی حرث بن ظالم بن جذیمہ بن یربوع بن غیظ) اور مسلم بن عقبہ بن ریاح بن اسعد بن ربیعہ بن عامر بن مالک بن یربوع سپہ سالار یزید بن معاویہ ہے، جو یوم حرہ اہل مدینہ پر چڑھ کر آیا تھا۔ یہ قوم نجد کے اس حصے میں رہتی تھی، جو وادی القریٰ سے ملا ہوا ہے۔ زمانۂ فتوحات اسلام میں یہ لوگ بھی منتشر ہو گئے اور ان بلاد میں ان کا نام ونشان تک نہ رہا۔ ان کے چلے جانے کے بعد قبائل طے نے یہاں پر اپنا عمل ودخل کر لیا تھا اور ان کے منقضی ہونے پر بنوسعد بن قیس بھی معدوم الآثار ہو گئے۔

بنوسُلیم کی شاخیں

خصفہ بن قیس سے دو بڑے بطن نکلے (1) بنوسلیم بن منصور (2) ہوازن بن منصور۔ ہوازن کی نسلی شاخیں بہت ہیں، جن کا ذکر آئندہ آئے گا۔ انھیں دونوں کے ساتھ بنومازن بن منصور اور بنومحارب بن خصفہ بھی ملحق ہوتے ہیں، لیکن بنومازن عدداً قلیل ہیں۔ بنومازن سے عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نشیب بن وہب بن زید بن مالک بن عبدعوف بن الحرث بن مازن مشہور صحابی تھے، جنھوں نے زمانۂ خلافت عمرؓ ابن الخطاب میں بصرہ آباد کیا تھا۔ انھیں کی طرف عتبی منسوب کیے جاتے ہیں، جو ایک زمانے میں خراسان کے گورنر تھے۔

بنوذکوان اور بنوعبس

بنوسلیم کی بہت سی شاخیں ہیں۔ از انجملہ بنوذکوان بن رفاعہ بن الحرث بن رجا بن الحارث بن بہثہ بن سلیم اور ان کے نسبی بھائی بنوعبس بن رفاعہ ہیں، [جن] میں سے عباسؓ بن مرداس بن ابی عامر بن حارثہ بن عبد قیس مشہور صحابی ہیں، جن کو جنگ حنین میں آنحضرت (ﷺ) نے مؤلفۃ القلوب کی مد میں حصہ دیا تھا۔ ان کے باپ مرداس نے خنسا سے عقد کیا تھا،

جس کے بطن سے عباس پیدا ہوئے

بنوثعلبہ

اور نیز بنوسلیم سے بنوثعلبہ بن بہثہ ابن سلیم ہیں۔ اسی قبیلے سے عبید بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن ابی الاعوروالی افریقہ ہے۔ اس کا دادا ابوالاعور معاویہ کا سپہ سالار تھا، اس کا نام عمرو بن سفیان بن عبدشمس بن سعد بن قائف بن الاوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ تھا۔ اور الرود بن خالد بن حذیفہ بن عمرو ابن خلف بن مازن بن مالک [بن] ثعلبہ یوم فتح بنوسلیم کا سردار تھا۔ اور عمرو بن عتبہ بن منقذ ابن عامر بن خالد زمانۂ جاہلیت میں آنحضرت (ﷺ) کے دوست تھے۔ ابوبکر وبلال (رضی اللہ عنہما) کے ساتھ اسلام لائے۔ اکثر کہا کرتے تھے کہ میں اسلام کا چوتھا شخص ہوں۔

بنوعلی اور بنوعصیہ

بنوسلیم ہی سے بنوعلی ابن مالک بن امرؤالقیس بن بہثہ اور بنوعصیہ بن خفاف بن امرؤالقیس [ہیں]۔ یہ دونوں وہی ہیں جن پر آنحضرت (ﷺ) نے لعنت کی تھی۔ شعوب عصیہ سے الشرید ہے۔ اس کا نام عمرو بن یقظ بن عصیہ ہے۔

ابن سعید کہتا ہے کہ الشرید بن ریاح بن ثعلبہ ابن عصیہ وہ ہے، جس میں سے خنسا اور اس کے دونوں بھائی صخر ومعاویہ پسران عمرو بن الحرث بن الشرید ہیں۔ خنسا شاعرہ تھی، اس کا ذکر اس سے پیشتر ہو چکا ہے۔ یہ مع اپنی اولاد کے جنگ قادسیہ میں آئی تھی۔ فی الحال افریقہ میں کچھ لوگ بنوالشرید کے بنوسلیم میں رہتے ہیں۔ اور ایک گونہ ان کو ثروت وشوکت حاصل ہے۔ انھیں میں سے عصیہ بن خفاف کے اور نسبی بھائی بھی ہیں، جن میں سے ایاس بن عبداللہ بن الیلیل[1] بن سلمہ بن عمیرہ سردار اہل ردۃ تھا، جس کو ابوبکرؓ نے جلا کر مار ڈالا۔

بنوبہز

نیز بنوسلیم سے بنوبہز بن امرؤالقیس بن بہثہ ہے، جس میں سے حجاج بن علاط بن خالد بن ندیرہ بن حبتر بن ہلال بن عبدظفر ابن سعد بن عمرو بن تمیم بن بہز مشہور صحابی ہیں۔ ان کے لڑکے نصر بن حجاج کو عمر فاروقؓ نے مدینہ سے نکلوا دیا تھا۔

1۔ عربی متن میں ''الیل'' ہے۔ [م۔ ص]

بنوزُغبہ

ابن سعید کہتا ہے کہ بنوسلیم ہی سے بنوزُغبہ بن مالک ابن بہثہ مابین حرمین رہتے تھے۔ پھر وہ مغرب کی طرف چلے گئے اور افریقہ میں زیر سایۂ بنوزیاب بن مالک (اپنے بھائی) کے ٹھہرے۔ پھر یہاں سے برداشتۂ خاطر ہوکر بنوکعب کے جوار میں جا بسے۔

بنوذیاب

بنوذیاب بن مالک قبیلۂ بنوسلیم سے ہیں، مابین قابس وبرقہ سکونت پذیر تھے۔ ایک گروہ ان کا مدینہ کے اطراف میں رہتا ہے، جو حجاج کو تکلیف دیتا ہے اور رہزنی کرتا ہے۔ اور بنوسلیمان بن ذیاب اطراف فزؔ ان وودّان میں اور رؤسائے ذیاب فی زماننا مابین طرابلس وقابس رہتے ہیں۔ اصلی خاندان ان کا (بنوصابر ومحامد) اطراف فارس میں ہے، جیسا کہ آئندہ ان کا ذکر آئے گا۔

بنوعوف

بنوعوف بن بہثہ (از قبیلۂ بنوسلیم) افریقہ میں مابین قابس وعناب رہتے تھے۔ اس کی دو شاخیں تھیں (1) مرداس (2) علاق۔ مرداس کی ریاست کے آثار اس وقت تک بنوجامع میں پائے جاتے ہیں۔ اور علاق کا سردار افریقہ میں داخل ہونے کے وقت رافع ابن حماد تھا۔ اسی کے اعقاب سے افریقہ میں اس وقت رؤسائے سلیم بنوکعب ہیں۔

بنوہیب

بنوہیب ابن بہثہ برادر نسبی بنوعوف ابن بہثہ (از قبیلۂ بنوسلیم) ابتداءً مابین سدرہ، برقہ سے عدوۂ کبیرہ تک پھیلے ہوئے تھے۔ پھر عدوۂ صغیرہ سے حدود اسکندریہ تک بڑھ گئے۔ ان میں سے بنواحمد، غربی حصے میں رہتے تھے۔ یہ لوگ حاجیوں کو لوٹ لیتے تھے۔ اس کا تعلق شماخ سے ہے۔ شماخ ایک بڑا قبیلہ ہے، جو باعتبار کثرت، غلبہ وعزت کے اپنے دوسرے بھائیوں سے زیادہ ہے؛ کیونکہ ان کے قبضے میں سرسبز بلاد برقہ مثل مرج، طلمیثا ودرنا وغیرہ ہیں اور مشرق میں عقبۂ کبیرہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ان قبیلوں میں بنوعزاز اور ہیب حکومت کر رہے تھے، بخلاف باقی بنوسلیم کے کہ وہ لوگ بڑے بڑے ملکوں پر مستولی ہوئے، جن کو سنبھال نہ سکے اور وہ ویران وخراب

ہو گئے۔

ان ممالک میں نہ تو سلطنت باقی رہی اور نہ حکومت کا نام ونشان رہا بجز اس کے کہ وہاں کے شیوخ حکمرانی کر رہے ہیں، جن کے قبضے میں ایک گروہ تجارت پیشہ، کاشت کاران یہود اور بربریوں کا ہے۔ رواحہ وفزارہ جو بلاد برقہ میں رہتے تھے وہ بھی قبیلۂ غطفان سے ہیں۔

یہ قوم [بنوسلیم] بالائی نجد میں خیبر کی جانب رہتی تھی۔ ان میں سے بھی اب ان بلاد میں کوئی باقی نہ رہا سوائے اس کے کہ افریقہ میں ایک گروہ ان کا رہتا ہے، جیسا کہ "ذکر طبقۂ رابعہ عرب" میں ہم بیان کریں گے۔

بنوہوازن کی شاخیں

ہوازن بن منصور ایک کثیر البطون قبیلہ ہے، جس سے تین شاخیں نکلی ہیں۔ اور وہ کل بکر بن ہوازن سے متعلق ومنسوب ہوتی ہیں۔ (1) بنوسعد بن بکر (2) بنومعاویہ بن بکر (3) بنومنبہ بن بکر۔

بنوسعد

بنوسعد بن بکر وہ ہیں، جن میں آنحضرت (ﷺ) نے پرورش پائی، رضاعت کے لیے رہے۔ آپ کو اسی قبیلے سے حلیمہ بنت ابی ذؤیب ابن عبداللہ بن الحرث[1] بن سحنہ بن ناصرہ بن محصیہ بن نصر بن سعد[2] نے دودھ پلایا تھا۔ ان کی تین اولادیں تھیں (1) عبداللہ (2) انیسہ (3) شیما۔ شیما قیدیان ہوازن کے ساتھ گرفتار ہو آئی تھیں۔ آنحضرت (ﷺ) نے ان کی عزت کی اور ان کی قوم کی طرف ان کو واپس کر دیا۔ [ان کے (شیما) جسم پر دانت کے کاٹنے کا نشان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے زمانۂ طفلی میں جس وقت آپ کو کھلا رہی تھیں، کاٹ لیا تھا][3]

---

1. دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں "الحرث" ہے لیکن نسخۂ دارالفکر میں "عبداللہ" اور "سحنہ" کے درمیان "الحرث" نہیں ہے۔ [م-ص]
2. عربی متن میں "اسعد" ہے۔ [م-ص]
3. اصل نسخے میں قلابین کی عبارت حاشیے میں ہے، جس سے بظاہر یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ حاشیہ مترجم کی طرف سے اضافہ ہے، حالانکہ یہ عبارت ابن خلدون کی ہے جس کا ترجمہ مترجم علام نے حاشیے میں کیا ہے۔ اس لیے حاشیے کی عبارت کو اس کی اصل جگہ متن کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے۔ [م-ص]

بنومعبہ

بنومعبہ بن بکر سے ثقیف ہیں اور یہ قسی بن معبہ کی نسل سے ہیں۔ منجملہ ان کے بنوجم بن ثقیف ہیں۔ [انھیں میں سے] عثمان ابن عبداللہ بن ربیعہ بن حبیب بن الحرث بن مالک بن [حطیط] جنگ حنین میں دشمنان اسلام کا علم بردار تھا، حالت کفر میں اسی جنگ میں مارا گیا۔ اس کی اولاد سے سلیمان بن عبدالملک کے عہد میں حُر بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عثمان گورنر اندلس گزرا ہے۔

بنوثقیف

بنوثقیف سے بنوعوف اور بنوعوف سے بنوسعد ہیں۔ انھیں میں سے عتبان بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف ہے، جس کو ثقیف نے ابویکسورہ کے پاس ضمانتاً رکھا تھا۔ اسی کے لڑکے عروہ بن مسعود بن معتب کی اولاد سے معتب ہیں، جن کو آنحضرت نے دعوت اسلام کے لیے اس قوم کی طرف بھیجا تھا۔ اور اس قوم نے ان کو شہید کر ڈالا تھا۔ اور نیز اسی کی اولاد سے حجاج بن یوسف بن الحکم بن ابی عقیل بن مسعود بن عامر بن معتب تھا، جو عبدالملک اور اس کے لڑکے ولید کی طرف سے عراقین کا گورنر تھا۔ اور اسی خاندان سے یوسف بن عمر [بن محمد][1] بن عبدالحکم والی عراقین ہشام بن عبدالملک اور ولید ابن یزید کی طرف سے تھا۔ غرض کہ اس قوم کے گروہ کثیر نے عراق، شام، یمن اور مکہ میں حکمرانی کی ہے۔

بنومعتب

بنومعتب ہی سے غیلان بن مسلمہ ابن معتب ہے، جو کسریٰ کے پاس وفد ہو کر گیا تھا۔ اور بنوغیرہ بن عوف بھی اسی قبیلے سے ہیں، جس میں سے اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب بن حلاج[2] بن ابی سلمہ بن عبدالعزیٰ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اور حرث بن کلدہ بن عمرو بن حلاج[3]

---

1. عربی متن میں "عمر" اور "عبدالحکم" کے درمیان "محمد" بھی ہے۔ نسخۂ دارالفکر 369:2، نسخۂ دارالکتب العلمیہ 356:2۔ [م۔ص]
2. عربی اشاعتوں میں "علاج" ہے۔ دارالفکر 370:2، دارالکتب العلمیہ 356:2۔ [م۔ص]
3. ایضاً

(طبیب عرب) اور ابوعبید بن مسعود بن عمرو بن عمیر بن عوف بن غمرہ صحابیؓ (جو یوم جسر جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے ہیں) اور ان کا لڑکا مختار بن ابی عبید (جس نے کوفہ میں دعوائے نبوت کیا تھا۔ یہ پہلے عبداللہ بن زبیر کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا، پھر اس نے بدعہدی کی اور محمد بن حنفیہ کا ہوا خواہ ہو گیا۔) اور ابو محجن بن حبیب بن عمرو بن عمیر [ہیں۔]

بنوثقیف کا مستقر

الغرض بنوثقیف طائف میں رہتے تھے۔ طائف ایک شہر قریب مکہ سرزمین نجد میں واقع ہے۔ پھر ثقیف اس کے شرق وشمال میں قبۂ جبل پر جو واج وبوج کے نام سے مشہور ہے، آباد ہوئے۔ ایام جاہلیت میں یہ مقام عمالقہ کے قبضے میں تھا۔ بعد ازاں ان کے ثمود وادی القریٰ میں آباد ہونے کے پہلے اس مقام پر سکونت پذیر ہوئے۔ یہی سبب ہے کہ ثقیف کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ یادگار ثمود ہیں۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ عمالقہ کے بعد اس مقام پر عدوان آکر آباد ہوا، اور ان پر ثقیف غالب آئے۔

سہیلی نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ ثقیف ہوازن کے متبعین سے ہیں۔ اور بعضے ان کو ایاد سے شمار کرتے ہیں۔ مضافات طائف سے بازار عکاظ، عرج، اور عکاظ حجر مابین یمن وحجاز ہے۔ ایام جاہلیت میں عکاظ کا بازار سال میں ایک بار ہوتا تھا، جس میں عرب اطراف وجوانب سے آتے تھے۔

بنومعاویہ بن بکر

بنومعاویہ بن بکر ابن ہوازن کے بھی بہت سے بطون ہیں۔ ازانجملہ بنونصر بن معاویہ (اسی قبیلے سے مالک بن سعد بن عوف ابن سعد بن ربیعہ بن یربوع بن واثلہ بن دہمان بن نصر تھے، جو جنگ حنین میں مشرکوں کے سپہ سالار تھے۔ اور اس کے بعد یہ ایمان لائے اور اچھے مسلمانوں میں شمار کیے گئے۔) اور بنوجشم بن معاویہ، بنوسلول اور بنومرہ بن صعصعہ بن معاویہ اور بنوعامر بن صعصعہ بن معاویہ ہیں۔

بنوجشم

بنوجشم سے غزیہ (قبیلۂ درید بن الصمۃ سے) ہیں، جو تہامہ ونجد کے درمیان یمن سے

شام تک آباد تھے۔ اسی قبیلے کے رؤسا مغرب کی طرف چلے گئے اور اس وقت تک وہاں موجود ہیں، جیسا کہ ''طبقۂ رابعۂ عرب'' میں ہم بیان کریں گے۔ فی الحال اس مقام پر اس قبیلے کے وہی لوگ آباد ہیں جن کو صولت وحکومت سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

بنوسلول

بنوسلول اپنی ماں سلول کی طرف منسوب ہوئے۔ یہ قوم عرب[1] میں زیادہ آباد تھی اور اب بھی یہ قوم وہاں زیادہ ہے۔

بنوعامر

بنی [بنو] عامر بن صعصعہ عرب کے بڑے قبائل سے ہیں۔ اس کے چار بطن ہیں۔
(1) نمیر (2) ربیعہ (3) ہلال (4) سواۃ۔

بنونمیر بن عامر

نمیر بن عامر جمرات عرب سے شمار کیا جاتا ہے۔ اس کی قوم کو جاہلیت اور اسلام میں کثرت، سطوت اور عزت حاصل تھی۔ یہ لوگ جزیرۂ فراتیہ میں آباد ہوئے اور اس کے بلاد پر متصرف ہو گئے، جن کو بنوعباس نے زمانۂ حکومت المعتز میں قتل وقید کیا۔ اب ان کے آثار تک معدوم ہو گئے۔

بنوسواۃ بن عامر

سواۃ بن عامر کی کل شاخیں رباب ابن سواۃ سے ملتی ہیں۔ اسی قبیلے سے جابر بن سمرہ بن جنادہ بن جندب بن رباب مشہور صحابی ہیں اور اسی رباب کے بطن سے افریقہ میں ایک قبیلہ ہے، جو ہلال کے ساتھ رہتا ہے، اور اسی نسب سے معروف ہے، جیسا کہ ہلال کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

بنوہلال بن عامر

ہلال بن عامر بھی کثیر البطون قبیلہ ہے۔ جاہلیت میں یہ قوم نجد میں رہتی تھی، پھر دیار

---

1. عربی متن میں ''الغرب'' (مغرب) ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ بنوسلول عرب میں نہیں بلکہ مغرب میں آباد تھے۔ دارالفکر 370:2، دارالکتب العلمیہ 357:2۔ [م۔ص]

مصریہ میں زمانۂ جنگ قرامطہ میں رہے۔ بعد چندے افریقہ کی طرف چلے گئے۔ پھر بنوسلیم کی چھیڑ چھاڑ سے تنگ ہو کر مغرب میں مابین نوبہ [Nubia] وقسطنطنیہ بحرمحیط تک آباد ہو گئے۔ ہلال کے پانچ لڑکے (1) شعبہ (2) ناشرہ (3) نہیک (4) عبد مناف اور (5) عبداللہ تھے۔ ہلالی بطون انھیں پانچ کی طرف مربوط اور مرجوع ہوتے ہیں۔

بنوعبد مناف سے جنابہ زینب ام المومنین بنت خزیمہ بن الحرث ابن عبداللہ بن عمرو بن عبداللہ بن عبد مناف اور بنوعبداللہ سے جنابہ میمونہ ام المومنینؓ بنت الحرث بن حزن بن بجیر بن ہرم بن رویبہ بن عبداللہ ہیں۔

ابن حزم لکھتا ہے کہ بطون ہلال سے بنوقرہ اور بنوبجہ (جو مصر وافریقہ کے درمیان میں رہتے ہیں)، بنوحرث[1] (جو حجاز میں ہیں) اور بنوریاح ہیں، (جنھوں نے افریقہ میں فساد وفتنہ برپا کیا تھا۔)

بنوربیعہ بن عامر

بنوربیعہ بن عامر بھی کثیر البطون قبیلہ ہے۔ اس کے تین لڑکے (1) عامر (2) کلاب اور (3) کعب تھے۔ انھیں تین لڑکوں نے کل بنوربیعہ بن عامر کی شاخیں نکلی ہیں۔ یہ پہلے نجد میں رہتے تھے، پھر شام کی طرف چلے گئے۔ نور اسلام کے پھیلتے ہی ممالک بعیدہ وقریبہ میں یہ بھی منتشر ہو گئے، چنانچہ اب نجد میں کوئی اس قبیلے کا باقی نہ رہا۔

عامر بن ربیعہ

عامر بن ربیعہ سے بنوالبکا یعنی ربیعہ بن عامر بن ربیعہ (جس کا لڑکا ممدوح زہیر بن جذیمہ عیسی[2] کے قتل میں خالد بن جعفر بن کلاب کا شریک تھا۔) اور بنوذی الشہمین معاویہ بن عامر بن ربیعہ (یعنی ذوالجبر عوف بن عامر بن ربیعہ) اور بنوفارس الضحیا عمرو بن عامر ابن ربیعہ ہیں، (جس سے خداش بن زہیر بن عمرو ہے، جو شہسواران وشاعران جاہلیت میں مشہور تھا۔)

---

1 عربی نسخوں میں ''بنوحرب'' ہے۔ دارالفکر 2:371، دارالکتب العلمیہ 2:358۔ [م۔ص]

2 عربی متن میں ''عبسی'' ہے۔ [م۔ص]

بنوکلاب

بنوکلاب ابن ربیعہ سے بنو حید بن کعب بن عامر بن کلاب، بنو ربیعہ الجون ابن عبداللہ بن ابی بکر بن کلاب اور بنو عمرو بن کلاب ہیں۔

ابن حزم لکھتا ہے کہ اسی قبیلے سے بنو صالح ابن مرداس امرائے حلب، بنوکلاب سے بنو رواس (اس کا نام حرب بن کلاب تھا)، بنو جناب[1] (اس کا نام معاویہ بن کلاب تھا، اسی خاندان سے شمر[2] بن ذی الجوشن بن اعور بن معاویہ قاتل جناب حسین ابن علی علیہما السلام ہے۔) اور اسی کے اعقاب سے صمیل بن حاتم بن شمر ([جو] وزیر عبدالرحمٰن بن یوسف فہری امیر اندلس تھا۔) اور بنو جعفر بن کلاب ہیں۔ (جس سے عامر بن طفیل بن مالک بن جعفر اور اس کا چچا ابو عامر بن مالک اور ربیعہ بن مالک اور تیع المعتبرین اور اس کا باپ لبید بن ربیعہ شاعر مشہور ہے۔)

یہ قوم پہلے اطراف مدینہ وفدک مقام زبدہ[3] میں رہتی تھی، پھر وہاں سے منتقل ہو کر شام کی طرف چلی آئی اور جزیرۂ فراتیہ پر قبضہ کرلیا۔ حلب اور بلاد شام پر متصرف ہوگئی۔

بنو صالح بن مرداس انھیں میں سے اس بلاد کے حکمراں رہے۔ بعد چندے جب ان کے قوائے حکمرانی ضعیف ہوگئے تو یہ اُن عرب کے سایۂ امن میں قیام پذیر ہوئے، جو شام میں حکمرانی کے لیے منتخب کیے گئے تھے۔ ابن سعید کہتا ہے کہ اسلام میں ان کی حکومت یمامہ میں تھی۔

بنوکعب بن ربیعہ

بنوکعب بن ربیعہ کے بہت سے بطون ہیں، چنانچہ اس سے حُریش بن کعب (جس سے مطرف ابن عبداللہ بن شخیر بن عوف بن وقدان بن حریش مشہور صحابی ہیں۔) اور بروایت بعض لیلی بھی ہے، (جس کا ذکر تشبیب میں قیس بن عبداللہ بن عمرو بن عدس بن ربیعہ بن جعدہ مادح رسول اللہ

---

1. عربی متن میں "ضباب" ہے۔ [م-ص]
2. نسخۂ دار الکتب العلمیہ 2:359 نسخۂ دار الفکر 2:372 میں "شمر بن ذی الجوشن" کے بجائے شہر بن ذی الجوشن" ہے، لیکن دار الفکر کی اشاعت میں اس جگہ استاذ خلیل شحادہ نے حاشیے میں وضاحت کردی ہے کہ شہر بن ذی الجوشن ہی شمر بن ذی الجوشن ہے۔ [م-ص]
3. عربی متن میں "ربذہ" ہے۔ [م-ص]

(ﷺ) نے کیا تھا۔) اور عبداللہ بن الحشرج بن الاشہب بن ورد بن عمرو بن ربیعہ ابن جعدہ (جو فارس پر زمانۂ زبیر میں غالب آیا تھا اور اس کی ماں کا چچازیاد بن اشہب جو جناب علیؓ کی خدمت میں اس غرض سے آیا تھا کہ آپ سے اور معاویہ سے صلح ہو جائے۔) اور مالک بن عبداللہ بن جعدہ ہیں اور بنوقشیر بن کعب ہیں، (جس سے مرہ بن ہبیرہ بن عامر بن مسلمۃ الخیر بن قشیر، جو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپ نے ان کو ان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کا متولی مقرر کیا تھا، اور کلثوم بن عیاض بن رصوح بن اعور ابن قشیر والیٔ افریقہ اور اس کا برادر زادہ بلج بن بشر ہے۔)

بنوقشیر

بنوقشیر سے خراسان میں بعض بعض عمائدین منسوب کیے جاتے ہیں، چنانچہ ابوالقاسم قشیری صاحب رسالہ اور بنورشیق (جس سے عبدالرحمٰن بن رشیق والیٔ اندلس ہے۔) اور اسی سے صمہ بن عبداللہ (از شعرائے حماسہ) ہے۔ اور نیز کعب بن ربیعہ سے بنوعجلان بن عبداللہ بن کعب اور ان کا شاعر تمیم بن مقبل اور بنوعقیل بن کعب ہیں۔

بنوعقیل

بنوعقیل بن کعب خود بھی کثیر البطون ہیں۔ از انجملہ بنومنتفق بن عامر بن عقیل ہے۔ اعقاب بنوالمنتفق سے وہ عرب ہیں جو غرب [مغرب] میں خلط کے نام سے مشہور ہیں۔

علی بن عبدالعزیز جرجانی تحریر کرتا ہے کہ خلط بنوعوف اور بنومعاویہ پسران منتفق بن عامر بن عقیل ہیں۔

ابن سعید کہتا ہے کہ بنومنتفق مابین بصرہ و کوفہ رہتے تھے۔ امارت و حکومت ان میں سے بنومعروف کے قبضے میں تھی۔ میرا خیال یہ ہے کہ مغرب میں ان دنوں خلط قبیلۂ جشم میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اور بنوعقیل میں کعب سے بنوعبادہ بن عقیل ہیں، (جس سے اخیل یعنی کعب بن الرجال[1] بن معاویہ بن عبادہ ہے۔ اور اسی کے اعقاب سے لیلی اخیلیہ[2] بنت حذیفہ بن سداد بن الاخیل ہے۔) ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ قیس بن الملوح المجنون اسی قبیلے سے ہے۔

1۔ عربی متن میں الرحال ہے۔ [م۔ص]

2۔ نسخۂ دارالکتب العلمیہ 2:361 میں ''لیلی الاخیلۃ'' ہے۔ [م۔ص]

بنوعبادہ

بنوعبادہ اس وقت بروایت ابن سعید جزیرۂ فراتیہ کے اس حصے میں آباد ہیں، جو عراق سے ملا ہوا ہے۔ اس قوم کو ایک گونہ قوت وغلبہ زمانۂ سابق میں حاصل رہا ہے۔ اور پانچویں صدی کے وسط میں اس قوم سے قریش بن بدران بن مقلد موصل وحلب پر مستولی ہوگیا تھا۔ اس کے بعد اس کا لڑکا مسلم بن قریش ملقب بہ شرف الدولہ حکمراں ہوا۔ اور حکومت ودولت اسی مسلم بن قریش کے اعقاب میں رہی تا آنکہ اس خاندان سے حکومت جاتی رہی۔

ابن سعید کہتا ہے کہ فی الحال اس خاندان کے کچھ لوگ مابین الحاز[1] اور زاب کے قیام پذیر ہیں، جن کو عرب شرف الدولہ کے لقب سے یاد کرتا ہے، والی موصل ان کی عزت کرتا ہے، لیکن ان کی تعداد نہایت کم ہے، تقریباً ایک سو سواروں سے زیادہ نہ ہوں گے۔

بنوخفاجہ

اور نیز بنوعقیل بن کعب سے بنوخفاجہ بن عمرو بن عقیل ہیں، جو فی زماننا عراق اور جزیرہ کی طرف چلے گئے ہیں اور بادیہ عراق میں آزادانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔

بنوعامر بن عوف

بنوعامر بن عقیل سے بنوعامر بن عوف بن مالک بن عوف ہیں۔ یہ گروہ بنوالمنتفق کے نسبی بھائی ہیں۔ اطراف بصرہ میں رہتے تھے۔ بحرین پر بعد بنوابوالحسن کے انھوں نے بہ زور وقوت قبضہ حاصل کرلیا۔ ابن سعید کہتا ہے کہ اس قوم نے بنوکلاب سے ارض یمامہ بھی چھین لیا تھا۔ ان کی حکومت ودولت ساتویں صدی کے وسط میں تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

1 عربی متون میں الحازر ہے۔ دارالفکر 373:2 / دارالکتب العلمیہ 361:2۔ [م۔ص]

شجرۂ انساب بنو قیس بن مضر

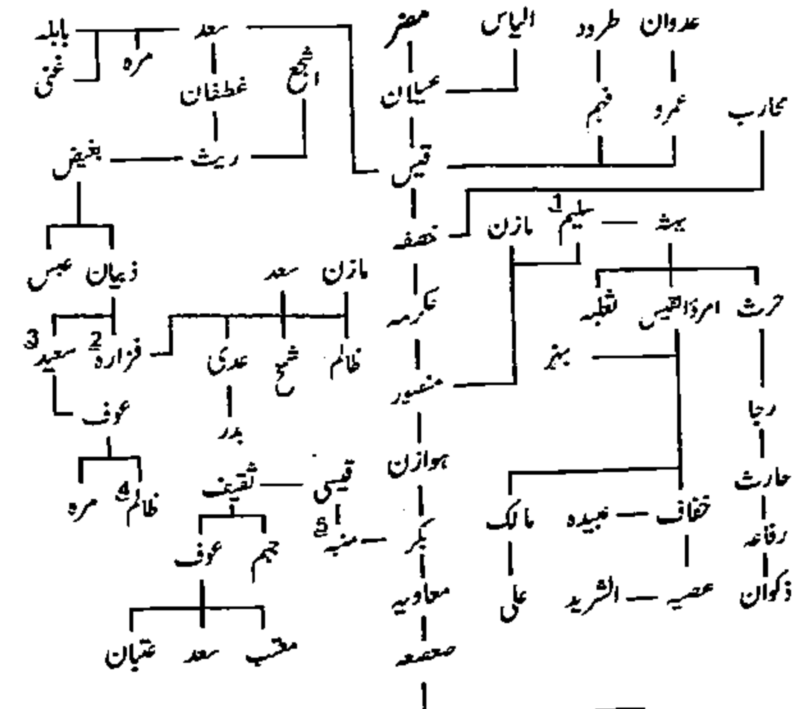

نوٹ:۔ ''صعصعہ'' کے بعد کا شجرہ آئندہ صفحے پر ملاحظہ ہو۔

1 عربی نسخوں کے مطابق ''ثعلبہ'' اور ''حرث'' براہ راست ''سلیم'' کی اولاد ہیں۔ [م۔ص]

2 ''فزارہ'' کی اولاد میں ''شمخ'' اور ''ظالم'' کے نام عربی نسخوں کے حوالے سے بڑھائے گئے ہیں۔ اصل نسخے (اردو) میں یہ دو نام نہیں ہیں۔ [م۔ص]

3 عربی نسخوں میں ''سعد'' ہے۔ [م۔ص]

4 عربی نسخوں میں دیے گئے شجرے میں ''عوف'' کی اولاد میں ''ظالم'' نہیں ہے، صرف ''مرہ'' ہے۔ لیکن اصل نسخے (اردو) میں ''ظالم'' بھی ہے۔ [م۔ص]

5 اصل نسخے میں جو شجرہ دیا گیا ہے اس میں ''منبہ'' معاویہ کا لڑکا ہے۔ جبکہ عربی نسخوں میں دیے گئے شجرے کے مطابق منبہ ''بکر'' کی اولاد ہے۔ متن کی عبارت سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ دارالکتب العلمیہ 2:356، دارالفکر 2:369 [م۔ص]

صعصعہ کے بعد کا شجرہ

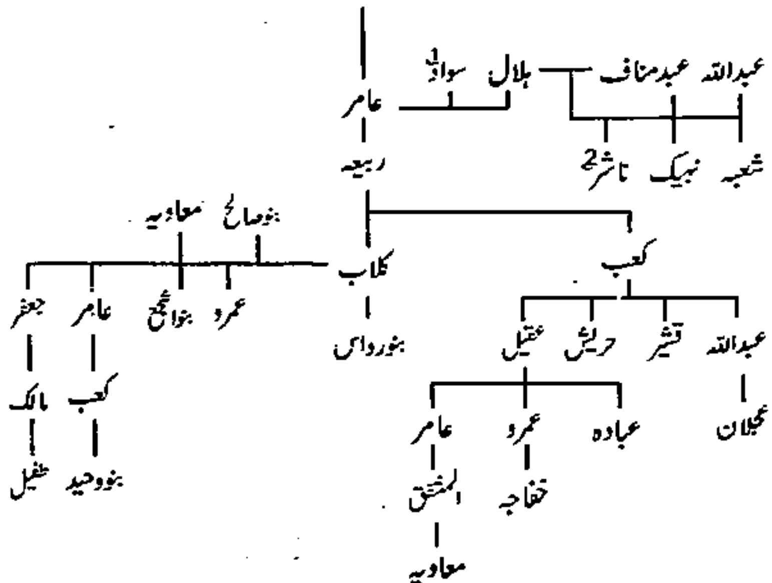

1 عربی نسخوں میں "سواءت" ہے۔ [م۔س]
2 چھپی عربی نسخوں میں "ناشرۃ" ہے۔ [م۔س]

بطون الیاس بن مضر

الیاس بن مضر کے تین لڑکے (1)مدرکہ (2)طابخہ اور (3)قمعہ تھے۔ان کی ماں بنوقضاعہ کی ایک عورت خندف نامی تھی۔اسی کی طرف کل اولادالیاس منسوب ہوئے۔

اسلم وخزاعہ

بطون قمعہ سے اسلم وخزاعہ ہیں۔اسلم بنوافصیٰ بن عامر بن قمعہ اور خزاعہ ابن عمرو بن عامر بن یحییٰ[1] یعنی ربیعہ ابن عامر بن قمعہ کو کہتے ہیں۔عمرو بن یحییٰ[2] پہلا وہ شخص ہے،جس نے دین اسماعیلی کو ترک کر کے بت پرستی کی بناڈالی اور عرب کو بت پرستی کی طرف مائل کیا،اسی کے حق میں آنحضرت (ﷺ) نے فرمایا ہے :

رأيت عمرو بن يحيى [لحيىّ] يجر قصبه في النار يعني احشاء ه

(میں نے دیکھا عمرو بن یحییٰ[لحیی] کی آنتیں آگ میں گھسیٹی جاتی تھیں۔)

یہ قوم اطراف مکہ مقام مرالظہران میں رہتی تھی اور قریش کے حلفا میں تھی۔ عام[3] حدیبیہ زمانۂ آنحضرت (ﷺ) میں یہ لوگ داخل کیے گئے۔پس یہ لوگ ان میں سے تھے، جن پر قریش نے مصالحت کی تھی،پھر ان لوگوں نے بدعہدی کی۔آپ نے قریش پر حملہ کر کے ان کو مغلوب کر دیا اور مکہ کو فتح کر لیا۔یہی سال عام الفتح کے نام سے موسوم ہے۔

بعضے کہتے ہیں کہ یہ خزاعہ بنوغسان سے ہے۔اور وہ بنوحارثہ بن عمرو بن مزیقیا کی اولاد میں ہیں۔جس وقت غسان شام کی طرف جا رہے تھے، یہ لوگ ان سے علاحدہ ہو کر

---

1 عربی متن میں ''یحییٰ'' کے بجائے ''لحیی'' ہے۔دارالکتب العلمیہ 362:2،دارالفکر 376:2۔ [م۔ص]

2 ایضاً

3 = سال

مرالظہران میں ٹھہر گئے، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

قبیلۂ خزاعہ میں تولیت کعبہ

قریش کے پہلے بیت الحرام کی تولیت قبیلۂ خزاعہ میں بنوکعب بن عمرو بن یحیٰ [لحیٰ] کے قبضے میں تھی، تا آنکہ حلیل بن حبشہ[1] بن سلول متولی ہوا۔ یہ وہی شخص ہے، جس نے تولیت بیت الحرام کی وصیت قصی بن کلاب کے حق میں کی تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی کنیت ابوغبشان[2] تھی، حلیل کا بیٹا اور محترش نام تھا۔ اس نے کعبہ کو بہ عوض ایک مشک شراب کے فروخت کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

اسی حلیل بن حبشہ[3] کی اولاد سے کرز بن علقمہ بن بلال بن حریبہ بن عبدفہم بن حلیل تھا، جس نے آنحضرت (ﷺ) کا بہ وقت ہجرت تعاقب کیا تھا اور غار تک آپ کے تعاقب میں گیا تھا، لیکن مکڑیوں کے جالے اور کبوتروں کو انڈے دیتے ہوئے دیکھ کر اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔

بطون خزاعہ

خزاعہ کے بہت سے بطون ہیں۔ ازانجملہ بنومصطلق بن سعد بن عمرو بن لحیٰ اور بنوکعب بن عمرو (جس میں سے عمران بن الحصین (صحابی) اور سلیمان بن صرد اور مالک بن ہیثم نقیب بنوعباس ہیں۔) اور بنوعدی بن عمرو (جس میں سے جویریہ بنت الحارث ام المومنینؓ ہیں۔) اور بنوملیح بن عمرو (جس میں سے طلحہ الطلحات یعنی ابن عبدالرحمٰن بن الاسود ابن عامر بن عامر بن عویمر بن مخلد بن سبیع بن خشعمہ بن سعد بن ملیح ہے۔) اور بنوعوف بن عمرو ہیں۔

برادران خزاعہ

برادران خزاعہ سے بنوافصی[4] بن عامر ابن قمعہ اور بنومالک بن افصی[5] اور ماثان بن افصی[6] ہیں۔

---

1 پیش نظر عربی متون میں "حبشیہ" ہے۔ [م۔ص]

2 عربی متون میں "غبشان" ہے۔ دارالکتب العلمیہ 362:2، دارالفکر 376:2۔ [م۔ص]

3 عربی متون میں "حبشیہ" ہے۔ [م۔ص]

4، 5، 6 عربی متون میں "افصی" ہے۔ دارالکتب العلمیہ 362:2، دارالفکر 376:2۔ [م۔ص]

بنو اسلم کی شاخیں

اسلم سے سلمہ بن الاکوع صحابیؓ اور دِعبل اور بنو مشیص[1] شاعر اور محمد ابن الاشعث سپہ سالار بنو عباس ہیں۔ اسی قبیلے سے مالک بن سلیمان ابن کثیر دعات بنو عباس سے تھا، جس کو ابو مسلم نے قتل کیا ہے۔

بنو طابخہ کی شاخیں

طابخہ کے بہت سے بطون ہیں۔ مشہور تر ان میں سے ضَبّہ، رُباب، مُزینہ اور تمیم ہیں۔ علاوہ ان کے اور بطون مثل صوفہ ومحارب کے، وہ تمیم ہی کے نسبی بھائی کہے جاتے ہیں۔ بنو تمیم میں مُر، اُدّ بن طابخہ کی نسل سے ہیں۔ یہ لوگ سرزمین نجد میں بصرہ سے یمامہ تک دائرے کی صورت آباد تھے۔ پھر یہ پھیل کر عذیب تک ارض کوفہ میں پہنچ گئے۔ فی زماننا[2] اس قوم کا بھی نشان نہیں پایا جاتا۔ ان کے مقبوضات پر ان دنوں مشرق میں غزیہ (طے سے) اور خفاجہ (بنو عقیل بن کعب سے) متصرف ہیں۔

بطون بنو تمیم

بنو تمیم کثیر البطون قبیلہ ہے۔ اسی سے :

1۔ حارث بن تمیم : (جس کی طرف مُسیّب بن شریک فقیہ منسوب کیے جاتے ہیں۔)

2۔ بنو عنبر: (جس میں فقیہ زُفر ابن ہذیل بن قیس بن مسلم بن قیس بن مکمل بن ذُہل بن ذُویب بن جذیمہ بن عمرو بن جحور بن جندب بن عنبر تلمیذ امام ابو حنیفہؒ اور فاضل عامر بن عبد قیس بن ثابت بن بشامہ[3] بن حذیفہ بن معاویہ بن الجون بن کعب بن جندب اور ربیعہ بن رفیع بن سلمہ بن محلم بن صلاۃ بن عبدہ بن عدی بن جندب ہیں۔)

3۔ بنو ہجیم بن عمرو بن تمیم۔

4۔ بنو اسید بن عمیر : (جس میں ابو ہالہ ہند بن زرارہ ابن نباش بن عدی بن نمیر بن اُسید مشہور صحابیؓ اور حنظلہ بن ربیع بن صیفی بن ریاح ابن الحرث بن مخاشن بن معاویہ بن

---

1 عربی متون میں ''بنو الشیص'' ہے۔ دار الکتب العلمیہ 362:2، دار الفکر 377:2۔ [م۔ص]

2 = ہمارے زمانے میں۔ [م۔ص]

3 عربی متون میں ''بشامہ'' کے بجائے ''بشامہ'' ہے۔ دار الکتب العلمیہ 363:2، دار الفکر 377:2۔ [م۔ص]

شریف بن جروہ بن اسید کاتب رسول اللہ ﷺ اور اکثم بن صیفی بن ریاح اور یحییٰ بن اکثم، مامون الرشید کا قاضی صیفی بن ریاح کی نسل سے، [ہیں]۔)

5۔ بنو مالک بن عمرو بن تمیم : (جس میں نضر بن شمیل بن خرشہ بن یزید بن کلثوم ابن عبدہ بن زہیر بن عروہ بن جمیل بن حجر بن خزاعی بن مازن بن مالک نحوی محدث اور سلم ابن اخوز بن ارید بن محرز[1] بن لائی بن سہل[2] بن ضباب بن جبہ بن کابیہ بن حرقوص ابن مازن بن مالک قاتل یحییٰ بن زید بن زین العابدین و [اس کا بھائی ہلال بن اخوز[3]] قاتل آل مہلب [ہیں۔])

6۔ بنو عمرو بن العلا بن عمار بن عدنان بن عبیداللہ بن حصی بن الحرث بن جلہم بن خزاعی بن مازن بن مالک۔

7۔ بنو الحرث بن عمرو بن تمیم۔

8۔ بنو امرؤ القیس بن زید مناۃ بن تمیم۔ (اسی قبیلے سے زید بن عدی بن زید بن ایوب بن مخوف بن عامر بن عطیہ بن امرؤ القیس وزیر نعمان بن منذر والی حیرہ تھا۔)

9۔ بنو سعد بن زید مناۃ بن تمیم۔

10۔ بنو منقر بن عبید بن مقاعس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ۔ (اسی قبیلے سے قیس بن عاصم ابن سنان بن خالد بن منقر تھے، جن کو آنحضرت نے خود ان کی قوم سے صدقات وصول کرنے کو مقرر فرمایا تھا۔)

11۔ بنو عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ۔ (اسی سے بنو بہدلہ بن عوف ہیں۔)

12۔ بنو حرث اعرج بن کعب بن سعد بن زید مناۃ۔

13۔ بنو مالک بن سعد بن زید مناۃ۔

14۔ بنو ربیعہ بن مالک بن زید مناۃ ہے۔ (اسی قبیلے سے عروہ بن جریر بن عامر بن عبد ابن

---

1 دارالفکر کی اشاعت میں ''محرز'' ہے۔ 2:377 / دارالکتب العلمیہ کی اشاعت میں ''مخرز'' ہے۔ 2:363۔ [م۔ص]

2 عربی متون میں ''مہل'' ہے۔ دارالکتب العلمیہ 2:363 / دارالفکر 2:377۔ [م۔ص]

3 قلابین کی عبارت اصل نسخے میں نہیں ہے۔ براہ راست عربی متن سے یہاں اضافہ کیا گیا ہے۔ [م۔ص]

کعب بن ربیعہ، پہلا خارجی ہے، جس نے یوم صفین کہا تھا، ''لا حکم الا للہ''۔

15۔ بنوحنظلہ بن مالک بن کعب بن سعد بن زید مناۃ ہیں۔

بنوحنظلہ کی شاخیں

بنوحنظلہ سے بنوعمرو، ظلم، غالب، کلبہ اور قیس ہیں۔ قیس ہی سے ضابی بن الحرث بن ارطاۃ بن شہاب بن عبید بن جنادل[1] بن قیس اور ابن عمیر بن ضابی ہے، [جس کو[2]] حجاج [نے] قتل کیا تھا۔ بنوحنظلہ ہی سے بنوثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ اور یربوع بن حنظلہ سے بنوالحرث ہیں۔ اسی قوم سے زبیر بن ماحور سردار خوارج اور اس کے بھائی عثمان وعلی ہیں۔ یہ لوگ بنوبشیر بن یزید ملقب بہ ماحور بن الحرث[3] بن ساحق بن الحرث بن سلیط بن یربوع کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اور یہ سب امرائے ازارقہ ہیں۔ بنوکلیب یربوع بن حنظلہ میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اسی قبیلے سے جریر شاعر ابن عطیہ بن خطفی ہے، اس کا نام حذیفہ بن بدر بن سلم بن عوف بن کلیب ہے۔ بنوعنبر اور بنوریاح بھی یربوع بن حنظلہ کی طرف منسوب ہیں۔ اور مالک بن حنظلہ کی طرف بنودارم کی نسبت کی جاتی ہے۔

بنونہشل بن دارم بن حازم بن خزیمہ بن عبداللہ بن حنظلہ سے نھلہ بن حدثان بن مطلق بن اصحر[4] بن نہشل، بنوعباس کا کوتوال اور بنومُجاشع بن دارم سے اقرع بن حابس ابن عقال بن محمد بن سفیان بن مجاشع اور فرزدق بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بن عقال اور حتات بن یزید بن علقمہ ہیں، جس سے آنحضرت ﷺ نے معاویہ بن ابی سفیان کا بھائی چارہ کرا دیا تھا۔ اور بنوعبداللہ بن دارم سے منذر بن ساوی بن عبداللہ بن زید بن عبد مناۃ ابن دارم اور بنوغرس بن زید

---

1. دارالفکر کے نسخے میں ''جنادل'' ہے، اور دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں ''جندال'' ہے۔ [م۔ص]
2. اصل نسخے میں اس جگہ ''جس نے'' لکھا ہے۔ ترجمے کی عبارت یہ ہے:.... اور ابن عمیر بن ضابی ہے، جس نے حجاج کو قتل کیا تھا۔'' اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمیر نے حجاج کا قتل کیا تھا، حالانکہ صورت حال اس کے برعکس ہے، حجاج نے ابن عمیر بن ضابی کو حضرت عثمانؓ کے قتل کی پاداش میں قتل کرایا تھا، عربی عبارت ملاحظہ ہو: وابن عمیر بن ضابئ الذی قتله الحجاج۔ دارالفکر 379:2، دارالکتب العلمیہ 365:2۔ تفصیلی واقعے کے لیے تاریخ طبری (207:6) اور کامل ابن اثیر (141:4) ملاحظہ ہو۔ [م۔ص]
3. عربی نسخوں میں ''الحارث'' ہے۔ دارالکتب العلمیہ 365:2 / دارالفکر 379:2۔ [م۔ص]
4. پیش نظر عربی متون میں ''اصحر'' ہے۔ دارالکتب العلمیہ 365:2، دارالفکر 380:2۔ [م۔ص]

بن عبداللہ بن دارم سے حاجب بن زرارہ بن غرس اور اس کا لڑکا عطارد اور اس کی اولاد ہے۔ اس قوم میں نسلی ترقی کے ساتھ امارت و دولت بھی تھی۔

بنومزینہ

بنومزینہ: مز بن اذ بن طابخہ بن الیاس کی نسل سے ہیں۔ اس کے ایک لڑکے کا نام عثمان اور دوسرے کا اوس ہے، چونکہ ان کی ماں کا نام مزینہ تھا؛ اس وجہ سے مر کے دونوں لڑکے مزینہ کی طرف منسوب کر دیے گئے۔ اس قوم سے زہیر بن ابی سلمیٰ (یعنی ربیعہ بن ابی ریاح بن قرہ بن الحرث بن مازن بن خلاوہ بن ثعلبہ بن ثور بن ہرمہ بن لاظم بن عثمان یکے از شعرائے ستہ جاہلیہ) اور اس کے دونوں لڑکے بجیرہ[1] و کعب جس نے [کعب] آنحضرت ﷺ کی مدح کی تھی) اور نعمان بن مقرّن ابن عامر بن صبح بن تجیم بن نصر بن حبشیہ بن کعب بن غفر ابن ثور بن ہرمہ اور اس کا بھائی سوید (جو جنگ نہاوند میں مارا گیا) اور معقل بن یسار بن عبداللہ بن معیر بن حراق بن لابی بن کعب ابن عبدثور مشہور صحابیؓ ہیں۔

رباب

رباب: عبدمناۃ بن اذ بن طابخہ کی طرف نسباً منسوب ہوتے ہیں۔ تیم، عدی، عوف اور ثور اس کی اولاد سے ہیں۔ یہ قوم ''رباب'' اس وجہ سے کہلائی جاتی ہے کہ یہ لوگ بنوضبہ کے حلف میں شریک جماعت ہوئے تھے، مقام دہنا جوار بنوتمیم میں رہتے تھے، لیکن فی زماننا یہ منتشر و متفرق ہوگئے۔ وہاں پر ان کا کوئی نشان باقی نہیں ہے۔

بنوتمیم کی شاخیں

بنوتمیم بن عبدمناۃ سے مستورد بن علقمہ بن قریش[2] بن صباری بن تشبہ بن ربیع بن عمرو بن عبداللہ بن لوی بن عمرو بن الحرث ابن تمیم خارجی (جس کو معقل بن قیس ریاحی نے زمانہ امارت مغیرہ بن شعبہ میں قتل کیا ہے۔)، ابن باخمہ ورد بن مجالد بن علقمہ، (جو عبدالرحمٰن بن ملجم کے

---

1. دارالفکر کی اشاعت میں ''بُجیر'' ہے۔ 380:2۔ اور دارالکتب العلمیہ کی اشاعت میں ''بُجیر'' ہے۔ 366:2۔ [م۔ص]
2. پیشِ نظر عربی متون میں ''قریس'' ہے۔ دارالکتب العلمیہ 366:2، دارالفکر 380:2۔ [م۔ص]

ساتھ شریک شہادتِ جناب علی کرم اللہ وجہ تھا۔) قطام بنت بحنہ بن عدی ابن عامر بن عوف بن ثعلبہ بن سعد بن ذہل بن تیم خارجیہ ہے، جس کا عقد عبدالرحمٰن بن ملجم کے ساتھ ہوا تھا۔ اور جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے، اس کا مہر جناب امیر علیہ السلام [حضرت علی] کا شہید کرنا تھا۔ واللہ اعلم۔ قطام کو خود اس کے باپ اور چچا نے یوم نہروان قتل کیا تھا۔

بنوعدی کی شاخیں

بنوعدی بن عبد مناۃ سے ذوالرمہ شاعر یعنی غیلان بن عتبہ[1] بن بہس بن مسعود بن حارثہ بن عمرو بن ربیعہ بن ساعدہ بن کعب بن عوف بن ثعلبہ بن ربیعہ بن ملکان بن عدی، اور بنوثور ابن عبد مناۃ سے سفیان ثوری (یعنی سفیان بن سعید بن مسروق بن حبیب بن رافع بن عبداللہ بن منقذ بن نصر بن الحارث بن ثعلبہ بن عامر بن ملکان بن ثور) اور ان کے بھائی عمرو اور مبارک اور ربیع بن خثیم فقیہ ہیں۔

ضَبّہ

ضَبّہ: آد بن طابخہ کی نسل سے ہیں، سرزمین نجد میں تہامہ کے شمالی جانب جوار بنوتمیم میں رہتے تھے۔ عہد حکومت اسلامیہ میں عراق میں چلے آئے، ان میں سے اس مقام پر مُثنیٰ شاعر مارا گیا۔ اسی قوم سے ضرار بن عمرو ابن مالک بن زید بن کعب بن بجالہ بن ذہل بن مالک بن بکر بن اسعد بن ضَبّہ ہے، جو جاہلیت میں بنوضبہ کا سردار تھا۔ اس کے بعد سرداری اسی کے خاندان میں رہی۔ اس کے اٹھارہ لڑکے تھے، جو اس کے ساتھ جنگ قرنتین میں لڑنے کو آئے تھے۔ حصین ابن ضرار عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے ہمراہ جنگ جمل میں تھا۔ اسی کی نسل سے قاضی ابوشبرمہ عبداللہ ابن شبرمہ بن طفیل بن حسان بن منذر بن ضرار بن عنبسہ بن اسحاق بن شمر بن عبس ابن عنبسہ بن شعبہ بن مختبر بن عامر بن عباب بن حسل بن بجالہ ہے، جس کا ذکر سپہ سالاران بنوعباس میں آئے گا، عہد حکومت خلیفہ متوکل میں مصر کا گورنر ہوا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دیلم، بنو باسل بن ضبہ بن آد کے اعقاب سے ہیں۔ واللہ اعلم۔

---

[1] عربی متون میں ''عقبہ'' ہے۔ دارالفکر 2:381، دارالکتب العلمیہ 2:366۔ [م۔ص]

صوفہ

صوفہ: غوث بن مر بن اد کے سلسلے میں ہیں۔ ان کا زمانہ اقبال جاہلیت ہی میں منقضی اور منقرض ہو گیا، بجائے ان کے آل صفوان بن شجمہ بنو سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے حکمراں ہوئے۔

مدرکہ کے قبائل

مدرکہ ابن الیاس نہایت عظیم الشان، کثیر البطون قبیلہ ہے۔ اس کے اعظم ترین قبائل سے ہذیل، قارہ، اسد، کنانہ اور قریش ہیں۔

بنو ہذیل

بنو ہذیل، ہذیل بن مدرکہ بن الیاس کی نسل سے ہیں اور طائف کے قریب جبل غزوان میں رہتے تھے۔ جبل غزوان کے نشیب میں نجد کی طرف، مقام تہامہ مابین مکہ و مدینہ کے اکثر مقامات میں ان کے چشمے اور مقبوضات تھے، از انجملہ رجیع و بیر معونہ ہیں۔ اس سے دو شاخیں نکلی ہیں (1) سعد بن ہذیل (2) لحیان بن ہذیل۔

پس سعد بن ہذیل سے ابوبکر شاعر، حطیہ شاعر (جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے)، عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار ابن مخزوم بن صاہلہ بن الحارث بن تمیم بن سعد (مشہور صحابیؓ) اور ان کے دونوں بھائی عتبہ و عمیس اور ان کے اعقاب سے عبدالرحمٰن، عتبہ، مسعودی (مشہور مورخ) ابن عتبہ ہیں۔ مسعودی کا نام علی ہے۔ حسین بن علی بن عبداللہ بن زید بن عتبہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کے لڑکے ہیں۔ ان کے بھائی عتبہ سے عتبہ بن عبیداللہ بن زید بن عتبہ، مدینہ منورہ کے مشہور فقیہ ہیں۔ یہ لوگ عہد اسلام میں ممالک اسلامیہ میں منتشر ہو گئے۔ اب اس قوم کا کوئی بطن باقی نہ رہا، ہاں افریقہ کے بر اعظم میں ان کا ایک قبیلہ ہے، جو اطراف باجہ میں ہیں اور شاہی لشکر کے ساتھ لشکر آرا ہوتے ہیں۔ اور مقررہ خراج ادا کیا کرتے ہیں۔

بنو اسد

بنو اسد سے اسد بن خزیمہ بن مدرکہ ایک وسیع بطن اور کثیر الشعوب ہے، سرزمین نجد میں

متصل کرخ، طے کی ہمسائیگی میں رہتے تھے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ پہلے بلاد طے بنو اسد کے قبضے وتصرف میں تھے، پس جب وہ یمن سے نکلے تو انھوں نے ان کو مغلوب کر کے آ جا اور سلمی پر قبضہ کر لیا اور ان کی مجاورت میں آباد ہو گئے۔ بعد اس کے بنو اسد اقطار ممالک میں ایسے متفرق ومنتشر ہو گئے کہ اب ان میں کا کوئی قبیلہ باقی نہ رہ گیا۔

ابن سعید کہتا ہے کہ ان کے بلاد اب طے کے قبضے میں ہیں۔ اس کثیر البطون قبیلے سے بنو کاہل (قاتل حجر بن عمرو بادشاہ، امرؤ القیس کا باپ تھا)، بنو غنم بن دودان بن اسد، (اسی قبیلے سے عبید اللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کثیر بن غنم، جو مسلمان ہوا تھا، پھر عیسائی ہو گیا اور حالت عیسائیت ہی میں مر گیا اور عبید اللہ کی بہن زینب ام المومنین رضی اللہ عنہا اور عکاشہ بن محصن بن حدثان بن قیس بن مرہ بن کثیر مشہور صحابی ہیں۔) اور بنو ثعلبہ بن دودان بن اسد (جس سے کمیت شاعر ابن زید بن الاخنش [الاخنس] بن ربیعہ بن امرؤ القیس بن الحرث بن عمرو بن مالک بن سعد بن ثعلبہ، ضرار بن الازور یعنی مالک بن اولیس بن خزیمہ بن ربیعہ بن مالک بن ثعلبہ صحابی، قاتل مالک بن نویرہ اور حضرمی بن عامر بن مجمع بن موالہ بن ہمام بن صحب بن القیس بن مالک وغیرہ ہیں۔) اور بنو عمرو بن قعید (قعین) بن الحارث بن ثعلبہ بن دودان ہیں۔ (اسی قبیلے سے طماح بن قیس بن طریف بن عمرو بن قعید، جو قیصر کے پاس امرؤ القیس کے قتل کا ساعی[1] ہوا تھا۔ اور طلیحہ بن خویلد بن نوفل بن نصلہ بن الاشتر بن حجوان بن فقعس بن طریف بن عمرو ہے، جو پہلے کاہن تھا اور نبوت کا دعویٰ کیا تھا، پھر بعد اس کے ایمان لایا۔)

علاوہ ان بطون کے بنو اسد میں اور بطون بھی ہیں، جن کو بہ خیال اطالت مقال[2] ہم ذکر نہیں کرتے۔

قارہ وعضل

قارہ وعضل ہون بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس کی نسل سے، بنو اسد کے بھائی ہیں، جو بنو زہرہ قریش کے حلفا میں تھے۔

---

1 = کوشاں۔ [م۔ص]
2 = بات لمبی ہو جانے کے خیال سے۔ [م۔ص]

بنو کنانہ

بنو کنانہ، کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ کی نسل سے بنو اسد کے نسبی بھائی ہیں۔ اطراف مکہ میں رہتے تھے۔ یہ قبیلہ بھی کثیر البطون ہے۔ مشہور و معروف تر اُن میں قریش ہے۔ اور وہ نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہے، جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا۔ بنو عبد مناۃ بن کنانہ اور بنو مالک بن کنانہ بھی اسی قبیلے سے ہیں۔ بنو عبد مناۃ سے بنو بکر، بنو مرہ، بنو الحرث اور بنو عامر ہیں۔ بنو بکر سے بنو لیث، اسی سے بنو ملوح بن یعمر (یعنی شداخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث اور اسی سے صعب بن جثامہ بن قیس بن شداخ مشہور صحابی اور شاعر عروہ بن اُدینہ بن یحییٰ بن مالک بن الحرث بن عبداللہ بن شداخ ہے۔) اور بنو اشجع[1] بن عامر بن لیث بن بکر (اسی قبیلے سے ابو واقد لیثی صحابی یعنی حرث بن عوف بن اسید بن جابر بن عدیدہ بن عبد مناۃ بن اشجع[2] ہیں۔) اور بنو سعد میں لیث[3] [بن] بکر (جس سے ابو طفیل عامر بن واثلہ بن عبداللہ بن عمرو بن جابر بن خمیس بن عدی ابن سعد اور واثلہ بن الاسقع بن عبد العزّی بن عبد یالیل بن ناشب بن عبدہ بن سعد مشہور صحابیؓ ہیں۔ ابو الطفیل عامر وہ ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کے دیکھنے والوں میں سے آخر میں رہ گئے تھے۔ 107ھ میں ان کا انتقال ہوا۔) اور بنو جذرع بن بکر بن لیث بن بکر ہیں۔ (اسی قبیلے سے امیر خراسان نصر بن سیار بن رافع بن عدی بن ربیعہ بن عامر بن عوف بن جندرع اور رافع بن لیث بن نصر ہیں، جو زمانۂ الرشید میں بنو امیہ کا ہوا خواہ سمرقند میں تھا۔)

بنو عبد مناۃ

اور بنو عبد مناۃ[4] سے بنو عریج بن بکر بن عبد مناۃ[5] اور بنو الدیل بن بکر، (اسی قبیلے سے اسود بن رزق بن یعمر بن نافثہ بن عدی بن الدیل، جس کے سبب سے مکہ فتح ہوا تھا۔ ساریہ بن

---

1 عربی نسخوں میں ''اشجع'' کے بجائے ''شجع'' ہے۔ [م۔ص]
2 عربی نسخوں میں ''اشجع'' کے بجائے ''شجع'' ہے۔ [م۔ص]
3 عربی متن بنو سعد بن لیث بن بکر ہے۔ دار الفکر 2:383، دار الکتب العلمیہ 2:369۔ [م۔ص]
4 پیش نظر عربی متون میں ''عبد مناۃ'' کے بجائے ''عبد مناف'' ہے۔ عربی عبارت ملاحظہ ہو: ومن بني عبد مناف بنو عريج بن بكر بن عبد مناف دار الفکر 2:383، دار الکتب العلمیہ 2:369۔ [م۔ص]
5 ایضاً

زنیم بن عمرو بن عبداللہ بن جابر بن محتیہ بن عبد بن عدی ابن الدیل، جو عراق میں کفار سے لڑ رہے تھے۔ ساریہ ہی کو عمرؓ نے مدینہ سے آواز دی تھی، جیسا کہ مشہور ہے۔ اور ابوالاسود واضع علم نحو یعنی ظالم بن عمرو بن سفیان بن عمرو بن جندب بن یعمر بن جلیس[1] بن نافثہ بن عدی وغیرہم ہیں۔) اور بنو ضمرہ بن بکر ہیں۔

بنو ضمرہ

اور ضمرہ سے غفار بن یمیل[2] بن ضمرہ بجائے خود ایک بطن عظیم ہے۔ (اسی قبیلے سے ابوذر غفاری صحابیؓ ہیں، یعنی جندب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار اور کلثوم بن الحصین بن خالد بن معیسیر بن بدر بن خمیس بن غفار ہیں، جن کو بوقت غزوۂ فتح آنحضرت (ﷺ) نے مدینہ منورہ میں اپنا خلیفہ و نائب مقرر فرمایا تھا۔

بنو مدلج

بنو مدلج بن مرہ بن عبد مناۃ سے سراقہ بن مالک بن جعشہ[3] بن مالک بن عمرو بن مالک بن تیم بن مدلج ہے، جو قریش کی تحریک سے آنحضرت کے تعاقب میں وقت ہجرت روانہ ہوا تھا، اس غرض سے کہ وہ واپس لائے، لیکن اللہ جل شانہ کے افضال سے خائب و خاسر واپس آیا۔

بنو عامر بن عبد مناۃ

بنو عامر بن عبد مناۃ سے بنو مُساحق بن الاقرم[4] بن جذیمہ بن عامر ہیں، جن کو مقام غُمیصا میں خالد بن الولیدؓ نے قتل کیا تھا۔

بنو الحارث

بنو الحارث بن عبد مناۃ سے حلیس بن علقمہ بن عمرو بن الاوقع بن عامر بن جذیمہ بن عوف بن الحارث ہے، جس نے قریش کے ساتھ حلف احابیش منعقد کیا تھا اور اس کا بھائی تیم وہ

---

1 پیش نظر عربی متون میں "حلیس" ہے۔ [م۔ص]

1 عربی نسخوں میں "ملیل" ہے۔ دار الکتب العلمیہ 2:369، دار الفکر 2:384۔ [م۔ص]

2 پیش نظر عربی متون میں "جعشہ" کے بجائے "جعشم" ہے۔ دار الکتب العلمیہ 2:369، دار الفکر 2:384۔ [م۔ص]

3 عربی نسخوں میں "الافرم" ہے۔ دار الکتب العلمیہ 2:371، دار الفکر 2:384۔ [م۔ص]

ہے، جس نے انھیں کے ساتھ حلف قارہ کا عقد[1] کیا تھا۔

بنوفراس

بنوفراس بن مالک ابن کنانہ سے فارس العرب ربیعہ بن المکدم بن عامر بن خویلد بن جذیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان بن فارس ہے۔

نسیٔ شہور کا موجد

بنو عامر بن ثعلبہ بن الحارث بن مالک ابن کنانہ سے وہ لوگ ہیں، جنھوں نے جاہلیت میں نسیٔ شہور[2] کا رواج دیا تھا۔

---

1 = معاہدہ، معاملہ کیا تھا۔ [م۔ص]

2 نسیٔ شہور سے مراد مہینوں کی تقدیم و تاخیر ہے۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (سورۂ توبہ، آیت 36) کی تفسیر کے ذیل میں ''نسیٔ شہور'' کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ موقع کی مناسبت سے علامہ عثمانی کی عبارت من وعن یہاں نقل کی جاتی ہے :

''عرب میں قدیم سے معمول چلا آتا تھا کہ سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے ''اشہر حرم'' (خاص ادب واحترام کے مہینے) میں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب، ان میں خونریزی اور جدال وقتال قطعاً بند کر دیا جاتا تھا۔ حج وعمرہ اور تجارتی کاروبار کے لیے امن وامان کے ساتھ آزادی سے سفر کر سکتے تھے۔ کوئی شخص ان ایام میں اپنے باپ کے قاتل سے بھی تعرض نہ کرتا تھا۔ بلکہ بعض علما نے لکھا ہے کہ اصل ملت ابراہیمی میں یہ چار ماہ ''اشہر حرم'' قرار دیے گئے تھے۔ اسلام سے ایک مدت پہلے جب عرب کی وحشت وجہالت حد سے بڑھ گئی اور باہمی جدال وقتال میں بعض بعض قبائل کی درندگی اور انتقام کا جذبہ کسی آسمانی یا زمینی قانون کا پابند نہ رہا، تو ''نسی'' کی رسم نکالی یعنی جب کسی زور آور قبیلے کا ارادہ ماہ محرم میں جنگ کرنے کا ہوا تو ایک سردار نے اعلان کر دیا کہ امسال ہم نے محرم کو حرم سے نکال کر اس کی جگہ صفر کو حرام کر دیا۔ پھر اگلے سال کہہ دیا کہ اس مرتبہ حسب دستور قدیم محرم حرام اور صفر حلال رہے گا۔ اس طرح سال میں چار مہینوں کی گنتی تو پوری کر لیتے تھے لیکن ان کی تعیین میں حسب خواہش ردوبدل کرتے رہتے تھے۔ ابن کثیر کی تحقیق کے موافق ''نسی'' (مہینہ آگے پیچھے کرنے) کی رسم صرف محرم وصفر میں ہوتی تھی اور اس کی وہی صورت تھی جو اوپر مذکور ہوئی۔''

حاشیۂ قرآن مطبوعۂ شاہ فہد قرآن شریف پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ، ص:255، ایڈیشن 1413ھ م 1993۔ [م۔ص]

پس اول جس شخص نے نسی شہور کو رائج اور ایجاد کیا وہ سُمیر[1] بن ثعلبہ بن الحارث ہے۔ اسی قبیلے سے رماحس بن عبدالعزیز بن رماحس ابن الرسارس بن واقد بن وہب بن ہاجر بن عز بن وائلہ بن الفاکہ بن عمرو بن الحرث ہے، جس کو خلیفہ عبدالرحمٰن نے جس وقت اندلس میں داخل ہوا تھا، جزیرۂ وشدونہ [وشذونہ] کا گورنر مقرر کیا تھا۔ پھر جب اس نے خلیفہ عبدالرحمٰن سے بغاوت کی تو خلیفہ نے اس پر حملہ کیا، یہ بھاگ کر سرحد کی طرف گیا اور وہیں مر گیا۔ اندلس میں اس کے بہت اخلاف تھے، دولت امویہ میں ان کے نمایاں کارناموں کے آثار بہ کثرت پائے جاتے ہیں۔ سواحل افریقہ میں بھی عبیدیوں سے اکثر یہ لڑتے رہے۔ والله وارث الارض ومن علیها وهو خير الوارثين ۔(اللہ زمین اور اس پر بسنے والی مخلوق کا مالک ہے اور سب سے بہتر مالک ہے۔)

---

1 محمد بن اسحاق کے مطابق قلمس کنانی نے یہ رسم جاری کی تھی، اس کی اولاد میں بھی یہ رسم جاری رہی۔ اسی کی نسل سے ابوثمامہ جنادہ بن عوف کنانی کا معمول تھا کہ ہر سال موسم حج میں اعلان کیا کرتا کہ امسال محرم اشہر حرم میں داخل رہے گا یا صفر۔ اسی طرح محرم وصفر میں سے ہر مہینہ کبھی حلال اور کبھی حرام کیا جاتا تھا اور عام طور پر لوگ اسی کو قبول کر لیتے تھے۔ (تفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی، حاشیۂ قرآن مطبوعۂ شاہ فہد قرآن شریف پرنٹنگ کمپلیکس، مدینہ منورہ، ص:255، ایڈیشن 1413ھ م 1993) [م۔ص]

شجرۂ نسب عدنان دوم

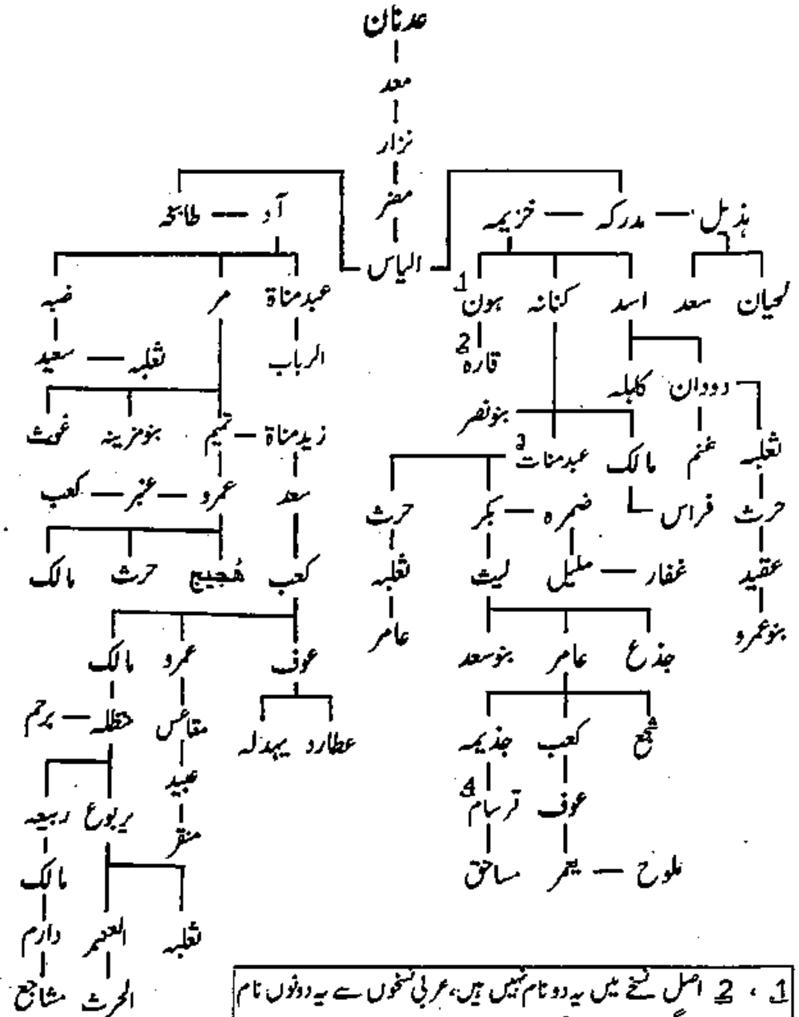

1 ، 2 اصل نسخے میں یہ دو نام نہیں ہیں، عربی نسخوں سے یہ دونوں نام بڑھائے گئے ہیں۔ [م-ص]

3 عربی متون میں اس جگہ "عبدمناف" ہے۔ [م-ص]

4 عربی نسخوں میں دیے گئے شجرے میں "قرسام" کے بجائے "افرم" ہے۔ [م-ص]

(نسخہ دارالفکر 2:386، نسخہ دارالکتب العلمیہ 2:370)

قریش

قریش کی وجہ تسمیہ

فہر بن مالک بن نضر کی اولاد کو قریش[1] کہتے ہیں۔ نضر ہی پہلے قریش کے نام سے موسوم ہوا ہے۔ بعضے اس کی یہ وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں کہ نضر تقرش (یعنی تجارت) کی وجہ سے قریش کے لقب سے معروف ہوا۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ قریش قرش کا مصغّر ہے۔ اور قرش کے معنی ہیں : دابة[2] فی البحر لا تدع دابة الا اکلتها (ایک جانور دریائی ہے، جو دوسرے جانوروں کو کھا ڈالتا ہے۔) چونکہ نضر نے دوسرے قبیلوں کو دبا لیا تھا اور مغلوب کر دیا تھا؛ اس وجہ سے قریش کے لقب سے ملقب ہوا۔

---

1 قریش کی دو قسمیں ہیں، ایک قریش بطاح، دوسرے قریش ظواہر۔ قصی بن کلاب اور بنو کعب ابن لوی کی اولاد قریش بطاح کہلائی جاتی ہے، علاوہ ان کے سب قریش ظواہر میں شمار کیے جاتے ہیں۔ (سبائک الذہب) [مترجم]

2 پیش نظر عربی متون میں دابة فی البحر لا تدع دابة الا اکلتها کے بجائے قِرش وهو الحوت الکبیر المفترس دواب البحر ہے۔ دارالفکر 2:387، دارالکتب العلمیہ 2:371۔ البتہ دونوں عبارتوں کا مفہوم ایک ہے۔ [م۔ص]

آل فہر بن مالک

بہر کیف اولادِ نضر فہر کی طرف اس وجہ سے منسوب ہوئیں کہ اعقاب نضر، فہر کی اولاد میں منحصر ہیں۔ بنونضر میں سے سوائے فہر کے اور کسی کا نسلی سلسلہ نہیں چلا؛ یہی وجہ ہے کہ بنوفہر بن مالک ہی کو قریش کہتے ہیں۔ پہلا شخص جو قریش کے لقب سے مشہور ہوا، وہ نضر بن کنانہ ہے۔

فہر کے تین لڑکے (1) غالب (2) حارث اور (3) محارب تھے۔[1]

بنومحارب بن فہر

بنومحارب بن فہر اور حارث[2] بن فہر قریش ظواہر سے ہیں۔ بنومحارب سے ضحاک بن قیس بن خالد بن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب صاحب مرج راہط، (اسی مقام پر یہ مروان بن الحکم سے جب کہ اس نے خلافت کی بیعت کی تھی، معرکہ آرا ہوا تھا اور مارا گیا۔) ضرار بن الخطاب بن مرداس بن کثیر بن عمرو آکل السقف ابن حبیب بن عمرو بن شیبان (یہ صحابہؓ میں مشہور سواروں سے تھے، ان کا باپ خطاب بن مرداس زمانۂ جاہلیت میں قریش ظواہر کا سردار تھا۔) اور عبدالملک بن قطن بن نہشل[3] بن عمرو بن عبداللہ بن وہب بن سعد بن عمرو بن آکل السقف (یہ لوگ یوم حرہ میں موجود تھے۔ ان لوگوں نے اس قدر عمر پائی کہ اندلس کے گورنر مقرر کیے گئے تھے۔ ان کو اصحاب بلخ بن بشر قشیری نے صلیب دی تھی۔) اور کرز بن جابر بن حسل بن لاحب بن حبیب بن عمرو بن شیبان وغیرہم ہیں۔ اور فتح مکہ کے وقت کرز بن جابر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، اور اسی واقعے میں شہید بھی ہوئے۔

بنوحارث بن فہر

بنوحارث[4] [بن] فہر سے ابوعبیدہ (جو بوقت فتح شام مسلمانوں کے امیر تھے) بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن وہب بن ضبہ بن الحرث اور عقبہ بن نافع بن عبد قیس بن لقیط بن

---

1. ابن اسحاق کے مطابق فہر بن مالک کے چار لڑکے ہیں (1) غالب (2) محارب (3) حارث اور (4) اسد۔ سیرت ابن ہشام، 1:90-89۔ بیروت 2001 [م۔ص]
2. اس موقع پر عربی متون میں "حارث بن فہر" نہیں ہے، صرف "بنومحارب بن فہر" رقم ہے۔ دارالفکر 2:387، دارالکتب العلمیہ 2:372۔ [م۔ص]
3. عربی نسخوں میں "نہشل" ہے۔ دارالفکر 2:387، دارالکتب العلمیہ 2:372۔ [م۔ص]
4. عربی نسخوں میں "حارث" کے بجائے "حرث" ہے۔ دارالفکر 2:387، دارالکتب العلمیہ 2:372۔ [م۔ص]

عامر بن امیہ ابن ضرب بن الحرث فاتح افریقہ و قیروان ہیں۔ اسی کے اعقاب سے عبدالرحمٰن بن حبیب بن ابی عبیدہ بن عقبہ والی افریقہ ہے۔ اس کا باپ حبیب بن عقبہ عبدالعزیز ابن موسیٰ بن نصیر اور یوسف بن عبدالرحمٰن بن ابی عبید [عبیدہ] والی اندلس سے جنگ آزما ہوا تھا۔ اسی کے زمانے میں عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک اندلس میں داخل ہوا تھا، حبیب بن عقبہ اس کو قتل کر کے خود مالک بن بیٹھا۔ پھر بعد اس کے اسی کے خاندان میں حکومت وسلطنت رہی۔

بنو غالب بن فہر

غالب بن فہر آنحضرت (ﷺ) کے عمود[1] نسب میں ہے۔ اس کے دو لڑکے تیم الادرم اور لوی تھے۔ بنو تیم الادرم قریش ظواہر سے ہیں۔ اسی قبیلے سے ہلال بن عبداللہ بن عبدمناۃ بن اسعد بن جابر بن کبیر بن تیم الادرم تھا، جس کا خون آنحضرت (ﷺ) نے یوم فتح مکہ مباح فرما دیا تھا، یہ اس وقت مارا گیا ہے جب کہ مکہ فتح ہو گیا تھا اور یہ غلاف خانۂ کعبہ کو پکڑے ہوئے تھا۔

بنو لوی بن غالب

لوی بن غالب آنحضرت (ﷺ) کے عمود نسب مقدس میں ہے۔ اس کے لڑکوں میں سے کعب اور عامر ہیں۔ علاوہ ان کے اس کے اعقاب سے اور بطون بھی ہیں، جو مختلف طور سے اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں، از انجملہ بنو خزیمہ بن لوی، بنو سامہ ابن لوی، سعد اور جشم وغیرہم ہیں۔ بنو سامہ کی بابت یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ قریش سے نہیں ہیں۔ بعض یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ بنو سامان ملوک ماوراء النہر اسی قبیلے سے ہیں۔ والله أعلم۔

بنو عامر بن لوی

بنو عامر بن لوی سے بنو حسل بن عامر اور بنو معیص بن عامر ہیں۔ بنو معیص سے بشر بن ارطاۃ یعنی عویمر بن[2] عمران بن الحلیس بن یسار بن نزار بن معیص بن عامر (یکے از سرداران معاویہ) اور مکرز بن حفص بن احنف بن علقمہ بن عبدالحارث ابن منقذ بن عمرو بن معیص [ہیں]۔

---

1 = ستون۔ [م۔ص]
2 عربی متن میں ''عویمر'' اور ''عمران'' کے درمیان ''بن'' نہیں ہے۔ دارالفکر 388:2، دارالکتب العلمیہ 373:2۔ [م۔ص]

اعقاب بنو حسل سے عامر بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ابن الحارث بن حبیب بن خزیمہ بن مالک بن حسل بن عامر، (جو وقت فتح افریقہ لشکر اسلام کے سردار اور گورنر مصر تھے۔) انھوں نے پہلے آنحضرت (ﷺ) کی خدمت اقدس میں کچھ گستاخانہ لکھا تھا، پھر انھوں نے توبہ کی، مسلمان ہوئے اور بقیہ زندگی نہایت سادگی اور عمدگی سے تمام کی، جو یطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل والیٔ حدیبیہ اور اس کا بھائی سکران، اس کا لڑکا ابوجندل سہیل (اس کا نام عاصی تھا، یہی یوم صلح حدیبیہ گرفتار ہوکر آیا تھا، مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا تھا، اس کا قصہ معروف ہے۔) اور زمعہ بن قیس بن عبدشمس اور اس کا لڑکا عبد بن زمعہ ہے، اسی زمعہ بن قیس کی لڑکی جنابہ سودہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ہیں، جو پہلے اپنے چچازاد بھائی سکران کے عقد میں تھیں، بعدہ آنحضرت (ﷺ) کی ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں۔

بنو کعب ابن لوی

کعب ابن لوی عمود نسب کریم آنحضرتؐ میں ہے۔ اس کے تین لڑکے (1) ہمرہ (2) ہُصیص اور (3) عدی تھے۔ یہ سب قریش بطاح ہیں۔ ابن کعب سے ہُصیص بن کعب بن لوی بن سہم بن عمرو بن ہُصیص ابن کعب ہے۔ اور اسی قبیلے سے عاصی بن وائل بن ہشام بن سعید بن سہم اور عاصی کے دونوں لڑکے عمرو و ہشام اور عبدالرحمٰن بن معیص بن ابی وداعہ (یعنی حارث) بن سعید بن سعد بن سہم قاریٔ اہل مکہ اور اسماعیل بن جامع بن عبدالمطلب ابن ابی وداعہ مفتیٔ مکہ اور نبیہ، منبہ پسران حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم (یہ دونوں جنگ بدر میں بحالت کفر مارے گئے اور قلیب میں پھینک دیے گئے۔) اسی جنگ میں عاصی بن منبہ مارا گیا، اسی کی ذوالفقار تھی، جو آنحضرت ﷺ کی سیف تھی۔، عبداللہ ابن الزبعری بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم (یہ پہلے آنحضرت ﷺ کو اپنے شعر سے ایذا پہنچاتے تھے، پھر مسلمان ہو گئے اور اچھے مسلمانوں میں ہوئے۔) اور حذافہ بن قیس ابوالاخنس اور خنیس وغیرہم ہیں۔ قبل رسول اللہ ﷺ کے حفصہ اسی کے نکاح میں تھیں۔ عبداللہ بن حذافہ مہاجرین حبشہ سے ہیں، یہی آنحضرت (ﷺ) کا نامۂ نامی کسریٰ کے پاس لے کر گئے تھے۔

بنو جمح بن عمرو بن [ہصیص] بن کعب سے امیہ بن خلف ابن وہب بن حذافہ جنگ بدر

میں مارا گیا اور اس کا بھائی اُبی جنگ احد میں مارا گیا، (اس کو آنحضرت ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے مارا تھا۔) اُبی کا لڑکا صفوان بن امیہ یوم فتح مکہ مسلمان ہوا۔ اور اس کا لڑکا عبداللہ بن صفوان زبیر ہی کے ساتھ رہ گیا۔ [قتل کیا گیا۔]

عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ اور ان کے بھائی قدامہ، سائب اور عبداللہ مہاجرین بدر میں سے ہیں۔ اور ان کی بہن زینب بنت مظعون مادرِ اُم حفصہ ہیں۔

بنوعدی بن کعب

بنوعدی بن کعب سے زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن زراح[1] بن عدی (اس نے جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ کر ملت ابراہیمی اختیار کر لی تھی اور اسی پر رہا تا آنکہ بلقا کے ایک قریہ میں لخم یا جذام کے ہاتھوں مارا گیا۔) اور اس کے لڑکے سعید بن زید بن عمرو (یکے از عشرۂ مبشرہ) اور عمر ابن الخطاب امیر المومنین اور ان کے لڑکے عبداللہ وعاصم وعبیداللہ وغیرہم اور خارجہؓ بن حذافہ بن غانم بن عامر بن عبیداللہ بن عویج بن عدی بن کعب (جس کو مصر میں عمرو بن العاصی کے شبہ سے ایک حروری نے شہید کیا تھا۔ اور جب یہ قاتل گرفتار کیا گیا تو اس نے ظاہر کیا کہ : اردت عمروا واراد اللہ خارجۃ (میں نے عمرو کے مار ڈالنے کا قصد کیا تھا اور اللہ نے خارجہ کے قتل کا۔) اور ابوالجہم بن حذیفہ بن غانم صاحب النفل یوم حنین اور مطیع بن الاسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج (صحابیؓ) اور ان کے لڑکے عبداللہ بن مطیع ہیں (جو یوم الحرہ مہاجرین کے سردار تھے اور ابن الزبیر کے ساتھ مکہ میں شہید کیے گئے۔)

بنومرہ ابن کعب

مرہ ابن کعب نسب اقدس کے عمود میں ہے۔ اس کے تین لڑکے (1) کلاب (2) تیم اور (3) یقظہ تھے۔

بنوتیم بن مرہ

بنوتیم بن مرہ سے عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم (یہ جاہلیت میں

---

1. دارالکتب العلمیہ کے نسخے میں "رزاح بن عدی" ہے۔ 2:374۔ [م۔ ص]

قریش کا سردار تھا) اور ابوبکر الصدیق (خلیفۂ رسول ﷺ) یعنی عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم اور ان کے دونوں لڑکے عبدالرحمٰن، محمد اور طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب (جو جنگ جمل میں شہید ہوئے) اور ان کے ایک لڑکے محمد السجاد ہیں، جن کے اعقاب بہ کثرت مختلف دیار وامصار میں پائے جاتے ہیں۔

بنو یقظہ بن مرہ

یقظہ بن مرہ سے بنومخزوم بن یقظہ بن مرہ ہیں۔ اسی قبیلے سے صیفی بن ابی رفاعہ یعنی امیہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم (یہ اور اس کا بھائی بہ حالت کفر بدر میں [مارے گئے]۔) اور ارقم بن ابی الارقم، اس کا نام عبد مناف بن ابی جندب تھا، اس کا نام اسد بن عبداللہ بن عمرو ابن مخزوم صحابی بدری [تھا۔]، انھیں کے مکان پر قبل افشائے اسلام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں صحابہ حاضر ہوتے تھے۔ اور ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم (یہ قدمائے مہاجرین سے ہیں، قبل نکاح آنحضرت ﷺ کے ام المومنین ام سلمہ کے شوہر یہی تھے۔) اور الفاکہ بن المغیرہ ابن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم (اس کا نام ابوقیس تھا، بہ حالت کفر بدر میں مارا گیا۔) اور ابوجہل عمرو ابن ہشام بن المغیرہ (یہ بھی بدر ہی میں کافر مارا گیا۔) اور عکرمہ بن ابی جہل (صحابیؓ) اور حارث بن ہشام بن المغیرہ (یہ مسلمان ہو گئے تھے اور ان کا اچھا اسلام تھا، ان کے اعقاب بہ کثرت اور مشہور ہیں۔) اور ابوامیہ ابن ابی حذیفہ بن المغیرہ (بہ حالت کفر بدر میں مارا گیا، اسی کی لڑکی ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔) اور ہشام بن ابی حذیفہ (از مہاجرین حبشہ) اور عبداللہ ابن ابی ربیعہ عمرو بن المغیرہ (صحابیؓ) اور حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ معروف بہ قُبَاع اور ولید بن المغیرہ (بحالت کفر مکہ میں مارا گیا) اور اسی کے لڑکے خالدؓ بن الولید سیف اللہ، صاحب فتوحات اسلامیہ اور سعید بن المسیب بن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تابعی ہیں۔ ان کے باپ مسیّب صحابی، اہل بیعت الرضوان سے ہیں۔

بنوکلاب بن مرہ

کلاب بن مرہ آنحضرت ﷺ کے عمود نسب اقدس میں ہے۔ کلاب کے دو لڑکے (1) قصی اور (2) زُہرہ تھے۔

بنوزُہرہ بن کلاب

بنوزہرہ بن کلاب سے آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ مادرِ نبی (ﷺ) اور ان کے بھائی کا لڑکا عبداللہ بن ارقم ابن عبد یغوث بن وہب اور سعد بن ابی وقاص مالک بن وہب بن عبد مناف فاتح عراق اور ہاشم بن عتبہ اور ان کا لڑکا عمرو بن سعید (جس کو عبداللہ بن زیاد نے جناب امام حسین علیہ السلام کی لڑائی کو بھیجا تھا، اس کو مختار بن ابی عبید نے اور اس کے بھائی محمد بن سعد کو حجاج بن ابی الاشعث نے قتل کیا ہے۔) اور مور [مسوّر[1]] بن مخزمہ[2] بن نوفل بن وہب (صحابیؓ) اور عبداللہ بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ اور اس کا لڑکا سلمہ وغیرہم ہیں۔ ان کے اعقاب بہ کثرت ہیں۔

بنوقصی بن کلاب

قصی ابن کلاب حضور کے عمود نسب اقدس میں ہے۔ یہ وہی شخص ہے، جس نے قریش کے قوائے مضمحل کو از سرِ نو مضبوط اور درست کیا۔ اس نے دوبارہ قریش کو حکومت و عزت کی کرسی پر بیٹھایا ہے۔ اس کے تین لڑکے (1) عبد مناف (2) عبد الدار اور (3) عبد العزیٰ تھے۔

بنوعبد الدار

بنوعبد الدار سے نضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبد الدار (یہ جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ قید ہو کر آیا تھا، وقت مراجعت آنحضرت ﷺ نے مقام صفرا میں اس کی گردن مارے جانے کا حکم دیا تھا۔) اور مصعب بن عمرو بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار (یہ صحابی بدری ہیں، جنگ احد میں شہید ہوئے، اس لڑائی میں اسلامی پھریرا انھیں کے ہاتھ میں تھا۔) اور ان کے اعقاب سے عامر بن وہب (جو سرقسطہ مضافات اندلس میں ابوجعفر المنصور کی دعوت دیتا تھا، اس کو یوسف بن عبد الرحمٰن فہری امیر اندلس نے قبل ورود عبد الرحمٰن اموی کے قتل کیا تھا۔) اور ابو السنابل بن بعکک بن السبّاق بن عبد الدار (مشہور صحابیؓ) اور عثمان ابن طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار وغیرہم ہیں۔ (جس کو یوم فتح مکہ آنحضرت (ﷺ) نے مفتاح کعبہ عنایت

---

1 عربی متون میں "مسوَر" ہے۔ [م۔ص]

2 عربی متون میں "مخرمہ" ہے۔ [م۔ص]

فرمایا تھا۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت نے مفتاح کعبہ یوم فتح مکہ ان کے بھائی شیبہ کو مرحمت فرمایا تھا۔ اور اسی وقت سے بنوشیبہ بن طلحہ بیت اللہ کے کلید بردار ہوئے۔)

بنوعبدالعزیٰ

بنوعبدالعزیٰ بن قصی سے ابوالبختری عاصی بن ہاشم بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ ہے۔ اس نے قیصر کی طرف سے قریش پر حکمرانی کرنے کا قصد کیا تھا، لیکن قریش نے اس کو اس فعل سے باز رکھا، اس وقت یہ مجبور ہو کر شام کی جانب لوٹ گیا اور وہاں پر جس قدر قریش اس کو مل سکے، سبھوں کو قید کر دیا۔ اسی قبیلے سے ابواحیحہ سعید بن العاصی[1] اور ہبار ابن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ ہے۔ اسی کے اخلاف سے عمر بن عبدالعزیز بن المنذر بن الزبیر بن عبدالرحمٰن بن ہبار والی سندھ ہے۔ بعد قتل المتوکل شروع زمانہ فساد میں یہ سندھ کا حکمراں ہو گیا تھا۔ بعد اس کے اسی کی اولاد حکمراں رہی تا آنکہ محمود بن سبکتگین والی غزنی کے ہاتھوں ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کا (یعنی عمر کا) دادا منذر ابن الربیع عہد حکومت سفاح میں مقام قرقیسیا میں تھا، وہیں یہ گرفتار کیا گیا اور صلیب پر لٹکایا گیا۔ اور اسماعیل بن ہبار کو مصعب ابن عبدالرحمٰن نے قتل کیا ہے؛ اس وجہ سے کہ یہ آنحضرت (ﷺ) کی ہجو کرتا تھا۔ بعد اس کے اس کا لڑکا عوف مسلمان ہوا، آنجناب (ﷺ) کی مدح میں قصائد لکھے اور اچھے مسلمانوں میں شمار کیا گیا۔ عبداللہ بن زمعہ بن الاسود کو بھی شرف صحبت نبوی نصیب ہوا ہے۔ اسی قبیلے میں اسعد[2] بن عبدالعزیٰ، ام المومنین حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت الخویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ اور زبیر ابن العوام بن خویلد (یکے از عشرۂ مبشرہ) اور ان کے دونوں لڑکے عبداللہ و مصعب اور حکیم بن حزام بن خویلد (صحابیؓ) اور ان کے لڑکے ہشام بن الحکیم ہیں۔ حکیم بن حزام بہ حالت اسلام ساٹھ برس زندہ رہے۔ انھوں نے اپنا دارالندوہ معاویہ کے ہاتھ ایک لاکھ درہم کو فروخت کیا تھا۔

بنوعبد مناف

عبد مناف بن قصی قبیلۂ قریش میں ایک نامور شخص تھا۔ لوگ اس کی عزت کرتے

---

1. دارالفکر کے نسخے میں ''العاص'' ہے، 2:391۔ [م۔ص]

2. عربی متون میں ''اسد'' ہے۔ [م۔ص]

تھے۔ یہ بھی عمود نسب اقدس میں ہے۔ اس کے چار لڑکے (1) عبد شمس (2) ہاشم (3) مطلب اور (4) نوفل تھے [1]۔ بنو عبد شمس اور بنو ہاشم حکومت و ریاست عبد مناف کی باہم تقسیم کیے ہوئے تھے، باقی رہے بنو مطلب اور بنو نوفل، وہ ان کے احلاف میں تھے۔ چنانچہ بنو مطلب بنو ہاشم کے اور بنو نوفل بنو عبد شمس کے احلاف میں تھے۔

بنو عبد شمس

بنو عبد شمس سے عبلات یعنی بنو امیہ اصغر اور اس کی لڑکی ثریا ہے۔ (یہ عمرو ابن ابی ربیعہ کی زوجہ تھی۔) اور بنو ربیعہ بن عبد شمس سے عتبہ و شیبہ پسران ربیعہ اور عتبہ سے ولید ابن عتبہ (جو جنگ بدر میں بہ حالت کفر مارا گیا۔) اور ابو حذیفہ (صحابیؓ) اور ہند بنت عتبہ مادر معاویہ ہیں۔ اور بنو عبد العزیٰ بن عبد شمس سے ابو العاصی بن الربیع بن عبد العزیٰ صہر نبی ﷺ ہیں۔ ان کی ایک لونڈی تھی، جس سے علی (کرم اللہ وجہہ) نے بعد فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے عقد کیا تھا۔

بنو امیہ اکبر

بنو امیہ اکبر ابن عبد شمس سے سعید بن ابو احیحہ العاصی ابن امیہ (یہ بہ حالت کفر ہلاک ہوا۔) اور اس کا بیٹا خالد بن سعید (جنگ یرموک میں مارا گیا) اور سعید بن العاصی [2] ابن سعید (یہ سابقین اسلام سے ہیں، صنعا کے گورنر ہوئے تھے، وقت فتح شام شہید ہوئے۔)، سعید بن العاصی بن سعید بن العاصی بن امیہ کوفہ کے گورنر عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کی طرف سے تھے۔ امیر المومنین عثمان ابن عفانؓ بن العاصی بن امیہ اور مروان ابن الحکم بن ابی العاصی بن امیہ ہیں۔ ان کے اعقاب خلفائے اسلام اور ملوک اندلس ہوئے ہیں، جن کا ذکر آئندہ اخبار دولت بنو امیہ میں آئے گا۔

ابو سفیان بن حرب بن امیہ اور ان کے لڑکے معاویہ امیر شام [3]، یزید، حنظلہ و عتبہ اور

---

1. عبد شمس، ہاشم اور مطلب کی ماں عاتکہ بنت مرہ بن ہلال ہے، اور نوفل کی ماں واقدہ بنت عمرو المازنیہ ہے۔ سیرت ابن ہشام، 97:1 [م۔ص]
2. دار الفکر کے نسخے میں ''العاص'' ہے۔ 392:2 [م۔ص]
3. پیش نظر عربی متون میں ''امیر شام'' کے بجائے ''امیر المومنین'' ہے۔ دار الکتب العلمیہ 377:2، دار الفکر 392:2۔ [م۔ص]

اُمِ حبیبہ ام المومنین (رضی اللہ عنہا) بھی اسی قبیلے سے تھیں۔ عتاب ابن اُسید بن ابی العاصی [1] بن امیہ کو مکہ کا عامل آنحضرت (ﷺ) نے وقت فتح مکہ مقرر کیا تھا، یہ اسی عہدے پر رہے، تا آنکہ وقت انتقال سیدنا ابوبکر صدیقؓ ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ نیز اسی قبیلے سے بنوابی الشوارب ہیں، (جو زمانۂ المتوکل سے عہد حکومت المقتدر تک بغداد کے قاضی تھے۔) یہ لوگ ابوعثمان بن عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابی العاصی [العاص] کی نسل سے ہیں۔

بنونوفل

بنونوفل بن عبد مناف سے جبیر ابن مطعم بن عدی بن نوفل (مشہور صحابی) اور طعیمہ بن عدی ہیں، (جو [طعیمہ] جنگ بدر میں بہ حالت کفر مارا گیا، اسی کے غلام آزاد وحشی ہیں، جنھوں نے جنگ احد میں حمزہ بن عبدالمطلب کو شہید کیا تھا۔)

بنومطلب

بنوعبدالمطلب [2] میں عبد مناف سے قیس بن [مخرمہ [3]] بن عبدالمطلب (صحابیؓ) اور ان کے لڑکے عبداللہ بن قیس مولیٰ یسار، جد محمد بن اسحاق بن یسار صاحب مغازی اور مسطح یعنی عوف بن اثاثہ بن عباد بن المطلب ہیں، (یہ منجملہ ان لوگوں کے ہیں جو افک میں شریک تھے اور نیز یہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔) رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب سخت ترین آدمیوں [میں] سے تھا، آنحضرت (ﷺ) کی دعائے بد سے عارضۂ صرع (مرگی) میں مبتلا ہوگیا، اور سائب بن عبد یزید وغیرہم ہیں۔ (یہ [سائب بن عبد یزید] آنحضرت ﷺ سے مشابہ تھا، جنگ بدر میں گرفتار کیا گیا۔) اسی کے اعقاب سے امام شافعیؒ محمد ابن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع بن سائب ہیں۔

---

1 پیش نظر عربی متون میں ''العاصی'' کے بجائے ''العاص'' ہے۔ دار الکتب العلمیہ 2:377، دار الفکر 2:392۔ [م۔ص]

2 عربی نسخوں میں ''بنو مطلب'' ہے۔ دار الکتب العلمیہ 2:377، دار الفکر 2:393۔ [م۔ص]

3 اصل نسخے میں ''محترمہ'' ہے۔ عربی نسخوں سے متن میں تصحیح کردی گئی ہے۔ دار الکتب العلمیہ 2:377، دار الفکر 2:393۔ [م۔ص]

بنو ہاشم

بنو ہاشم ابن عبد مناف سے عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔ یہ آنحضرت کے دادا ہیں، یہی بنو ہاشم کے سردار ہیں۔ مورخوں نے ہاشم کے اعقاب سے سوائے عبدالمطلب کے اور کسی کا ذکر نہیں کیا۔ عبدالمطلب کے دس لڑکے تھے (1) عبداللہ (آنحضرت ﷺ کے باپ، یہ سب سے چھوٹے تھے۔) (2) حمزہؓ (3) عباسؓ (4) ابوطالب (5) زبیر (6) مقوم (بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا اصلی نام عیذاق [غیداق[1] تھا) (7) ضرار (8) حجل (9) ابولہب (10) قثم۔

زبیر، قثم اور حمزہؓ کے اعقاب باقی نہ رہ گئے جیسا کہ ابن حزم نے تحریر کیا ہے۔ ابولہب کے اعقاب سے عتبہ صحابی ہیں۔ باقی رہے اعقاب عباسؓ و ابوطالب کے، وہ نہایت کثرت سے ہیں، جن کا حصر و شمار امکان سے خارج ہے۔ عظمت و شرافت بنو عباسؓ کی عبداللہ بن عباسؓ کی اولاد میں اور بنو ابی طالب کی عزت و جلالت امیر المومنین علیؓ کی اولاد میں ہے۔ ان دونوں بزرگوں کے بعد جعفر ابن ابی طالب کو شرف و عزت حاصل ہے۔ انشاء اللہ العزیز ہم ان کے مشاہیر کا ذکر ان کے تذکرۂ حکومت و دولت میں مفصل بیان کریں گے۔ ھذا آخر الکلام فی انساب قریش وانقضی بتمامھا الکلام فی انساب مضر وعدنان واللہ المستعان۔ (قریش کے نسب سے متعلق بحث یہاں ختم ہوئی، مضر اور عدنان کے انساب کے ضمن میں قریش کے نسب پر مکمل کلام کیا جا چکا ہے۔ اور اللہ ہی کی ذات ہے جس سے مدد طلب کی جا سکتی ہے۔)

مکہ میں قریش کی حکومت

ہم نے اس سے پیشتر عرب کے طبقۂ اولیٰ کے تذکرے میں بیان کیا ہے کہ حجاز اور کل ممالک عرب میں عمالقہ [Amalecites] (اولاد عملیق بن لاوذ) پھیلے ہوئے تھے۔ اور وہی اس سرزمین کے مالک تھے۔ جرہم بھی اسی طبقے میں یقطن بن شالخ بن ارفخشذ کی اولاد سے تھے اور مع اپنے بھائیوں حضرموت کے یمن میں رہتے تھے۔ اتفاق زمانہ سے یمن میں قحط پڑا؛ اس وجہ سے

[1] دارالکتب العلمیہ 379:2، دارالفکر 393:2۔ [م-ص]

بنو جرہم تہامہ کی طرف اپنے ما یحتاج الیہ [1] کی تلاش میں نکلے، اثنائے راہ میں اسماعیل اوران کی ماں بی بی ہاجرہ (علیہما السلام) سے زمزم کے قریب ملاقات ہوگئی، بقیہ واقعہ ان کا اور جرہم کا ابراہیم کے حالات میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

بنو جرہم کا مکہ میں قیام

الغرض جرہم نشیبی مکہ میں قطورا (بقیہ عمالقہ) کے پاس اترے۔ اُن دنوں بنو قطورا میں سُمیدع بن ہوثر ابن لاوی بن قطورا ابن ذکر بن عملاق یا عملیق حکمرانی کر رہا تھا۔ جس وقت جرہم کی خبر اس کی بقیہ قوم کو پہنچی، جو یمن میں بلائے قحط میں گرفتار تھی اوران کو یہ معلوم ہوا کہ جرہم کو حجاز میں تنگیٔ معیشت سے نجات مل گئی ہے تو وہ بھی اپنے قدیمی وطن یمن کو خیر باد کہہ کران میں آ ملے۔

ان دنوں ان میں مضاض بن عمرو بن سعید بن رقیب بن ہن بن نبت بن جرہم حکومت کر رہا تھا، پس جس وقت بقایا بنو جرہم مکہ میں آئے تو انھوں نے اپنے قیام کے لیے قعیقعان کو انتخاب کیا، چونکہ بنو قطورا نشیبی مکہ میں رہتے تھے اور مضاض نے آکر بالائی مکہ میں قیام اختیار کیا؛ اس وجہ سے جو شخص نشیبی مکہ کی طرف سے مکہ میں داخل ہوتا تھا، اس سے سمیدع بن ہوثر عشر (چنگی یا محصول) لیتا تھا۔ اور جو شخص اعلیٰ [بالائی] مکہ کی طرف سے مکہ میں آتا تھا، اس سے مضاض عشر وصول کرتا تھا۔ ھکذا عند ابن اسحاق والمسعودی۔ (ابن اسحاق اور مسعودی کا یہی خیال ہے۔)

بعضے کہتے ہیں کہ بنو قطورا بطون جرہم سے ہیں، عمالقہ سے ان کو کچھ تعلق نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

بعد چندے بنو قطورا اور ابنائے جرہم میں ملک داری کی وجہ سے مناقشہ پیدا ہوگیا، دونوں میں گھمسان لڑائی ہوئی، اثنائے لڑائی میں سمیدع مارا گیا۔ سمیدع کے مارے جانے سے عرب عاربہ [کا] زمانہ منقضی [2] ہوگیا اور مضاض کو پورے طور سے غلبہ وتصرف حاصل ہوگیا۔

---

1 = ضروریات زندگی، معاش۔ [م۔ص]

2 = ختم۔ [م۔ص]

حضرت اسماعیلؑ

اسماعیل نے انھیں بنوجرہم میں پرورش پائی، انھیں کی زبان سیکھی، انھیں میں سے پہلے حرا بنت سعد بن عوف بن ہمن بن نبت بن جرہم کے ساتھ عقد کیا، یہ وہی بی بی ہے، جس کے طلاق دینے کا ابراہیمؑ نے اشارہ فرمایا تھا، جب کہ [وہ] بہ حالت غیر موجودگی اسماعیلؑ کے مکہ میں آئے تھے۔ بعدہ حرا کی برادرزادی سامہ بنت مہلہل بن سعد بن عوف سے نکاح کیا (واقدی نے انھیں دو عورتوں کو کتاب انتقال النور میں ذکر کیا ہے۔) پھر ان دو بیویوں کے بعد سیدہ بنت الحرث بن مضاض بن عمرو بن جرہم سے عقد کیا۔

بیت الحرام کی تعمیر

جس وقت اسماعیلؑ تیس برس کے ہوئے، ابراہیمؑ شام سے حجاز میں آئے اور بہ حکم باری تعمیر کعبہ کی بنا ڈالی۔ دونوں باپ بیٹے نے مل کر بیت الحرام بنا لیا، یہی مکان اسماعیلؑ کا عبادت خانہ مقرر ہوا، اور جیسا کہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا تھا، اس کو لوگوں کا حج گاہ معین کر کے شام کی طرف واپس آئے۔ شام میں ابراہیمؑ کا انتقال ہوا جیسا کہ ماسبق میں بیان کیا گیا۔

حضرت اسماعیلؑ کی وفات

اسماعیل علیہ السلام عمالقہ اور جرہم اور اہل یمن کی طرف مبعوث ہوئے، بعضے ان میں سے ایمان لائے اور بعضے اسی حالت کفر میں مبتلا رہے تا آنکہ ایک سو تیس برس کی عمر میں آپ کا بھی انتقال ہو گیا اور اپنی ماں ہاجرہ کے قریب مقام حجر میں مدفون ہوئے۔

بنوجرہم کی تولیت

آپ کے بعد حسب وصیت آپ کے بیٹے قیذار بن اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کے متولی ہوئے، [قیذار کے معنی ہیں "مالک شتران" یہ اس وجہ سے کہ یہ اپنے باپ اسماعیلؑ کے اونٹوں کے مالک تھے اور بعضوں نے اس کے معنی بادشاہ کے بتلائے ہیں۔][1] لیکن قرابت قریبہ

---

1. اصل نسخے میں قلابین کی عبارت حاشیے میں ہے، جس سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ حاشیہ مترجم علام کی طرف سے اضافہ ہے، حالانکہ ابن خلدون نے سہیلی کے حوالے سے "قیذار" کے معنی بیان کیے ہیں، اس لیے حاشیے کی عبارت کو اس کی اصل جگہ متن کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے تا کہ ابن خلدون کی تحریر مترجم کی طرف منسوب نہ ہو۔ [م۔ص]

ہونے کی وجہ سے حرث بن مضاض یا خود ہی مضاض بن عمرو بن سعد بن رقیب بن ہن ابن نبت بن جرہم نے بیت اللہ کی تولیت اپنے قبضے میں لے لی اور بنو اسماعیلؑ نے ارض حرم ہونے کے سبب سے یا بوجہ عزیز داری کے کچھ دم نہ مارا۔

بنو جرہم کا مکہ سے اخراج

بعد چندے بنو جرہم نے ارض حرم کا پاس نہ کیا، بیت اللہ کی ہتک حرمت کرنے لگے، آپس میں آئے دن لڑنے لگے۔ یہ زمانہ وہ تھا جبکہ بنو حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر مزیقیا یمن سے جلاوطن ہو کر نکلے تھے، ان لوگوں نے مکہ میں پہنچ کر بنو جرہم کے ساتھ رہنے کا قصد کیا، بنو جرہم نے بنو حارثہ کو قیام سے روکا، دونوں قبیلوں میں اسی امر پر لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں بنو جرہم مغلوب اور بنو حارثہ غالب آئے، انھوں نے بنو جرہم کو مکہ سے نکال دیا اور بیت اللہ کا متولی بنو خزاعہ (جو انھیں کے قبیلے سے تھا) کو مقرر کیا۔

ابن اسحاق کہتا ہے کہ بنو جرہم کو تنہا خزاعہ نے نہیں نکالا تھا بلکہ بنو بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ اور بنو غبشان بن عبد عمرو بن لوی[1] بن ملکان بن افصی بن حارثہ اور خزاعہ نے مجتمع ہو کر بنو جرہم سے لڑائی چھیڑی، چونکہ بنو جرہم کا آفتاب اقبال ان کی بداعمالی کی وجہ سے لب بام آ گیا تھا۔ بنو کنانہ اور بنو حارثہ اور خزاعہ کو بنو جرہم پر فتح حاصل ہوئی۔ انھوں نے بنو جرہم کے سردار عمرو یا عامر بن الحرث بن مضاض اصغر کو مع بنو جرہم کے مکہ سے نکال دیا۔

حجر اسود کی گمشدگی اور اس کی تلاش

چنانچہ عمرو بن الحرث حجر اسود اور جمیع اموال کعبہ کو چاہ زمزم میں ڈال کر یمن کو مع اپنے قبائل کے چلا گیا۔ عمرو بن الحرث کو مکہ کی مفارقت اور کعبہ کی تولیت چھوڑنے پر سخت صدمہ ہوا، لیکن اس سے کیا حاصل تھا۔

زہیر[2] کا یہ بیان ہے کہ جنھوں نے اولاد اسماعیلؑ سے جرہم کو مکہ سے نکالا ہے، وہ ایاد بن نزار ہیں۔ بعد اس کے ایاد و مضر میں مناقشہ پیدا ہو گیا۔ مضر نے ایاد کو نکال باہر کیا اور ایاد جس

---

1. عربی متون میں "بَوِیّ" ہے۔ دارالفکر 397:2، دارالکتب العلمیہ 381:2۔ [م۔ص]
2. پیش نظر عربی متون میں "زبیر" ہے۔ دارالفکر 398:2، دارالکتب العلمیہ 382:2۔ [م۔ص]

وقت مکہ سے نکلنے لگے تو انھوں نے حجر اسود کو اکھاڑ کر بیت اللہ کے کسی مقام میں دفن کر دیا، یہ واقعہ بنوخزاعہ کی ایک عورت دیکھ رہی تھی، اس نے اپنی قوم کو اس سے آگاہ کر دیا۔ جس وقت بنومضر نے حجر اسود کی جستجو شروع کی، اس وقت بنوخزاعہ نے حجر اسود کا پتہ اس شرط سے بتایا کہ وہ ان کو بیت اللہ کا متولی بنائیں۔

بنوخزاعہ کی تولیت

چنانچہ اس بنا پر بنوخزاعہ کو بیت اللہ کی تولیت ملی اور وہی اس کے متولی رہے تا آنکہ ابوغبشان نے قصی بن کلاب کے ہاتھوں فروخت کیا۔ علاوہ تولیت کعبہ کے کہ وہ بنوخزاعہ کے قبضے میں تھی، باقی یہ تین [مندرجہ ذیل] امور کے مالک بنومضر تھے :-

1۔ یوم عرفہ لوگوں کو اجازت دینا، یہ کام بنوغوث بن مرہ کے سپرد تھا۔

2۔ منیٰ میں جو لوگ یوم النحر کی صبح کو جمع ہوتے تھے، ان کو کھلانا پلانا، یہ کام بنوزید بن عدی کے متعلق تھا۔

3۔ نسیٔ شہور حرام، اس کام کے منصرم بنومالک بن کنانہ تھے۔

ابن اسحاق کہتا ہے کہ اسی حالت پر بنوخزاعہ اور بنوکنانہ نے ایک مدت تک بسر کی۔ اس اثنا میں بطون کنانہ کی کثرت ہوئی، مختلف اور متعدد قبیلے اس سے متفرع ومتشعب ہوئے۔ بنومضر میں شرافت وعظمت بنوکنانہ کو، اور بنوکنانہ میں عزت وجلالت قریش کو، اور قریش میں سطوت وثروت بنولوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر کو حاصل تھی، ان کا سردار قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی ہے۔ اس کو اباً عن جد عزت حاصل تھی اور لوگ کثرت سے اس کے قرابت دار بھی تھے، لیکن جس وقت اس کا باپ کلاب اس دارِ فنا سے راہیٔ ملک بقا ہوا تھا، اس وقت اس نے آغوش مادر سے فرش زمین پر قدم تک نہ رکھا تھا، رضاعت کی حالت میں تھا۔ اس کی ماں فاطمہ بنت سعد بن یاسل بن خثعمہ اسدی نے بعد بیوگی، ربیعہ بن حرام بن محذرہ سے عقد کر کے اپنے بڑے لڑکے زہرہ کو (جو کہ بالغ تھا) مکہ میں چھوڑ کر مع اپنے بچۂ شیرخوارہ قصی کے بلاد عذرہ کی طرف چلی گئی۔ جب قصی جوان ہوا اور اس کو اپنے نسب وآبا واجداد کی کیفیت سے آگاہی ہوئی تو وہ اپنی قوم کی طرف مکہ میں چلا آیا، اس وقت بیت اللہ کی تولیت حلیل ابن حبشیہ بن سلول بن کعب

بن عمرو خزاعی کے قبضے میں تھی۔ قصی نے اس کی لڑکی حُبی سے عقد کرلیا، جس کے بطن سے عبد الدار، عبد مناف، عبد العزیٰ اور عبد قصی چار لڑکے پیدا ہوئے۔

قصی کی تولیت کعبہ

بعد چندے جب قصی کو ایک گونہ ثروت حاصل ہوگئی اور قابل اطمینان حالت میں اس نے اپنے کو دیکھ لیا اور اس اثنا میں حلیل مر گیا، تو اس نے اپنے کو بنو خزاعہ اور بنو بکر سے تولیت کعبہ کا زیادہ مستحق سمجھ کر قریش کو جمع کیا اور اپنے بھائی اخیافی[1] رزاح بن ربیعہ کو اپنی امداد کے لیے بلا لیا۔ جب یہ کل قبائل مجتمع ہوگئے، تو قصی نے بنو خزاعہ سے کعبہ کی تولیت چھین لی۔

بعضے کہتے ہیں کہ حلیل نے بوقت انتقال تولیتِ کعبہ کی وصیت قصی کے حق میں کی تھی۔

سہیلی کہتا ہے کہ ابن اسحاق کے سوا اور مورخین کا یہ بیان ہے کہ حلیل نے اپنے عالم ضعیفی میں مفتاح کعبہ اپنی لڑکی حبی کو دے دیا تھا، وہی کعبہ کھولتی تھی اور بند کرتی تھی اور گاہے گاہے حبی کے ہاتھ سے قصی مفتاح کعبہ لے لیتا تھا۔ جب حلیل کے مرنے کا زمانہ قریب آیا تو اس نے تولیت کعبہ کی وصیت بحق قصی کی، لیکن بعد انتقال حلیل بنو خزاعہ نے اس وصیت سے انکار کیا؛ اس وجہ سے بنو خزاعہ اور قصی میں لڑائی ہوئی، قصی نے اپنے بھائی اخیافی رزاح کو اپنی امداد کے لیے بلا بھیجا، بنو کنانہ کو جمع کر کے بنو خزاعہ سے لڑا، بنو خزاعہ کو ان کی شامت اعمال سے شکست ہوئی اور کعبہ کی تولیت قصی کے قبضے میں آ گئی۔

طبری کہتا ہے کہ جس وقت حلیل ضعیف ہوا اور وہ کلید کعبہ اپنی لڑکی حبی کو دینے لگا تو اس نے عورت ہونے کی وجہ سے کلید کعبہ لینے سے عذر کیا اور یہ کہا کہ کلید کعبہ کسی ایسے شخص کے سپرد کر دو جو تمھارا قائم مقام ہو۔ پس حلیل نے کلید کعبہ ابوغبشان سلیمان بن عمرو بن لوی بن ملکان بن قصی کو دے دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوغبشان حلیل کا بیٹا ہے۔ بہرکیف اسی ابوغبشان نے ایک زق[2]

---

[1] بھائی اخیافی = ایسے دو بھائی جن کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ۔ [م۔ص]

[2] الزق اسم عام للظرف فان کان فیه لبن فهو وطب وان کان فیه سمن فهو نحی وان کان فیه عسل فهو علة وان کان فیه ماء فهو شکوة وان کان فیه زیت فهو حمیت۔ (زق عام طور سے ہر برتن کو کہتے ہیں، پس اگر اس میں دودھ ہو تو وہ وطب ہے اور اگر اس میں روغن ہو تو وہ نحی ہے اور اگر اس میں شہد ہے تو وہ علۃ ہے اور اگر اس میں پانی ہے تو وہ شکوہ کہلاتا ہے اور اگر اس میں زیت ہے تو وہ حمیت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔) [مترجم]

خمر کے عوض کلید کعبہ قصی کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔

القصہ جب موسم حج آیا اور [قصی نے] تنہا کعبہ کی تولیت پر تصرف کرنا چاہا اور اس کی امداد کو بنوعذرہ (اس کے اخیافی بھائی) آ گئے اور اطراف وجوانب سے قریش (بنوکنانہ) جمع ہو گئے، اس وقت خزاعہ اور بنوبکر کو یہ معلوم ہوا کہ قصی ان کو تولیت کعبہ وانصرام امور حج سے مانع ہوگا، جیسا کہ بنوسعد کو رمی جمارہ اور اجازت حج سے روک دیا تھا۔ پس یہ خیال کر کے بنوخزاعہ اور بنوبکر، قصی سے آمادہ بہ جنگ ہو گئے، دونوں فریقوں میں کثرت سے کشت وخون ہوا، آخرالامر یہ امر ثالثی پر منحصر کیا گیا، یعمر ابن عوف بن کعب بن عمرو بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ فریقین کی رضامندی سے منحصر علیہ مقرر ہوا۔ یعمر ابن عوف نے قصی کو کعبہ کا متولی قرار دیا۔ پس اسی وقت سے قصی کعبہ کا متولی ہوا اور قریش کو اطراف وجوانب سے مجتمع کر کے ہر خاندان اور ہر بطن کو اس سرزمین مخصوص میں ٹھہرایا، جہاں پر کہ وہ عہد اسلام میں پائے گئے۔

دارالندوہ

قصی، بنولوی بن غالب سے پہلا وہ شخص ہے، جس کی اطاعت اس کی کل قوم نے کی اور وہی لوائے عرب کا مالک اور کعبہ کا متولی ہوا۔ قریش کل کام اس کی رائے سے کرتے تھے، ہر چھوٹے بڑے کام میں اس سے مشورہ لیتے تھے۔ چنانچہ اسی غرض کے لیے کعبہ کے سامنے ایک مکان بنوایا اور اس کا نام ''دارالندوہ'' رکھا، اس کا دروازہ مسجد حرام کی طرف تھا۔ قریش اس میں جمع ہوتے اور یہیں بیٹھ کر مشورہ کرتے تھے۔

ضیافت حجاج کے لیے قریش پر خراج

پھر اس کے بعد قصی نے اس خیال سے کہ حجاج خدا کے مہمان اور اس کے گھر کے زائر ہیں، ان کے کھانے اور پینے کا انتظام کیا اور اس [پر ہونے والے] مصارف کے لیے قریش پر سالانہ خراج مقرر کیا، جس کو وہ بہ خوشی خاطر ادا کرتے تھے۔ یہی امور ایسے تھے جن سے قریش کا اعزاز اور قبائل بنوعدنان سے بڑھ گیا۔ اور قصی مجاورت، سقایہ، رفادہ، ندوہ اور لوائے حرب کا متولی اور مالک ہو گیا۔

بنوعبدالدار کی تولیت

جب یہ ضعیف ہوا اور یہ اپنے فرائض منصبی ادا کرنے سے مجبور نظر آیا تو اس نے اپنے لڑکے عبدالدار کو کل ان امور میں جن کو وہ خود کر رہا تھا، بجائے اپنے مقرر کیا؛ اس وجہ سے کہ عبد مناف کی عزت وعظمت اس کی حالت حیات ہی میں قریش کرنے لگے تھے۔ قصی کے بعد عبدالدار کعبہ کا متولی ہوا۔ بعد اس کے اس کا لڑکا بجائے اس کے مامور ہوا۔

بنوعبدالدار اور بنوعبدمناف میں کشیدگی

اور ایک زمانے تک اس حالت پر رہا، تا آنکہ بنوعبدمناف نے بنوعبدالدار سے کعبہ کی تولیت وغیرہ چھین لینے کا قصد کیا اور اسی بنا پر فریقین میں نزاع پیدا ہوگئی۔ اس وقت قبیلۂ قریش کے یہ بارہ بطون مکہ میں موجود تھے :

(1) بنوالحرث بن فہر
(2) بنومحارب بن فہر
(3) بنوعامر بن لوی
(4) بنوعدی بن کعب
(5) بنوسہم بن عمرو بن ہُصیص بن کعب
(6) بنوجمح بن عمرو بن ہُصیص
(7) بنوتیم بن مرہ
(8) بنومخزوم بن یقظہ بن مرہ
(9) بنوزہرہ ابن کلاب
(10) بنواسد بن عبدالعزی بن قصی
(11) بنوعبدالدار
(12) بنوعبدمناف

پس بنوعبدمناف نے بنوعبدالدار سے بہ قصد انتزاع حکومت مکہ اپنے ہواخواہوں کو جمع کیا اور اس کام کے انصرام کو عبدشمس، عبدمناف کا بڑا لڑکا منتخب کیا گیا۔ بنواسد بن عبدالعزی، بنوزہرہ بن کلاب، بنوتیم اور بنوالحرث نے عبدشمس کی شرکت اختیار کی اور بنوعامر و بنومحارب نے فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھا۔ باقی بطون قریش یعنی سہم، بنوجمح، بنوعدی، بنومخزوم بنوعبدالدار کے ہمراہ ہوئے۔

فریقین مع اپنے ہمراہیوں اور احلاف کے میدان میں نکلے، مرنے اور مارنے پر مستعد ہوگئے، ایک دوسرے پر آواز کسنے لگے۔ بنوعبدالدار بنواسد کے مقابلے پر آئے اور بنوجمح، بنوزہرہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اور بنومخزوم نے بنوتیم سے صف آرائی کی، اور بنوعدی بنوحرث کے

مقابلے پر تلے۔

بنوعبدالدار اور بنوعبدمناف میں مصالحت

پھر فریقین کچھ سوچ سمجھ کر مصالحت پر آمادہ ہوئے، چنانچہ بعد ردوکد فریقین اس امر پر راضی ہو گئے کہ بنوعبدمناف سقایہ اور رفادہ کے متولی رہیں اور بنوعبدالدار مجاورت اور لوائے حرب کے مالک ہوں۔

ہاشم بن عبدمناف

چونکہ عبدشمس کا تجارت کی وجہ سے مکہ میں کم قیام رہتا تھا، اکثر اوقات شام کی طرف چلا جاتا تھا؛ اس وجہ سے عبدمناف کی سرداری اور سقایہ ورفادہ کا اہتمام ہاشم ابن عبدمناف کے سپرد کیا گیا۔ ہاشم نے حاجیوں کے کھانا کھلانے اور ان کے وفود کی تعظیم واکرام میں بہت بڑی سرگرمی ظاہر کی۔ لوگوں کا یہ خیال ہوا کہ سب سے پہلے ہاشم ہی نے ثرید کو ایجاد کیا اور اکثر یہ حجاج کو ثرید کھلایا کرتے تھے۔ [ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں کہ پہلے خمیر کر کے روٹی پکائی جائے، بعد ازاں آب گوشت میں تر کردی جائے اس طرح پر کہ کوئی جز ممتاز اس کا نہ رہ جائے۔[1]]

ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ ابتداً ہاشم ہی نے ایام سرما و گرما میں قیام وسفر کا طریقہ عرب کے لیے اختیار کیا تھا۔ میرے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ فصلین میں عرب کا ہر گروہ رحلتین کا عادی تھا؛ اس وجہ سے کہ ان کی ضروریات اور اونٹوں کو چرانے کی حاجتیں ان کو رحلتین پر فصلین میں مجبور کرتی تھیں۔ واقعی امر یہ ہے کہ جس گروہ کی معاشرت اونٹوں اور دنبوں پر موقوف ہو، وہ خواہ مخواہ فصل سرما میں بوجہ ان کے تولید کے چٹیل میدانوں کی طرف نکل جائے گا اور موسم گرما میں ٹھنڈی ہواؤں اور حبوب کی تلاش میں ٹیلوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جا کر مقیم ہوگا، نظر بریں طبائع عرب کی تکوین اور تخلیق اسی طرح پر ہوئی ہے، یہی معنی عروبیۃ کے ہیں اور یہ امرا کے شعار وخصائص میں داخل ہے۔

الغرض بعد چندے ہاشم کا مقام غزہ (ارض شام) میں انتقال ہو گیا، اس وقت اگرچہ

---

1 ثرید سے متعلق یہ تفصیل اصل نسخے میں حاشیے میں درج ہے۔ ابن خلدون کی عبارت ہونے کی بنا پر اس کو حاشیے سے متن کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے۔ [م-ص]

عبدالمطلب کی عمر کم تھی اور وہ یثرب (مدینۂ منورہ) میں رہتے تھے، لیکن یہی اپنے باپ کے قائم مقام مقرر کیے گئے۔

عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ

عبدالمطلب کا اصل نام شیبہ تھا۔ ان کی ماں سلمٰی بنو عدی (نجار) سے تھیں، یہ اپنی ماں کے پاس مدینہ میں رہتے تھے، جس وقت ہاشم کا انتقال ہوگیا تو ان کے بھائی مطلب اپنے بھتیجے کو لینے مدینہ گئے اور وہاں سے اونٹ پر اپنے پیچھے سوار کر کے لائے، شیبہ کے کپڑے میلے کچیلے گرد آلودہ تھے، چہرے سے یتیمی برس رہی تھی، اثنائے راہ میں جو کوئی مطلب سے پوچھتا تھا تو یہ جواب دیتا تھا هذا عبدی[1] (یہ میرا غلام ہے۔) اسی وجہ سے قریش نے بھی ان کو عبدالمطلب کہنا شروع کر دیا اور یہی نام مشہور ہوگیا۔

عبدالمطلب کی سرداری

جب تک عبدالمطلب کی کم سنی رہی، اس وقت تک مطلب سقایہ اور رفادہ کا اہتمام کرتے رہے، جب ان کا سن شعور آ گیا اور مطلب کا مقام ردمان (یمن) میں انتقال ہوگیا تو بنو ہاشم کی سرداری عبدالمطلب کے قبضے میں آئی اور وہی حجاج کو مکہ میں ٹھہراتے اور ان کو نہایت عمدگی سے کھانا کھلاتے تھے، ملوک یمن حمیری سے ان کے مراسم اتحاد تھے، جس وقت ابرہہ مکہ پر چڑھ آیا تھا، اس وقت یہ اس کے پاس گئے تھے، جس کو ہم اس سے پیشتر بیان کر چکے ہیں۔ اور یہی ابن ذی یزن کو مبارک باد بھی دینے گئے تھے جب کہ اس کو بہ مقابلۂ حبشہ فتح نصیب ہوئی تھی۔

چاہ زمزم اور عبدالمطلب کی نذر

جب عبدالمطلب نے چاہ زمزم کھودنے کا قصد کیا تو قریش نے مخالفت کی اور یہ مخالفت اس درجہ بڑھی کہ عبدالمطلب نے یہ منت مان لی کہ اگر میرے دس لڑکے ہوں گے اور یہ اس وقت بھی مخالفت کریں گے تو ایک لڑکے کو اللہ تعالیٰ کے تقرب کی غرض سے قربان کر ڈالوں گا۔

---

1 پیش نظر نسخوں میں عربی عبارت یہ ہے: فقالت قریش: هذا عبد ابتاعه المطلب (قریش نے کہا: یہ غلام ہے، اس کو مطلب نے خریدا ہے۔) دارالفکر 2:402، دارالکتب العلمیہ 2:387 [م۔ ص]

عبداللہ بن عبدالمطلب کا فدیہ

پس جب ان کے دس لڑکے ہو گئے تو انھوں نے بہ خیال ایفائے نذر ہبل (بت) کے پاس جا کر قرعہ ڈالا، اتفاق سے وہ قرعہ عبداللہ (پدر نبی ﷺ) کے نام پر نکلا، عبدالمطلب خود بھی کسی قدر متحیر ہوئے اور ان کی قوم نے بھی عبداللہ کے قربان کرنے سے روکا۔ مغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم نے کہا کہ کاہنوں سے دریافت کرو، جو وہ کہیں اس پر عمل کرو، عبدالمطلب نے مجبور ہو کر ایک کاہنہ عورت سے استفسار کیا، اس نے عبدالمطلب کو یہ تدبیر بتائی کہ دس اونٹوں پر بہ مقابلہ عبداللہ کے قرعہ ڈالو، پس اگر اونٹوں پر قرعہ آ گیا تو بہتر ورنہ دس دس بڑھاتے جاؤ تا آنکہ اونٹوں پر قرعہ آئے، جو تعداد قرعہ میں نکلے، وہی عبداللہ کا فدیہ ہے، انھیں کو ذبح کرنا ہے، چنانچہ عبدالمطلب نے ایسا ہی کیا، رفتہ رفتہ اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی، اس وقت قرعہ اونٹوں پر نکلا اور عبدالمطلب نے ان کو بہ نظر تقرب الی اللہ ذبح کیا؛ اسی وجہ سے آنحضرت (ﷺ) نے فرمایا ہے انـــا ابـــن الذبیحین (میں بیٹا ہوں دو ذبیحوں کا۔) یعنی عبداللہ (پدر نبی ﷺ) اور اسماعیل علیہ السلام (جد نبی ﷺ) یہ دونوں حسبتاً للہ قربانی کے لیے منتخب ہوئے، پھر ان کا فدیہ اونٹوں اور دنبے کے ذبح کرنے سے ادا کیا گیا۔

عبداللہ بن عبدالمطلب کا انتقال

بعد اس کے عبدالمطلب نے اپنے لڑکے عبداللہ کا عقد بی بی آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ کے ساتھ کر دیا، آپ ان سے حاملہ ہوئیں، اس اثنا میں عبدالمطلب نے عبداللہ کو کسی طرف کھجوروں کے خریدنے کو بھیج دیا اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

طبری بہ روایت واقدی تحریر کرتا ہے کہ عبداللہ ایک قافلۂ قریش کے ساتھ شام سے واپس ہو کر مدینہ میں آئے اور وہیں اتفاق وقت سے بیمار ہو کر انتقال کر گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت

عبدالمطلب کو اس واقعۂ جانکاہ سے سخت رنج ہوا، لیکن یہ رنج بہت جلد رسول اللہ ﷺ کے پیدا ہونے سے خوشی وخرمی سے بدل گیا۔ جل جلالہ، جس کی تشریف آوری کا ایک عالم میں شور

تھا، جس نے ایک زمانے سے کفر کی ظلمت مٹادی، جس کے نور کرامت ظہور نے بت پرستی والحاد کو جزیرہ نمائے عرب سے دور کر کے نور توحید سے اس کو معمور کیا، جس کی ذات بابرکات سے قبائل مضر اور جمیع عرب کو عزت وعظمت حاصل ہوئی۔ وہی دعائے خلیل اور نوید مسیح (یعنی محمد[1]) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تھے۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔ (یہ اللہ کا احسان ہے، جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔)

عبدالمطلب کی عمر

عبدالمطلب کی عمر بوقت انتقال ایک سو چالیس برس کی تھی۔

غلاف کعبہ

سہیلی کہتا ہے کہ چاہ زمزم کے کھودنے کے زمانے میں عبدالمطلب نے سونے کے دو ہرن اور چند تلواریں چاہ زمزم سے نکلوائیں، جن کو ساسان بادشاہ فارس نے بطور ہدیہ کعبہ کو بھیجا تھا اور ان کو حرث بن مضاض نے جس وقت بنو جرہم مکہ سے نکل کر جا رہے تھے، چاہ زمزم میں ڈال دیا تھا۔ عبدالمطلب نے ہرنوں کو توڑ واکر کعبہ کا حلیہ اور تلواروں کو توڑ پھوڑ کر لوہے کا دروازہ بنوادیا۔ عبدالمطلب ہی نے سب سے پہلے کعبہ کا حلیہ اور اس کا لوہے کا دروازہ بنوایا تھا۔

لیکن بعضے کہتے ہیں کہ پہلے جس نے کعبہ کا غلاف بنوایا اور اس میں دروازہ لگوایا وہ تبع حمیری ہے تاآنکہ عبدالمطلب نے یہ دروازے بنوائے۔ بعد اس کے عبدالمطلب نے چاہِ زمزم کے قریب ایک چھوٹا سا حوض بنوادیا، جس کی وجہ سے لوگوں کو پانی پینے اور لینے میں آسانی ہوتی تھی۔ قریش نے از راہِ حسد اس کو خراب کرنا شروع کر دیا لیکن بعد چندے قدرتی طور سے وہ خود اس فعل قبیح سے باز رہے۔

- ابن اسحاق تحریر کرتا ہے کہ سب سے پہلے بیت اللہ پر دیبا کا غلاف حجاج نے چڑھایا ہے۔

---

1. بہ روایت یہود چار ہزار چار سو چالیس برس بعد ہبوطِ آدمؑ رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ اور ترسایوں کا یہ خیال ہے کہ پانچ ہزار نو سو بہتر برس بعد ہبوطِ آدمؑ رسول اللہ ﷺ کا زمانہ ہوا اور عبداللہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ زمانہ ہبوطِ آدم سے زمانہ بعثت نبی ﷺ تک سات ہزار تین سو برس ہوتے ہیں۔ اور زمانہ عیسیٰ ابن مریم سے زمانہ آنحضرت تک چار سو چونتیس برس کی مدت گزری ہے، اس اثنا میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا، اسی کو زمانہ فترت کہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ [مترجم]

زبیر ابن بکار کا یہ بیان ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے یہ پوشش کعبہ کی بنوائی تھی۔

ایک گروہ مورخوں کا تحریر کرتا ہے، از انجملہ دارقطنی بھی ہے کہ چونکہ عباس کم سنی میں گم ہو گئے تھے؛ اس وجہ سے نتیلہ بنت جناب مادر عباس بن عبدالمطلب نے نذر کی تھی کہ اگر عباس مل جائیں گے تو کعبہ پر غلاف دیبا کا چڑھاؤں گی، چنانچہ جب وہ مل گئے تو نتیلہ نے ایفائے نذر کیا۔ واللہ اعلم۔

قریش کے حالات یہی تھے، ان کی حکومت مکہ میں تھی۔ بنوثقیف ان کے ہمسایہ طائف میں رہتے تھے، اعزاز وشرف کے لیے آپس میں ان دونوں کے جھگڑا ہوا کرتا تھا، یہ قبائل ہوازن میں سب سے زیادہ اور قوی تھے؛ کیونکہ قسیؑ بن منبہ بن بکر بن ہوازن کو ثقیف کے نام سے یاد کرتے ہیں، ان سے پہلے طائف میں بنوعدوان کا زور شور تھا، جس میں حکیم عرب عامر بن الظرب بن عمرو بن عباد بن یشکر بن بکر بن عدوان تھا۔ اس قبیلے کی کثرت نفوس اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ یہ لوگ تعداد میں ستر ہزار ہو گئے تھے۔ بعد چندے آپس میں لڑ جھگڑ کر تباہ وہلاک ہو گئے، معدودے چند جو باقی رہ گئے، ان پر ثقیف مسلط ہو گئے اور ان کو طائف سے نکال کر خود اس کے مالک ہو گئے تا آنکہ انھوں نے اسلام کو اسی حالت پر پایا۔

واللہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین والبقاء للہ وحدہ، صلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔ فقط

(اور اللہ ہی زمین اور اس پر بسنے والے لوگوں کا مالک ہے، اور وہ بہترین مالک ہے۔ اور باقی رہنے والی ذات صرف اللہ کی ہے، سیدنا محمدؐ اور آپ کے آل واصحاب پر اللہ کی رحمت وبرکت نازل ہو۔)

[توضیح مترجم]

علی العموم عرب جاہلیت کی کل قومیں نہایت سادہ مزاج تھیں، ان کا طریقۂ معاشرت بے حد سادہ اور بے تکلف تھا، ایک

گروہ ان کا وہ تھا جو پانی اور چراگاہ کی جستجو میں پھرا کرتا تھا، خیموں میں رہنا دشت بہ دشت کوہ بہ کوہ پھرنا ان کا کام تھا، ان کی معاشرت ایک چرواہے کی حیثیت سے کچھ زیادہ نہ تھی۔ دوسرا گروہ جو بہ نسبت ان کے تمدن پسند تھا وہ اپنے خیموں کو باقاعدہ ترتیب وانتظام سے دیہات اور دیہات سے قصبات اور قصبات سے شہر بنالیتا تھا، ان کا وقت کاشت کاری اور تجارت میں صرف ہوتا تھا، ان کی زندگی کسی قدر مہذب طریقے سے بسر ہوتی تھی۔ لیکن ان دونوں گروہوں کا قومی اور رواجی چال چلن ایک سا تھا۔ کھانے پینے میں کفایت شعاری، تھوڑی سی آمدنی پر قناعت، معتدل النوم ہونا، علی الصباح اٹھنا، فیاضی، مہمان نوازی اعلیٰ درجے کی صفت اور قومی خاصہ شمار کیا جاتا تھا۔ جو شخص ان کاموں کے کرنے میں غفلت یا کوتاہی کرتا تھا اس کو لوگ دل سے برا جانتے اور مذموم سمجھتے تھے۔ ہمسایہ کے حال پر مہربانی اور اس کی خبر گیری، مکان وخاندان ومال کی نگرانی، قیدیوں کو چھڑانا، محتاجوں بے کسوں کی مدد کرنا اوصاف حمیدہ وخصائل پسندیدہ میں شامل تھا۔ ہر عرب کو اپنی عزت اور وعدے کا خیال ایسا ہی ضروری تھا جیسا کہ مذکورۂ بالا اوصاف ضروری سمجھے جاتے تھے۔ بالوں کو مشک سے معطر کرنا، خوشبودار چمڑوں کی جوتیاں پہننی شان امارت میں داخل تھا۔ فصاحت وبلاغت، لطافت وظرافت دائرۂ کمال کے تکمیل کے لیے ضروری تھیں۔ شعر وشاعری کا بہت چرچا تھا۔ گھوڑے کی سواری، بھیڑیے کا شکار کرنا بہادری، جواں مردی کا عمدہ ترین ثبوت تھا۔ ایک مٹھی

ریت سونگھ لینے سے ریگستان کے طول وعرض کا اندازہ کر لیتے تھے۔

جہاں ان میں یہ خوبیاں تھیں اسی کے ساتھ ان میں جہالت بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ہر شخص کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر اس کے اونٹ کو بے آب ودانہ باندھ دیتے تا آنکہ وہ مرجاتا تھا۔ میت کا سوگ ایک برس تک رکھتے تھے۔ عورتیں کسی جانور کا دودھ نہیں دوہتی تھیں۔ مردہ جانوروں کا گوشت عمدہ اور لذیذ ترین غذا سے تھا۔ اونٹنی، بھیڑ، بکری دس بچے جننے کے بعد چھوڑ دی جاتی تھی اور جب وہ مرجاتی تو اس کا گوشت نہایت شوق سے صرف مرد کھایا کرتے تھے۔

الغرض اسی قسم کی قبیح رسمیں اور عادتیں ان نیم وحشی لیکن عالی دماغ اور آزاد منش قوم میں بہت سی رواج پذیر ہوگئی تھیں، جن کے دور کرنے اور نور توحید پھیلانے کے لیے اللہ جل شانہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا خاص برگزیدہ رسول کر کے بھیجا۔

رب صل وسلم علیه وعلی
آله واصحابه اجمعین
تم الجزء الثانی من ترجمة تاریخ ابن خلدون
ویلیه الجزء الثالث ان شاء الله تعالی واوله
اخبار النبوة والهجرة والغزوات۔

(تاریخ ابن خلدون کی دوسری جلد مکمل ہوئی، اس کے بعد ان شاء اللہ تیسری جلد شروع ہوگی، تیسری جلد کی ابتدا نبوت، ہجرت اور غزوات کے تذکرے سے ہوگی۔)

تاریخ ابن خلدون کتب تواریخ میں نہایت معتبر اور مستند کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔ یہ کتاب تین حصّوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں مقدمہ ہے جو نہایت جامع ہے۔ اس میں مختلف علوم وفنون پر بحث کی گئی ہے۔ دوسرے حصّے میں دنیا کی پیدائش سے لے کر آٹھویں صدی ہجری تک عرب اقوام اور ان کی معاصر قوموں اور حکومتوں کا تذکرہ ہے۔ تیسرا حصہ بربر قوم کی تاریخ کا احاطہ کرتا ہے۔ اس طرح یہ کتاب صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ مختلف علوم وفنون کا مجموعہ بھی ہے۔ عربی زبان میں لکھی گئی اس کتاب کا ترجمہ دنیا کی بیش تر زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اردو میں اس کا ترجمہ حکیم احمد حسین عثمانی الہ آبادی نے کیا ہے جو چودہ جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد دوم میں دولتِ فارس، یونان، روم، لاطینی، ملک قیاصرہ کیتم، قیاصرۂ منتصرہ قسطنطنیہ وشام، قوم قوط، ملک اندلس کے اخبار و انساب اور عرب کے طبقۂ ثالثہ، بنوحمیر، بنوکیلان، بنوقضاعہ، ملوک حیرہ وکندہ وغسان اور اوس و خزرج، ملوک یثرب اور قبائل بنوعدنان، مضر، قیس، الیاس اور قریش وغیرہم کے انساب وحکومت کے احوال وآثار نہایت تحقیق سے قلمبند کیے گئے ہیں۔

عبدالرحمٰن ابن خلدون یکم رمضان 732ھ بمطابق 27 مئی 1332 کو تیونس میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنے عہد کی نابغۂ روزگار شخصیات سے علوم وفنون کی تکمیل کی۔ انھوں نے مختلف ممالک کی سیاحت کی، سفارت کے فرائض انجام دیے، حکومتوں کا عروج وزوال بھی دیکھا۔ وہ حکومت کے مختلف معزز عہدوں پر فائز رہے۔ وہ چھ مرتبہ قاضی القضاۃ کے عہدے پر متمکن رہے۔ انھوں نے امام رازی کی کتاب محصل افکار المتقدمین والمتاخرین کی تلخیص لکھی۔ قصیدۂ بردہ، اور 'رجز' کی شرحیں لکھیں۔ تصوف، منطق اور ریاضی جیسے موضوعات پر بھی خامہ فرسائی کی۔ تاریخ ابن خلدون ان کا بہت بڑا علمی کارنامہ ہے جو ان کی شہرت دوام کا بھی سبب ہے۔

ISBN:978-93-87510-13-5
9 789387 510135
NCPUL
New Delhi
₹ 180/-

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان
وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند
فروغ اردو بھون، ایف سی، 33/9،
انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولا، نئی دہلی۔ 110025